(مُترجَم)

مِنہاجُ العابدِین

مؤلف

حُجّۃُ الاسلام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی

پیشکش:

مجلس المدینۃ العلمیۃ

شعبہ تراجمِ کتب

طریقۂ عبادت کی الہامی ترتیب پر مشتمل امام غزالی کی آخری تصنیف

مِنہاجُ العابدین

مُؤلّف

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیّدُنا اِمام محمد بن محمد غزالی شافعی

عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (اَلْمُتَوفّٰی ۵۰۵ھ)

پیش کش: مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ

(شعبہ تراجِم کُتُب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

www.dawateislami.net

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ الله وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ الله

نام کتاب : منہاج العابدین

مُؤَلِّف : حُجَّۃُ الْاِسْلَام اِمام محمد بن محمد غزالی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (اَلْمُتَوَفّٰی ۵۰۵ھ)

مُتَرجِمِین : مَدَنی عُلَما (شعبہ تراجِمِ کُتُب)

پہلی بار : رجب المرجب ۱۴۳۸ھ بمطابق اپریل 2017ء

تعداد :

ناشر : مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی کراچی

تصدیق نامہ

تاریخ: ۱۵ صفر المظفر ۱۴۳۸ھ حوالہ نمبر: ۲۱۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب ''منہاج العابدین'' (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلس تَفْتِیشِ کُتُب ورَسائل کی جانِب سے نظر ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کُفریہ عِبارات، اَخلاقیات، فقہی مسائل اور عَرَبی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر مُلاحَظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کِتابت کی غَلَطیوں کا ذِمّہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تَفْتِیشِ کُتُب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

16 - 11 - 2016

WWW.dawateislami.net, **E.mail**:ilmia@dawateislami.net

مدنی التجا: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اِجازت نہیں

www.dawateislami.net

یادداشت

دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمالیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ علم میں ترقّی ہوگی۔

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر

www.dawateislami.net

اجمالی فہرست

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
کتاب پڑھنے کی نیتیں	07	پہلی آفت: لمبی امید	156
تعارفِ علمیہ (از امیر اہلسنت مدّ ظلّہ)	08	دوسری آفت: حسد	162
مصنف ایک نظر میں	10	تیسری آفت: جلد بازی	165
پہلے اسے پڑھ لیجئے!	11	چوتھی آفت: تکبُّر	167
آغازِ سخن	15	قلبی آفات کی حقیقتوں اور تعریفوں کا بیان	170
عبادت کا بیان	19		
پہلی گھاٹی: علم کا بیان	30	امید کی حقیقت	170
دوسری گھاٹی: توبہ کا بیان	47	حسد کی حقیقت	174
فصل: توبہ کا طریقہ	61	جلد بازی کی حقیقت	175
تیسری گھاٹی: رکاوٹوں کا بیان	64	تکبُّر کی حقیقت	176
گوشہ نشینی کے متعلق احادیث میں تطبیق	89	پانچویں فصل: پیٹ کی حفاظت کا بیان	177
		حلال، حرام اور مشتبہ کا بیان	187
خیالات اور وسوسوں کا بیان	104	فصل: دنیا، مخلوق، شیطان اور نفس کے علاج کا بیان	200
تقوٰی کا بیان	120		
اعضاء کے تقوٰی کا بیان	135	فصل: آنکھ، زبان، پیٹ اور دل کی حفاظت کا بیان	209
پہلی فصل: آنکھ کا بیان	135		
دوسری فصل: کان کا بیان	139	فصل: دنیا سے بے رغبت کرنے والے راستے	218
تیسری فصل: زبان کا بیان	141		
چوتھی فصل: دل کا بیان	147	چوتھی گھاٹی: عوارض کی گھاٹی	223
دل کی آفات اور انکے علاج کا بیان	155	صبر کے فوائد و ثمرات کا بیان	271

www.dawateislami.net

فصل: رزق اور اس کے حصول کا بیان	277
فصل: حصولِ رزق میں اللہ پر توکّل کی نصیحتیں	283
تفویض کا بیان	291
قضائے الٰہی پر راضی رہنے کا بیان	294
صبر کا بیان	297
فصل: تدبیر کو اللہ تعالٰی کے حوالے کرنے کا بیان	303
پانچویں گھاٹی: عبادت پر ابھارنے والی چیزوں کا بیان	308
فصل: خوف و امید کی گھاٹی میں احتیاط کی ضرورت	317
راہِ خوف وامید پر چلنے کے تین اصول	320
خوف ورجا کے راستے کا پہلا اصول	321
خوف ورجا کے راستے کا دوسرا اصول	325
خوف ورجا کے راستے کا تیسرا اصول	339
موت کا بیان	339
قبر کا بیان	342
قیامت کا بیان	344
جنت و دوزخ کا بیان	346
فصل: پانچویں گھاٹی کا خلاصہ	354
چھٹی گھاٹی: عبادت کو خراب کرنے والی چیزوں کا بیان	356
ریاکاری کی دو رسوائیاں اور دو مصیبتیں	357
خود پسندی کا بیان	370
فصل: ریاکاری و خود پسندی اور ان کے خطرات کا بیان	375
ریاکاری سے حفاظت کے چار اصول	376
خود پسندی سے بچانے والے اصول	381
فصل: فضلِ الٰہی بھلا کر اپنے عمل کو اچھا جاننے والا	387
فصل: خوابِ غفلت سے بیداری کی دعوت	390
فصل: عبادت میں اخلاص کا بیان	406
ساتویں گھاٹی: حمد و شکر کی گھاٹی	410
حمد و شکر کی حقیقت، تعریف اور حکم کا بیان	414
فصل: حمد و شکر کے واجب ہونے کا بیان	422
فصل: بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کے وجوب کا بیان	439

www.dawateislami.net

فصل: دلوں سے طے ہونے والی روحانی راہِ آخرت کا بیان	448	تفصیلی فہرست	468
		ماخذ و مراجع	482
فرماں بردار بندے کی 40 بزرگیوں کا بیان	455	اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ کی کتب کا تعارُف	485

فقہائے سبعہ

حضرت سیِّدُنا سعید بن مُسَیِّب، حضرت سیِّدُنا عُروہ بن زُبَیر، حضرت سیِّدُنا قاسم بن محمد بن ابی بکر، حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث، حضرت سیِّدُنا خارجہ بن زید بن ثابت، حضرت سیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ بن عبدُ اللہ بن عُتْبہ اور حضرت سیِّدُنا سلیمان بن یسار رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی۔

سیِّدی اعلیٰ امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن حَیَاتُ الْحَیْوَان کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امام دَمیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے بعض اہل خیر سے روایت کیا: اِنَّ اَسْمَاءَ الْفُقَهَاءِ السَّبْعَةِ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِالْمَدِيْنَةِ الشَّرِيْفَةِ اِذَا كُتِبَتْ فِيْ رُقْعَةٍ وَّجُعِلَتْ فِي الْقَمْحِ فَاِنَّهٗ لَا يَسُوْسُ مَادَامَتِ الرُّقْعَةُ فِيْهِ یعنی مدینہ طیبہ کے ساتوں فقہائے کرام کے اسمائے طیبہ اگر ایک پرچہ میں لکھ کر گیہوں میں رکھ دیا جائے تو جب تک وہ پرچہ رہے گا گیہوں کو گھن نہ لگے گا۔ اسی (یعنی حَیَاتُ الْحَیْوَان) میں بعض اہل تحقیق سے روایت کیا: اِنَّ اَسْمَاءَ هُمْ اِذَا كُتِبَتْ وَعُلِّقَتْ عَلَى الرَّاْسِ اَوْ ذُكِرَتْ عَلَيْهِمْ اَزَالَتِ الصُّدَاعَ (یعنی:) ان فقہائے کرام کے نام لکھ کر سر پر رکھے جائیں یا پڑھ کر سر پر دم کئے جائیں تو دردِ سر کھو دیتے ہیں۔

(فتاوٰی افریقہ، ص ۱۷۳، نوری کتب خانہ لاہور پاکستان)

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”امام غزالی“ کے 9 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ”9 نیّتیں“

فرمانِ مصطفٰے: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲)

دو مَدَنی پھول: (۱) بِغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

(۱) ہر بار حمد و صلوٰۃ اور تَعَوُّذ و تَسْمِیَہ سے آغاز کروں گا۔(اسی صَفْحَہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے اس پر عمل ہو جائے گا)(۲) رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مُطالَعَہ کروں گا۔(۳) حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور قبلہ رُو مُطالَعَہ کروں گا۔(۴) قرآنی آیات اور اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا۔(۵) جہاں جہاں ”اللّٰہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں **عَزَّوَجَلَّ** اور جہاں جہاں ”**سرکار**“ کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں **صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم** اور جہاں جہاں کسی **صحابی یا بزرگ** کا نام آئے گا وہاں **رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ** اور **رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ** پڑھوں گا۔(۶) اس کتاب کا مُطالَعَہ شروع کرنے سے پہلے اس کے مؤلِّف کو ایصالِ ثواب کروں گا۔(۷) (اپنے ذاتی نسخے کے) ”یادداشت“ والے صَفْحَہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا۔(۸) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔(۹) کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطَّلع کروں گا۔

(ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

www.dawateislami.net

اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیہ

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا **ابوبلال محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک "**دعوتِ اسلامی**" نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ عِلْمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن خوبی سر انجام دینے کے لئے مُتَعَدَّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس "اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیہ" بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے عُلَما و مفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام پر مشتمل ہے، جس نے خالِص علمی، تحقیقی او راشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت (۲) شعبہ تراجِمِ کُتُب (۳) شعبہ درسی کُتُب

(۴) شعبہ اِصلاحی کُتُب (۵) شعبہ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبہ تخریج[1]

"اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیہ" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بِدعت، عالِمِ شَریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافِظ القاری شاہ

---

[1]... تادمِ تحریر (رجب المرجب ۱۴۳۸ھ) شعبے مزید قائم ہو چکے ہیں: (۷) فیضانِ قرآن (۸) فیضانِ حدیث (۹) فیضانِ صحابہ واہلِ بیت (۱۰) فیضانِ صحابیات وصالحات (۱۱) شعبہ امیر اہلسنّت مَدَّظِلُّہٗ (۱۲) فیضانِ مدنی مذاکرہ (۱۳) فیضانِ اولیاو علما (۱۴) بیاناتِ دعوتِ اسلامی (۱۵) رسائلِ دعوتِ اسلامی (۱۶) عربی تراجم۔ (**مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیہ**)

www.dawateislami.net

امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسْع سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اوراشاعتی مَدَنی کام میں ہر ممکن تعاوُن فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مُطالَعَہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ''**دعوتِ اسلامی**'' کی تمام مجالِس بَشُمُول ''**اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیہ**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عَمَلِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنَّتُ البقیع میں مدفن اور جنَّتُ الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

دعوتِ اسلامی کے **سنتوں** کی **تربیت** کے **مدنی قافلوں** میں سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے **مدنی انعامات کا کارڈ** پُر کر کے ہر **مدنی ماہ** کے دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے **پابندِ سنّت** بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور **ایمان** کی **حفاظت** کے لئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

www.dawateislami.net

مُصَنِّف ایک نَظَر میں

نام و نسب: محمد بن محمد بن محمد بن احمد طوسی غزالی شافعی۔**کنیت:** ابو حامد۔

لقب: حُجَّۃُ الْاِسْلَام، کیونکہ آپ کو دیکھ کر بڑے بڑے عیسائی مسلمان ہوئے۔

ولادت: ۴۵۰ھ خراسان کے ضلع طوس کے علاقے طابران میں ہوئی۔

خاندان: والد ماجد دھاگے کے تاجر ہونے کی وجہ سے ”غزالی“ کہلاتے تھے، بڑے نیک انسان تھے، عُلَما کی صحبت میں رہ کر ان کی خدمت کرتے، عالِم اولاد کی دعا کرتے جو اِمام غزالی اور احمد غزالی کی صورت میں مقبول ہوئی، انہوں نے اپنا تمام سرمایہ بیٹوں کی تعلیم وپرورش پر خرچ کرنے کی وصیت فرمائی۔

تعلیم و تدریس: ابتدائی تعلیم اپنے ہی شہر میں سیِّدُنا احمد راذکانی سے حاصل کی، پھر جرجان ونیشاپور میں سیِّدُنا ابو نصر اسماعیلی اور امامُ الحرمین جوینی کی شاگردی اِختیار فرمائی اوراُن کے وصال کے بعد امامُ الحرمین کے منصب پر فائز ہوئے، پھر چار سال بغداد میں علم کا اجالا پھیلایا، پھر حج کے بعد دمشق پہنچے، ایک عرصہ بیتُ المقدس میں گزرا، دوبارہ دمشق آئے اور 10 سال تک شام میں رہے۔ پھر حجاز، بغداد اور نیشاپور آنا جانا رہا اور بالآخر اپنے آبائی شہر طوس واپس آکر عبادت وریاضت میں مشغول ہوگئے۔

بیعت: 27 سال کی عُمر میں سیِّدُنا شیخ فضل بن محمد فارمذی طوسی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے جو کہ سیِّدُنا امام ابو القاسم قشیری کے جلیلُ القدر شاگرد ہیں۔

تصنیف و تحریر: کئی علوم وفنون میں سینکڑوں کتب ورسائل لکھے جن میں ”اِحیاءُ العلوم، مِنْہَاجُ العابدین، کیمیائے سعادت اور اَیُّہَا الْوَلَد“ وغیرہ کو بہت شہرت ملی۔

وصال شریف: ۱۴ جُمادَی الْاُخریٰ ۵۰۵ھ طابران کے مقام پر ہوا۔

www.dawateislami.net

پہلے اسے پڑھ لیجئے!

عبادت وہ غایتِ تعظیم ہے جو بندہ اپنی عبدیت اور معبود کی اُلوہیت کے اعتقاد و اعتراف کے ساتھ بجالائے۔[1]

عبادت ایک طرف ایمان کا نور، جان کی راحت، دل کا سرور، آنکھوں کی ٹھنڈک اور قلب وروح کی صفائی کا سامان ہے تو دوسری طرف شیطان سے جنگ اور نفس سے لڑائی ہے۔ انسان کی تخلیق کا سب سے ایک بڑا مقصد عبادت ہے۔ سیِّدُ الطائفہ حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی سے عرض کی گئی: کچھ لوگ پیدا ہوئے کہ نماز وغیرہ عبادات چھوڑ دی ہے اور کہتے ہیں کہ شریعت تو "راستہ" ہے، ہم پہنچ گئے ہمیں "راہ" کی حاجت نہیں۔ فرمایا: "صَدَقُوْا لَقَدْ وَصَلُوْا وَلٰکِنْ اِلٰی اَیْنَ اِلَی النَّار یعنی وہ سچ کہتے ہیں ضرور پہنچ گئے مگر کہاں تک، جہنم تک۔" پھر فرمایا: اگر مجھے صدہا برس کی عمر دی جائے تو فرض تو فرض جو نفل مقرر کر لئے ہیں ہر گز نہ چھوڑوں۔[2]

پھر یہ کہ جب انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو اب اُسے ساری زندگی عبادت کرنی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حبیبِ مکرم، شفیعِ معظّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ارشاد فرمایا:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ (پ۱۴، الحجر: ۹۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔

معلوم ہوا کہ عبادت نہ صرف لازم ہے بلکہ ساری عمر کے لئے ضروری ہے اور

1... خزائن العرفان، پ۱، البقرہ، تحت الآیۃ: ۲۱

2... فتاوی رضویہ، ۱۴/ ۴۰۹

www.dawateislami.net

بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ولی بن جائے وہ عبادات سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ جب امامُ الانبیا، حبیبِ کبریا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آخری دم تک عبادت کرنے کا حکم دیا گیا تو ہم کیا چیز ہیں۔ اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہیے جو اپنے آپ کو بڑے بلند مقام و مرتبہ پر فائز سمجھ کر عبادات کے معاملے میں خود کو بے نیاز جانتے ہیں، انہیں غور کرنا چاہیے کہ وہ کہیں شیطان کے خفیہ اور خطرناک وار کا شکار تو نہیں ہو گئے کیونکہ شیطان نے ایسے واروں کے ذریعے بڑے بڑے مشائخ کو گمراہ کیا ہے۔[1]

یاد رہے کہ ظاہری لحاظ سے عبادت ایک مشکل امر ہے کیونکہ اس کے ذریعے بندے کو اپنی منزل جنت تک پہنچنا ہے اور حدیث پاک میں ہے: ”اِنَّ الْجَنَّةَ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ یعنی بے شک جنت کو سختیوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔“[2] پھر یہ کہ جیسے ہر مسافر کے لیے راستے اور اس میں آنے والی مشکلات کا علم ہونا ضروری ہوتا ہے یونہی راہ جنت کے مسافر کے لیے اس راہ کا علم، اس میں آنے والی مشکلات کا علم اور ان مشکلات سے نکلنے کا علم ہونا ضروری ہے لہٰذا عبادت کے لیے سب سے پہلے ”علم“ ضروری ہے کہ یہ کیسے اور کس طرح کی جائے۔ حدیث پاک ہے کہ ”اَلْمُتَعَبِّدُ بِغَيْرِ فِقْهٍ كَالْحِمَارِ فِي الطَّاحُونَةِ یعنی بغیر علم عبادت کرنے والا اس گدھے کی طرح ہے جو آٹے کی چکی میں جتا ہو۔“[3] اور حضور غوث پاک شیخ عبدُ القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّهُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: تَفَقَّهْ ثُمَّ اعْتَزِلْ مَنْ عَبَدَ اللهَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ مَا يُفْسِدُهُ أَكْثَرَ مِمَّا يُصْلِحُهُ خُذْ مَعَكَ مِصْبَاحَ شَرْعِ

1... صراط الجنان، پ۱۴، الحجر: ۹۹، ۵/۲۷۴

2... معجم کبیر، ۹/ ۱۰۴، حدیث: ۸۵۴۶

3... حلیۃ الاولیاء، خالد بن معدان، ۵/ ۲۴۹، حدیث: ۷۰۰۵

www.dawateislami.net

رَبِّكَ یعنی فقہ حاصل کر اس کے بعد خلوت نشین ہو، جو بغیر علم کے خدا کی عبادت کرے وہ جتنا سنوارے گا اس سے زیادہ بگاڑے گا، اپنے ساتھ شریعتِ الٰہیہ کی شمع لے لے۔[1]

حصولِ علم کے بعد اُس پر عمل اور عمل میں استقامت و اخلاص کی باری آتی ہے۔ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِی ارشاد فرماتے ہیں: "سب لوگ مردے ہیں سوائے علما کے اور سب علما سورہے ہیں سوائے عمل کرنے والوں کے اور سب عمل کرنے والے دھوکے میں ہیں سوائے اخلاص والوں کے اور اخلاص والے بہت بڑے خطرے میں ہیں۔"

غور کیجئے کہ منزل اتنی عالی شان ہے، راستہ مشکل و طویل ہے اور مسافر انتہائی کمزور ہے، ساتھ ہی ساتھ دنیاوی مشاغل اسے گھیرے ہوئے ہیں، عمر بھی کم ہے اور غفلت نے بھی بسیرا کر رکھا ہے الغرض اس راہ کا توشہ (عبادت) جمع کرنا بظاہر مشکل و دشوار ہے مگر یہ کہ جو بندہ اپنی تمام تر ہمت جمع کرکے، غیر ضروری مصروفیات کو پس پشت ڈال کر اور نفس و شیطان سے مقابلے کے لیے ہتھیاروں سے لیس ہو کر اس راہ پر چل پڑے تو رحمتِ الٰہی اس کوشش کرنے والے کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ (پ۲۱، العنکبوت: ۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

زیرِ نظر کتاب "مِنْهَاجُ الْعَابِدِیْن" کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ کتاب حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِی کی مشہور و معروف آخری تصنیف ہے جس میں عبادت، علم، عمل، استقامت، اخلاص، توبہ، عبادت پر اُبھارنے

[1] ...بهجة الاسرار، ذكر فصول من كلام مرصعا بشيء... الخ، ص۱۰۶

www.dawateislami.net

والی اور اس میں رکاوٹ بننے والی باتوں اور حمد و شکر کو الہامی ترتیب سے بیان کیا گیا ہے۔

دعوت اسلامی کی علمی، تحقیقی اور اشاعتی مجلس **اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَه** کے "شعبہ تراجم کتب" (عربی سے اردو) کو اس ترجمہ کی سعادت ملی۔ ترجمہ کے لیے مؤسسة الرسالة بیروت کے مطبوعہ تحقیقی نسخے (۱۴۰۹ھ/ 1989ء) کو معیار بنایا گیا اور اس کے ساتھ مؤسسة السیروان دمشق، دار الفکر بیروت اور مصطفی البابی مصر کے مطبوعہ نسخے پیش نظر رہے نیز ترجمہ میں اکابرین اہلسنت کے تراجم سے بھی رہنمائی لی گئی ہے۔

اس کے ترجمہ و تقابل، نظر ثانی و تفتیشِ تخریج و پروف ریڈنگ وغیرہ کاموں کے لئے خصوصاً 2 اسلامی بھائیوں نے خوب کوشش فرمائی ہے: (۱)... **محمد امجد خان تنولی عطاری مدنی** اور (۲)... **ابو واصف محمد آصف اقبال عطاری مدنی**۔ اس کتاب کی شرعی تفتیش دار الافتاء اہلسنت کے مفتی حافظ **محمد حسّان عطاری مدنی** زِیْدَعِلْمُہٗ نے فرمائی ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے ہمیں اس کتاب کو پڑھنے، اس پر عمل کرنے اور دوسرے اسلامی بھائیوں بالخصوص مفتیانِ عِظام اور عُلَمائے کرام کی خدمتوں میں تحفۃً پیش کرنے کی سعادت عطا فرمائے اور **ہمیں اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش** کرنے کے لئے **مَدَنی اِنعامات** پر عمل کرنے کی توفیق اور **مَدَنی قافلوں** میں سفر کرنے کی سعادت عطا فرمائے اور **دعوتِ اسلامی** کی تمام مجالس بشمول مجلس **اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَه** کو دن پچیسویں اور رات چھبیسویں ترقّی عطا فرمائے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شعبہ تراجِم کُتُب (مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَه)

www.dawateislami.net

آغازِ سخن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَحَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡل

نیک، پرہیزگار اور فقیہ بزرگ حضرت سیِّدُنا عبد الملک بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرے استاد امام اَجَل، متقی وزاہد، خوش بخت وتوفیق یافتہ، اسلام کی حُجَّت، دین کی زینت اور امت کی عزت حضرت سیِّدُنا ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی طوسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے یہ کتاب مجھے املا کروائی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی روح کو بابرکت رکھے اور جنت میں ان کے درجات بلند فرمائے۔ یہ مختصر کتاب ان کی آخری تصنیف ہے جسے ان سے اُن کے خاص شاگردوں نے ہی لکھا ہے۔

کتاب کی ابتدا

تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہیں جو حکمت والا بادشاہ، جواد وکریم، غالب اور رحم فرمانے والا ہے، اسی نے انسان کو اچھی صورت پر بنایا اور اپنی قدرت سے آسمان اور زمین بنائے، اپنی حکمت سے دونوں جہاں کے امور کی تدبیر فرمائی اور جن وانس کو اپنی عبادت کے واسطے پیدا فرمایا، پس اس کا ارادہ کرنے والوں کے لیے راستہ واضح ہے اور دیکھنے والوں کے لیے اس پر روشن دلیل ہے لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت دے، بے شک وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے۔ تمام انبیا ومرسلین کے سردار حضرت محمد مصطفٰے پر اور آپ کی نیک وپاکیزہ آل اور تمام اصحاب پر قیامت تک درود وسلام نازل ہو اور ان کی عظمت قائم رہے۔

جنت کا راستہ

میرے بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں اور ہمیں اپنی رضا کی سعادت سے سرفراز فرمائے۔

www.dawateislami.net

جان لو کہ عبادت علم کا پھل اور عمر بھر کا فائدہ، بندے کی کل متاع، اولیا کی جمع پونجی، مضبوط لوگوں کا راستہ، مُعَزَّزِین و مُکَرَّمِین کا حصہ، ہمت والوں کا مقصد، مردوں کا پیشہ، بصیرت والوں کی پسندیدہ چیز اور یہی خوش بختی اور جنت کا راستہ ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ (پ۱۷، الانبیآء: ۹۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں تمہارا رب ہوں تو میری عبادت کرو۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّ كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ (پ۲۹، الدھر: ۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی۔

پھر جب ہم نے عبادت میں نظر کی اور اس کے ابتدائی راستوں سے اس کے انتہائی مقاصد جن کی عبادت گزاروں کو تمنا و آرزو ہے، تک غور و خوض کیا تو معلوم ہوا کہ یہ راستہ انتہائی دشوار اور مشکل ہے، اس میں بڑی بڑی گھاٹیاں، شدید مشقتیں، لمبی مسافتیں، بہت آفتیں، کثیر رکاوٹیں اور سخت دشواریاں ہیں، اس میں ہلاکت و تباہی چھپی ہوئی ہے، دشمن اور لٹیرے بے انتہا ہیں اور اس کے مسافر بہت تھوڑے ہیں، اس راستے کو ایسا ہی ہونا چاہیے کیونکہ یہ جنت کا راستہ ہے اور اس کے مشکل ہونے کی تصدیق رسولِ خدا، تاجدارِ انبیا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ان دو فرامین سے ہوتی ہے:

﴿1﴾... اِنَّ الْجَنَّةَ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ وَاِنَّ النَّارَ حُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ یعنی جنت کو تکالیف سے اور جہنم کو خواہشات سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ (1)

1... معجم کبیر، ۹/۱۰۴، حدیث: ۸۵۴۶

www.dawateislami.net

﴿2﴾...اَلَا وَاِنَّ الْجَنَّۃَ حَزْنٌ بِرَبْوَۃٍ اَلَا وَاِنَّ النَّارَ سَھْلٌ بِسَھْوَۃٍ یعنی سنو! بے شک جنت کی راہ انتہائی کٹھن ہے خبر دار! جہنم کی راہ بہت آسان ہے۔[1]

جب مطلوب بڑا ہو تو۔۔۔!

ان مشکلات کے ساتھ ساتھ بندہ بھی کمزور ہے، زمانہ مشکل ہے، دین کے معاملات پستی کی طرف جارہے ہیں، مددگار بہت تھوڑے ہیں، مصروفیات بہت زیادہ ہیں، عمر قلیل ہے اور عمل میں بھی کوتاہی ہے جبکہ عمل کو جانچنے والا بصیر ہے، موت بھی قریب ہے اور سفر بہت طویل ہے، اس کا زادِ راہ بھی صرف عبادت ہی ہے جس کے سوا کوئی چارہ نہیں اور یہ عبادت ہمارے پاس موجود نہیں ہے اور ہمیں اس کے لیے واپس بھی نہیں لوٹایا جائے گا پس جو عبادت کو زادِ راہ بنانے میں کامیاب ہو گیا یقیناً وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کامیاب اور خوش بخت ہو گیا اور جو اس سے محروم رہا یقیناً وہ گھاٹا اُٹھانے والوں کے ساتھ گھاٹے میں رہا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاکت میں جاپڑا۔

خدا کی قسم! یہ راستہ بہت دشوار اور پر خطر ہے، اسی وجہ سے اس راستے پر چلنے والے بہت تھوڑے ہیں، مقولہ ہے کہ ''اِذَا عَظُمَ الْمَطْلُوْبُ قَلَّ الْمُسَاعِد یعنی جب مطلوب بڑا ہو تو کوشش کرنے والے تھوڑے ہوتے ہیں۔'' پھر اس راستے پر چلنے والوں میں سے بہت کم ہی ثابت قدم رہتے ہیں اور ان میں سے بھی بہت تھوڑے مقصود و مطلوب تک رسائی پانے میں کامیاب ہوتے ہیں، اصل میں یہی وہ مُعَزَّزِین ہوتے ہیں جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی معرفت و محبت کے لیے منتخب فرمایا اور اپنی توفیق سے ان کی حفاظت فرمائی پھر اپنے فضل سے انہیں اپنی رضا اور جنت تک پہنچایا۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ

1...مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عباس، ۱/ ۷۰۰، حدیث: ۳۰۱۷

www.dawateislami.net

اپنی رحمت سے ہمیں اور تمہیں ان کامیاب لوگوں میں سے کر دے۔(اٰمین)

منہاج العابدین لکھنے کی وجہ

جب ہم نے اس راہ کو اتنا مشکل پایا تو اسے پار کرنے کے لیے گہرا غور وخوض کیا اور دیکھا کہ بندہ اس میں کن چیزوں کا محتاج ہوتا ہے مثلاً: قوت وطاقت، آلات اور علم و عمل کی تدبیر وغیرہ تو اس امید کے ساتھ کہ بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی توفیق سے سلامتی کے ساتھ اس راہ کو پار کر جائے اور اس کی ہلاکت خیز گھاٹیوں میں گر کر ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک نہ ہو، لہٰذا ہم نے اس راہ پر چلنے اور اسے پار کرنے کے متعلق چند کتابیں لکھیں جیسے: اِحْیَاءُ عُلُوْمِ الدِّیْن، اَسْرَارُ الْمُعَامَلَات، اَلْغَایَۃُ الْقَصْوٰی اور اَلْقُرْبَۃُ اِلَی اللہ وغیرہ، یہ کتابیں باریک علمی نکات پر مشتمل ہیں جس کی وجہ سے عام لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہیں اور اسی کم فہمی کی وجہ سے لوگ ان میں عیب لگانے لگے اور جو باتیں پسند نہ آئیں ان میں سرگرمی دکھانے لگے، بھلا ربُّ الْعٰلَمِیْن جَلَّ جَلَالُہٗ کے کلام سے بڑھ کر بھی کوئی کلام فصیح و بلیغ ہو سکتا ہے، کہنے والوں نے تو اس کے بارے میں بھی کہہ دیا کہ ”یہ تو اگلوں کی داستانیں ہیں۔“[1] کیا تم نے حضرت سیِّدُنا امام زین العابدین علی بن حسین بن علی عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا یہ فرمان نہیں سنا:

اِنِّیْ لَاَکْتُمُ مِنْ عِلْمِیْ جَوَاهِرَهٗ ۔۔۔ کَیْلَا یَرٰی ذَاکَ ذُوْ جَهْلٍ فَیَفْتَتِنَا
وَ قَدْ تَقَدَّمَ فِیْ هٰذَا اَبُوْ حَسَنٍ ۔۔۔ اِلَی الْحُسَیْنِ وَوَصّٰی قَبْلَهُ الْحَسَنَا
یَارُبَّ جَوْهَرِ عِلْمٍ لَوْ اَبُوْحُ بِهٖ ۔۔۔ لَقِیْلَ لِیْ اَنْتَ مِمَّنْ یَّعْبُدُ الْوَثَنَا
وَلَاسْتَحَلَّ رِجَالٌ مُّسْلِمُوْنَ دَمِیْ ۔۔۔ یَرَوْنَ اَقْبَحَ مَا یَاْتُوْنَهٗ حَسَنَا

---

[1] ...پ۱۸، الفرقان: ۵

www.dawateislami.net

ترجمہ:(۱)... میں اپنے علمی جواہر پوشیدہ رکھتا ہوں تاکہ جہلا انہیں دیکھ کر فتنے میں مبتلا نہ ہوں۔(۲)...اس کے متعلق اس سے پہلے حضرت سیِّدُنا ابو حسن علیُ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بھی حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو وصیت کر گئے کہ (۳)... میرے ایسے کئی پوشیدہ علوم ہیں جنہیں میں ظاہر کر دوں تو مجھے کہا جائے گا تو تو بتوں کی پوجا کرنے والا ہے اور (۴)... مسلمان میرے خون کو حلال سمجھ بیٹھیں گے (یعنی مجھے قتل کر دیں گے) اور اس برے کام کو اچھا سمجھیں گے۔

مگر اب حالات کا اربابِ دین سے تقاضا ہے کہ وہ ساری خلقِ خدا کو نظرِ رحمت سے دیکھیں اور بحث و مباحثہ ترک کر دیں۔ میں نے اُس کی بارگاہ میں التجا کی جس کے قبضہ میں تمام مخلوق اور ہر معاملہ ہے کہ وہ مجھے ایسی کتاب لکھنے کی توفیق عطا فرمائے جس پر سب کا اتفاق ہو اور اسے پڑھ کر لوگ فائدہ اٹھائیں پس اس نے میری التجا قبول فرمائی کیونکہ جب کوئی بے چین و مُضْطَر اسے پکارے تو وہ اس کی پکار سنتا ہے، اس نے اپنے فضل سے مجھ پر اس تصنیف کے راز آشکار فرمائے اور ایک ایسی منفرد ترتیب الہام فرمائی جو علومِ دینیہ کے حقائق پر مشتمل میری سابقہ کتب میں نہیں تھی، یہ میری وہ تصنیف ہے جس کی تعریف میں خود کرتا ہوں۔ توفیق دینے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔

عبادت کا بیان

آسمانی اشارہ اور توفیقِ الٰہی

بندے کو عبادت کے لیے بیدار کرنے اور راہ عبادت پر چلنے کے لیے ابھارنے والی سب سے پہلی چیز آسمانی اشارہ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے خاص توفیق ہے، اس فرمانِ باری تعالیٰ میں اسی توفیق کی طرف اشارہ ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

www.dawateislami.net

اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰہُ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ (پ۲۳، الزمر: ۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔

اور اسی توفیق کی طرف حضور نبی کریم، رَءُوۡفٌ رَّحِیۡم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اس فرمان عالی سے اشارہ فرمایا کہ ”اِنَّ النُّوۡرَ اِذَا دَخَلَ الۡقَلۡبَ اِنۡفَسَحَ وَانۡشَرَحَ یعنی بے شک جب دل میں نور داخل ہوتا ہے تو دل کشادہ اور وسیع ہو جاتا ہے۔“ عرض کی گئی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس کی کوئی نشانی بھی ہے جس سے اس کی پہچان ہو سکے؟ ارشاد فرمایا: ہاں! دھوکے کے گھر (یعنی دنیا) سے کنارہ کشی، ہمیشہ کے گھر (یعنی جنت) کی طرف رغبت اور موت آنے سے پہلے موت کی تیاری۔[1]

سب سے پہلے

بندے کے دل میں جب سب سے پہلے یہ خیال آجائے کہ میں خود کو طرح طرح کی نعمتوں سے مالامال پاتا ہوں مثلاً: زندگی، طاقت، عقل، قوتِ گویائی اور ان کے علاوہ کئی اعلیٰ صفات ولذات اور میرے پاس ایسے اسباب بھی ہیں جن کے ذریعے میں خود سے آفات اور تکلیف دہ چیزوں کو دور کر سکتا ہوں۔ یہ ساری نعمتیں دینے والا ایک محسن بھی ہے جو مجھ سے ان کے شکر اور اپنی عبادت کا مطالبہ کر رہا ہے، اگر میں اس سے غافل ہوا تو یہ نعمتیں مجھ سے چھن جائیں گی اور مجھے اپنے محسن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی و عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا، پھر اس پاک ذات نے میری طرف ایک رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

---

1 ...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزھد، ما ذکر عن نبینا صلی اللہ علیہ وسلم، ۸/۱۲۶، حدیث: ۱۳

www.dawateislami.net

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی تو بھیجا ہے جسے ایسے معجزات عطا فرمائے ہیں جو عادات کے خلاف اور انسانی طاقت سے ماوراہیں، انہوں نے ہی مجھے بتایا کہ میرا ایک رب ہے جو شان والا، قدرت والا، علم والا، ارادہ فرمانے والا اور کلام فرمانے والا ہے، وہ حکم بھی دیتا ہے اور منع بھی فرماتا ہے، وہ اِس پر قادر ہے کہ اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو وہ میری پکڑ فرمائے اور وہ اس پر بھی قادر ہے کہ میں اس کی اطاعت کروں تو وہ مجھے ثواب عطا فرمائے۔ وہ میرے چھپے ہوئے کو بلکہ وہم وخیال میں آنے والی ہر بات کو جانتا ہے، اس نے جنت کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور جہنم کی وعید بھی سنائی ہے اوراس نے شرعی قوانین کی پابندی کرنے کا حکم دیا ہے۔

خوف و گھبراہٹ کی ضرورت

اب بندہ یہ خیال کرے کہ وہ ذات قادر مطلق ہے اور میں ممکن وفانی ہوں اور ایسا تصور کرنا کوئی مشکل بھی نہیں پہلی کوشش میں ہی بندہ یہ تصوُّر قائم کر سکتا ہے۔ جب یہ تمام باتیں اس کے تصور میں ہوں گی تو وہ اپنے معاملے کا خوف کھانے لگے گا اور اس پر گھبراہٹ طاری ہو جائے گی۔ پس یہی گھبراہٹ اس بندے کو بیدار کرتی ہے، اسی سے بندے کو حجت لازم ہوتی ہے اور یہی گھبراہٹ بندے کے حیلے بہانے جڑ سے کاٹ کر بندے کو آیاتِ الٰہیہ میں غور وفکر اور استدلال پر بَرانگیختہ کرتی ہے۔ اب بندہ مجبور ہو کر حیرانی وپریشانی میں اپنے دل ودماغ سے سوچ کر یالوگوں سے معلوم کر کے اپنی نجات وچھٹکارے کا راستہ ڈھونڈتا ہے تو اسے اس کے سوا کوئی راستہ نظر نہیں آتا کہ اپنی عقل کے ذریعے وجودِ کائنات سے کائنات کو بنانے والے پر دلائل تلاش کرے تاکہ اسے اس کا علم اور یقین حاصل ہو جائے جو اس سے پوشیدہ ہے اور وہ جان لے کہ اس کا ایک ربّ عَزَّوَجَلَّ ہے جس نے اسے نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کا پابند کیا ہے۔

www.dawateislami.net

راہِ عبادت کی پہلی گھاٹی

عبادت کی راہ میں پیش آنے والی یہ پہلی گھاٹی ہے اور اسے علم و معرفت کی گھاٹی کہا جاتا ہے تاکہ بندے کو عبادت کے معاملے میں بصیرت حاصل ہو جائے اور وہ بغیر تکلیف کے اس راہ پر چل پڑے اس طرح کہ دلائل میں نظر اور مکمل غور وفکر کرے، علمائے آخرت سے پوچھے جو کہ اس راہ کی رہنمائی کرنے والے اور اُمت کے چراغ و پیشوا ہیں، ان سے استفادہ کرے اور نیکوکاروں سے التجا کرے کہ وہ اس کے لیے توفیق و مدد کی دعا کریں تاکہ یہ توفیقِ الٰہی سے اس گھاٹی کو طے کر سکے اور اسے غیب پر علم اور یقین نصیب ہو جائے اور وہ یقین یہ ہے کہ اُس کا ایک معبود ہے جو واحد و یکتا ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اسی نے اُسے پیدا کیا اور اُس پر یہ ساری نعمتیں فرمائیں، اس پر اپنا شکر لازم کیا، اُسے ظاہر و باطن سے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا، اسے کفر و معاصی سے بچایا اور اپنی اطاعت کرنے پر ہمیشہ کے ثواب اور نافرمانی کرنے پر ہمیشہ کے عذاب کا فیصلہ فرمایا ہے۔ اب یہ معرفت اور غیب پر یقین بندے کو اس انعام فرمانے والے بادشاہ کی عبادت پر مُستَعِد و کمربستہ کرتا ہے جس کی اُس نے طلب کی تو اُسے پالیا اور اُس سے ناواقفی کے بعد اس کی معرفت حاصل کرلی، لیکن بندہ جانتا نہیں کہ اس کی عبادت کیسے کرے اور ظاہر و باطن میں اس کی اطاعت کو کیسے خود پر لازم کرے، پس اِس قدر معرفتِ الٰہی حاصل ہونے کے بعد بندہ خوب کوشش کرے یہاں تک کہ خود پر لازم ظاہری و باطنی فرائضِ شرعیہ سیکھ جائے۔

راہِ عبادت کی دوسری گھاٹی

جب فرائض کی معرفت اور علم مکمل کرلے تو عبادت کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہو

www.dawateislami.net

اور عبادت میں مشغول ہونے لگے تو اپنی طرف نظر کرے کہ میں تو خطاؤں اور گناہوں میں لتھڑا ہوا ہوں۔ اکثر لوگوں کا یہی حال ہے۔ پس خود سے کہے: میں عبادت کی راہ پر کیسے گامزن ہو سکتا ہوں حالانکہ میں تو گناہوں میں لتھڑا ہوا ہوں اور اس وقت بھی ان پر ڈٹا ہوا ہوں لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے میں گناہوں سے توبہ کروں تاکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ میری بخشش فرمائے اور مجھے گناہوں کی قید سے چھٹکارا مل جائے اور میں ان کی پلیدی و گندگی سے پاک صاف ہو کر عبادت و قربت کے لائق ہو جاؤں۔ اب یہاں بندے کو توبہ کی گھاٹی درپیش ہوتی ہے۔ اس گھاٹی کو عُبُور کرنا بھی ضروری ہے تاکہ بندہ اپنے مقصود تک پہنچ سکے، لہٰذا اسے عبور کرنے کے لیے توبہ کی تمام شرائط اور حقوق پورے کرے یہاں تک کہ اسے عبور کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

راہِ عبادت کی تیسری گھاٹی

پھر جب اسے سچی توبہ نصیب ہو جائے اور وہ اس گھاٹی کو عبور کر لے تو عبادت کی طرف متوجہ ہو جائے مگر یہاں وہ دیکھتا ہے کہ اسے طرح طرح کی رکاوٹوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور ہر رکاوٹ اپنے طور پر اسے عبادت سے روکے گی۔ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ رکاوٹیں چار ہیں: (۱)... دنیا (۲)... مخلوق (۳)... شیطان اور (۴)... نفس۔

لہٰذا بندہ ان رکاوٹوں سے دور ہونے اور ان کو خود سے دور کرنے کا شدید محتاج ہے ورنہ وہ اپنے مقصود یعنی عبادت میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ اس مقام پر بندے کو رکاوٹوں کی گھاٹی درپیش ہوتی ہے، یہ گھاٹی عبور کرنے کے لیے اسے چار چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے: (۱)... دنیا سے کنارہ کشی (۲)... مخلوق سے تنہائی (۳)... شیطان سے جنگ اور (۴)... نفس کی مخالفت۔

www.dawateislami.net

مشکل ترین معاملہ

نفس کا معاملہ ان سب سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ اس سے علیٰحدگی نہیں ہو سکتی، نہ ہی شیطان کی طرح اس پر انتہائی سختی کر کے مکمل طور پر مغلوب کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ عبادت کی سواری اور ذریعہ ہے، بندہ جس عبادت کا بھی ارادہ کر کے اس کی طرف متوجہ ہونا چاہے نفس سے اس کی موافقت کی امید نہیں کی جا سکتی کیونکہ نیکی و بھلائی کی مخالفت کرنا اور خواہش کی پیروی کرنا اس کی فطرت میں شامل ہے، ایسی صورت میں نفس کو تقویٰ کی لگام دینا ضروری ہے تا کہ نفس سرکشی و بغاوت نہ کرے اور بندے کا مُطیع و فرمانبردار رہے اور بندہ اسے نیک اور اچھے کاموں میں استعمال کرے اور ہلاکت و فساد کی جگہوں سے روکے، یوں اس گھاٹی کو عبور کرنے کا سوچے اور اس پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے مدد چاہے۔

راہِ عبادت کی چوتھی گھاٹی

پھر جب بندہ اس توبہ کی گھاٹی کو عبور کر کے عبادت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو یہاں پھر چند عوارض اس کا راستہ روک دیتے ہیں اور عبادت کی طرف بڑھنے دیتے نہ عبادت کے لیے وقت نکالنے دیتے ہیں۔ ان عوارض کی بھی چار قسمیں ہیں: **پہلا عارضہ رزق ہے۔** نفس اس کا مطالبہ کرتا ہے اور کہتا ہے: میرے لیے رزق اور غذا ضروری ہے، اگر میں دنیا سے کنارہ کشی اور مخلوق سے گوشہ نشینی اختیار کر لوں گا تو میرے کھانے پہننے کا کیا ہو گا؟ **دوسرا عارضہ:** ہر اس چیز کا خیال جس سے تم ڈرتے ہو یا جس کی امید کرتے ہو، جسے چاہتے ہو یا جسے ناپسند کرتے ہو حالانکہ نہ تم اس کی بہتری کو جانتے ہو نہ فساد کو کیونکہ تمام امور کے انجام پوشیدہ ہیں اور دل ان میں مشغول ہے، اسی لیے

www.dawateislami.net

بندہ بسا اوقات کسی ہلاکت یا فساد میں پڑ جاتا ہے۔ **تیسرا عارضہ:** مصائب اور تکالیف جو ہر طرف سے حملہ آور ہوتی ہیں خاص طور پر جب بندہ مخلوق کی مخالفت، شیطان سے جنگ اور نفس کی مخالفت کے لیے کمربستہ ہوتا ہے، اس وقت کئی مرتبہ غصہ پینا پڑتا ہے، کئی مرتبہ تکلیف و شدت برداشت کرنی پڑتی ہے، کئی رنج و غم درپیش ہوتے ہیں اور کئی مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ **چوتھا عارضہ:** قضائے الٰہی کی مختلف صورتوں کا پیش آنا، کبھی میٹھی کبھی کڑوی، یہ قضا بندے پر وقتاً فوقتاً بدلتی رہتی ہے کبھی نفس ناراضی کی طرف جلدی کرتا ہے کبھی فتنے کی طرف دوڑتا ہے۔

الغرض یہاں بندے کو چار عوارض کی گھاٹی کا امتحان درپیش ہوتا ہے اور اسے عبور کرنے کے لیے بندے کو چار چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے: (۱)...رزق کے معاملے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر توکُّل کرنا (۲)...وسوسوں کی جگہ میں معاملہ سپردِ خدا کر دینا (۳)...مصیبت و تکلیف میں صبر کرنا اور (۴)...قضائے الٰہی پر راضی رہنا۔ پس بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حسن توفیق اور تائید سے عوارض کی اس گھاٹی کو عبور کر لیتا ہے۔

راہِ عبادت کی پانچویں گھاٹی

جب بندہ اس گھاٹی کو پار کر کے عبادت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ نفس تو بہت کمزور اور سست ہے، نیکی کی طرف کماحقہ چستی اور پھرتی نہیں دکھاتا، اس کا میلان تو ہمیشہ غفلت، نیکیوں سے دوری، سرکشی، آرام وراحت، برائیوں اور لغو و بے ہودہ باتوں کی طرف ہوتا ہے لہٰذا اس کے ساتھ ایک چلانے والا ہونا چاہیے جو اسے نیکی اور فرمانبرداری کی طرف بلائے اور اس میں عبادت کا شوق پیدا کرے، یونہی ایک روکنے

www.dawateislami.net

والا بھی ہونا چاہیے جو اسے گناہوں اور نافرمانیوں سے باز رکھے اور وہ دو چیزیں یہ ہیں: (۱)...رجا(یعنی امید)اور(۲)...خوف۔رجا یہ ہے کہ بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے ملنے والے عظیم ثواب اور اس کی طرف سے مختلف انعامات وبزرگیوں کے وعدوں کی امید رکھے اور انہیں یاد کرے۔تو یہ امید نفس کو نیکی پر ابھارے اور اس کا شوق دلائے گی جبکہ **خوف** یہ ہے کہ بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے تیار کردہ دردناک عذاب اور اس کی جانب سے طرح طرح کی سزاؤں اور رسوائی کی وعیدوں سے ڈرے۔تو یہ ڈر نفس کو گناہوں سے ڈرائے اور باز رکھے گا، پس یہاں بندے کو بواعث یعنی عبادت پر ابھارنے والی چیزوں کی گھاٹی کا سامنا ہوتا ہے اور اسے طے کرنے کے لئے خوف ورجا کی ضرورت ہے لہٰذا بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی توفیق سے اس گھاٹی کو طے کرنا شروع کر دے۔

راہِ عبادت کی چھٹی گھاٹی

جب بندہ اس گھاٹی کو عبور کرلیتا ہے تو دل جمعی کے ساتھ عبادت کی طرف بڑھتا ہے، اب نہ اسے کوئی رکاوٹ نظر آتی ہے نہ کوئی مشغولیت بلکہ وہ اپنے اندر عبادتِ الٰہی کی دعوت دینے اور ابھارنے والے اوصاف وجذبات پاتا ہے۔یوں بندہ بڑے شوق سے عبادت کی طرف بڑھتا اور کیف وسرور کے ساتھ اس میں مشغول ہو جاتا ہے پھر اسے ہمیشگی نصیب ہو جاتی ہے مگر جس عبادت کے لئے بندے نے اتنی مشقتیں اٹھائی تھیں اب اچانک اس میں دو بڑی آفتیں سر اٹھا لیتی ہیں اور وہ ریاکاری اور خود پسندی ہیں۔ بعض اوقات بندہ اپنی عبادت سے لوگوں کے سامنے ریاکاری کرتا ہے تو وہ برباد ہو جاتی ہے اور اگر ریاکاری سے رُک جائے اور خود کو ملامت کرے تو پھر خود پسندی میں مبتلا ہو کر عبادت کو ضائع کر بیٹھتا ہے۔یہ قوادِح یعنی عبادت کو خراب کرنے والی چیزوں

www.dawateislami.net

کی گھاٹی ہے، لہٰذا اس گھاٹی کو عبور کرنے کے لئے بندہ اخلاص اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احسان وانعام کو یاد رکھنے کا محتاج ہوتا ہے تاکہ اس کے نیک اعمال سلامت رہیں، پس وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اذن اور توفیق وتائید کے ساتھ خوب کوشش اور مکمل بیداری سے اس گھاٹی کو طے کرنا شروع کردے۔

راہِ عبادت کی ساتویں گھاٹی

جب بندہ مذکورہ چھ گھاٹیوں سے نکل جائے گا تو اسے ایسی عبادت نصیب ہو گی جیساعبادت کا حق ہے اور وہ تمام آفتوں سے پاک ہو گی۔ مگر اس مقام پر پہنچ کر بندہ دیکھتاہے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احسانات کے سمندر میں ڈوباہوا ہے جیسے نیکیوں کی توفیق، گناہوں سے بچنے کی قوت، دشمنوں کے خلاف مدداوران سے حفاظت وغیرہ تو اب بندے کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے کہ کہیں نعمتوں کے شکر سے غافل ہو کر ناشکری میں نہ پڑ جاؤں کہ اس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مخلص بندوں کے بلند مرتبہ سے گرادیا جاؤں گا، یہ عزت والی نعمتیں چھین لی جائیں گی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نظر رحمت اور طرح طرح کے لطف وکرم سے محروم ہو جاؤں گا۔ اب یہاں بندے کے سامنے حمد وشکر کی گھاٹی آجاتی ہے لہٰذا بندے کو چاہیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں پر کثرت سے حمد وشکر کر کے اس گھاٹی کو عبور کرے۔

عبادت کا پھل

جب بندہ اس آخری گھاٹی کو عبور کرلیتاہے تو اپنے مقصود کو اپنے سامنے پاتا ہے مگر اب بھی مکمل خوش نہیں ہوتا جب تک کہ وسعت اور شوق ومحبت کے میدان میں

www.dawateislami.net

نہ پہنچ جائے۔اس کے بعد وہ خوشی کے باغوں، اُنس و محبت کے چمنستانوں، قربِ الٰہی کے مرتبے اور مناجات کرنے والوں کی مجلس میں پہنچ کر انعامات و کرامات حاصل کرلیتا ہے۔ پھر ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا رہتا ہے اور اپنی زندگی کے باقی ایام اس شخص کی طرح بسر کرتا ہے جس کا جسم دنیا میں اور دل آخرت میں ہو۔ یہ ہر دن بلکہ ہر وقت زیادہ سے زیادہ کا منتظر رہتا ہے یہاں تک کہ مخلوق سے اس کا دل اچاٹ ہو جاتا ہے، دنیا کو حقارت کی نظر سے دیکھتا اور موت کا انتظار کرنے لگتا ہے۔ اب اس کا انتہائی شوق یہ ہوتا ہے کہ مَلاءِ اعلیٰ کی طرف کوچ کر جائے کہ اچانک رَبُّ الْعٰلَمِیْن کے قاصد اس کے پاس آتے ہیں اور اسے راضی ربّ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے راحت و خوشبو اور رضا و خوشخبری کی بشارت دیتے ہیں۔ پھر اسے پاک نفس اور مکمل خوشی و محبت کے ساتھ فتنوں کے اس فانی گھر سے بارگاہِ الٰہی کی طرف لے جاتے اور جنت کے باغات میں ٹھہراتے ہیں، وہ وہاں اپنی کمزور اور مسکین جان کے لیے چین و نعمت اور بہت بڑی سلطنت دیکھتا ہے، وہاں وہ اپنے رحیم و کریم اور فضل فرمانے والے آقا و مولا جَلَّ جَلَالُہٗ کی طرف سے لطف و شفقت، خیر مَقْدَم و قربِ خاص اور ایسا انعام واکرام پاتا ہے جس کے اوصاف اور خوبیاں بیان کرنے والے بیان کرنے سے قاصر ہیں، پس اس کی یہ نعمتیں ہر دن ہمیشہ ہمیشہ زیادہ ہوتی رہیں گی۔ کتنی بڑی خوش بختی اور کتنی عظیم دولت ہے اس بندے کے لیے جو اس کا مالک ہو گیا، یقیناً وہ انتہائی قابلِ رشک اور بہترین شان والا ہے اور ہزارہا مبارک باد کا مستحق ہے اور خوشخبری ہے اس کے لیے اور اس کا انجام بہت ہی اچھا ہے۔

ہم رَحیم و کَریم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ یہ عظیم نعمت اور بڑا احسان ہم پر بھی فرمائے، بے شک یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کچھ مشکل نہیں ہے اور ہم دعا کرتے

www.dawateislami.net

ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ان لوگوں میں سے نہ بنائے جنہیں ان نعمتوں کے اوصاف زبانی سننے سنانے اور سرسری معلومات کے سوا کوئی فائدہ نہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے علم کو بروزِ قیامت ہمارے خلاف دلیل نہ بنائے بلکہ اپنی پسند ورضا کے مطابق ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بے شک وہ سب سے بڑھ کر رَحم وکَرم فرمانے والا ہے اور ہمارے سردار حضرت محمد مصطفٰے اورآپ کی آل واصحاب پر درودوسلام نازل ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی شرافت وکرامت میں اضافہ فرمائے۔

اس ابتدائی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ سات گھاٹیاں ہیں:

﴿1﴾... علم کی گھاٹی ﴿2﴾... توبہ کی گھاٹی ﴿3﴾... عَوائق وموانع یعنی رکاوٹوں کی گھاٹی ﴿4﴾... عوارض کی گھاٹی ﴿5﴾... بَواعث یعنی عبادت پر ابھارنے والی چیزوں کی گھاٹی ﴿6﴾... قوادح یعنی عبادت کو خراب کرنے والی چیزوں کی گھاٹی ﴿7﴾... حمد وشکر کی گھاٹی۔

ان تمام کو بیان کرنے کے ساتھ ہی کتاب ''مِنْھَاجُ الْعَابِدِیْن اِلٰی جَنَّۃِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن'' مکمل ہو جائے گی۔ اب ہم ان گھاٹیوں کو اس طرح بیان کریں گے کہ کم الفاظ میں تمام مطلوب ومقصود نِکات شامل ہو جائیں نیز ہم ہر گھاٹی کو الگ الگ باب میں بیان کریں گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے اور اسی کے کرم سے سیدھی راہ پر چلا جا سکتا ہے اور نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی قوت وطاقت بلند وبرتر ربّ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے۔

...

حضرت سیِّدُنا بِشر بن حارث عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَارِث فرماتے ہیں: اگر علم کو ذہن نشین کرنا چاہتے ہو تو گناہ چھوڑ دو۔ (الجامع فی الحث علی حفظ العلم، ص۹۰)

www.dawateislami.net

پہلی گھاٹی

علم کا بیان

علم و عبادت کی شان

اے اخلاص اور عبادت کے طلبگار! اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے توفیق سے نوازے، سب سے پہلے تجھے علم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ سارا مدار اسی پر ہے۔ جان لو کہ علم اور عبادت دو ایسے جوہر ہیں کہ لکھنے والوں کی کتابوں، سیکھانے والوں کی تعلیمات، واعظین کے وعظ اور مُفَکِّرِین کے تَفَکُّرات سے تم جو کچھ دیکھ یا سن رہے ہو یہ سب انہی دو کی وجہ سے ہے، علم و عبادت ہی کے لیے کتابیں نازل کی گئیں اور حضرات رُسُل کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام بھیجے گئے بلکہ زمین و آسمانوں اور ان کی ساری مخلوق کو ان دونوں ہی کی وجہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ تم قرآن کریم کی ان دو آیتوں میں غور کرلو:

﴿1﴾...

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ۬ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾ (پ۲۸، الطلاق: ۱۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کے برابر زمینیں حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے اور اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

علم کی فضیلت کے لیے یہ آیت مبارکہ کافی ہے خاص طور پر علمِ توحید کے لیے۔

﴿2﴾...

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا

ترجمۂ کنز الایمان: اور میں نے جن اور آدمی

www.dawateislami.net

لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ (پ۲۷، الذّٰریات: ۵۶) اتنے ہی (اسی) لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

یہ آیت مبارکہ عبادت کی فضیلت اور بندے کو عبادت پر ابھارنے کے لیے کافی ہے۔ علم و عبادت کے معاملے کو بڑا سمجھو کہ دونوں جہان کی تخلیق سے مقصود یہی دو چیزیں ہیں لہٰذا بندے پر لازم ہے کہ وہ ان دونوں میں ہی لگا رہے، انہی کے لیے خود کو تھکائے اور انہی میں غور و فکر کرے۔ پس جان لو کہ علم و عبادت کے علاوہ جتنے بھی کام ہیں سب بے کار و فالتو ہیں ان کا کوئی فائدہ اور حاصل نہیں۔

علم عبادت سے افضل

پھر تم یہ بھی جان لو کہ علم و عبادت میں سے علم زیادہ شرف و فضیلت رکھتا ہے، اسی لئے حضور سیّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنٰى رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ یعنی عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسی میری فضیلت اپنی امت کے ادنٰی شخص پر ہے۔(1)

اور ارشاد فرمایا: نَظْرَةٌ اِلَى الْعَالِمِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ صِيَامِهَا وَ قِيَامِهَا یعنی عالم کو ایک نظر دیکھنا مجھے ایک سال کے روزوں اور اُس کی راتوں میں قیام کرنے سے زیادہ پسند ہے۔(2)

یوں ہی حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں بلند مرتبہ جنتیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیوں نہیں! ضرور بتائیے؟ ارشاد فرمایا:

---

1 ...ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ، ۴/ ۳۱۳، حدیث: ۲۶۹۴

2 ...المقاصد الحسنۃ، حرف النون، ص ۴۵۴، حدیث: ۱۲۵۱، بتغیر قلیل

www.dawateislami.net

هُمْ عُلَمَاءُ اُمَّتِی یعنی وہ میری امت کے علما ہیں۔[1]

اب تم پر واضح ہو گیا کہ علم عبادت سے افضل ہے لیکن بندے کے لیے علم کے ساتھ عبادت بھی ضروری ہے ورنہ اس کا علم بکھرے ہوئے ذرے ہو جائے گا کیونکہ علم درخت اور عبادت پھل کی مانند ہے، بزرگی درخت ہی کی ہے کیونکہ وہ اصل ہے مگر اس کا نفع اس کے پھل ہی سے ملتا ہے لہٰذا عبادت کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ علم کی عزت وبزرگی سلامت رہے بلکہ بندے کے لیے علم وعبادت دونوں میں سے کچھ حصہ ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے حضرت سیِّدُنا خواجہ حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے فرمایا: اُطْلُبُوْا هٰذَا الْعِلْمَ طَلَبًا لَا یَضُرُّ بِالْعِبَادَةِ وَاطْلُبُوْا هٰذِهِ الْعِبَادَةَ طَلَبًا لَا یَضُرُّ بِالْعِلْمِ یعنی اس علم کو ایسے طلب کرو کہ عبادت کو نقصان نہ پہنچائے اور یہ عبادت ایسے بجالاؤ کہ علم کو نقصان نہ دے۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ بندے کے لیے علم وعبادت دونوں کا ہونا ضروری ہے تو یقینی طور علم اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اسے پہلے بیان کیا جائے کیونکہ یہی اصل اور رہنما ہے، اسی وجہ سے حضور سرورِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلْعِلْمُ اِمَامُ الْعَمَلِ وَالْعَمَلُ تَابِعُهٗ یعنی علم عمل کا پیشوا اور عمل اس کا پیروکار ہے۔[2]

جب علم اصل اور پیشوا ہے تو تم پر دو وجہ سے اسے عبادت پر مُقَدَّم رکھنا لازم ہے۔

علم کے مُقَدَّم ہونے کی پہلی وجہ

علم کو اس لئے مقدم کرو تاکہ تم عبادت حاصل کر سکو اور وہ سلامت بھی رہے

---

1 ...تاریخ جرجان للسهمی، حرف الباء، ص ۱۷۲، حدیث: ۲۱۵

2 ...الترغیب والترهیب، کتاب العلم، ۱/۶۵، حدیث: ۱۰۸

www.dawateislami.net

کیونکہ سب سے پہلے تم پر لازم ہے کہ تم معبود کو پہچانو پھر اس کی عبادت کرو، اس لئے کہ تمہیں جس کے نام کا پتا ہو نہ ذات وصفات کا اور نہ یہ معلوم ہو کہ اس کے لیے کیا واجب وضروری ہے اور کون سی شے اس کی شان کے خلاف ہے تو تم اس کی عبادت کیسے کرو گے؟ جب علم نہیں ہو گا تو کبھی تم اس کی ذات یا صفات کے بارے میں کوئی ایسا عقیدہ بنا لو گے جو مَعَاذَاللہ اس کی شان کے خلاف ہو گا تو یوں تمہاری عبادت بکھرے ہوئے ذرے بن کر رہ جائے گی۔ اس مقام پر جو بڑا خطرہ ہے ہم نے اس کی وضاحت اپنی کتاب ''احیاء العلوم'' کے باب ''خوف کا بیان'' میں ''برے خاتمہ کا مفہوم'' کے عنوان سے کر دی ہے۔

اس کے بعد تم پر لازم ہے کہ جن واجباتِ شرعیہ کی ادائیگی تمہارے ذِمّہ ہے تم اُن کا علم حاصل کرو تا کہ انہیں ادا کر سکو اور جن ممنوعاتِ شرعیہ کا چھوڑنا تم پر لازم ہے ان کا بھی علم حاصل کرو تا کہ ان سے بچ سکو ورنہ تم اُن عبادات کو کیسے بجالاؤ گے جن کے بارے میں جانتے ہی نہیں کہ وہ کیا ہیں؟ کیسی ہیں اور ان پر عمل کس طرح کرنا ضروری ہے؟ اور اُن گناہوں سے کیسے بچو گے جن کا گناہ ہونا تمہیں معلوم نہیں حتّٰی کہ تم اُن میں مبتلا ہونے سے بچ سکو۔ پس شرعی عبادات جیسے طہارت اور نماز روزہ وغیرہ کی ادائیگی کے لیے اُن کے احکام وشرائط کو جاننا تم پر لازم ہے۔ بعض اوقات طویل عرصہ یا کئی سال یوں گزر جاتے ہیں کہ تم کوئی ایسا فعل کر رہے ہوتے ہو جو تمہاری طہارت اور نماز برباد کر رہا ہوتا ہے یا اُس کی وجہ سے طہارت و نماز سنت کے موافق ادا نہیں ہوتیں جبکہ تمہیں اس کی خبر ہی نہیں ہوتی۔ یونہی بسا اوقات تمہیں کوئی مشکل درپیش آجاتی ہے تو تمہیں ایسا کوئی نہیں ملتا جس سے پوچھ سکو اور اُسے تم نے سیکھا نہیں ہوتا۔

www.dawateislami.net

باطنی عبادتوں کا علم

پھر ان ظاہری عبادات کو سیکھنا کافی نہیں بلکہ اُن باطنی عبادتوں کا علم بھی ضروری ہے جن کا تعلق دل سے ہے لہٰذا توکل و تفویض، صبر و رضا اور توبہ و اخلاص وغیرہ کا علم سیکھنا بھی تم پر واجب ہے، ان کا بیان آگے آئے گا،اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔یونہی دل کی وہ ممنوع چیزیں جو باطنی عبادات کی ضدیں ہیں جیسے غصہ، لمبی امیدیں، ریاکاری، تکبُّر اور خود پسندی وغیرہ کا جاننا بھی تم پر واجب ہے تاکہ تم ان سے بچ سکو۔اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی مُقَدَّس کتاب میں اور اپنے محبوب مُکَرَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبان مبارک سے ان باطنی عبادتوں کو بجالانے اور ان کی ضدوں سے بچنے کا واضح بیان فرما دیا ہے۔چنانچہ

باطنی عبادات پر پانچ فرامین باری تعالیٰ

﴿1﴾...

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۲۳ (پ۶، المآئدۃ:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے۔

﴿2﴾...

وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝۱۷۲ (پ۲، البقرۃ:۱۷۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔

﴿3﴾...

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ (پ۱۴، النحل:۱۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔

www.dawateislami.net

﴿4﴾...

وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۚ۝۴۶ ترجمۂ کنزالایمان: اور صبر کرو بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

(پ۱۰، الانفال: ۴۶)

﴿5﴾...

وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ؕ۝۸ ترجمۂ کنزالایمان: اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔

(پ۲۹، المزمل: ۸)

یعنی خالص اسی کے ہو جاؤ۔ ان کے علاوہ بھی باطنی عبادات کے متعلق آیاتِ مبارکہ موجود ہیں۔

معلوم ہوا کہ نماز روزہ کی طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان قلبی عبادات کا بھی حکم فرمایا ہے، پھر تمہیں کیا ہے کہ نماز روزہ تو کرتے ہو مگر ان فرائض کو چھوڑے بیٹھے ہو حالانکہ دونوں کا حکم ایک ہی ربّ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ایک ہی کتاب میں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تم ان فرائض سے غافل ہو اور ان میں سے کچھ بھی نہیں جانتے، کیا تمہیں ان لوگوں کے فتووں نے غافل کر رکھا ہے جو دنیا پر فَریفتہ ہیں[1] حتّٰی کہ انہوں نے نیکی کو برائی اور برائی کو نیکی کا درجہ دے دیا اور ان پاکیزہ علوم سے بے پروا ہو گئے

❶... بدمذہب و دنیا کی طرف مائل بُرے علما و فقہا مراد ہیں جن کا مقصود علم سے فقط دنیا کا حصول ہوتا ہے ورنہ عِلمِ ظاہر اور فقہی مسائل کی احتیاج تو ہر مسلمان کو زندگی کے ہر ہر لمحہ میں رہتی ہے اسے بتانے سمجھانے والے باعمل علما و فقہا تو دین کے ستون کی حیثیت رکھتے ہیں خوفِ خدا اور خوفِ روزِ جزا ہی کی بنا پر اپنی اور دوسروں کی اصلاح میں مشغول رہتے ہیں ان حضرات کے تو قرآن و حدیث میں فضائل بیان ہوئے ہیں جن کی مذمت بیان کی جاتی ہے وہ علمائے سوء ہوتے ہیں بدمذہب یا بے عمل ریا کار دنیادار علما اور وہ ضرور قابلِ مذمّت ہیں۔(علمیہ)

www.dawateislami.net

جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کتاب میں نور، حکمت اور ہدایت جیسے الفاظ سے تعبیر کیا ہے اور وہ لوگ اس چیز کی طرف متوجہ ہیں جس سے حرام مال کمائیں اور ذلیل دنیا جمع کریں۔

بڑا دھوکا اور بُری غفلت

اے بھلائی کے طلبگارو! کیا تمہیں کوئی خوف نہیں کہ تم ان واجبات میں سے بعض بلکہ اکثر کو چھوڑ کر اور نفلی نماز روزے میں لگ گئے ہو اور جو مقصودی معاملہ ہے اس کو چھوڑ بیٹھے ہو اور کیا تم اس سے نہیں ڈرتے کہ بعض اوقات تم کسی ایسے گناہ پر ڈٹ جاتے ہو جو جہنم میں لے جانے والا ہوتا ہے جبکہ کھانا پینا اور نیند وغیرہ مباح چیزیں چھوڑ کر قربِ الٰہی تلاش کرتے ہو یوں تم بے فائدہ چیز میں پڑ جاتے ہو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تم کسی امید میں پڑے ہوتے ہو حالانکہ وہ امید محض گناہ ہوتی ہے اور تم اسے نیتِ خیر گمان کرتے ہو کیونکہ تم ان کے درمیان فرق کو نہیں جانتے۔ بعض اوقات تم کسی گھبراہٹ اور ناراضی وغصہ میں مبتلا ہوتے ہو اور اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رونا گڑگڑانا تصور کرتے ہو اور یوں ہی کبھی خالص ریاکاری میں پڑے ہوتے ہو اور اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد اور لوگوں کو بھلائی کی طرف بلانا سمجھ لیتے ہو تو اس طرح تم گناہوں کو نیکیاں اور قابل گرفت کاموں کو ثوابِ عظیم شمار کرنے لگتے ہو پس تم بڑے دھوکے اور بُری غفلت میں مبتلا ہو جاتے ہو۔ خدا کی قسم! بغیر علم عمل کرنے والوں کے لیے یہ بہت بڑی اور بُری مصیبت ہے۔

ظاہری و باطنی اعمال کا باہمی تعلق

یہ بھی یاد رہے کہ ظاہری اعمال کے ساتھ باطنی صفات جیسے اخلاص، ریاکاری،

www.dawateislami.net

خود پسندی اور احسان کا تذکرہ وغیرہ کا بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے جو ظاہری اعمال کو درست یا خراب کر دیتے ہیں تو جو شخص ان باطنی صفات، ظاہری عبادات میں ان کے اثر، ان سے بچنے اور اعمال کو ان سے محفوظ رکھنے کی کیفیت کو نہیں جانتا تو اس کا ظاہری عمل بہت کم سلامت رہ پاتا ہے، یوں اس کی ظاہری و باطنی عبادات فوت ہو جاتی ہیں اور اس کے ہاتھ صرف میل کچیل اور مشقت ہی آتی ہے اور یہ کھلا نقصان ہے۔ حضور مُعَلِّمِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ نَوْمًا عَلٰی عِلْمٍ خَیْرٌ مِنْ صَلَاۃٍ عَلٰی جَھْلٍ یعنی علم کے ساتھ سونا جہالت کے ساتھ نماز سے بہتر ہے۔[1] کیونکہ بغیر علم کے عمل کرنے والا بہت سے درست کاموں کو بھی خراب کر دیتا ہے۔

بد بخت علم سے محروم

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم علم کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "یہ خوش نصیبوں کو دیا جاتا ہے اور بد بختوں کو اس سے محروم رکھا جاتا ہے۔"[2] حقیقی علم تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاس ہے مگر ہمارے علم کے مطابق حدیث پاک کا مطلب ہے کہ اس کی پہلی بد بختی یہ ہے کہ وہ علم سیکھتا ہی نہیں اور دوسری بد بختی یہ ہے کہ وہ صرف عبادت کی دِقَّت و مَشَقَّت اٹھاتا ہے جس سے سوائے تھکاوٹ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْ عِلْمٍ لَایَنْفَعُ وَعَمَلٍ لَایُرْفَعُ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتے ہیں اُس علم سے جو نفع نہ دے اور اُس عمل سے جو قبول نہ ہو۔ اسی لئے گزشتہ لوگوں میں دنیا سے بے رغبت باعمل علما کا علم پر توجہ دینا بڑی عظمت

---

1 ...حلیۃ الاولیاء، سعید بن فیروز ابو البختری، ۴/۴۲۹، حدیث: ۶۰۹۴

2 ...جامع بیان العلم و فضلہ، باب جامع فی فضل العلم، ص۷۷، حدیث: ۲۴۰

www.dawateislami.net

رکھتا ہے اور عقل والے اور تائید یافتہ لوگ یوں ہی غور و فکر کرتے ہیں۔

جب اس گفتگو سے تم پر یہ بات واضح ہو گئی کہ بغیر علم کے نہ تو عبادت ادا ہو سکتی ہے اور نہ ہی سلامت رہ سکتی ہے تو علم کو عبادت پر مقدم کرنا لازم و ضروری ہے۔

علم کے مُقَدَّم ہونے کی دوسری وجہ

علم کو عبادت پر مقدم رکھنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ عِلْمِ نافع دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف اور خشیت پیدا کرتا ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ ترجمۂ کنز الایمان: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (پ۲۲، فاطر: ۲۸)

اور یہ اس وجہ سے ہے کہ جو کماحقُّہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت نہیں رکھتا وہ کماحقہ اس سے ڈرتا ہے نہ اس کی حرمت و تعظیم کا حق ادا کرتا ہے لہٰذا علم ہی ایسی چیز ہے جس کے ذریعے بندے کو اس کی معرفت، اس کی عظمت و کبریائی اور اس کی ہیبت کی پہچان ہو سکتی ہے، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی توفیق سے تمام عبادات علم ہی کا ثمرہ ہیں اور علم ہی کے ذریعے بندہ تمام گناہوں سے بچ سکتا ہے اور ان دو باتوں کے سوا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت سے بندے کا کوئی اور مقصد بھی نہیں۔ اے آخرت کی راہ پر چلنے والے! اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل و کرم سے تجھے سیدھے راستے پر چلائے، تم سب سے پہلے علم دین کا حصول اپنے اوپر لازم کر لو۔

تین علوم کا سیکھنا فرض ہے

شاید تم کہو کہ صاحب شرع حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ہے: "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم طلب کرنا ہر مسلمان پر

www.dawateislami.net

فرض ہے۔"[1] تواب کونسا علم سیکھنا فرض ہے اور عبادت کے لیے بندے کو کتنا علم حاصل کرنا ضروری ہے؟ تو یاد رکھو جن علوم کا حاصل کرنا فرض ہے وہ تین ہیں: (۱)... علمِ توحید (۲)... دل اور اُس کے باطنی مسائل سے تعلق رکھنے والا علمِ سِر اور (۳)... عِلمِ شریعت۔ ان میں سے ہر علم کتنا اور کس قدر سیکھنا ضروری ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ضروری علمِ توحید

علمِ توحید میں اتنا جاننا ضروری ہے جس سے دین کے بنیادی اصول معلوم ہو جائیں۔ وہ اصول یہ ہیں: تمہیں یہ معلوم ہو کہ تمہارا ایک معبود ہے جو علم والا، قدرت والا، ہمیشہ سے زندہ، ارادہ فرمانے والا، کلام فرمانے والا، سننے والا، دیکھنے والا اور یکتا و واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں، وہ تمام صفاتِ کمالیہ کا جامع ہے، تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اور ہمیشہ سے ہے، حضرت سیِّدُنا محمد مصطفٰے، احمد مجتبٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاس سے جو بھی لائے ہیں اور انہوں نے آخرت کے بارے میں جو بھی فرمایا سب میں سچے ہیں۔ پھر رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت کے مسائل واصول جاننا بھی تم پر لازم ہے اور جس چیز کو کتابُ اللہ اور سنتِ رسول نے بیان نہیں کیا اس کو دین میں بدعت بنانے سے بچنا بھی تم پر لازم ہے ورنہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ تمہارا معاملہ بہت بڑے خطرے سے دوچار ہو جائے گا۔

توحید کے تمام دلائل کی اصل قرآنِ کریم میں موجود ہے اور ان دلائل کو ہمارے بزرگوں نے دینی اصولوں پر مشتمل اپنی کتابوں میں بیان فرما دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ

---

[1]... ابن ماجہ، کتاب السنة، باب فضل العلماء... الخ، ۱/۱۴۶، حدیث: ۲۲۴

www.dawateislami.net

ہر وہ چیز جس سے عدمِ واقفیت اور جہالت ہلاکت میں ڈال دے اس کا علم حاصل کرنا فرض ہے تمہارے لیے اس کے ترک کی کوئی راہ نہیں۔ اس بات کو مضبوطی سے تھام لو اللہ عَزَّوَجَلَّ توفیق عطا فرمائے۔

ضروری علمِ سِر

علمِ سر یعنی باطنی علم اتنا سیکھنا فرض ہے کہ یہ پتا چل جائے کہ کن چیزوں سے دل کی صفائی ہوتی ہے اور کن چیزوں سے دل کو بچانا ضروری ہے یہاں تک کہ تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم، اس کے لیے اخلاص، نیت کی درستی اور عمل کی سلامتی نصیب ہو جائے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! ایسی تمام ضروری باتوں کا بیان ہماری اسی کتاب میں آئے گا۔

ضروری علمِ شریعت

علمِ شریعت سے اتنا سیکھنا فرض ہے جس سے تمہیں ہر وہ چیز معلوم ہو جائے جس کا کرنا تم پر فرض ہے تاکہ تم اسے ادا کر سکو مثلاً: طہارت، نماز اور روزہ جبکہ حج، جہاد اور زکوٰۃ کا علم سیکھنا تم پر اس وقت فرض ہے جب یہ عبادات تم پر لازم ہو چکی ہوں ورنہ نہیں۔

یہ علم کی وہ مقدار ہے جس کا حاصل کرنا بندے پر بہر صورت لازم ہے اور اب ضروری ہونے کی حیثیت سے علم کی فرضیت مُتَعَیَّن ہو گئی۔

ایک سوال اور اس کا جواب

کیا مجھ پر ضروری ہے کہ میں توحید کا اتنا علم حاصل کروں جس سے تمام باطل دینوں کی کمر توڑ کر ان پر اسلام کی حقانیت ثابت کر دوں اور تمام بدعتوں کی جڑ کاٹ کر سنتِ رسول کی حُجَّت و صداقت ثابت کر دوں؟

www.dawateislami.net

اس حوالے سے جان لو کہ یہ فرضِ کفایہ ہے، تمہارے لیے صرف اتنا سیکھنا ضروری ہے جس سے تمہارا اپنا عقیدہ دینی اصولوں کے بارے میں مضبوط اور پختہ رہے اس سے زیادہ نہیں۔ بلکہ تم پر علمِ توحید کے فروعی اور باریک مسائل سیکھنا بھی فرض نہیں، ہاں! اگر تمہیں دینی اصولوں میں کوئی شک وشبہ واقع ہو جس سے تمہارا عقیدہ خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اب ضروری ہے کہ ممکنہ حد تک تسلی بخش گفتگو کے ذریعے کسی عالِم سے اسے حل کروالو اور بحث ومباحثہ اور کھینچا تانی سے بچنا تمہارے لیے ضروری ہے کیونکہ یہ ایک ایسی بیماری ہے جس کی کوئی دوا نہیں لہٰذا اس سے بچنے میں اپنی پوری کوشش لگا دینا کیونکہ جو بھی اس بیماری میں مبتلا ہو جائے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا سوائے اس کے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل ورحمت اور لطف وکرم سے ڈھانپ لے۔ پھر یہ بھی جان لو کہ جب ہر خطے میں علمائے اہلِ سنت موجود ہیں جو ایسے شکوک وشبہات کو دور کرتے اور بدمذہبوں کا رد کرتے ہیں، اس علم میں مہارتِ تامہ رکھتے ہیں اور اہلِ حق کے دلوں کو بدمذہبوں کے وسوسوں سے پاک کرتے ہیں تو ان کی موجودگی میں دوسروں سے اس کی فرضیت ساقط ہو گئی۔

یونہی تمہارے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ باطنی علوم کی باریکیوں اور تمام قلبی عجائبات کی معرفت حاصل کرو، ہاں! جو باطنی بیماریاں تمہاری عبادت کو خراب کرنے والی ہوں انہیں سیکھو تاکہ ان سے بچ سکو۔ یونہی اخلاص، حمد، شکر اور توکُّل وغیرہ باطنی صفات سے مُتَّصِف ہونا تمہارے لیے ضروری ہے ان کا علم حاصل کرو تاکہ انہیں ادا کر سکو اور جو ان کے سوا ہے وہ ضروری نہیں۔

یونہی فقہ میں خرید وفروخت، اجارہ، نکاح، طلاق اور جنایات وغیرہ کے تمام

www.dawateislami.net

ابواب کا جاننا بھی تم پر لازم نہیں یہ سب فرضِ کفایہ ہیں (صرف اپنی موجودہ حالت کے مسائل سیکھنا فرض ہیں)۔

مُعَلِّم کی ضرورت

اگر تم یہ کہو کہ کیا انسان ضروری علم توحید بغیر کسی سکھانے والے کے اپنے غور و فکر سے حاصل کر سکتا ہے؟ تو جان لو کہ استاد مشکلات کو آسان اور واضح کرنے والا ہوتا ہے لہٰذا اُس کے ذریعے سیکھنا زیادہ آسان اور خوش کن ہوتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنے فضل سے احسان فرمائے کیونکہ سکھانے والی ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ یہ علم کی گھاٹی اگرچہ بہت دشوار ہے مگر مقصود و مطلوب (یعنی عبادت و نجات) تک رسائی کا راستہ یہی ہے، اس کا نفع بہت زیادہ ہے اور اسے پار کرنا بھی بہت مشکل ہے، اس میں بڑے بڑے خطرات بھی ہیں، بہت سے لوگوں نے اس سے منہ موڑا تو گمراہ ہوگئے، بہت سے مسافر پھسل گئے، بہت سے اس میں حیران و پریشان ہیں اور بہت سے لاپتہ ہوگئے ہیں نیز بہت سوں نے انتہائی کم مدت میں اسے پار کر لیا جبکہ بہت سے ستر ستر سال سے اس میں کوشاں ہیں اور حقیقت میں سارا معاملہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے قبضے میں ہے۔

علم کا نفع و فائدہ

جہاں تک اس گھاٹی کے نفع کی بات ہے تو بندے کو اس کی جو شدید محتاجی ہم نے بیان کی ہے اسے دیکھو اور یہ کہ ہر عبادت کی بنیاد ہی علم پر ہے خصوصاً عِلمِ توحید اور عِلمِ شریعت پر۔

www.dawateislami.net

مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: اے داوٗد! علمِ نافع حاصل کرو۔ عرض کی: الٰہی! نافع علم کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا: اَنْ تَعْرِفَ جَلَالِیْ وَعَظَمَتِیْ وَکِبْرِیَائِیْ وَکَمَالَ قُدْرَتِیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَاِنَّ ھٰذَا الَّذِیْ یُقَرِّبُکَ اِلَیَّ یعنی تمہیں میرے جلال، میری عظمت، میری کبریائی اور ہر شے پر میری کمال قدرت کی پہچان ہو جائے بے شک یہ علم تمہیں میرے قریب کر دے گا۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں کہ میں بچپن میں ہی فوت ہو کر جنت میں داخل ہو جاتا اور بڑا ہو کر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی معرفت حاصل نہ کرتا۔ کیونکہ لوگوں میں جو زیادہ علم والا ہوتا ہے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے زیادہ ڈرتا، زیادہ عبادت کرتا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے زیادہ نصیحت کرتا ہے۔

علم کی شدت وسختی

جہاں تک اس گھاٹی کی شدت و سختی کی بات ہے تو تم علم کی طلب میں اخلاص کی خوب کوشش کرو اور یہ طلب محض روایتوں کے حصول کی نہ ہو بلکہ سمجھ بوجھ کی ہو اور تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ طلبِ علم کی راہ میں بہت زیادہ خطرات ہیں مثلاً: جس نے اس لیے علم حاصل کیا کہ اس کے ذریعے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے، مالداروں کی مجلس اختیار کرے، اپنے جیسوں پر فخر و شیخی کرے یا دنیا کا ذلیل مال جمع کرے تو ایسے شخص کی تجارت بے نتیجہ اور لین دین صرف خسارہ ہے۔ چنانچہ

حضور نبی اکرم، رسولِ مُحتَشَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اس لیے علم حاصل کرے کہ اس کے ذریعے علما پر فخر کرے یا بے وقوفوں سے جھگڑے یا اس

www.dawateislami.net

کے ذریعے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے دوزخ میں ڈال دے گا۔[1]

حضرت سَیِّدُنا ابویزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی نے فرمایا: میں نے 30 سال مجاہدہ کیا تو علم اور اس کے خطرات سے زیادہ سخت کسی شے کو نہیں پایا۔

شیطان کا ایک وار

تم شیطان کی اس مُلَمَّع کاری سے بچنا کہ وہ تم سے کہے: جب علم میں اس قدر بڑے خطرات ہیں تو علم چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ خبردار! یہ سوچنا بھی مت کیونکہ اللہ کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِطَّلَعْتُ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ عَلَی النَّارِ فَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا الْفُقَرَاءَ، قَالُوْا: مِنَ الْمَالِ؟ قَالَ: لَا مِنَ الْعِلْمِ یعنی میں نے معراج کی رات جہنم میں جھانکا تو اس میں زیادہ تعداد فقرا کی دیکھی۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مال کے لحاظ سے فقیر؟ ارشاد فرمایا: نہیں، علم کے لحاظ سے فقیر۔

پس جو علم نہ سیکھے تو وہ عبادات اور ان کے ارکان ٹھیک طریقے سے ادا نہیں کر سکتا، اگر کوئی شخص بغیر علم کے آسمانی فرشتوں جتنی عبادت بھی کر لے تو وہ خسارے والوں میں سے ہی ہوگا۔ تو اے عزیز! سوال و جواب، وعظ و نصیحت اور جس طرح بھی ہو سکے علم حاصل کرو اور سستی و کاہلی سے بچو ورنہ مَعَاذَ اللہ گمراہی کے خطرے سے دوچار ہو جاؤ گے۔

علم کی گھاٹی کا خلاصہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تخلیق کے دلائل میں نظر اور گہرا غور

1 ...ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فیمن یطلب... الخ، ٤/٢٩٧، حدیث: ٢٦٦٣

www.dawateislami.net

وفکر کروگے تو تم جان جاؤگے کہ ان کا کوئی معبود ہے جو قدرت والا، علم والا، ہمیشہ سے زندہ، ارادہ فرمانے والا، سننے، دیکھنے اور کلام فرمانے والا ہے، اس کا کلام، علم اور ارادہ ختم ہونے سے پاک ہے، وہ ہر عیب اور آفت سے مُنَزَّہ ہے، اسے مخلوق کی صفات کے ساتھ مُتَّصِف نہیں کرسکتے، وہ مخلوق کے مشابہ ہے نہ مخلوق میں سے کوئی اس کے مشابہ ہے، وہ جہت ومکان سے پاک ہے اور حوادث وتَغَیُّرات اور آفات اسے نہیں پہنچ سکتے۔ یونہی جب تم حضور نبی رحمت، شَفِیْعِ اُمَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات اوران کی نبوت کی نشانیوں میں غور کروگے تو تمہیں یقین ہوجائے گا کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول اور وحی پہنچانے میں صادق وامین ہیں۔

سلف صالحین کا عقیدہ یہ ہے کہ آخرت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار ہوگا کیونکہ وہ موجود ہے مگر کسی جہت ومکان میں محدود نہیں ہے اور یہ کہ قرآنِ پاک اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کلام ہے مخلوق نہیں اور یہ حروف یا مختلف آوازوں کا نام نہیں ہے، اگر ایسا ہوتا تو وہ بھی مخلوق میں سے ہوتا نیز عالَمِ بالا اور عالَمِ دنیا میں جو کچھ ہورہا ہے حتّٰی کہ کسی دل کا خیال اور دیکھنے والے کی نظر سب کچھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قضاوقدرت اور مشیت وارادے سے ہورہا ہے اوراچھائی وبرائی، نفع ونقصان اور ایمان وکفر اسی کی طرف سے ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کسی بندے کے لئے کچھ بھی واجب نہیں، وہ کسی کی توبہ قبول فرمالے تو اس کا فضل ہے اور کسی کی پکڑ فرمائے تو یہ اس کا عدل ہے۔ پھر امورِ آخرت کا معاملہ ہے کہ حشر ونشر، عذابِ قبر، منکر نکیر کے سوالات، میزان، پل صراط اور شفاعت وغیرہ کے متعلق جو کچھ حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانِ حق ترجمان سے ادا ہوا سب حق وسچ ہے۔

www.dawateislami.net

پس یہ سب اصولِ دین ہیں اور سلف صالحین رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے اپنے اعتقاد کے مطابق بیان کیا اور ان پر مضبوطی سے قائم رہے، بدعات اور خواہشات کے پھیلنے سے پہلے ہی ان اصولوں پر اجماع ہو چکا۔ ہم دین میں خلافِ شرع بات جاری کرنے اور بغیر دلیل خواہشات کی پیروی کرنے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتے ہیں۔

پھر تم قلبی اعمال، باطنی اسباب اور ان ممنوعہ چیزوں کی طرف دیکھو جن کا بیان اسی کتاب میں آگے آئے گا تاکہ تمہیں ان کا علم حاصل ہو جائے پھر تم ان تمام چیزوں کو سیکھو جن کی تمہیں ضرورت ہے مثلاً: طہارت، نماز اور روزہ وغیرہ پس اگر تم نے یہ سب کر لیا تو عبادت کے لیے جتنا علم اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم پر فرض کیا تھا تم اُس فرض کو ادا کرنے والے بن جاؤ گے۔ پھر اگر تم نے اپنے علم پر عمل کیا اور اپنی آخرت سنوارنے میں لگ گئے تو تم علم میں راسخ امتِ محمدیہ کے علما میں سے ہو جاؤ گے اور عبادت گزار صاحبِ بصیرت عالِم بن جاؤ گے، اب تم جاہل رہو گے نہ غافل اور نہ ہی محض کسی کے پیروکار۔ اس وقت تم بڑے فضل و شرف والے بن جاؤ گے، تمہارا علم بڑا قیمتی ہو گا اور تم بڑے ثواب کے حقدار ٹھہرو گے تو یوں تم اس گھاٹی کو عبور کر لو گے اور توفیقِ خداوندی سے اس کا حق ادا کرنے والے بن جاؤ گے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ تمہیں اور ہمیں حسنِ توفیق اور آسانی عطا فرمائے بے شک وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے اور نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی قوت و طاقت اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے۔

...

فرمانِ مصطفٰے: توبہ کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دوست ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ (نوادر الاصول للحکیم ترمذی، ٢/ ٦٧٠، حدیث: ١٠٣٠، بتقدم وتاخر)

www.dawateislami.net

دوسری گھاٹی

توبہ کا بیان

توبہ لازم ہونے کی پہلی وجہ

اے عبادت کے طلبگار! اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے، علم کے بعد تجھ پر دو وجہ سے توبہ لازم ہے۔ **پہلی وجہ** یہ ہے کہ توبہ کی برکت سے تمہیں عبادت کی توفیق نصیب ہو جائے کیونکہ گناہوں کی نحوست عبادت سے محرومی کا سبب بنتی اور ذلت ورسوائی مُسَلَّط کر دیتی ہے، گناہوں کی قید بندے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت وعبادت کی طرف بڑھنے سے روک دیتی ہے، گناہوں کا بوجھ نیکیوں میں آسانی اور عبادات میں تازگی سے رکاوٹ بنتا ہے اور گناہوں پر اصرار دلوں کو سیاہ کر دیتا ہے۔ ان میں تمہیں سختی اور اندھیرا ہی نظر آئے گا، اخلاص، صفائی اور عبادت کا ذوق وشوق اور مٹھاس نام کو نہ ہوگی اور اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت شاملِ حال نہ ہو تو گناہ بندے کو گھسیٹ کر کفر وبدبختی تک لے جاتے ہیں۔ (نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْ ذٰلِكَ)

گناہوں کی نحوست

بڑے تعجُّب کی بات ہے، بھلا دل کی سختی اور گناہوں کی نحوست میں مبتلا شخص کو عبادت کی توفیق کیسے مل سکتی ہے؟ گناہوں پر اصرار اور برائیوں پر اڑا رہنے والا شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کا دعویدار کیسے ہو سکتا ہے؟ جو طرح طرح کی گندگیوں اور غلاظتوں میں لَت پَت ہو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مناجات کا قرب کیسے پا سکتا ہے؟ صادق ومصدوق آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ یَتَنَحّٰی عَنْہُ الْمَلَکَانِ مِنْ نَتْنِ مَا یَخْرُجُ مِنْ فِیْہِ یعنی جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو دونوں محافظ فرشتے

www.dawateislami.net

اس کے منہ سے نکلنے والی بدبو کی وجہ سے اس سے دور ہو جاتے ہیں۔(1) پس یہ زبان ذکرِ الٰہی کے قابل کیسے ہو سکتی ہے؟ یقیناً گناہ پر ڈٹے رہنے والے کو نیک اعمال کی توفیق کم ہی ملتی ہے اور عبادت کے لیے اس کے اعضاء تیار نہیں ہوتے۔ پھر اگر عبادت کی توفیق مل بھی جائے تو بڑی مشقت سے ادا کرتا ہے جس میں لذت و حلاوت ہوتی ہے نہ صفائی و نکھار اور یہ سب گناہوں کی نحوست اور توبہ ترک کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ ”اگر تورات کو عبادت کرنے اور دن کو روزہ رکھنے کی قوت نہیں رکھتا تو سمجھ لے کہ تو بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے اور تجھے تیرے گناہوں نے جکڑ رکھا ہے۔“

توبہ لازم ہونے کی دوسری وجہ

دوسرا اس وجہ سے توبہ لازم ہے تاکہ تیری عبادت قبول ہو، بے شک قرض خواہ تحفہ قبول نہیں کرتا (بلکہ قرض کا مطالبہ کرتا ہے) یہی حال توبہ کا ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنا اور ربّ عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرنا فرض ہے جبکہ عام عبادت جس کا تم قصد کرتے ہو وہ نفل ہے۔ تو پھر تم سے نفل کیسے قبول کئے جائیں گے حالانکہ فرض تم پر قرض ہیں(2)

---

(1)...ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء الفحش...الخ، ۳۹۲/۳، حدیث: ۱۹۷۹، بتغیر قلیل

(2)... حضور پُر نور سیّدُ ناغوث اعظم مولائے اکرم حضرت شیخ مُحْیُ الْمِلَّة وَالدِّین ابو محمد عبد القادر جیلانی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی کتاب مستطاب فتوحُ الغیب شریف میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے۔ فرماتے ہیں: اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہوا اور اس کے غلام کی خدمتگاری میں موجود رہے۔ پھر حضرت امیر المؤمنین مَوْلَی الْمُسْلِمِیْن سیّدُنا مولیٰ علی مرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جناب ارشاد فرماتے ہیں: ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا جب بچّہ ہونے کے دن قریب آئے اسقاط ہو گیا، اب وہ نہ حاملہ ہے نہ بچّہ والی۔ یعنی...

www.dawateislami.net

جنہیں تم نے ادا ہی نہیں کیا۔ یونہی تمہارا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے حلال ومباح کام کو چھوڑ دینا اور حرام وممنوع کاموں میں پڑے رہنے کا معاملہ ہے پس تم اس سے مناجات و دعائیں اور اس کی حمد وثنا کیسے کر سکتے ہو جبکہ مَعَاذَ اللہ وہ تم پر ناراض ہے؟ یہ گناہ پر ڈٹنے والے گنہگاروں کا ظاہر حال ہے۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

سچی توبہ کا مطلب

اگر تم پوچھو کہ سچی توبہ کا معنٰی ومطلب کیا ہے اور بندے کو ایسا کیا کرنا چاہیے جس سے وہ تمام گناہوں سے پاک صاف ہو جائے؟ تو میں کہتا ہوں کہ توبہ دل کے کاموں میں سے ایک کام ہے۔ توبہ کے بارے میں علمائے کرام عَلَیْہِمُ الرَّحْمَہ فرماتے ہیں: ''تَنْزِیْہُ الْقَلْبِ عَنِ الذُّنُوْب یعنی دل کو گناہوں سے پاک کرنے کا نام توبہ ہے۔'' اور ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم کی خاطر اور اس کی ناراضی سے بچنے کے لئے جیسا گناہ ہو چکا اُس درجے کا گناہ دوبارہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا توبہ ہے۔

توبہ کی چار شرائط

مذکورہ تعریف کے مطابق توبہ کی درج ذیل چار شرائط بنتی ہیں:

......جب پورے دِنوں پر اگر اسقاط ہو تو محنت تو پوری اٹھائی اور نتیجہ خاک نہیں کہ اگر بچہ ہوتا تو ثمرہ خود موجود تھا حمل باقی رہتا تو آگے امید لگی تھی، اب نہ حمل نہ بچّہ، نہ اُمید نہ ثمرہ اور تکلیف وہی جھیلی جو بچّہ والی کو ہوتی۔ ایسے ہی اس نفل خیرات دینے والے کے پاس روپیہ تو اٹھا مگر جبکہ فرض چھوڑا یہ نفل بھی قبول نہ ہوا تو خرچ کا خرچ ہوا اور حاصل کچھ نہیں۔ اسی کتاب مبارک میں حضور مولیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا ہے کہ: فَاِنِ اشْتَغَلَ بِالسُّنَنِ وَالنَّوَافِلِ قَبْلَ الْفَرَائِضِ لَمْ یُقْبَلْ مِنْهُ وَاُهِیْنَ یعنی فرض چھوڑ کر سنّت و نفل میں مشغول ہو گا یہ قبول نہ ہوں گے اور خوار کیا جائے گا۔ (فتاوی رضویہ، ۱۰/۱۷۹)

www.dawateislami.net

❁...**پہلی شرط:** گناہوں کو چھوڑ دینا، یوں کہ بندہ اپنے دل اور ارادے کو اس بات پر جمائے کہ اب گناہ کی طرف کبھی نہیں پلٹے گا۔ پس اگر بندہ گناہ چھوڑ دے مگر دل میں دوبارہ کرنے کا ارادہ ہو یا اُسے چھوڑنے کا ارادہ پختہ نہیں بلکہ شک وشبہ میں رہا تو ایسا شخص دوبارہ گناہوں کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ اس صورت میں وہ وقتی طور پر ''گناہوں سے رکنے والا'' تو ہے مگر ''گناہوں سے توبہ کرنے والا'' نہیں ہے۔

❁...**دوسری شرط:** جس گناہ سے وہ توبہ کر رہا ہے ویسا گناہ وہ پہلے کر چکا ہو کیونکہ اگر اس نے وہ گناہ کیا ہی نہیں تو اب وہ توبہ کرنے والا نہیں بلکہ گناہ سے بچنے والا کہلائے گا۔ کیا تم اس مسئلے کو نہیں دیکھتے کہ حضور نبی اَکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو کفر سے بچنے والا تو کہہ سکتے ہیں مگر کفر سے توبہ کرنے والا نہیں کہہ سکتے کیونکہ آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے کبھی کسی حالت میں کفر سرزد نہیں ہوا جبکہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کو کفر سے توبہ کرنے والا کہہ سکتے ہیں کیونکہ اسلام سے قبل آپ حالتِ کفر میں تھے۔

❁...**تیسری شرط:** جس گناہ کو وہ چھوڑ رہا ہے وہ درجہ اور مرتبہ میں اس گناہ کے برابر ہو جو پہلے سرزد ہو چکا، صورتاً اس گناہ کے جیسا ہونا ضروری نہیں، کیا تم دیکھتے نہیں کہ کوئی انتہائی بوڑھا شخص جس سے پہلے ڈاکا یا زنا سرزد ہو چکا وہ اگر اس سے توبہ کرنا چاہے تو یقیناً کر سکتا ہے کیونکہ توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا حالانکہ زنا اور ڈاکا زنی کو چھوڑنا اب اس کے اختیار میں نہیں کیونکہ اب وہ انہیں کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا لہٰذا اب اسے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس گناہ کو چھوڑنے والا یا اس سے رکنے والا ہے بلکہ وہ اس سے عاجز ہے اور اُس پر قدرت نہیں رکھتا مگر اب وہ ایسا گناہ کرنے پر قادر ہے جو درجہ

www.dawateislami.net

اور مرتبہ میں زنا اور ڈکیتی کی مثل ہے مثلاً: جھوٹ، تہمت، غیبت اور چغلی وغیرہ کیونکہ یہ سارے بھی گناہ ہیں اگرچہ انسان کے حق میں ہر گناہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہے مگر یہ گناہ درجہ میں برابر ہی ہیں۔

یہ تمام فروعی گناہ درجہ میں برابر ہیں مگر (گمراہی پر مشتمل) بدعت سے کم درجہ رکھتے ہیں اور بدعت کفر سے کم درجہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بوڑھے کی بدکاری وڈکیتی اور ان تمام گناہوں سے توبہ درست ہوگی جنہیں صورتاً کرنے پر وہ اب قادر نہیں ہے۔

❁...**چوتھی شرط:** اس کا گناہ کو چھوڑنا خالص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم کی خاطر اور اس کی ناراضی ودردناک عذاب سے بچنے کے لیے ہو، کسی دنیاوی غرض، لوگوں کے ڈر، اپنی تعریف وتوصیف یا حُبِّ جاہ کی چاہت یا جسمانی کمزوری یا محتاجی وغیرہ کی وجہ سے نہ ہو۔

یہ توبہ کی شرائط اور ارکان ہیں لہٰذا جب یہ پورے ہو جائیں تو وہ توبہ سچی اور حقیقی توبہ ہوتی ہے۔

توبہ کے تین مُقَدَّمات

توبہ سے پہلے جن باتوں کا ہونا ضروری ہے وہ تین ہیں:

(۱)... گناہ کو انتہائی برا جاننا۔ (۲)... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی سخت پکڑ اور اس کی دردناک ناراضی وغضب کو یاد رکھنا جسے برداشت کرنے کی تم میں طاقت نہیں۔ (۳)... اپنی کمزوری کو یاد رکھنا اور یہ بھی ذہن میں رکھنا کہ میرے پاس گناہ کرنے کا کوئی عذر نہیں ہے کیونکہ جو سورج کی گرمی، سپاہی کا تھپڑ اور چیونٹی کا ڈنک برداشت نہیں کر سکتا وہ جہنم کی آگ کی گرمی، عذاب والے فرشتوں کی مار اور بختی اونٹوں کی گردنوں جیسے سانپوں اور خچروں

www.dawateislami.net

جیسے بچھوؤں کا ڈسنا کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ جو غضب اور ہلاکت کے مکان میں آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ہم بار بار خدا کی ناراضی اور عذاب سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔

اگر تم ان دہشت ناک اُمور کو ہمیشہ یاد رکھو اور صبح شام اور رات کی گھڑیوں میں ان کی یاد تازہ کرتے رہو تو عنقریب تمہیں گناہوں سے خالص توبہ نصیب ہو جائے گی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل سے توفیق بخشے۔

کیا صرف ندامت توبہ نہیں؟

اگر یہاں یہ کہا جائے کہ کیا حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ نہیں فرمایا: اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ یعنی گناہ پر ندامت توبہ ہے۔"[1] اور تم نے جو شرائط اور مقدمات بیان کئے ہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تو ان کا ذکر نہیں فرمایا؟

تو بات یہ ہے کہ پہلے تم یہ جان لو کہ شرمندگی و ندامت بندے کی طاقت میں نہیں ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ بندے کے دل میں بعض کاموں پر ندامت ہوتی ہے مگر وہ چاہتا ہے یہ ندامت نہیں ہونی چاہیے، جبکہ توبہ بندے کی طاقت میں ہے جس کا اُسے حکم دیا گیا ہے اور پھر ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ بندہ اگر لوگوں میں اپنے جاہ و مرتبہ یا حصولِ مال کے لیے گناہ پر ندامت کا اظہار کرے تو یقیناً یہ توبہ نہیں ہو گی، اب تمہیں یہ جان لینا چاہیئے کہ حدیث مبارک کا مطلب کچھ اور ہے جو تم اس کے ظاہر سے سمجھ نہیں سکے اور وہ مطلب یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم اور اس کے عذاب کے خوف کی وجہ سے ایسی ندامت ہو جو بندے کو سچی توبہ پر ابھارے، ایسی ندامت توبہ کرنے والوں کی صفت اور حال ہے۔

---

1 ...ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبة، ۴/۴۹۲، حدیث: ۴۲۵۲

www.dawateislami.net

بے شک جب بندہ توبہ کے مذکورہ تین مقدمات کو یاد کرے گا تو اسے ایسی ندامت ہوگی جو گناہ چھوڑنے پر ابھارے گی اور یہی ندامت آئندہ بھی اس کے دل میں رہ کر اسے عاجزی وانکساری اور گریہ وزاری پر اُبھارے گی۔ جب ایسی ندامت توبہ کے اسباب اور توبہ کرنے والوں کی صفت ٹھہری تو اسی وجہ سے حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس ندامت کو توبہ کا نام دیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل سے تمہیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

گناہوں سے مکمل کون بچ سکتا ہے؟

اگر تم کہو کہ انسان کے لیے ایسا ہونا کیسے ممکن ہے کہ اس سے کوئی بھی صغیرہ یا کبیرہ گناہ سرزد ہی نہ ہو؟ حالانکہ مخلوق میں سب سے زیادہ عزت وبزرگی والے حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے بارے میں بھی اہلِ علم کا اختلاف ہے کہ آیا وہ بھی اس درجہ پر فائز تھے یا نہیں؟[1]

تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ایسا ہونا ممکن ہی نہیں بلکہ آسان بھی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے خاص فرماتا ہے۔ پھر توبہ کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ جان بوجھ کر گناہ نہ کرے بالفرض غَلَطی یا بھول سے کوئی گناہ کر بیٹھے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے وہ معاف کر دیا جائے گا۔

اور جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ توفیق دے اس کے لیے یہ آسان ہے۔

---

❶... اس حوالے سے صحیح اور مُحَقَّق قول یہ ہے کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور ہے یہ حق کہ تعمُّدِ صغائر (جان بوجھ کر صغیرہ گناہ کرنے) سے بھی قبلِ نبوّت اور بعدِ نبوّت معصوم ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ اول، ۱/ ۳۹)

www.dawateislami.net

گناہ پھر ہوسکتا ہے تو توبہ کیوں کی جائے؟

اگر تم کہو کہ مجھے یہ بات توبہ سے روکتی ہے کہ جب میں اپنے بارے میں جانتا ہوں کہ میں توبہ پر قائم نہیں رہ سکوں گا اور دوبارہ گناہ کی طرف چلا جاؤں گا تو پھر توبہ کا کیا فائدہ؟

یاد رکھو! یہ شیطان کا دھوکا ہے، ورنہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ تم توبہ کے بعد گناہ کر ہی بیٹھو گے، ہوسکتا ہے تم گناہ کرنے سے پہلے ہی توبہ کی حالت میں انتقال کر جاؤ۔ جہاں تک بات ہے دوبارہ گناہ میں مبتلا ہونے کے خوف کی تو تمہارے ذِمّے صرف یہ ہے کہ گناہ نہ کرنے کا پکا سچا ارادہ کرو اور تمہیں اس پر ثابت و قائم رکھنا رب عَزَّوَجَلَّ کے ذِمّہ کرم پر ہے، اگر وہ ثابت قدم رکھے تو اس کا فضل ہے اور اگر تم اس پر قائم نہیں رہ پاتے تب بھی تمہارے پچھلے گناہ تو بخش دیئے گئے اور تم ان سے پاک و صاف ہوگئے۔ اب اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو بھی گیا تو صرف اسی کا گناہ ہو گا کیونکہ پچھلے تو معاف ہوگئے اور یہ بھی بہت بڑا فائدہ اور نفع ہے لہٰذا ایسا ہرگز نہ ہو کہ دوبارہ گناہ میں مبتلا ہونے کے ڈر سے توبہ ہی نہ کرو کیونکہ توبہ کرنے سے تمہیں دو بڑی بھلائیوں میں سے ایک تو لازمی نصیب ہو گی: (۱)... سچی پکی توبہ پر ثابت قدم رہنے کی توفیق مل جائے گی یا پھر (۲)... گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی توفیق اور ہدایت دینے والا ہے۔

گناہ کی تین اقسام

جہاں تک گناہوں سے نکلنے اور چھٹکارا پانے کی بات ہے تو جان لو کہ گناہ کی درج ذیل تین اقسام ہیں:

﴿1﴾... اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لازم کردہ احکام کو چھوڑنا مثلاً: نماز، روزہ، زکوٰۃ یا کفارہ وغیرہ۔ یہ

www.dawateislami.net

گناہ صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ تم پر لازم ہے کہ حتَّی الامکان ان کی قضا کرو۔

﴿2﴾...وہ گناہ جو تمہارے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مابین ہیں مثلاً: شراب پینا، گانے باجے سننا یا سود کھانا وغیرہ۔ تمہیں ان پر شرمندہ ہونا اور آئندہ انہیں نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا ضروری ہے۔

﴿3﴾...وہ گناہ جو تمہارے اور بندوں کے درمیان ہیں (یعنی حقوقُ العِباد)۔ ان کا معاملہ انتہائی مشکل ہے اور ان کی کئی اقسام ہیں، ان کا تعلُّق کبھی مال سے ہوتا ہے کبھی جان سے اور کبھی عزت وآبرو سے ہوتا ہے تو کبھی اہل وعیال اور کبھی دین سے۔

حق تلفیوں کا ازالہ کیسے ہو؟

بندوں کی حق تلفیوں اور ان کے ازالے کی تفصیل درج ذیل ہے:

...**مال کی حق تلفی:** جہاں تک مال کی حق تلفی کی بات ہے تو ہر ممکنہ صورت میں اسے واپس کرنا واجب ہے، اگر تم غربت اور مفلسی کی وجہ سے واپس کرنے سے عاجز ہو تو مال کے مالک سے معاف کرواؤ، اگر اس کے نامعلوم ہونے یا مر جانے کی وجہ سے تم ایسا نہیں کرسکتے تو اب قدرت ہو تو اس کی طرف سے اتنا مال صدقہ کرو اور اگر یہ نہیں کرسکتے تو تم پر لازم ہے کہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرو اور بارگاہِ الٰہی میں عاجزی وانکساری اور گریہ وزاری کرتے ہوئے توبہ واِستغفار کرو تاکہ وہ صاحبِ مال کو روزِ قیامت تم سے راضی کردے۔

...**جان کی حق تلفی:** اگر جان تلف ہو جائے تو اس کا ازالہ یہ ہے کہ تم خود کو قصاص (یعنی خون کے بدلے خون) کے لیے پیش کردو یا پھر اس شخص کے وارث تمہیں معاف کردیں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو اب تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں خوب گریہ وزاری کرو تاکہ ربّ

www.dawateislami.net

تعالیٰ قیامت میں اس شخص کو تم سے راضی کر دے۔

❀...**عزت کی حق تلفی:** اگر تم نے کسی کی غیبت کی، تہمت لگائی یا گالی دی ہے تو تم پر لازم ہے کہ جن لوگوں کی موجودگی میں ایسا کیا ان سب کے سامنے خود کو جھوٹا کہو اور حتَّی الامکان اس شخص سے معافی مانگو جبکہ تمہیں اس کے شدید غصے میں آنے یا فتنے کا خوف نہ ہو اور اگر تمہیں اس کا اندیشہ ہو تو پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رجوع کرو اور اس شخص کے لیے کثرت سے استغفار کرو تاکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے تم سے راضی کر دے۔

❀...**اہل وعیال میں حق تلفی:** اس کی صورت یہ ہے کہ تم کسی کے گھر یا اولاد وغیرہ میں خیانت کرو۔ اس میں معاف کروانے اور اظہار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اظہار کرنے میں فتنے فساد کا اندیشہ ہے، لہٰذا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرو تاکہ وہ اسے تم سے راضی کر دے اور تمہاری خیانت کے بدلے اسے خیر کثیر عطا فرمائے۔ ہاں اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اظہار کرنے میں کوئی فتنہ نہیں ہو گا تو تم اس سے معاف کروالو مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ فتنہ نہ ہو۔

❀...**دین میں حق تلفی:** یوں کہ تم نے کسی کو کافر، بدعتی یا گمراہ کہا ہو اور یہ بڑا سخت معاملہ ہے تو ایسی صورت میں ضروری ہے کہ تم نے جس کے بارے میں ایسا کہا اس کے سامنے اپنے جھوٹے ہونے کا اعتراف کرو اور ممکن ہو تو اس سے معافی مانگو ورنہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں خوب گریہ وزاری کرو اور اپنے کیے پر ندامت کا اظہار کرو تاکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے تم سے راضی کر دے۔

فضل واحسان کی امید

مذکورہ گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ جس سے معاف کروانا تمہارے لیے ممکن ہو اُس

www.dawateislami.net

سے معاف کرواؤ اور اگر ممکن نہ ہو تو سچے دل کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کرتے ہوئے توبہ کرو تاکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے تم سے راضی کر دے۔ اب بروزِ قیامت یہ معاملہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مشیت پر ہو گا اور اس کے عظیم الشان فضل اور کامل احسان سے امید ہے کہ جب وہ بندے کے دل میں سچائی ملاحظہ فرماتا ہے تو اپنے فضل کے خزانے سے حق کا مطالبہ کرنے والوں کو راضی کر دیتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کسی کا حکم نہیں چلتا، یہی ان گناہوں کی معافی کا درست حق ہے، اسے سمجھ لو۔

ہم نے توبہ کے بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے اگر تم اس پر عمل پیرا ہو گے اور آئندہ ان جیسے گناہوں سے اپنے دل کو پاک کر لو گے تو بلاشبہ تم تمام گناہوں سے نکل جاؤ گے اور اگر تمہیں دل کی پاکیزگی حاصل ہو گئی مگر فوت شدہ باتوں کی قضا نہ کر سکے اور فریق مخالف کو راضی نہ کر پائے تو یہ تمہارے ذمے باقی رہے گا اور ان کے سوا سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ توبہ کی شرح بہت طویل ہے جس کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں لہٰذا تم پہلے ''اِحیاءُ الْعُلوم'' پھر ''اَلْقُرْبَةُ اِلَى الله'' اور اس کے بعد کتاب ''اَلْغَايَةُ الْقُصْوٰى'' سے توبہ کا باب پڑھ لو، وہاں تمہیں بہت زیادہ فوائد اور خوب وضاحت ملے گی جبکہ یہاں ہم نے ضروری اور بنیادی باتیں ہی بیان کی ہیں۔ اور توفیق دینے والی ذات اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی ہے۔

توبہ کی گھاٹی میں دشواری

یقیناً یہ گھاٹی بہت مشکل ہے، اس کا معاملہ انتہائی اہم اور اس کا نقصان بھی زیادہ ہے۔ حضرت سیِّدُنا استاد ابو اسحاق اسفرائینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی جو راسخ علم کے مالک اور باعمل عالِم تھے، وہ فرماتے ہیں: میں نے 30 سال تک اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی کہ وہ مجھے سچی پکی توبہ کی

www.dawateislami.net

توفیق عطا فرمائے۔ پھر میں نے خود پر حیرت و تعجُّب کرتے ہوئے کہا: سُبْحٰنَ اللہ! میں 30 سال سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ایک حاجت طلب کر رہا ہوں مگر وہ آج تک پوری نہیں ہوئی۔ پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والا مجھ سے کہہ رہا ہے: تجھے اس بات پر تعجب ہو رہا ہے؟ تو جانتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے کیا طلب کر رہا ہے؟ تُو یہ سوال کر رہا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے اپنا محبوب و پسندیدہ بندہ بنا لے۔ کیا تُو نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان نہیں سنا:

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ﴿۲۲۲﴾ (پ۱، البقرۃ: ۲۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک **اللہ** پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

کیا یہ کوئی چھوٹی حاجت ہے؟

اے بندو! اپنے دلوں کی اصلاح اور اپنی آخرت کا زادِ راہ اکٹھا کرنے میں اَئِمَّہ دین کی کوشش و اہتمام اور استقامت پر غور کرو۔

تاخیرِ توبہ کا نقصان

توبہ کی تاخیر میں بڑا نقصان اور ہولناکی ہے کیونکہ گناہ کی ابتدا دل کی سختی اور اس کی انتہا مَعَاذَ اللہ بدبختی و نحوست ہے۔ تمہیں شیطان اور بلعم بن باعورا کا معاملہ بھولنا نہیں چاہیے، ان کے معاملے کی ابتدا بھی گناہ اور انتہا کفر پر ہوئی اور دونوں ہمیشہ کے لیے ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو گئے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! تم بیدار رہو اور خوب کوشش کرو، امید ہے کہ تم اپنے دل سے اس نقصان کی جڑ کاٹ دو اور اپنی گردن کو گناہوں کے اس بوجھ سے آزاد کرا لو۔

www.dawateislami.net

دل کی سیاہی کی علامت

دل کی سختی سے بے خوف مت ہونا اور اپنے حال پر غور کرتے رہنا، ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: دل گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہو جاتا ہے اور دل کی سیاہی کی علامت و پہچان یہ ہے کہ تمہیں گناہوں سے کوئی گھبراہٹ نہ ہو، نیکیاں کرنے کا کوئی موقع نہ ملے اور وعظ و نصیحت سے کوئی فائدہ نہ پہنچے۔ خبردار! کسی گناہ کو چھوٹا مت جانو اور کبیرہ گناہوں پر ڈٹے ہوئے خود کو توبہ کرنے والا مت سمجھو۔ شاعر کی اس بات پر غور کرو:

لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ اَقَلَّهَا اِنَّ الْقَلِیْلَ مِنَ الدَّوَامِ کَثِیْرٌ

ترجمہ: تھوڑے گناہ کو ہرگز معمولی نہ سمجھو کیونکہ دوام و ہمیشگی سے "تھوڑا" زیادہ ہو جاتا ہے۔

40 سال روتے رہے

حضرت سیِّدُنا کَہْمَس بن حسن رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھ سے ایک گناہ ہو گیا تھا جس پر میں 40 سال سے رو رہا ہوں۔ پوچھا گیا: اے ابوعبد الله! وہ کونسا گناہ ہے؟ فرمایا: میرا ایک مسلمان بھائی مجھ سے ملنے آیا تو میں نے اس کے لیے مچھلی خرید کر پکائی، جب وہ کھا چکا تو میں نے اٹھ کر اپنے پڑوسی کی دیوار سے مٹی لی اور اس سے اپنے مہمان کے ہاتھ دھلوائے۔

توبہ میں جلدی کرو

اے بندو! اپنے نفس کی جانچ کرو، اپنا محاسبہ کرو اور جلدی جلدی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گریہ وزاری اور توبہ واستغفار کر لو کیونکہ موت پوشیدہ ہے اور دنیا ایک دھوکا ہے۔ اپنے جدِّ اَمجد حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کا واقعہ یاد کرو، ان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے

www.dawateislami.net

اپنے بے مثل دست قدرت سے بنایا، اپنی طرف کی خاص مُعَزَّز روح اُن میں پھونکی اور فرشتوں کی گردنوں پر سوار کر کے اپنی جنت میں پہنچایا، ان سے صرف ایک ہی لغزش سرزد ہوئی تو ان کو جنت سے زمین پر اتار دیا گیا۔ یہاں تک مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: اے آدم! میرا پڑوس (جنت میں رہنا) کیسا ہے؟ عرض کی: یارب! بہت ہی اچھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! میرے پڑوس اور تاجِ عزت سے الگ ہو جاؤ کیونکہ لغزش والا میرے پڑوس میں نہیں رہ سکتا۔ حتّٰی کہ حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام اپنی لغزش پر دوسو سال روتے رہے پھر توبہ قبول ہوئی اور ایک لغزش معاف ہوئی۔

جب ایک لغزش کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا اپنے نبی و مُنْتَخَب بندے عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ یہ معاملہ ہے تو کسی اور کے ساتھ کیسا ہو گا جو بے شمار گناہوں کا مُرْتَکِب ہو اور یہ بھی دیکھو کہ جب توبہ کرنے والے کی گریہ وزاری کا یہ عالَم ہے تو گناہوں پر ڈٹ کر بے راہ روی کے شکار کو کتنی ضرورت ہو گی؟ کہنے والے نے اچھی بات کہی ہے:

یَخَافُ عَلٰی نَفْسِہٖ مَنْ یَّتُوْبُ　　فَکَیْفَ تَرٰی حَالَ مَنْ لَا یَتُوْبُ

ترجمہ: توبہ کرنے والا اپنے بارے میں خوف زدہ ہے تو پھر تمہارے خیال میں توبہ نہ کرنے والے کا حال کیسا ہونا چاہیے؟

اگر تم نے توبہ کی اور توبہ کو توڑ کر پھر گناہوں کی طرف لوٹ گئے تو جلدی سے دوبارہ توبہ کر لو اور اپنے آپ سے کہو: ہو سکتا ہے اب توبہ کر کے گناہ کرنے سے پہلے ہی مجھے موت آجائے۔ یونہی تیسری چوتھی بلکہ ہر بار جب بھی گناہ ہو جائے فوراً توبہ کر لو اور توبہ کو اپنی عادت وپیشہ بنالو۔ گناہ کے معاملے میں توبہ کرنے سے عاجز اور مایوس مت ہونا کہ کہیں اس وجہ سے شیطان تمہیں توبہ سے روک نہ دے، بے شک کثرت سے توبہ کرنا

www.dawateislami.net

بھلائی کی نشانی ہے۔ کیا تم نے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان نہیں سنا: خِیَارُکُمْ کُلُّ مُفْتَتِنٍ تَوَّاب یعنی تم میں سے ہر وہ شخص بہتر ہے جو گناہ ہو جانے پر بہت توبہ کرنے والا ہو۔[1] مطلب یہ کہ بار بار گناہ ہوتا ہو تو بار بار اس سے توبہ کرتے ہوئے استغفار اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں شرمندگی اور گریہ وزاری کرے۔

تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان یاد کرو:

وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۱۰﴾ (پ۵، النسآء: ۱۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

اسے مضبوطی سے تھام لو اللہ عَزَّوَجَلَّ توفیق عطا فرمائے۔

فصل: توبہ کا طریقہ

اس مقام پر گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تم توبہ کی ابتدا کرو تو اپنے دل کو گناہوں سے پاک کر لو اور اسے اس بات پر جمادو کہ دوبارہ گناہوں کی طرف کبھی نہیں پلٹنا اور اس خلوص سے توبہ کرو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے دل کو توبہ میں سچا اور خالص پائے اور حتَّی الامکان تم نے جن کی حق تلفی کی ہے انہیں بھی راضی کر لو اور جس قدر ہو سکے فرائض و واجبات کی قضا بھی کر لو تو اب جو گناہ باقی بچ جائیں ان کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتے ہوئے توبہ و استغفار کرو تاکہ وہ بھی معاف ہو جائیں۔ اب تم غسل کرو، پاک صاف کپڑے پہنو اور چار رکعات ایسے پڑھو جیسے پڑھنے کا حق ہے، پھر اپنے چہرے کو زمین پر ایسی جگہ رکھ دو جہاں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی نہ

---

[1]...شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، ۵/۴۱۸، حدیث: ۷۱۲۱

www.dawateislami.net

دیکھ رہا ہو، پھر اپنے سر پر مٹی ڈالو پھر تمام اعضاء میں سب سے عزت والے اپنے چہرے کو خاک آلود کرو۔ اس طرح کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوں، دل غم میں ڈوبا ہو، آواز بلند اور پکار آہستہ ہو اور جتنا ہو سکے تم ایک ایک گناہ کو یاد کرتے ہوئے خود کو ملامت کرو اور اپنے نفس کو ڈانٹتے ہوئے کہو: اے نفس! تجھے شرم نہیں آتی؟ کیا تو توبہ نہیں کر سکتا؟ کیا تجھ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب کو سہنے کی طاقت ہے؟ کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناراض کرنا چاہتا ہے؟ یونہی کرتے کرتے روتے رہو پھر اپنے رحیم رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ہاتھوں کو پھیلا دو اور عرض کرو: الٰہی! تیرا بھاگا ہوا غلام تیرے در پر حاضر ہے، تیرا نافرمان بندہ صلح کی طرف لوٹ آیا ہے، تیرا گناہ گار تجھ سے معذرت چاہتا ہے۔ الٰہی! مجھے اپنے کرم سے بخش دے اور اپنے فضل سے مجھے قبول فرما اور مجھ پر اپنی نظر رحمت فرما، الٰہی! میرے پچھلے گناہ معاف فرما دے اور آئندہ زندگی میں گناہوں سے محفوظ فرما، بے شک ساری بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہم پر رحم فرمانے والا مہربان ہے۔

دعائے شدت

پھر یہ دعا کرو جسے **دعائے شدت** کہتے ہیں: **یَا مُجَلِّیَ عَظَائِمِ الْاُمُوْرِ یَا مُنْتَهٰی هِمَّةِ الْمَهْمُوْمِیْنَ یَا مَنْ اِذَا اَرَادَ اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ اَحَاطَتْ بِنَا ذُنُوْبُنَا اَنْتَ الْمَذْخُوْرُ لَهَا یَا مَذْخُوْرُ لِكُلِّ شِدَّةٍ كُنْتُ اَدَّخِرُكَ لِهٰذِهِ السَّاعَةِ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْم** یعنی اے بڑی بڑی مشکلات کو حل کرنے والے! اے غمزدوں کے ملجا! اے وہ ذات کہ جب کسی کام کا ارادہ فرمائے تو حکم دے "ہوجا" تو وہ ہو جاتی ہے ہمیں ہمارے گناہوں نے گھیر رکھا ہے اور تو سب کو جانتا ہے، اے وہ ذات کہ ہر سختی و شدت کے وقت جس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے! اس گھڑی میں تیری بارگاہ میں رجوع کرتا ہوں۔ پس تو میری توبہ قبول

www.dawateislami.net

فرما بے شک تو بہت توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے۔

رحمت کا واسطہ

پھر کثرت سے گریہ وزاری اور عاجزی کرتے ہوئے عرض کرو: اے وہ ذات جسے ایک کا سننا دوسرے کے سننے سے غافل نہیں کرتا! اے وہ ذات جسے سوالوں کی کثرت ہرگز مغالطے میں نہیں ڈالتی! اے وہ ذات جسے گریہ وزاری کرنے والوں کا گریہ بے چین نہیں کرتا! مجھے اپنی معافی کی ٹھنڈک اور اپنی مغفرت کی مٹھاس نصیب فرما، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! تجھے تیری رحمت کا واسطہ، بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

درود شریف واستغفار

پھر تم شَفِیعِ روزِ مَحشر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود بھیجو اور تمام مومن مردوں عورتوں کے لیے استغفار کرو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں لگ جاؤ۔ یہ سب کر لیا تو اب تم نے سچی پکی توبہ کر لی اور تم گناہوں سے ایسے نکل گئے جیسے آج ہی تمہاری ماں نے تمہیں جنا ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ تم سے محبت فرمانے والا ہے اور تمہارے لیے اجر وثواب ہے، تم پر ایسی رحمت وبرکت ہے جسے بیان کرنے والے بیان نہیں کر سکتے، تمہیں امن اور جہنم سے خلاصی نصیب ہو گئی اور دنیا وآخرت میں گناہوں کی سزا اور آفت سے محفوظ ہو گئے، تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد سے یقیناً اس گھاٹی کو عبور کر لیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل واحسان سے ہدایت وتوفیق عطا فرمائے بے شک وہی اس کا مالک ہے۔

www.dawateislami.net

تیسری گھاٹی

رکاوٹوں کا بیان

اے عبادت کے طلبگار اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے توفیق دے، تجھ پر رکاوٹوں کو دور کرنا بھی لازم ہے تاکہ تیری عبادت قائم رہ سکے اور یہ ہم بتا چکے کہ رکاوٹیں چار ہیں۔

پہلی رکاوٹ: دنیا

پہلی رکاوٹ دنیا ہے اور اسے یوں دور کیا جاسکتا ہے کہ اس سے علیحدگی اور بے رغبتی اختیار کی جائے اور تم پر یہ علیحدگی اور بے رغبتی دو وجہ سے ضروری ہے۔

...پہلی وجہ: تاکہ تمہاری عبادت قائم اور سلامت رہے بلکہ تم کثرت سے عبادت کر سکو کیونکہ دنیا کی رغبت تمہارے ظاہر و باطن کو مصروف کر دے گی۔ ظاہر کو اس کی طلب میں اور باطن کو اس کے قصد و ارادے اور قلبی خیالات میں لگادے گی اور یہ دونوں باتیں تجھے عبادت سے روک دیں گی کیونکہ نفس بھی ایک ہے اور دل بھی ایک، تو جب یہ کسی شے میں مشغول ہو گا تو اس کی ضد سے منقطع ہو جائے گا اور دنیا و آخرت کی مثال تو دو سوکنوں کی مانند ہے کہ ایک کو خوش کرو تو دوسری ناراض ہو جاتی ہے اور یہ دنیا و آخرت مشرق و مغرب کی طرح ہیں کہ تم ایک سمت میں جس قدر بڑھو گے اتنا ہی دوسری سے دور ہوتے جاؤ گے۔

سلامتی والی آخرت اپنالو

جہاں تک ظاہر کے دنیا میں مشغول ہونے کی بات ہے تو حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے بہت کوشش کی کہ عبادت اور تجارت کو اکٹھا لے کر چلوں مگر یہ دونوں ایک ساتھ نہیں ہو سکے تو میں نے تجارت چھوڑ کر عبادت کو اختیار کر لیا۔

www.dawateislami.net

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اگر عبادت اور تجارت میرے علاوہ کسی شخص کے لیے جمع ہو سکتیں تو میرے لیے ضرور جمع ہوتیں کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے قوت اور نرمی دونوں عطا فرمائی ہیں۔

جب معاملہ ایسا ہے تو دنیا کا نقصان برداشت کرنا اور سلامتی والی آخرت کو اپنانا زیادہ مناسب ہے۔ جہاں تک دل کی مشغولیت کی بات ہے تو دل چھپی ہوئی ایک جگہ ہے جہاں سے ''ارادہ'' ہوتا ہے۔

حضور سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کا نقصان کرتا ہے لہٰذا باقی رہنے والی (آخرت) کو فنا ہونے والی (دنیا) پر ترجیح دو۔[1]

حکمت سے مُنَوَّر دل

اب تمہارے لیے خوب واضح ہو گیا کہ اگر تمہارا ظاہر دنیا میں اور باطن اس کے ارادہ وخیال میں مصروف ہوا تو عبادت کو کما حقہ بجالانا تمہارے لیے آسان نہیں ہو گا۔ ہاں! جب تم دنیا سے منہ موڑ لو گے اور ظاہر و باطن کو فارغ کر لو گے تو تمہارے لیے عبادت کرنا آسان ہو جائے گا بلکہ تمہارے اعضاء تمہاری مدد کریں گے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''بندہ جب دنیا سے بے رغبت ہوتا ہے تو اس کا دل حکمت سے منور ہو جاتا ہے اور اعضاء عبادت کرنے میں اس کے مددگار بن جاتے ہیں۔'' اس بات کو پلے باندھ لو۔

❁...دوسری وجہ: دنیا سے بے رغبتی لازم ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سے

[1]...مسند امام احمد، حدیث ابی موسی اشعری، ۷/۱۶۵، حدیث: ۱۹۷۱۷

www.dawateislami.net

تمہارے عمل کی قدر و قیمت اور عزت و بزرگی بڑھ جائے گی کیونکہ حضور سیّدِ عالَم، شافعِ اُمَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایسا شخص جس کا دل دنیا سے بے رغبت ہو اس کی دو رکعتیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک قیامت تک عبادت کرنے والوں کی عبادت سے بہتر اور محبوب ہیں۔[1]

جب دنیا سے بے رغبتی کرنے میں عبادت اتنی زیادہ اور بزرگی والی ہو جاتی ہے تو طالبِ عبادت کے لیے ضروری ہے کہ وہ دنیا سے بے رغبتی اور علیحدگی اختیار کرے۔

زُہد اور اس کی اقسام

اگر تم یہ پوچھو کہ زُہد یعنی دنیا سے بے رغبتی کا مطلب اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ تو جان لو کہ ہمارے علمائے کرام عَلَیْہِمُ الرَّحْمَہ کے نزدیک زہد کی دو قسمیں ہیں: (۱)...وہ زہد جو بندے کے اختیار میں ہے اور (۲)...وہ زہد جو بندے کے اختیار میں نہیں ہے۔

اختیاری زُہد تین چیزوں میں ہوتا ہے: (۱)...دنیا کا جو مال و متاع پاس نہیں اسے طلب نہ کرو۔ (۲)...جو پاس ہے اس کو خود سے دور کر دو اور (۳)...دنیا کا حصول اور اس کا ارادہ ترک کر دو۔

غیر اختیاری زہد یہ ہے کہ زاہد کا دل دنیا اور اس کے سازو سامان سے سرد پڑ جائے اور وہ زہد جو بندے کے اختیار میں ہے وہ غیر اختیاری زہد کی بنیاد ہے، جب بندہ دنیا کے اس مال کی طلب چھوڑ دے گا جو اس کے پاس نہیں اور جو پاس ہے اسے خود سے دور کر دے گا اور دل سے دنیا کا ارادہ و خیال بھی چھوڑ دے گا اور اس میں نیت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

1... یہ حدیث احیاء العلوم اور قوت القلوب میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قول کے طور پر مذکور ہے۔

www.dawateislami.net

رضا اور اُخروی ثواب کی ہوگی تو اب اسے یہ وصف یعنی دل کا دنیا سے سرد پڑ جانا حاصل ہو جائے گا۔ میرے نزدیک اصل زُہد یہی ہے۔

زُہد میں ارادے کی اہمیت

مذکورہ تینوں اقسام میں سب سے مشکل دل سے دنیا کا ارادہ نکالنا ہے، کیونکہ ظاہری طور پر بہت سے دنیا سے بے رغبت رہنے والے باطنی طور پر دنیا کے طلبگار اور چاہنے والے ہوتے ہیں اور جو ایسا ہو اس کا دل دنیا کی شدید کشمکش میں مبتلا رہتا ہے جبکہ زہد کا دارومدار اسی تیسری قسم پر ہے۔ کیا تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان نہیں سنا:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ (پ۲۰، القصص: ۸۳)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبُّر نہیں چاہتے اور نہ فساد۔

اس مبارک فرمان میں حکم کو ارادہ ترک کرنے پر معلَّق کیا گیا، مقصود و مراد کی طلب و فعل سے رُکنے پر موقوف نہیں رکھا گیا (یعنی یہ فرمایا گیا کہ ”جو زمین پر تکبر و فساد کا ارادہ نہیں رکھتے آخرت کا گھر اُن کے لئے ہے۔“ یہ نہیں فرمایا کہ ”جو زمین پر تکبر و فساد سے رُکتے ہیں“)۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ ﴿۲۰﴾ (پ۲۵، الشورٰی: ۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

www.dawateislami.net

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ (پ۱۵،بنی اسرآئیل:۱۸، ۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: جو یہ جلدی والی چاہے ہم اسے اس میں جلد دے دیں جو چاہیں جسے چاہیں پھر اس کے لیے جہنم کر دیں کہ اس میں جائے مذمت کیا ہوا دَھکے کھاتا اور جو آخرت چاہے اور اس کی سی کوشش کرے اور ہو ایمان والا تو انھیں کی کوشش ٹھکانے لگی۔

کیا تم دیکھتے نہیں کہ ان فرامین میں ارادے ہی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے لہٰذا ارادے کا معاملہ بہت اہمیت کا حامل ہے لیکن جب بندہ پہلی دو چیزوں یعنی طلبِ دنیا نہ ہونے اور جو پاس ہے اسے خود سے جدا کرنے پر ہمیشگی اختیار کرے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے امید ہے کہ وہ اس کے دل سے دنیا کے ارادے کو بھی دور فرما دے گا۔ بے شک وہی فضل و کرم فرمانے والا ہے۔

خوشبو میں لپٹا مُردار

جو چیز تمہیں دنیا کو خود سے دور کرنے اور طلبِ دنیا ترک کرنے پر ابھارے گی اور اسے تمہارے لیے آسان بنائے گی وہ ہے دنیا کی آفات اور اس کے عُیُوب کو یاد کرنا۔ لوگوں نے اس کے متعلِّق بہت کچھ کہا ہے۔ کسی نے کہا: ”میں نے دنیا کو اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ اس کا نفع تھوڑا، تھکاوٹ زیادہ، یہ فنا ہونے میں تیز اور اس کے طلبگار بہت کمینے ہیں۔“ اس پر میرے شیخ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے فرمایا: ”اس قول سے بھی دنیا میں

www.dawateislami.net

رغبت کی بو آتی ہے کیونکہ جو شخص کسی سے جدائی کی شکایت کرتا ہے وہ اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جو کسی شے کو لوگوں کے اُس میں شریک ہونے کی وجہ سے ترک کر دیتا ہے وہ چاہتا ہے کہ کاش وہ اکیلا اس کا مالک ہوتا۔"

اس بارے میں سب سے عمدہ بات وہ ہے جو ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمائی کہ دنیا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی دشمن ہے جبکہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والے ہو اور جو کسی سے محبت رکھتا ہے وہ اُس کے دشمن سے نفرت رکھتا ہے۔" مزید فرمایا: دنیا حقیقت میں سڑا ہوا مردار ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ آخر کار اس کی ہر چیز خراب و برباد اور بدبودار ہو جاتی ہے۔ مگر یہ ایک ایسا مُردار ہے جسے خوشبوؤں اور زیب وزینت میں لپیٹ دیا گیا ہے پس اس کے ظاہر کو دیکھ کر غافل لوگ دھوکے میں پڑ گئے اور عقلمندوں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

دنیا سے بے رغبتی کا حکم

اگر تم پوچھو کہ دنیا سے بے رغبتی و کنارہ کشی کرنا فرض ہے یا نفل؟ تو یاد رکھو کہ ہمارے نزدیک یہ بے رغبتی حلال سے بھی ہوتی ہے اور حرام سے بھی، پس حرام سے کنارہ کشی کرنا فرض جبکہ حلال سے نفل ہے۔ صاحبِ استقامت عبادت گزاروں کے نزدیک حرام ایک بدبودار مُردار کی طرح ہے جس کی طرف ضرورت کے وقت (بحالت اضطرار و مجبوری) بقدر ضرورت ہی بڑھا جاتا ہے۔

جہاں تک حلال سے بے رغبتی کی بات ہے تو یہ ابدالوں کا وصف ہے، ان کے نزدیک حلال بھی مردار کی طرح ہوتا ہے اور وہ اس سے بھی بقدرِ ضرورت ہی لیتے

www.dawateislami.net

ہیں جبکہ حرام تو ان کے نزدیک آگ ہے اسے لینا تو در کنار ان کے دل میں اس کا خیال بھی نہیں آتا اور دنیا سے دل کے سرد پڑ جانے کا مطلب بھی یہی ہے، اس لحاظ سے کہ دنیا کی خاطر کوشش ختم ہو جائے اور بندہ دنیا کو انتہائی ناپسند جانے اور گندگی سمجھے یہاں تک کہ دل میں دنیا کے لیے کوئی ارادہ اور اختیار باقی نہ رہے۔

دنیا آگ یا مُردار کیسے ہو سکتی ہے؟

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نرالی خواہشات اور پسندیدہ لذّات سے بھرپور دنیا کسی انسان کے نزدیک آگ یا سڑے ہوئے مُردار جیسی ہو جائے جبکہ وہ خلقت میں کمزور اور طبعی طور پر لالچی بھی ہے؟

تو سمجھ لو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے خاص توفیق عطا فرمائے اور وہ بندہ دنیا کی آفات اور اس حقیقی گندگی کو جان لے تو دنیا اس کے نزدیک آگ یا مُردار کی طرح ہو جاتی ہے اور اس سے خوش تو وہ ہوتے ہیں جو اس کی رغبت رکھتے، اس کے عیبوں اور آفتوں سے اندھے اور اس کی ظاہری زیب و زینت سے دھوکے میں ہیں۔ اب میں تمہیں اس کی ایک مثال دیتا ہوں:

ایک شخص نے تمام لوازمات کا خاص خیال رکھتے ہوئے نفیس اور عمدہ حلوہ تیار کیا مگر تیار کرنے کے بعد اس میں زہرِ قاتل کا ایک قطرہ ڈال دیا، زہر ڈالتے وقت ایک شخص اسے دیکھ رہا تھا اور ایک ایسا تھا جس نے یہ نہیں دیکھا تھا، تو جب دونوں کے سامنے وہ بہترین اور عمدہ حلوہ کھانے کے لیے رکھا جائے گا تو جسے زہر کی ملاوٹ کا علم ہے وہ اس سے کنارہ کش ہو جائے گا بلکہ اُس کے دل میں کھانے کا خیال تک نہیں آئے گا اور یہ اس کے نزدیک آگ بلکہ اُس سے بھی سخت ہو گا کیونکہ وہ اس میں

www.dawateislami.net

موجود آفت کو جانتا ہے لہٰذا وہ اس کی ظاہری عمدگی سے دھوکا نہیں کھائے گا اور اُس کے بر عکس جس نے زہر کو دیکھا نہیں تھا وہ اس کی ظاہری عمدگی و سجاوٹ سے دھوکا کھا کر اس کے لیے للچائے گا اور کنارہ کرنے والے پر تعجُّب کرے گا بلکہ اسے بے وقوف سمجھے گا۔ یہی حال دنیا کے حرام کا بھی ہے بصیرت و استقامت والے اس سے بچتے ہیں اور بے خبر و غافل اس کی رغبت رکھتے ہیں۔

یوں ہی دنیا کا حلال ان عقلمندوں کے لیے اس حلوے کی طرح ہے جس میں بنانے والے نے زہر تو نہیں ڈالا مگر تھوک دیا یا ناک سے ریزش ڈال دی تو اس کاروائی کو دیکھنے والا اس سے کراہت کرے گا، دور ہٹے گا اور سخت ضرورت و حاجت کے علاوہ اسے استعمال نہیں کرے گا اور جس نے اسے دیکھا نہیں اسے معلوم ہی نہیں کہ اس میں کیا ہے وہ اس کے ظاہر کو دیکھ کر دھوکا کھائے گا اور اسے پسند کرتے ہوئے اس کی لالچ کرے گا۔ تو یہ دونوں فریقوں یعنی اہلِ بصیرت و استقامت اور اہلِ غفلت و رغبت کے لیے دنیا کے حلال کی مثال ہے۔

غور کرو کہ دونوں شخص خِلقت و طبیعت میں ایک ہیں مگر صرف دیکھنے کی وجہ سے دونوں کا حال مختلف ہو گیا ایک نے دیکھا اور اسے علم ہو گیا جبکہ دوسرے نے نہیں دیکھا تو بے خبر رہا۔ اگر رغبت رکھنے والا بھی بچنے والے کی طرح دیکھ لیتا اور جان جاتا تو وہ بھی ضرور بچتا اور یوں ہی دیکھنے والا اگر نہ دیکھتا اور نہ جانتا تو رغبت والے کی طرح وہ بھی ضرور رغبت رکھتا۔ اس مثال کے ذریعے واضح ہو گیا کہ فرق طبیعت کی وجہ سے نہیں بلکہ دیکھنے کی وجہ سے ہے۔ یہ ایسا مفید اصول اور بہترین کلام ہے جس کا اعتراف عقلمند اور انصاف کرنے والا ضرور کرے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی اپنے فضل سے

www.dawateislami.net

ہدایت وتوفیق عطا فرمانے والا ہے۔

مکمل کنارہ کشی کیسے ممکن ہے؟

اگر یہاں یہ سوال کیا جائے کہ کم ازکم ہمیں اتنی دنیا کی حاجت تو ہے جس سے ہمیں قوت وطاقت حاصل ہو سکے تو پھر دنیا سے بالکل کنارہ کشی کیسے ممکن ہے؟

جواب یہ ہے کہ جو زہد مطلوب ہے اُس سے مراد اُس فضول وزائد چیز سے بے رغبتی اختیار کرنا ہے جس کے بغیر زندگی گزاری جاسکتی ہو کیونکہ مقصود تو فقط اتنی قوت وطاقت ہے کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کر سکو کھانا پینا یا لذّت حاصل کرنا تو مقصود نہیں اور اب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مرضی ہے کہ تمہیں سبب وذریعہ سے زندہ رکھے یا ان کے بغیر جیسے فرشتوں کو بغیر اسباب زندہ رکھا ہے۔ پھر اگر اس نے کسی شے کو تمہارا ذریعہ بنانا ہے تو چاہے تو تمہارے پاس موجود شے کو بنا دے یا تمہاری تلاش یا کمائی سے وہ شے تمہیں مل جائے یا پھر چاہے تو وہاں سے عطا فرمادے جہاں سے تمہارا وہم وگمان بھی نہ ہو اور نہ ہی تمہیں اس کے لیے محنت وکوشش کرنی پڑے جیسا کہ ربّ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًاۙ(۲) وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُؕ (پ۲۸، الطلاق: ۲،۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔

پھر تم کسی صورت طلب اور ارادے کے محتاج نہیں ہو گے اور اگر ایسے زہد کی طاقت نہیں رکھتے اور طلب وارادہ رکھتے ہو تو صرف اتنی چیز کی طلب وکوشش کرو جس سے عبادتِ الٰہی پر قوت حاصل ہو سکے اور اس میں لذت وشہوت مقصود نہ ہو۔ جب تم

www.dawateislami.net

ایسی نیت رکھو گے تو تمہاری کوشش اور ارادہ ایک نیکی ہو گی اور حقیقت میں آخرت کے لیے کوشش کہلائے گی نہ کہ دنیا کے لیے اور ایسی کوشش تمہارے زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی میں کوئی خرابی پیدا نہیں کرے گی۔ جان لو! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو یہ چند باتیں تمہاری درست رہنمائی کریں گی اور توفیق عطا فرمانے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔

دوسری رکاوٹ: مخلوق

اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں اور ہمیں اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائے تم پر مخلوق سے جدائی و تنہائی اختیار کرنا بھی دو وجہ سے لازم ہے:

❁...**پہلی وجہ: مخلوق** سے علیحدگی اس لئے لازم ہے کہ وہ تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت سے غافل کر دے گی۔ ایک بزرگ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے اور ایک شخص ان سے دور الگ تھلگ بیٹھا تھا، میں نے پاس جا کر اس سے بات کرنا چاہی تو اس نے کہا: تم سے بات کرنے کے بجائے مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنا زیادہ پسند ہے۔ میں نے کہا: تم اکیلے ہو۔ اس نے کہا: میرے ساتھ میرا ربّ تعالٰی اور میرے دو فرشتے ہیں۔ میں نے پوچھا: ان تیر اندازوں میں کون جیتے گا؟ اس نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کی مغفرت فرما دے۔ میں نے پوچھا: راستہ کہاں ہے؟ اس نے ہاتھ سے آسمان کی جانب اشارہ کیا اور مجھے چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: الٰہی! تیری اکثر مخلوق تجھ سے غافل کرتی ہے۔

لوگوں سے پانچ مطالبے

اے بندے! لوگ تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے غافل کر دیں گے بلکہ روک ہی

www.dawateislami.net

دیں گے بلکہ برائی اور ہلاکت میں ڈال دیں گے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا حاتم اصم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں نے لوگوں سے پانچ چیزوں کا سوال کیا مگر مجھے ایک بھی نہیں ملی، میں نے ان سے کہا: زہد و عبادت اختیار کرو تو انہوں نے نہیں کیا، میں نے کہا: اگر تم نہیں کرتے تو زہد و عبادت پر میری مدد ہی کر دو تو انہوں نے یہ بھی نہیں کیا، میں نے کہا: چلو میرے ایسا کرنے پر مجھ سے راضی ہی ہو جاؤ تو انہوں نے یہ بھی نہیں کیا، میں نے کہا: کم از کم مجھے زہد و عبادت سے روکو تو نہیں مگر انہوں نے مجھے روکا، میں نے کہا: چلو اتنا مان لو کہ جس چیز میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا و خوشنودی نہیں ہے مجھے اس کی طرف مت بلاؤ اور اگر میں اس میں تمہاری پیروی نہ کروں تو میرا پیچھا بھی مت کرو مگر انہوں نے یہ بات بھی نہیں مانی بالآخر میں مخلوق کو چھوڑ کر اپنے آپ میں مشغول ہو گیا۔

گوشہ نشینی کا زمانہ

اے میرے اسلامی بھائی! بے شک ہمارے پیارے نبی حضرت سیِّدُنا محمد مصطفٰے، احمد مجتبٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے گوشہ نشینی کے زمانے، اس کے حالات و اوصاف اور اس زمانے والوں کے حالات بھی بیان فرما دیئے اور اس میں تنہائی کا حکم دیا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام مخلوق میں بہتری کو سب سے زیادہ جاننے والے اور ہم سے بھی زیادہ ہمارے خیر خواہ تھے پس اگر تم زمانے کو پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیان کردہ کیفیت پر پاؤ تو ان کے حکم پر عمل پیرا ہو جاؤ اور ان کی نصیحت کو قبول کرو اور اس میں ہرگز شک مت کرو کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تم سے بہتر جانتے ہیں کہ تمہارے زمانے میں

www.dawateislami.net

تمہارے لیے کیا بہتر ہے، جھوٹے حیلے بہانوں سے اپنے آپ کو دھوکا مت دینا ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہ ہو گا۔

جن اوصاف وحالات کی بات ہم کر رہے ہیں وہ اس مشہور حدیث پاک میں موجود ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: ایک مرتبہ ہم حضور رحمت کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ فتنوں کا ذکر چھڑ گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم دیکھو کہ لوگ وعدہ خلافی میں مبتلا ہو جائیں اور امانت میں خیانت کرنے لگیں، پھر آپ نے انگلیوں کو انگلیوں میں ڈال کر فرمایا: اور یوں ہو جائیں (یعنی ان انگلیوں کی طرح دست و گریباں ہو جائیں)۔ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے آپ پر قربان کرے! میں اُس وقت کیا کروں؟ ارشاد فرمایا: گھر میں بیٹھے رہنا، اپنی زبان کو قابو میں رکھنا، اچھی چیز اختیار کرنا، بری بات کو چھوڑ دینا، صرف اپنے معاملے کی فکر کرنا اور عام لوگوں کا خیال چھوڑ دینا۔[1]

ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور نبی مکرّم، شَفِیْعِ معظّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: وہ ہَرْج کا زمانہ ہو گا۔ عرض کی گئی ہرج کے زمانے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جب آدمی اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص سے بھی بے خوف اور مطمئن نہیں ہو گا۔[2]

ایک زمانہ ایسا آئے گا

ایک اور حدیث مبارک جو حضرت سیِّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے

1... ابوداود، کتاب الملاحم، باب الامر والنهی، ۴/۱۶۵، حدیث: ۴۳۴۳

2... ابوداود، کتاب الفتن والملاحم، باب فی النهی عن السعی فی الفتنة، ۴/۱۳۵، حدیث: ۴۲۵۸
مسند بزار، ۴/۲۷۶، حدیث: ۱۴۴۴

www.dawateislami.net

کہ حضور نبی غیب دان، رحمت عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت حارث بن عُمَیْرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: اگر تمہاری زندگی رہی تو عنقریب تم ایسا زمانہ دیکھو گے جس میں مُقَرِّرِین زیادہ ہوں گے، علما کم ہوں گے، مانگنے والوں کی کثرت ہو گی، دینے والے تھوڑے ہوں گے، اس زمانے میں خواہش علم کی پیشوا ہو گی۔[1] انہوں نے عرض کی: وہ زمانہ کب آئے گا؟ ارشاد فرمایا: جب نماز ضائع کی جائے گی، رشوت عام ہو جائے گی اور دین کو دنیا کی معمولی و حقیر چیزوں کے بدلے بیچا جائے گا، ایسے وقت میں بچنا، ایسے وقت میں بچنا۔[2]

میں کہتا ہوں: ان احادیثِ مبارکہ میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ تم اپنی آنکھوں سے اپنے زمانے اور زمانے والوں میں دیکھ رہے ہو لہٰذا اپنی فکر کرو۔

گوشہ نشینی جائز ہو گئی

پھر بلاشبہ سلف صالحین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن اپنے زمانے اور زمانوں والوں سے بچنے پر مُتَّفِق ہیں، انہوں نے گوشہ نشینی کو ترجیح دی، اسی کا حکم دیا اور ایک دوسرے کو اسی کی نصیحت کرتے رہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ وہ ہم سے زیادہ بصیرت رکھنے اور بھلائی کو زیادہ سمجھنے والے تھے اور ان کے بعد زمانہ بہتر ہونے کے بجائے زیادہ خراب ہو گیا۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا یوسف بن اسباط رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کو فرماتے سنا: **اللہ** کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اس زمانے میں گوشہ نشینی جائز ہو گئی ہے۔

---

1 ...الادب المفرد، باب الهدی والسمت الحسن، ص ۲۱٦، حدیث: ۸۱۰، عن ابن مسعود موقوفاً

2 ...موسوعة ابن ابی الدنیا، کتاب العزلة والانفراد، ٦/ ۵۴۰، حدیث: ۱۸۸، عن ابن مسعود موقوفاً

www.dawateislami.net

میں کہتا ہوں: اگر ان کے زمانے میں جائز ہو گئی تھی تو ہمارے اس زمانے میں فرض و واجب ہو گئی ہے۔

گوشہ نشینی میں راحت

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے حضرت سیِّدُنا عَبَّاد خَوَّاص عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب کو لکھا: تم اُس زمانے میں ہو جس میں ہونے سے حضرات صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگا کرتے تھے اور وہ ہم سے زیادہ علم والے تھے۔ تو اب ہمارا کیا حال ہو گا کہ اب وہ زمانہ آ چکا ہے اور ہمارا علم کم ہے، صبر تھوڑا ہے اور بھلائی پر مددگار کم ہیں، دنیا کی خرابی بڑھ گئی اور لوگوں میں بگاڑ پیدا ہو چکا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: گوشہ نشینی میں بُرے لوگوں کی ملاقات سے چھٹکارا اور راحت ہے۔

اسی بارے میں چند اشعار ملاحظہ کیجئے:

هٰذَا الزَّمَانُ الَّذِیْ كُنَّا نُحَاذِرُهٗ ‏ فِیْ قَوْلِ كَعْبٍ وَ فِیْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْد

دَهْرٌ بِهِ الْحَقُّ مَرْدُوْدٌ بِاَجْمَعِهٖ ‏ وَالظُّلْمُ وَالْبَغْیُ فِیْهِ غَیْرُ مَرْدُوْد

اَعْلٰی اَصَمُّ مِنَ الْاَزْمَانِ مُلْتَبِسٌ ‏ فِیْهِ لِاَبْلِیْسَ تَصْوِیْبٌ وَ تَصْعِیْد

اِنْ دَامَ هٰذَا وَلَمْ یَحْدُثْ لَهٗ غَیْرٌ ‏ لَمْ یُبْكَ مَیِّتٌ وَلَمْ یُفْرَحْ بِمَوْلُوْد

ترجمہ: (۱)...یہ وہی زمانہ ہے جس سے ہمیں حضرت سیِّدُنا ابنِ مسعود اور حضرت سیِّدُنا کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے فرامین میں ڈرایا گیا ہے۔ (۲)...اس زمانے میں حق بالکل ٹھکرا دیا گیا ہے جبکہ ظلم و بغاوت مقبول ہے۔ (۳)...دیگر زمانوں کی بنسبت یہ زمانہ زیادہ اندھا، بہرا اور پیچیدہ و سخت ہے، اس

www.dawateislami.net

میں شیطان کو سچا اور اونچا کیا جاتا ہے۔(۴)...اگر یہی حالت رہی اور زمانے میں کوئی بہتری نہ آئی تو پھر کسی مرنے والے پر رویا جائے گا نہ کسی پیدا ہونے والے کی خوشی کی جائے گی۔

جان پہچان کم رکھو

مجھے ایک بات حضرت سیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے حوالے سے ملی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِی سے عرض کی: مجھے نصیحت کیجئے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا: لوگوں سے جان پہچان کم رکھو۔ میں نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! کیا حدیث مبارک میں یہ نہیں آیا کہ ”مسلمانوں سے جان پہچان زیادہ رکھو کیونکہ ہر مسلمان کو شفاعت کا حق حاصل ہوگا۔“[1] انہوں نے فرمایا: تمہیں جو بھی ناپسندیدہ بات پہنچی ہوگی وہ جان پہچان والوں سے ہی پہنچی ہوگی۔ میں نے کہا: درست ہے۔ پھر جب حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِی کا وصال ہوگیا تو میں نے خواب میں انہیں بلند مراتب پر فائز دیکھا تو عرض کی: ابو عبد اللہ! مجھے نصیحت کیجئے۔ ارشاد فرمایا: لوگوں سے جان پہچان اور ملاپ کم رکھو کیونکہ ان سے جان چھڑانا بہت مشکل ہے۔

ناآشناؤں کو دعا

ایک شاعر نے اس بات کو کچھ اس طرح بیان کیا:

وَ مَا زِلْتُ مُذْ لَاحَ الْمَشِیْبُ بِمَفْرَقِیْ ... اُفَتِّشُ عَنْ هٰذَا الْوَرٰی وَاُكَشِّفُ

فَمَا اَنْ عَرَفْتُ النَّاسَ اِلَّا ذَمَمْتُهُمْ ... جَزَی اللهُ خَیْرًا كُلَّ مَنْ لَسْتُ اَعْرِفُ

وَمَالِیَ ذَنْبٌ اَسْتَحِقُّ بِهِ الْجَفَا ... سِوَی اَنَّنِیْ اَحْبَبْتُ مَنْ لَیْسَ یُنْصِفُ

[1]...مسند الفردوس، ۱/۵۷، حدیث: ۲۱۹

www.dawateislami.net

ترجمہ:(۱)...میں اِس مخلوق کی تفتیش اور پوچھ تاچھ میں لگا رہا حتّٰی کہ جدائی کا وقت یعنی بڑھاپا آپہنچا۔(۲)...لوگوں میں میری جس سے بھی پہچان ہوئی میں نے اس کی مذمت کی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہر اس شخص کو جزائے خیر دے جسے میں نہیں جانتا(۳)...اور میرا کوئی جرم ایسا نہیں جس کے سبب قابلِ مذمت ٹھہروں، سوائے یہ کہ ناانصافی کرنے والے کو دوست بنایا۔

دوستوں سے اَذِیَّت ملی

حضرت سیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ بھی منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی کے دروازے پر لکھا تھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے جو ہمیں نہیں جانتے اور ایسی جزا وہ ہمارے دوستوں کو عطا نہ فرمائے کیونکہ ہمیں جو بھی اذیت ملی دوستوں ہی سے ملی۔

اسلاف نے اسی بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

جَزَی اللهُ عَنَّا الْخَیْرَ مَنْ لَیْسَ بَیْنَنَا　　　وَ لَا بَیْنَهٗ وُدٌّ وَ لَا نَتَعَارَفُ

فَمَا مَسَّنَا هَمٌّ وَ لَا نَالَنَا اَذًی　　　مِنَ النَّاسِ اِلَّا مَنْ نَوَدُّ وَنَعْرِفُ

ترجمہ:(۱)...**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہماری طرف سے ایسوں کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی ہم سے جان پہچان تھی نہ ہمارے درمیان کوئی دوستی تھی۔(۲)...پس ہمیں جو بھی رنج و غم اور اذیت پہنچی وہ انہی لوگوں سے پہنچی جن سے ہم دوستی اور جان پہچان رکھتے تھے۔

حکمت بھری نصیحتیں

حضرت سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیاض عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَھَّاب فرماتے ہیں: اس نازک زمانے میں اپنی زبان کی حفاظت کر، اپنی مرتبے کو پوشیدہ رکھ، اپنے دل کا علاج کر، جو بھلائی

www.dawateislami.net

لگے اسے اختیار کر اور جو برائی لگے اسے چھوڑ دے۔

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے فرمایا: ھٰذَا زَمَانُ السُّکُوْتِ وَ لُزُوْمِ الْبُیُوْتِ وَالرِّضَاءِ بِالْقُوْتِ اِلٰی اَنْ تَمُوْتَ یعنی یہ خاموشی، گھر میں پڑے رہنے اور ضروری غذا پر راضی رہنے کا زمانہ ہے یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے۔

حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: دنیا سے روزہ رکھ لے اور آخرت کو اپنی افطار بنا لے اور لوگوں سے ایسے بھاگ جیسے شیر سے بھاگتا ہے۔

دنیا اور مخلوق سے کنارہ کشی کے متعلق روایات واقوال اس قدر زیادہ ہیں جن کی اس کتاب میں گنجائش نہیں، اس کے متعلّق ہم نے الگ سے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''کِتَابُ اَخْلَاقِ الْاَبْرَارِ وَالنَّجَاۃِ مِنَ الْاَشْرَارِ'' ہے، اس کا مطالعہ کرو تمہیں بہت عجائبات نظر آئیں گے اور عقلمند کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اور اپنے فضل سے توفیق وہدایت دینے والا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔

❁...دوسری وجہ: دوسری بات جو لوگوں سے دور رہنے کا تقاضا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت تمہارے شاملِ حال نہ رہی تو لوگ تمہاری عبادت کے فائدے کو خراب اور ضائع کر دیں گے۔ اس طرح کہ ان کے سبب تم ریاکاری وبناوٹ میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے سچ ہی فرمایا کہ ''لوگوں کا دیکھنا ریاکاری کی چٹائی ہے۔''

بناوٹی زینت

دنیا سے بے رغبت یہ بزرگ ہستیاں اسی لحاظ سے اپنے اوپر خوف رکھتی تھیں حتّٰی کہ انہوں نے ملاقات وزیارت کے لیے بھی باہر نکلنا چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ حضرت

www.dawateislami.net

سیِّدُنا ہَرِم بن حَیَّان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان کے متعلِّق منقول ہے کہ انہوں نے حضرت سیِّدُنا اویس قرنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی سے عرض کی: اے اویس! ہم سے ملاقات وزیارت کا تعلُّق قائم رکھئے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے ملاقات وزیارت سے زیادہ نفع مند چیز کے ذریعے تم سے تعلُّق جوڑ رکھا ہے اور وہ تمہاری پیٹھ پیچھے تمہارے لیے دعا کرنا ہے کیونکہ ملاقات وزیارت سے بناوٹی زینت اور ریاکاری پیدا ہوتی ہے۔

ناگوار جواب کی وضاحت

حضرت سیِّدُنا سُلیمان خواص رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے کہا گیا کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تشریف لائے ہوئے ہیں کیا آپ ان سے ملاقات کو نہیں جائیں گے؟ فرمایا: مجھے کسی سرکش شیطان سے ملنا ان کی ملاقات سے زیادہ پسند ہے۔ لوگوں کو یہ جواب بہت ناگوار گزرا تو آپ نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: جب میں حضرت ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ملوں گا تو مجھے خوف ہے کہ میں کہیں بناوٹی زینت و تکلُّف نہ اپنالوں اور اگر کسی شیطان سے ملوں گا تو اس کام سے بچا رہوں گا۔

عارف کی بات پر بے ہوشی

میرے شیخ حضرت سیِّدُنا ابو بکر وَرَّاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق کی ایک عارف بزرگ سے ملاقات ہوئی تو دونوں کچھ دیر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے پھر ایک دوسرے سے کچھ اس طرح جدا ہوئے کہ میرے شیخ نے عارف سے کہا: میں اپنی کسی مجلس کو اپنی اس مجلس سے زیادہ پُر امید خیال نہیں کرتا۔ عارف نے ان سے کہا: لیکن میں اپنی اس مجلس سے بڑھ کر کسی مجلس سے خوفزدہ نہیں ہوں، کیا آپ نے مجھ سے بات کرنے اور

www.dawateislami.net

اپنا علم ظاہر کرنے کے لیے جان بوجھ کر اپنی گفتگو اور اپنے علم کو آراستہ نہیں کیا؟ اور کیا میں نے ایسا نہیں کیا؟ پس ہم نے ایک دوسرے کے لیے دکھاوا اور بناوٹی زینت اختیار کی ہے۔ میرے شیخ یہ سن کر کچھ دیر روتے رہے پھر بے ہوش گئے۔ اس واقعہ کے بعد میرے شیخ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

يَا وَيْلَتَا مِنْ مَوْقِفٍ مَا بِهِ ... اَخْوَفُ مِنْ اَنْ يَّعْدِلَ الْحَاكِمُ

اُبَارِزُ اللهَ بِعِصْيَانِهِ ... وَلَيْسَ لِيْ مِنْ دُوْنِهِ رَاحِمُ

يَارَبِّ عَفْوًا مِنْكَ عَنْ مُذْنِبٍ ... اَسْرَفَ اِلَّا اَنَّهُ نَادِمُ

يَقُوْلُ فِي اللَّيْلِ اِذَا مَا دَجٰى ... اٰهًا لِذَنْبٍ سَتَرَ الْعَالِمُ

ترجمہ: (۱)...ہائے افسوس! میدانِ محشر کی سختیاں حاکم کے عدل سے بھی زیادہ ڈرانے والی ہیں۔ (۲)...میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانیاں کر کے اُسے دعوتِ جنگ دے رہا ہوں حالانکہ اس کے سوا مجھ پر رحم کرنے والا کوئی نہیں۔ (۳)...اے میرے رب! تجھ سے اُس گنہگار کے لئے عفو و درگزر کا سوال ہے جس نے اپنی جان پر ظلم کیا، اب وہ نادم و شرمندہ ہے۔ (۴)...جب رات اپنے پردے ڈال دیتی ہے تو وہ کہتا ہے: آہ! جاننے والے نے گناہوں کو چھپا رکھا ہے۔

اے بندے! ایک دوسرے سے ملاقات کرنے میں یہ حال ان لوگوں کا ہے جو زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت والے تھے تو دنیاداروں اور سرکشوں بلکہ شریروں اور جاہلوں کا حال کیسا ہونا چاہیے؟ یاد رکھو کہ اس دور میں خرابی و فساد بہت بڑھ چکا ہے اور لوگ بہت زیادہ نقصان میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ بے شک وہ تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت سے ایسے دور کر دیں گے کہ تم کچھ بھی عبادت نہیں کر سکو گے پھر جو عبادت تم نے کر رکھی ہو گی اُسے بھی تباہ و برباد کر دیں گے یہاں تک کہ اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے گا لہٰذا تم پر گوشہ نشینی

www.dawateislami.net

اور لوگوں سے دوری لازم ہے۔اللہ عَزَّوَجَلَّ موجودہ زمانے اور زمانے والوں کے شر سے محفوظ فرمائے بے شک وہی اپنے فضل ورحمت سے حفاظت فرمانے والا ہے۔

گوشہ نشینی کا حکم

اگر یہ سوال کیا جائے کہ گوشہ نشینی اور لوگوں سے دوری کا کیا حکم ہے؟اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے!یہ بھی بیان فرمایئے کہ اس میں لوگوں کے طبقات کے احوال کیا ہیں اور اس کی واجب حد کیا ہے؟

اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر اور ہم پر رحم فرمائے!جان لو کہ اس باب میں لوگوں کے دو طبقے ہیں:

✽...پہلا طبقہ: وہ شخص جس کی مخلوق کو کوئی حاجت نہیں ہوتی یعنی وہ عالم ہوتا ہے نہ حاکم تو ایسے شخص کے لیے بہتر یہی ہے کہ لوگوں سے دوری اختیار کرلے۔ صرف جمعہ، جماعت، عید، حج یا علمِ دین کی مجلس میں ہی لوگوں کے ساتھ شریک ہو یا پھر کسی ایسی کاروباری ضرورت کے تحت جس میں میل جول کے بغیر چارہ نہ ہو بصورت دیگر اپنے ٹھکانے بالکل الگ تھلگ بنائے رکھے۔ نہ کسی کو جاننے کی کوشش کرے اور نہ ہی اپنی جان پہچان کسی سے کروائے۔ ایسا شخص اگر چاہے کہ لوگوں سے بالکل قطع تعلّق کر لے، یوں کہ جمعہ، جماعت یا کسی بھی دینی ودنیاوی معاملے میں ان سے میل جول نہ رکھے اور ایسا کرنے میں مصلحت اور فراغت اس کے پیشِ نظر ہو تو پھر اُسے اِن دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنا ضروری ہے:

(۱)...ایسی جگہ چلا جائے جہاں یہ فرائض اس پر لازم نہ ہوں مثلاً: پہاڑوں کی چوٹیوں یا وادیوں کے بیچ چلا جائے۔ شاید لوگوں سے دور ایسی جگہوں میں عبادت

www.dawateislami.net

گزاروں کے جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

(۲)...اسے اس بات کا یقین ہو جائے کہ ان فرائض کو ادا کرنے میں لوگوں سے ملنے کا جو ضرر و نقصان ہے وہ ان فرائض کو چھوڑ دینے سے بڑا ہے تو ایسی صورت میں وہ معذور ہو گا۔

میں نے مکہ مکرمہ حَرَسَهَا اللّٰہُ تَعَالٰی میں بعض اہلِ علم مشائخ کو گوشہ نشین دیکھا ہے، وہ تندرستی اور مسجدِ حرام سے قریب ہونے کے باوجود جماعت میں شریک نہیں ہوتے تھے۔ میں نے ایک دن ایک بزرگ سے جماعت میں حاضر نہ ہونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے وہی عذر بتایا جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے کہ جماعت میں شامل ہونے کی صورت میں ملنے والا ثواب مسجد جانے اور لوگوں سے ملاقات کی صورت میں ملنے والے نقصان اور گناہوں سے بہت کم ہے۔

میں کہتا ہوں: خلاصہ یہ کہ معذور پر کوئی ملامت و عتاب نہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ عذر سے زیادہ باخبر ہے اور وہ دلوں کی بات خوب جانتا ہے۔ لیکن اس میں پہلی صورت ہی بہتر ہے کہ ایسا شخص جمعہ، جماعت اور دیگر نیکی کے کاموں میں لوگوں کے ساتھ شریک رہے اور ان کے علاوہ دیگر کاموں میں اُن سے علیحدہ رہے اور اگر وہ دوسری صورت یعنی لوگوں سے بالکل الگ رہنا چاہتا ہو تو ایسی جگہ چلا جائے جہاں یہ فرائض اس پر لازم نہ ہوں۔ پھر جو تیسری صورت ہے کہ ایک ہی شہر میں لوگوں کے ساتھ رہے مگر گناہ یا دینی نقصان کے اندیشے کے سبب جمعہ و جماعت میں شریک نہ ہو تو یہ صورت انتہائی باریک بینی اور بڑی بڑی رکاوٹوں کی محتاج ہے حتّٰی کہ جمعہ و جماعت اس سے ساقط ہو جائیں۔ لیکن اس صورت میں مغالطے کا خطرہ ہے، لہٰذا بندے کے لیے پہلی دو صورتیں

www.dawateislami.net

ہی زیادہ بہتر اور محفوظ ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی اپنے فضل سے ہدایت عطا فرماتا ہے۔

عوامی پیشوا اور گوشہ نشینی

❁...دوسرا طبقہ: ایسا شخص جو علم میں لوگوں کا پیشوا ہے، اس طرح کہ لوگ اپنے دینی معاملات میں اس کے محتاج ہوں مثلاً: حق بات کو واضح کرتا، بدمذہبوں کا رد کرتا اور عملی یا زبانی طور پر نیکی کی دعوت دیتا ہے تو ایسے شخص کو لوگوں سے الگ رہنے کی بالکل گنجائش نہیں بلکہ وہ لوگوں کے درمیان رہ کر مخلوقِ خدا کو نصیحت کرتا رہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین سے شکوک وشبہات کو دور کرے اور احکامِ الٰہی کو بالکل واضح کرتا رہے۔

حضور نبی اَکرم، رَسُولِ مُحْتَشَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِذَا ظَهَرَ الْبِدْعُ وَسَكَتَ الْعَالِمُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ الله یعنی جب بدعتیں ظاہر ہوں اور عالم خاموش رہے تو اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہے۔(1)

ایسا اس وقت ہے جب وہ لوگوں کے درمیان رہے اور رہ گئی بات اس کے دور ہونے کی تو یہ اس کے لیے جائز ہی نہیں۔

عوام میں رہنے کا سبب

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا استاد ابو بکر بن فُورَک رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی خاطر لوگوں سے تنہائی اختیار کرنے کا ارادہ کیا، چنانچہ وہ کسی پہاڑ پر مصروفِ عبادت تھے کہ انہوں نے ایک آواز سنی: اے ابو بکر! جب تم مخلوقِ خدا کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایک دلیل ہو تو تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں کو کیوں چھوڑ دیا؟ چنانچہ

1...مسند الفردوس، ۱/۱۸۸، حدیث: ۱۲۷۵

www.dawateislami.net

آپ لوگوں میں لوٹ آئے اور آپ کے عوام میں رہنے کا یہی سبب تھا۔

گوشہ نشینوں کو تنبیہ

مجھے حضرت مامون بن احمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا استاد ابو اسحاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق نے لبنان کے پہاڑ پر عبادت کرنے والوں سے فرمایا: اے گھاس کھانے والو! تم نے حضرت سیِّدُنا محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کو بد مذہبوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا اور خود یہاں گھاس کھانے میں مشغول ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہم میں لوگوں کے ساتھ مِل جُل کر رہنے کی طاقت نہیں ہے جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو یہ قوت عطا فرمائی ہے تو یہ آپ پر ہی لازم ہے۔

اس واقعہ کے بعد ہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ''اَلْجَامِع لِلْجَلِیِّ وَالْخَفِی'' نامی کتاب تصنیف فرمائی۔ یہ وہ لوگ تھے جو علم کا سمندر ہونے کے ساتھ ساتھ عمل میں بھی لاجواب اور سفرِ آخرت طے کرنے میں گہری نظر رکھتے تھے۔

میل جول میں دو ضروری چیزیں

خوب جان لو کہ لوگ دینی معاملات میں جس شخص کے محتاج ہوں ایسے شخص کو لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنے کے لیے دو چیزوں کی شدید حاجت ہوتی ہے:

(۱)...طویل صبر، بہت زیادہ بُردباری، شفقت بھری نظر اور ہمیشہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مدد طلب کرنا۔

(۲)...لوگوں سے اس طرح علیحدگی کہ صرف جسمانی طور پر اُن کے ساتھ رہے، اگر وہ اس سے بات کریں تو یہ بھی کرے، اگر وہ ملاقات کو آئیں تو ان کے مرتبہ کے لحاظ

www.dawateislami.net

سے انہیں عزت دے اور شکریہ ادا کرے، اگر وہ بات نہ کریں اور علیحدہ رہیں تو اسے بھی ان کی کوئی پروا نہ ہو، اگر لوگ سچائی اور بھلائی پر ہوں تو یہ ان کی مدد کرے اور اگر وہ برائی و بے ہودگی کریں تو یہ ان کی مخالفت کرے اور ان سے الگ ہو جائے ہاں! اگر اسے امید ہو کہ میری بات مان لیں گے تو انہیں منع کرے۔ ساتھ ہی ساتھ لوگوں کے حقوق مثلاً: ان سے ملاقات اور ان کی عیادت کرے اور اگر اس کے پاس کوئی حاجت مند آئے تو اپنی طاقت بھر اس کی حاجت روائی کرے، یونہی اپنے فعل پر ان کی طرف سے کسی بدلے کی امید نہ رکھے اور ان کے اس عمل کو بے مروتی یا لاپرواہی نہ سمجھے بلکہ ہو سکے تو خود خرچ کرے اور لوگ دیں تو ان سے نہ لے، لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف برداشت کرے بلکہ انہیں خندہ پیشانی سے ملے، اپنی ضرورتیں ان سے پوشیدہ رکھے بلکہ ان کا حل خود تلاش کرے اور ان ضرورتوں کو پوشیدہ طور پر پورا کرے اور ان سب کے علاوہ اپنی طرف بھی دھیان دے اور نفلی عبادت کے لیے وقت نکالے۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اگر میں رات کو سوتا ہوں تو اپنا نقصان کرتا ہوں اور اگر دن میں سوتا ہوں تو رعایا کا نقصان کرتا ہوں اب ان دو باتوں کے ہوتے ہوئے میں کیسے سو سکتا ہوں؟

لوگوں کے ساتھ رہنے کے آداب

درج ذیل اشعار اسی کے متعلق ہیں:

فَاِنْ کُنْتَ فِیْ ھَدْیِ الْاَئِمَّۃِ رَاغِباً ۔۔۔ فَوَطِّنْ عَلٰی اَنْ تَنْتَحِیْكَ الْوَقَائِعُ

بِنَفْسٍ وَقُوْرٍ عِنْدَ کُلِّ مُلِمَّۃٍ ۔۔۔ وَقَلْبٍ صَبُوْرٍ وَھُوَ فِی الصَّدْرِ مَانِعُ

لِسَانُكَ مَخْزُوْنٌ وَطَرْفُكَ مُلْجَمٌ ۔۔۔ وَسِرُّكَ مَکْتُوْمٌ لَدَی الرَّبِّ ذَائِعُ

www.dawateislami.net

وَذِكْرُكَ مَغْمُوْرٌ وَ بَابُكَ مُغْلَقٌ ‌ ‌ وَثَغْرُكَ بَسَّامٌ وَبَطْنُكَ جَائِعُ

وَقَلْبُكَ مَجْرُوْحٌ وَسُوْقُكَ كَاسِدٌ ‌ ‌ وَفَضْلُكَ مَدْفُوْنٌ وَطَعْنُكَ شَائِعُ

وَفِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَنْتَ جَارِعُ غُصَّةٍ ‌ ‌ مِنَ الدَّهْرِ وَالْاِخْوَانِ وَالْقَلْبُ طَائِعُ

نَهَارُكَ شَغْلُ النَّاسِ مِنْ غَيْرِ مِنَّةٍ ‌ ‌ وَلَيْلُكَ شَوْقٌ غَابَ عَنْهُ الطَّلَائِعُ

فَدُوْنَكَ هٰذَا اللَّيْلَ خُذْهُ ذَرِيْعَةً ‌ ‌ لِيَوْمٍ عَبُوْسٍ عَزَّ فِيْهِ الذَّرَائِعُ

ترجمہ:(۱)...اگر تم بزرگوں کی سیرت اپنانا چاہتے ہو تو اپنے اندر مصیبتیں برداشت کرنے کی قوت پیدا کرو۔(۲)...ہر ناپسندیدگی کے وقت نفس کو باوقار اور دل کو خوب صبر کرنے والا بناؤ اگرچہ وہ سینے میں رہ کر انکار کرے۔(۳)...زبان کو قید رکھو، آنکھوں کو لگام دو اور اپنے راز کو چھپائے رکھو وہ صرف باری تعالیٰ کو ہی معلوم ہونا چاہیے۔(۴)...تمہارا کوئی چرچا نہ ہو، تمہارا دروازہ بند ہو، تمہارے چہرے پر مسکراہٹ ہو اگرچہ تمہارا پیٹ بھوکا ہو۔(۵)...تمہارا دل زخمی ہو، تمہارا بازار ویران ہو، تمہارے کمالات پوشیدہ رہیں اور تمہارے عیبوں کا چرچا ہو۔(۶)...تم ہر روز زمانے اور بھائیوں کی طرف سے ملنے والے کڑوے گھونٹ بھرتے رہو اور تمہارا دل خوش و فرمانبردار رہے۔(۷)...بغیر احسان جتائے تمہارا دن لوگوں کے لئے اور تمہاری رات شوقِ الٰہی میں گزرے جس سے مخلوق بے خبر ہو۔(۸)...پس اپنی اس رات کو اس سخت دن سے نجات کا ذریعہ بناؤ جس میں تمام ذرائع بے کار ہو جائیں گے۔

یہ کتنا مشکل ہے!

پس جسمانی و ظاہری طور پر لوگوں کے ساتھ ہونا اور قلبی طور پر ان سے بہت دور ہونا۔ مجھے میری زندگی کی قسم! یہ بہت زیادہ مشکل معاملہ اور انتہائی تلخ زندگانی ہے، اس بارے میں ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی وصیت میں فرمایا: بیٹا! اپنے

www.dawateislami.net

زمانے والوں کے ساتھ زندگی گزار مگر ان کی پیروی مت کر۔ پھر فرمایا: یہ کتنا مشکل ہے کہ زندگی زندوں کے ساتھ گزاریں اور پیروی گزرے ہوؤں کی کریں۔

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: لوگوں کے ساتھ میل جول رکھو مگر دل ان سے مت ملاؤ اور اپنے دین کو خراب مت کرو۔

پھر میں کہتا ہوں: جب فتنے پے در پے ابھرنے لگیں، حق کا زوال ہو، لوگ دین سے منہ پھیرنے لگیں، کسی مسلمان میں قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا، کسی عالِم کا پاس رکھیں نہ انہیں مفید سمجھیں اور نہ ہی ان کے کسی دینی معاملے میں ان کی مدد کریں اور تم دیکھو کہ فتنے عوام سے بڑھ کر خاص لوگوں کو بھی گھیر رہے ہیں تو ایسی صورت میں عالِم تنہائی و گوشہ نشینی اختیار کرنے اور اپنا علم چھپانے میں معذور ہے۔ مجھے تو اندیشہ ہے کہ جس زمانے کی میں بات کر رہا ہوں وہ یہی مشکل و بے فیض دور ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی مددگار ہے اور اسی پر بھروسا ہے۔ الغرض لوگوں سے دوری اور گوشہ نشینی اختیار کرنے کا یہی حکم ہے، اسے اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ اس میں مغالطہ بڑا اور اس کا نقصان زیادہ ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

گوشہ نشینی کے مُتَعَلِّق احادیث میں تطبیق

اگر سوال کیا جائے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ہے: ”تم جماعت کو لازم پکڑو کیونکہ جماعت کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد ہوتی ہے۔“[1]

[1]...معجم کبیر، ۱۲/ ۳۴۲، حدیث: ۱۳۶۲۳

www.dawateislami.net

ایک مقام پر فرمایا: ”شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جو الگ، دور اور کنارے پر رہنے والے کو پکڑ لیتا ہے۔“(1) مزید ارشادِ گرامی ہے: ”شیطان اکیلے شخص کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے بہت دور ہو جاتا ہے۔“(2) اب گوشہ نشینی کے متعلق آپ کیا کہیں گے؟

یاد رکھو کہ یقیناً یہ احادیثِ مبارکہ ہیں اور ان کے برعکس حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ ”اپنے گھر کو لازم پکڑو، خاص اپنی ذات کی فکر کرو اور عام لوگوں کا خیال چھوڑ دو۔“(3) یوں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بُرے زمانہ میں گوشہ نشینی کا حکم فرمایا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین میں ٹکراؤ نہیں ہے لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد و توفیق سے دونوں طرح کی احادیث میں جمع و تطبیق ضروری ہے۔ چنانچہ

تین صورتوں کا احتمال

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث پاک ”جماعت کو لازم پکڑو“(4) تین صورتوں کا احتمال رکھتی ہے:

﴿1﴾... یعنی دین اور احکام میں جماعت کی پیروی کرو۔ کیونکہ یہ امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی لہٰذا امت کے اجماع کی خلاف ورزی، جمہور کی رائے چھوڑ کر حکم دینا اور ان سے علیحدہ نئی راہ نکالنا باطل اور گمراہی ہے۔ البتہ اپنے دین کی بھلائی کی خاطر علیحدہ رہنے میں کوئی قباحت نہیں۔

1... مسند امام احمد، حدیث معاذ بن جبل، ۸/ ۲۳۸، حدیث: ۲۲۰۹۰

2... السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب عشرۃ النساء، ذکر اختلاف الفاظ الناقلین، ۵/ ۳۸۸، حدیث: ۹۲۲۴

3... ابو داود، کتاب عشرۃ الملاحم، باب الامر والنھی، ۴/ ۱۶۵، حدیث: ۴۳۴۳

4... نسائی، کتاب الجماعۃ، التشدید فی ترک الجماعۃ، ص ۱۴۷، حدیث: ۸۴۴

www.dawateislami.net

﴿2﴾...جماعت کو لازم پکڑو سے مراد یہ ہے کہ جمعہ وجماعت وغیرہ میں الگ نہ رہو کیونکہ اس میں دین کی مضبوطی اور اسلام کی خوبصورتی ہے نیز کفار و مُلحِدین کو غصے کی آگ میں جلانا ہے، اس میں بارگاہ الٰہی سے برکات کا نزول اور اس کی نظرِ رحمت بھی ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں: تنہا شخص پر لازم ہے کہ وہ بھلائی کے کاموں میں لوگوں کا ساتھ دے اور جن اُمور میں آفات و نقصانات ہوں اُن میں لوگوں سے علیٰحدگی و گوشہ نشینی اختیار کرے۔

﴿3﴾...جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم اچھے زمانے میں اس شخص کے لیے ہے جو دین کے معاملے میں کمزور ہو۔ البتہ جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں مضبوط ہو وہ اگر فتنے کا زمانہ دیکھے جس میں حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُمَّت کو گوشہ نشینی کا حکم دیا ہے تو اس کے لیے گوشہ نشینی ہی زیادہ بہتر ہے کیونکہ لوگوں سے میل ملاپ کی صورت میں خرابی اور آفت کا اندیشہ ہے اور وہ مسلمانوں کے اجتماعی معمولات اور عام بھلائی والے کاموں سے علیٰحدہ نہ ہو اور اگر وہ لوگوں سے بالکل ہی جدا ہونا چاہے تو پھر اپنے دین کی بھلائی و سلامتی کی خاطر پہاڑ کی چوٹی یا دور ویرانے میں آباد جائے۔

اَبدالوں کی شان و عظمت

میں کہتا ہوں: ایسے شخص کے متعلِّق میری رائے یہ ہے کہ وہ جہاں بھی ہو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جماعت، جمعہ اور مسلمانوں کے تمام اجتماعی معمولات میں حاضر ہونا ممکن فرمادیتا ہے تاکہ وہ ان میں اپنے حصے سے محروم نہ رہے۔ بے شک ایسے اجتماعات کا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ایک مقام ہے اگرچہ لوگوں میں تبدیلی و فساد پیدا ہو جائے۔ جیسا کہ ہم نے ابدالوں کے متعلق سنا ہے کہ اسلامی اجتماعات جہاں بھی ہوں یہ حضرات اُن

www.dawateislami.net

میں شریک ہوتے ہیں اور زمین میں جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے زمین ان کے لئے بس ایک قدم ہے۔روایات میں ہے کہ ابدالوں کے لیے زمین سمیٹ دی جاتی ہے،انہیں سلاموں کے ساتھ ندا کی جاتی ہے اورانہیں انواع واقسام کی بھلائیوں اور کرامات کے تحفے دیئے جاتے ہیں،پس ان کے لئے اس عظیم کامیابی پر مبارک باد ہے اور جو اپنے نفس سے چھٹکارے پر نظر رکھنے سے غافل ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی اصلاح فرمائے اور مقصود تک پہنچنے سے قاصر ہم جیسے طلبگار کی مدد فرمائے۔(امین) مجھے اپنی اس حالت کے پیش نظر کچھ اشعار یاد آ گئے:

ظَفِرَ الطَّالِبُوْنَ وَاتَّصَلَ الْوَصْلُ ۔۔۔ وَفَازَ الْاَحْبَابُ بِالْاَحْبَابِ
وَبَقِيْنَا مُذَبْذَبِيْنَ حَيَارٰى ۔۔۔ بَيْنَ حَدِّ الْوِصَالِ وَالْاِجْتِنَابِ
نَرْتَجِي الْقُرْبَ بِالْبِعَادِ وَهٰذَا ۔۔۔ نَفْسُ حَالِ الْمُحَالِ لِلْاَلْبَابِ
فَاسْقِنَا مِنْكَ شَرْبَةً تُذْهِبُ الْغَمَّ ۔۔۔ وَتَهْدِيْ اِلٰى طَرِيْقِ الصَّوَابِ
يَاطَبِيْبَ السَّقَامِ يَا مَرْهَمَ الْجَرْحِ ۔۔۔ وَيَا مُنْقِذِيْ مِنَ الْاَوْصَابِ
لَسْتُ اَدْرِيْ بِمَا اُدَاوِيْ سِقَامِيْ ۔۔۔ اَوْبِمَا ذَا اَفُوْزُ يَوْمَ الْحِسَابِ

ترجمہ:(۱)...کوشش کرنے والے کامیاب ہوئے اور وصل کی سعادت پوری ہوئی اور دوست دوستوں سے جاملے۔(۲)...جبکہ ہم ہجر ووصال کے درمیان حیران وپریشان کھڑے ہیں۔(۳)...ہم دور ہو کر قرب کی امید رکھتے ہیں حالانکہ عقلیں اسے عقل کے خلاف اور محال سمجھتی ہیں۔(۴)...اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنی جناب سے ایسا گھونٹ پلا دے جو غم بہالے جائے اور درست راستے کی رہنمائی کرے۔(۵)...اے بیماروں کو شفا دینے والے! اے زخموں کے مرہم! اے مجھے دردوں اور تکالیف سے نجات دینے والے!(۶)...میں نہیں جانتا میں کس چیز کو اپنی بیماری کی دوا بناؤں یا کس چیز کے ذریعے

www.dawateislami.net

میں قیامت میں نجات پاؤں گا۔

اس بات کو یہیں ختم کر کے ہم اپنے مقصود یعنی گوشہ نشینی کے مسئلے کی طرف واپس آتے ہیں کیونکہ ہم ذرا دور نکل گئے تھے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر کہا جائے کہ کیا حضور نبی رحمت، شَفِیعِ اُمَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ نہیں فرمایا: ”رَهْبَانِيَّةُ أُمَّتِيْ اَلْجُلُوْسُ فِي الْمَسَاجِدِ یعنی میری اُمَّت کی رہبانیت (دنیا والوں سے علیٰحدگی) مسجدوں میں بیٹھنا ہے۔“[1] اس حدیث پاک میں گوشہ نشینی سے جھڑکا گیا ہے؟

جان لو کہ حدیث شریف کا حکم اس وقت کے لیے ہے جب فتنہ نہ ہو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور دوسری بات یہ کہ بندہ مسجد میں بیٹھے اور لوگوں کے ساتھ میل ملاپ نہ کرے، یوں وہ جسمانی طور پر لوگوں کے ساتھ ہو گا مگر حقیقت میں ان سے علیٰحدہ ہو گا اور جس تنہائی و گوشہ نشینی کی ہم بات کر رہے ہیں اس کا مطلب یہی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! اسے سمجھو۔ اسی کے بارے میں حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: تم تنہا رہتے ہوئے لوگوں سے ملتے رہو یوں کہ اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی یاد و محبت دل میں رکھو اور لوگوں سے دلی طور پر دور بھاگو۔

خانقاہوں میں گوشہ نشینی

اگر تم کہو کہ علمائے آخرت کے دینی مدارس اور صوفیا کی خانقاہوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ راہِ آخرت کے مسافروں کا وہاں ہونا کیسا ہے؟ تو یاد رکھو کہ عام

---

[1] ...معرفۃ الصحابۃ، ۳/ ۳۶۶، حدیث: ۴۹۴۱، عثمان بن مظعون، رقم: ۲۰۱۵

www.dawateislami.net

لوگوں کے لیے ان حضرات کا یہ طریقہ کار اپنانا بہت ہی عمدہ ہے اس میں دو فائدے ہیں:

❁...**پہلا فائدہ:** لوگوں سے دوری اور ان کی صحبت، میل جول اور ان کے معاملات میں مزاحمت وغیرہ سے علیٰحدگی رہتی ہے۔

❁...**دوسرا فائدہ:** جمعہ، جماعت اور تمام اسلامی شعائر میں لوگوں کے ساتھ شرکت۔ لہٰذا انہیں وہی سلامتی نصیب ہوگی جو بالکل گوشہ نشینی اختیار کرنے والوں کو ہوتی ہے بلکہ ان کے اس کام میں لوگوں کے لیے بھی بہت بھلائی ہے کہ لوگ ان کی برکت ونصیحت سے مستفیض ہوں گے، چنانچہ یہ سب سے درست، سب سے سلامت اور سب سے بہترین راستہ ہے اور اسی وجہ سے کئی بزرگوں نے دین کے معاملے میں لوگوں کے نفع کو دیکھتے ہوئے لوگوں کے درمیان زندگی بسر کی تاکہ لوگ ان کے اخلاق اور اچھی عادات کو دیکھ کر ان کی پیروی کریں کیونکہ زبانِ حال زبان قال سے زیادہ اثر رکھتی ہے (یعنی عمل بات سے زیادہ اثر رکھتا ہے)۔ پس علم وعبادت کے لیے دینی معاملے میں علما وصوفیا کی یہ بہترین سوچ اور عمدہ تدبیر وطریقہ ہے۔

اہل خانقاہ سے تعلُّقات

یہاں ایک سوال یہ ہے کہ راہِ آخرت کا مسافر خانقاہ میں اس راہ کے ابتدائی مسافروں کے ساتھ رہے یا اُن سے الگ رہے؟ تو جان لو کہ اگر وہ لوگ اسلاف کرام کی سیرت وطریقہ پر کاربند ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی، دوست اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت پر تمہارے مددگار ہیں لہٰذا ان سے دوری وعلیٰحدگی ہرگز اختیار نہ کرنا۔ ایسوں کی مثال تو کوہِ لبنان کے عبادت گزاروں کی سی ہے، ہم نے سنا ہے کہ ان کے کئی گروہ ہیں جو نیکی اور

www.dawateislami.net

بھلائی پر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی تلقین کرتے ہیں اور اگر ان کے احوال بگڑ چکے ہوں، وہ سلف صالحین کے نقشِ قدم سے ہٹ گئے ہوں اور انہوں نے اسلاف کے طریقے چھوڑ دیئے ہوں تو اب یہ بندہ ان کے ساتھ ایسے ہی رہے جیسے عام لوگوں کے ساتھ رہتا ہے اور وہ خانقاہ میں اپنے کونے کو لازم پکڑے، اپنی زبان کو روکے رکھے، نیک کاموں میں ان کے ساتھ شامل ہو مگر ان کے باقی تمام اَحوال اور اِن کی آفات سے خود کو بچائے رکھے پس یوں یہ گوشہ نشینوں میں رہتے ہوئے گوشہ نشینی میں ہو گا اور تنہائی اختیار کرنے والوں میں رہ کر تنہائی اختیار کرنے والا ہو گا۔

اُخروی مسافروں کے محفوظ قلعے

اگر تم یہ پوچھو کہ کیا ریاضت و مجاہدہ کرنے والا اپنی بہتری کی خاطر یا خانقاہ والوں کی صحبت میں پہنچنے والی کسی آفت سے بچنے کے لئے وہاں سے نکل کر کسی اور جگہ جا سکتا ہے؟ تو یاد رکھو کہ یہ مدارس اور خانقاہیں ایک محفوظ قلعے کی مانند ہیں، مجاہدہ کرنے والے یہاں رہ کر ڈاکوؤں اور چوروں سے محفوظ رہتے ہیں اور ان سے باہر کا علاقہ صحرا کی مانند ہے جہاں ہر وقت شیطانی لشکر گھومتے رہتے ہیں جو باہر رہنے والے کو لوٹ لیتے یا قیدی بنا لیتے ہیں تو اگر وہ اصل صحرا کی طرف نکل گیا تو اُس کا کیا حال ہو گا جب دشمن اُسے چاروں طرف سے گھیر کر اُس کے ساتھ جو چاہے گا کرے گا؟ لہٰذا کمزور شخص کے لئے مضبوط قلعے میں رہنا ہی ضروری ہے۔

جہاں تک بات ہے دین میں مضبوط اور صاحبِ بصیرت شخص کی جس پر دشمن غالب نہیں آسکتے اور اس کے لیے قلعہ و صحرا دونوں برابر ہوں تو اس کے باہر نکلنے

www.dawateislami.net

میں کوئی حرج نہیں، البتہ قلعے میں رہنا بہر صورت بہتر ہے کیونکہ برے دوستوں کے ساتھ آفات، خلافِ توقع چیزوں اور اچانک پیش آنے والی لغزشوں سے بے خوف نہیں رہا جاسکتا۔ لہٰذا جب معاملہ ایسا ہو تو ریاضت و مجاہدہ اور خیر و بھلائی کے طالب کے لیے ہر حال میں اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا اور تکالیف پر صبر کرنا ہی بہتر ہے، ہاں قوی و مضبوط، بالغ نظر اور صاحبِ استقامت کے لیے گوشہ نشینی اختیار کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ یہ چند باتیں سمجھ لو اور ان میں غور و فکر کرو، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ سلامت رہو گے اور فائدہ اٹھاؤ گے۔

دوستوں سے ملاقات کی شرائط

اگر تم پوچھو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے جن سے دوستی ہو اور دیگر احباب سے ملاقات وغیرہ کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ تو سنو! جن سے رضائے الٰہی کی خاطر دوستی ہو ان سے ملنا عبادتِ الٰہی کے جواہر میں سے ہے، ایسی ملاقات سے بارگاہِ الٰہی کا قرب نصیب ہوتا ہے اور اس میں دل کی اصلاح کے ساتھ اور بھی بہت سے فائدے ہیں مگر اس کے لیے دو شرائط ہیں:

﴿1﴾... زیارت و ملاقات کے لیے بہت زیادہ نہ جائے کیونکہ حضور نبی اکرم، رسولِ مُحْتَشَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا یعنی کبھی کبھی ملا کرو محبت میں اضافہ ہو گا۔[1]

﴿2﴾... اس ملاقات میں ریاکاری، تکلُّف و بناوٹ، فضول گوئی اور غیبت وغیرہ سے

1... شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی ترک الغضب... الخ، ۶/ ۳۲۶، حدیث: ۸۳۶۳

www.dawateislami.net

بچے رہو ورنہ اس کا وبال تم پر اور تمہارے بھائی پر پڑے گا۔

بہترین یا خطرناک مجلس؟

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض اور حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے باہم گفتگو کی اور پھر رونے لگے۔ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے فرمایا: اے ابو علی! میں اپنی اس مجلس کو بہترین مجلس تصوُّر کرتا ہوں۔ حضرت سیِّدُنا فضیل بن عیاض عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب نے فرمایا: میں اپنی اس مجلس کو سب سے خطرناک مجلس سمجھتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا: ابوعلی! وہ کیسے؟ فرمایا: کیا دورانِ گفتگو ہم اپنی اپنی گفتگو کو مُزَیَّن اور اپنے عُلوم کو ایک دوسرے پر ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کر رہے تھے یوں میں تمہارے لیے اور تم میرے لیے تکلُّف اور بناوٹ اختیار کر رہے تھے۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی رونے لگے۔

تمہارے لیے ضروری ہے کہ تمہاری اپنے دینی بھائیوں سے ملاقات اور میل ملاپ خوش دلی و میانہ روی سے ہو اور احتیاط کو مدِّنظر رکھا جائے، ایسی ملاقات سے تمہاری گوشہ نشینی اور لوگوں سے دوری کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور تمہیں اور تمہارے بھائی کو کوئی آفت نہیں پہنچے گی بلکہ کثیر خیر اور بڑا نفع حاصل ہو گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی توفیق دینے والا ہے۔

گوشہ نشینی پر اُبھارنے والی چیزیں

اگر تم یہ کہو کہ ایسی کیا چیز ہے جو مجھے لوگوں سے دوری اور گوشہ نشینی پر ابھارے اور اسے مجھ پر آسان کر دے؟ تو یاد رکھو! درج ذیل تین امور تمہارے لیے

www.dawateislami.net

گوشہ نشینی کو آسان کر سکتے ہیں:

﴿1﴾... تم اپنے تمام اوقات کو عبادت میں مصروف رکھو کیونکہ عبادت بھی ایک مصروفیت ہے اور لوگوں سے بے جا اُنسیت و ملاقات افلاس و تنگی کی علامت ہے، جب تم دیکھو کہ تمہارا دل خواہ مخواہ لوگوں سے ملنے اور گفتگو کرنے کو چاہ رہا ہے تو سمجھ جاؤ کہ تمہارا فارغ اور بیکار رہنا تمہیں اس فضول کام کی طرف بلا رہا ہے۔ کسی نے اس بارے میں کیا خوب کہا ہے:

اِنَّ الْفَرَاغَ اِلٰی سَلَامِكَ قَادَنِیْ　　وَلَرُبَّمَا عَمِلَ الْفُضُوْلَ الْفَارِغُ

ترجمہ: تمہیں ملنے کی فراغت مجھے یہاں لے آئی اور اکثر فارغ آدمی ہی بیکار کام کرتا ہے۔

پس جب تم عبادت کو اس کا حق دو گے تو اس کی مٹھاس و حلاوت بھی پاؤ گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب سے انسیت رکھو گے تو لوگوں کی حاجت نہیں رہے گی ان سے بے پروا ہو جاؤ گے بلکہ ان سے ملنے اور بات کرنے سے بھی دور بھاگو گے۔ چنانچہ

کلامِ الٰہی کی لذّت وشیرنی

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا موسٰی کَلِیْمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام جب ربّ عَزَّوَجَلَّ سے باتیں کر کے واپس آئے تو لوگوں سے دور رہنے لگے اور اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے تا کہ لوگوں کی باتیں نہ سنیں اور آپ عَلَیْہِ السَّلَام لوگوں کی گفتگو سے ایسے مُتَنَفِّر ہوتے اور وحشت محسوس فرماتے تھے جیسے گدھے کی آواز سے وحشت ہوتی ہے۔

لہٰذا تم اس پر عمل کرو جو ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا ہے:

اِرْضَ بِاللهِ صَاحِبًا وَ ذَرِ النَّاسَ جَانِبًا

صَادِقِ الْوُدَّ شَاهِدًا كُنْتَ فِيْهِمْ وَ غَائِبًا

www.dawateislami.net

قَلِّبِ النَّاسَ كَيفَ شِئْتَ تَجِدْ هُمْ عَقارِبا

ترجمہ:(۱)...تم لوگوں سے کنارہ کش ہو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی دوستی پر راضی رہو۔(۲)...محبت میں سچے رہو چاہے لوگوں میں موجود ہو یا غائب۔(۳)...جیسے چاہو لوگوں کی چھان بین کرو تم انہیں بچھوؤں کی مانند پاؤ گے۔

﴿2﴾...گوشہ نشینی کو آسان کرنے والی دوسری بات یہ ہے کہ تم لوگوں سے یکدم امید ختم کر دو تو یوں تمہارے لیے لوگوں کا معاملہ ہلکا و آسان ہو جائے گا کیونکہ جس سے نفع کی امید ہو نہ نقصان کا ڈر تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہوتا ہے۔

﴿3﴾...تم لوگوں سے میل جول کی صورت میں پہنچنے والی آفات کی طرف نظر کرو اور انہیں بار بار اپنے دل میں دہراؤ۔

جب تم بیان کردہ تینوں باتوں پر عمل کرو گے تو یہ تمہیں مخلوق کی صحبت سے دور کر کے بارگاہِ الٰہی کے دروازے پر ڈال دیں گی، تمہیں عبادت کے لیے تنہائی نصیب ہو جائے گی، گوشہ نشینی سے محبت پیدا ہو جائے گی اور تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ کے دروازے سے چمٹ جاؤ گے اور نیکیوں کی توفیق اور گناہوں سے حفاظت اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی فرماتا ہے۔

تیسری رکاوٹ: شیطان

اے میرے بھائی! عبادت پر کامیابی کے لیے شیطان سے جنگ کرنا اور اس پر سختی کرنا بھی تجھ پر لازم ہے اور اس کی دو وجوہات ہیں:

...پہلی وجہ: شیطان گمراہ کرنے والا کھلا دشمن ہے، اس سے صلح یا بھلائی کی امید ہو ہی نہیں سکتی بلکہ وہ تو تمہیں بالکل ہلاک کرنے کے درپے ہے لہٰذا ایسے خطرناک دشمن سے غافل یا بے خوف ہونے کی کوئی وجہ ہو ہی نہیں سکتی، تم ان دو فرامینِ باری تعالیٰ میں غور کرو:

www.dawateislami.net

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌۙ﴿۶۰﴾ (پ۲۳، یٰسٓ: ۶۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اے اولادِ آدم کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّاؕ (پ۲۲، فاطر: ۶)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اُسے دشمن سمجھو۔

یہاں انتہائی درجہ تک شیطان سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

❀...**دوسری وجہ:** شیطان کی فطرت میں تمہارے ساتھ دشمنی ہے اور وہ ہمیشہ تم سے لڑنے کے لیے تیار رہتا ہے اور وہ دن رات تم پر اپنے تیر پھینکتا رہتا ہے اور تم غفلت میں پڑے ہو تو تمہارا کیا بنے گا۔

شیطان کے لیے بڑا خطرہ

پھر یہاں ایک نکتہ والی بات یہ بھی ہے کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مصروف ہو اور اپنے قول و فعل سے مخلوق کو اس کی بارگاہ کی جانب دعوت دے رہے ہو اور تمہارا یہ عمل شیطان کی کاوش و کوشش اور اس کے مقصد و پیشے کے خلاف ہے گویا تم شیطان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہو اور تم نے اس سے جنگ، اس کے توڑ اور اسے شکست دینے کے لیے کمر کس لی ہے، لہٰذا وہ بھی تم سے دشمنی کرنے، مکر و فریب میں پھنسانے، تمہیں ہلاکت میں ڈالنے، تمہارا معاملہ خراب کرنے بلکہ تمہارا ایمان تک چھیننے کے لیے کمر کس لیتا ہے کیونکہ اسے تم سے بہت خطرہ ہے۔ وہ تو اسے بھی ہلاک و برباد کرنے سے باز نہیں آتا جو اس سے لڑتا ہے نہ کوئی تکلیف دیتا ہے بلکہ اسی کے

www.dawateislami.net

طریقے پر چلتا ہے جیسے کفار، گمراہ اور طلبِ دنیا کے حریص لوگ۔ اب سوچو جو اس کے خلاف کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ کس قدر دشمنی کرے گا؟ ویسے عام طور پر تو وہ سب ہی لوگوں کا دشمن ہے مگر اے علم وعبادت میں کوشش کرنے والے! شیطان کو تم سے خاص دشمنی ہے، تمہارا معاملہ اس کے لیے بہت اہم ہے اور تمہارے خلاف اس کے پاس مددگار بھی بہت ہیں اور اس کا سب سے بڑا مددگار خود تمہارا نفس اور تمہاری خواہش ہے اور اس کے پاس ایسے اسباب، راستے اور دروازے ہیں جن سے تم غافل ہو۔

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی نے سچ ہی فرمایا کہ ”شیطان فارغ ہے اور تو مصروف ہے، وہ تجھے دیکھ رہا ہے جبکہ تو اسے نہیں دیکھ سکتا، تو اسے بھلا دیتا ہے مگر وہ تجھے بھولنے والا نہیں اور خود تیری ذات میں تیرے ہی خلاف شیطان کے بہت سے مددگار ہیں۔“ لہٰذا شیطان سے جنگ کرنا اور اس پر غضبناک ہونا ضروری ہے ورنہ تم فساد وہلاکت سے بے خوف نہیں ہو سکتے۔

شیطان کو بھگانے کے دو طریقے

اگر تم سوال کرو کہ میں کس چیز کے ساتھ شیطان سے جنگ کروں اور کس شے کے ذریعے اُس پر غلبہ پاؤں اور اسے کیسے دور بھگاؤں؟ تو یاد رکھو کہ صوفیائے کرام کے اس بارے میں دو طریقے ہیں:

...پہلا طریقہ: ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ شیطان کو بھگانے کا یہی طریقہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتے رہو، کیونکہ شیطان ایک کتا ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم پر مُسَلَّط کیا ہے اگر تم اس سے جنگ کرنے اور اسے دور بھگانے میں لگ گئے تو تھک جاؤ گے اور تمہارا وقت برباد ہو جائے گا اور یہ کتا تم سے جیت کر تمہیں کاٹے گا

www.dawateislami.net

اور زخمی کر دے گا لہٰذا اس کتے کے مالک یعنی رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع کرنا ہی زیادہ بہتر ہے تاکہ وہ اسے تم سے دور کر دے۔

❁...دوسرا طریقہ: دیگر بزرگوں نے یہ طریقہ بتایا ہے کہ بندہ مجاہدہ اختیار کرے اور شیطان کی مخالفت کرنے، اسے جھٹلانے اور دور بھگانے میں ڈٹ جائے۔

میں کہتا ہوں: میرے نزدیک جامع اور بہترین طریقہ یہ ہے کہ تم دونوں طریقوں کو جمع کر لو پہلے شیطان کے شر سے پناہ مانگو جیسا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے شر سے پناہ دینے کو کافی ہے، پھر اگر ہم دیکھیں کہ وہ ہم پر غالب آرہا ہے تو سمجھ جائیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں اس آزمائش میں مبتلا فرمایا ہے تاکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے مجاہدے کی صداقت، راہ خدا میں ہماری مضبوطی اور ہمارے صبر کا امتحان لے، جیسا کہ اس نے کفار کو ہم پر مُسَلَّط فرمایا حالانکہ وہ ان کے شر و فتنے سے ہمیں بچا سکتا ہے مگر ایسا صرف اس لیے کیا تاکہ ہمیں جہاد، صبر، اخلاص اور شہادت میں سے حصہ نصیب ہو۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَؕ (پ۴، آل عمران: ۱۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس لیے کہ اللہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ یَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۴۲﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی۔

www.dawateislami.net

پس شیطان کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔

شیطان سے جنگ کرنے کا طریقہ

شیطان سے جنگ کرنے اور اس پر غالب آنے کے لیے ہمارے علمائے کرام عَلَیۡہِمُ الرَّحۡمَہ نے درج ذیل تین چیزوں کا ہونا ضروری قرار دیا ہے۔

❁...**پہلی چیز:** تم شیطان کے مکر و فریب اور حیلے بہانوں کو پہچانو اس طرح وہ تم پر جرأت نہیں کر سکے گا جیسا کہ اگر چور کو پتا چل جائے کہ گھر والوں نے اُسے محسوس کر لیا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔

❁...**دوسری چیز:** تم شیطان کی دعوت کی پروا کرو نہ اپنے دل کو ادھر متوجہ کرو اور نہ ہی اس کا پیچھا کرو کیونکہ شیطان بھونکنے والے کتے کی طرح ہے اگر تم اس کی طرف بڑھو گے تو وہ بھونکتا رہے گا اور تم پر حملہ کرے گا اور اگر اس سے منہ موڑ لو گے تو وہ خاموش ہو جائے گا۔

❁...**تیسری چیز:** اپنے دل اور زبان کو مسلسل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے معمور رکھو کیونکہ حضور نبی اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شیطان کے لیے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر اتنا تکلیف دہ ہے جتنا انسان کے لیے مرض آکلہ[1]۔[2]

شیطانی مکر و فریب کی پہچان

اگر تم پوچھو کہ شیطان کے مکر و فریب کا علم کیسے حاصل ہو اور ان کی پہچان کا

1... عضو کو ختم کرنے والا خارشی مرض۔

2... بریقۃ محمودیۃ، التاسع من الستین المذمومۃ الریاء، المبحث السادس، ۲/ ۱۷۰

تاریخ اصبہان، ۲/ ۳۷، عبد اللہ بن احمد بن محمد التمیمی، رقم: ۱۰۰۹، عن کعب

www.dawateislami.net

طریقہ کیاہے؟تو اس حوالے سے دو باتیں یاد رکھو: **پہلی بات یہ** کہ شیطان کے وسوسے تیروں کی مانند ہیں جنہیں وہ پھینکتا رہتا ہے اور تمہیں ان کی پہچان اُسی وقت ہو گی جب تم دلی خیالات اور ان کی اقسام کو پہچان لوگے۔ **دوسری بات یہ** کہ شیطان کے پاس جالوں کی مانند حیلے بہانے ہیں جن سے وہ شکار کرتا ہے اور تمہیں ان کی پہچان اِن مکروں، ان کی حالتوں اوران کے راستوں کو پہچاننے سے ہو جائے گی۔

ہمارے علمائے کرام نے دلی وسوسوں اور خیالات کی بہت سی صورتیں بیان کی ہیں اور ہم نے اس حوالے سے ''تلبیس ابلیس'' نامی ایک کتاب بھی لکھی ہے مگر ہماری یہ کتاب ''منہاج العابدین'' زیادہ طوالت کی گنجائش نہیں رکھتی، پھر بھی ہم اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے لیے ہر صورت کے بارے میں اتنا بیان کر دیں گے کہ اگر تم نے اُسے مضبوطی سے تھام لیا تو یہ تمہارے لئے کافی ہو گا۔

خیالات اور وسوسوں کا بیان

اِلہام اور وسوسہ

خواطر یعنی دل میں آنے والے خیالات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کے دل پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا ہے جو اسے بھلائی کی دعوت دیتا ہے اس فرشتے کو مُلْہِم اوراس کی دعوت کو اِلہام کہا جاتا ہے، اس فرشتے کے مقابلے میں شیطان مُسَلَّط کیا گیا ہے جو برائی کی طرف بلاتا ہے، اسے وسواس اور اس کی دعوت کو وسوسہ کہا جاتا ہے۔ پس مُلْہِم بھلائی کی دعوت دیتا ہے جبکہ وسواس برائی کی طرف بلاتا ہے۔ اکثر علما کا یہی نظریہ ہے۔

ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: شیطان کبھی کبھی نیکی کی طرف بھی بلاتا ہے مگر اس میں بھی اس کا ارادہ برائی کا ہی ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ شیطان چھوٹی نیکی کی دعوت

www.dawateislami.net

دیتا ہے تاکہ بندہ بڑی نیکی سے رک جائے یا پھر نیکی کی جانب اس لیے بلاتا ہے کہ اس کے ذریعے ایسے بڑے گناہ تک لے جائے جس کا کفارہ یہ نیکی نہ بن سکے مثلاً: خود پسندی وغیرہ۔

فرشتہ و شیطان کی تقرری

پس یہ دو دعوت دینے والے (مُلْہِم و وسواس) بندے کے دل پر براجمان ہیں اور اسے دعوت دیتے ہیں، بندہ اپنے دل سے سنتا اور محسوس کرتا ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے کہ ''جب بھی کسی آدمی کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے اور ابلیس اس کے ساتھ ایک شیطان لگا دیتا ہے۔''[1] پس شیطان آدمی کے دل کے بائیں کان پر چمٹ جاتا ہے اور فرشتہ اس کے دل کے دائیں کان پر چمٹ جاتا ہے پھر یہ دونوں دعوت دیتے ہیں۔

سرکار دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: انسان پر شیطان کا اثر بھی ہوتا ہے اور فرشتے کا بھی۔[2] یعنی دعوت دینے کی جگہ موجود ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کی بنیاد میں ایسی طبیعت رکھی ہے جو خواہشوں اور لذّتوں کی طرف مائل ہوتی ہے خواہ وہ اچھی ہوں یا بری، اس چیز کا نام خواہشِ نفس ہے جو انسان کو آفات میں مبتلا کر دیتی ہے۔ تو یہ تین دعوت دینے والے ہیں (یعنی فرشتہ، شیطان اور خواہش)۔

خیالات کی چار اقسام

اس ابتدائی گفتگو کے بعد یہ بھی سمجھ لو کہ دل میں پیدا ہونے والے خطرات

---

1 ...مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن مسعود، ۲/۲۸، حدیث: ۳۶۴۸

2 ...ترمذی، کتاب التفسیر، باب و من سورۃ البقرۃ، ۴/۴۶۴، حدیث: ۲۹۹۹

www.dawateislami.net

وخیالات آثار ہوتے ہیں جو بندے کے دل میں پیدا ہو کر اسے کاموں کے کرنے یا چھوڑنے پر ابھارتے اور دعوت دیتے ہیں، انہیں خطرات اس لیے کہتے ہیں کہ ہوا کی طرح یہ بھی کبھی آتے ہیں کبھی چلے جاتے ہیں اور دل میں پیدا ہونے والے تمام خیالات حقیقت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی جانب سے ہوتے ہیں لیکن ان کی چار اقسام ہیں:

﴿1﴾...وہ خیال جو ابتداءً اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے بندے کے دل میں پیدا ہو اسے صرف خیال کہتے ہیں۔

﴿2﴾...وہ خیال جو انسانی طبیعت کے مُوافِق دل میں پیدا ہو اُسے خواہشِ نفس کہا جاتا ہے اور اِس خیال کو خواہشِ نفس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

﴿3﴾... وہ خیال جو مُلْہِم (فرشتے) کی دعوت کے بعد دل میں پیدا ہو اُسے الہام کرنے والے کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور الہام کہا جاتا ہے۔

﴿4﴾...وہ خیال جو شیطان کی دعوت کے بعد دل میں پیدا ہو اِسے شیطان کی طرف ہی منسوب کیا جاتا اور ''وسوسے'' کا نام دیا جاتا ہے۔ شیطان کی طرف نسبت اس لئے کی جاتی ہے کیونکہ حقیقت میں یہ شیطان کی دعوت کے وقت پیدا ہوتے ہیں تو شیطان اِس میں سبب وذریعہ کے مانند ہوتا ہے لیکن منسوب اسی کی طرف کیا جاتا ہے۔ یہ قلبی خیالات کی چار اقسام ہیں۔

خیالات کی حیثیت

اب یہ بھی جان لو کہ ابتداءً بندے کے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے پیدا ہونے والا خیال کبھی خیر ہوتا ہے اور کبھی شر، خیر تو عزت اور اِتْمامِ حجت کے لیے ہوتا ہے جبکہ شر آزمائش و مشقت کے لیے اور وہ خیال جو مُلْہِم فرشتے کی طرف سے دل میں آتا ہے وہ

www.dawateislami.net

نیک ہی ہوتا ہے کیونکہ اس فرشتے کو نصیحت اور ہدایت کے لیے ہی بھیجا گیا ہے جبکہ شیطان کی طرف سے دل میں آنے والا خیال شر اور گمراہی ہوتا ہے بلکہ کبھی دھوکے میں ڈالنے کے لیے بظاہر نیکی کا خیال بھی ڈال دیتا ہے اور خواہشِ نفس کی طرف سے پیدا ہونے والا خیال و وسوسہ بھی براہی ہوتا ہے، یہ نیکی سے رکنے اور برائی اختیار کرنے پر ابھارتا ہے۔

میں نے بعض بزرگوں سے سنا ہے کہ خواہشِ نفس بھی بعض اوقات بھلائی کی دعوت دیتی ہے مگر شیطان کی طرح اس کا مقصد بھی برائی تک لے جانا ہوتا ہے۔ یہ قلبی خیالات کی اقسام تھیں۔

تین ضروری باتیں

قلبی خیالات کے بعد تمہیں درج ذیل تین باتوں کا جاننا بھی ضروری ہے اور یہی اصل مقصود ہیں:

(۱)...اچھے اور بُرے خیال میں فرق (۲)...بُرے خیال میں اس لحاظ سے فرق کہ آیا وہ رحمانی ہے یا نفسانی یا پھر شیطانی؟ اور ان کے مابین فرق کس چیز سے کیا جائے؟ کیونکہ ان میں سے ایک ہو تو دوسرا نہیں ہوتا (۳)...اچھے خیال میں رحمانی، الہامی یا شیطانی اعتبار سے فرق تاکہ جو خیال اللہ عَزَّوَجَلَّ یا فرشتے کی طرف سے ہو اس کی اتباع کی جائے اور نفسانی و شیطانی خیال کی پیروی سے بچا جائے۔

پہلی بات کی تفصیل

ہمارے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام نے فرمایا: جب تم برائی اور بھلائی کے خیال کو پرکھنا اور ان میں فرق جاننا چاہو تو اسے چار ترازوؤں میں سے کسی ایک میں تول لو

www.dawateislami.net

تمہارے لیے سب کچھ واضح ہو جائے گا۔

لہٰذا تمہارے دل میں جو بھی خیال پیدا ہو اسے شریعت پر پیش کرو اگر وہ شرع شریف کی کسی بھلائی سے موافقت رکھے تو اچھا ہے اور اگر اس کے خلاف ہو تو بُرا ہے۔ اگر اس ترازو (شریعت) سے بھی واضح نہ ہو تو بزرگانِ دین کی سیرت پر پیش کرو اگر اسے بجالانے میں ان کی پیروی ہو تو وہ اچھا ہے اور اگر ان کے عمل کے خلاف ہو تو بُرا ہے۔ یوں بھی معاملہ واضح نہ ہو تو اَب اسے اپنے نفس وخواہش پر پیش کرو اگر نفس طبعی طور پر اسے ناپسند کرے اور ناپسندیدگی کسی خوف وڈر کے سبب نہ ہو تو سمجھو وہ اچھا ہے اور اگر نفس طبعی لحاظ سے اس کی طرف مائل ہو اور اس میلان میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کوئی امید یا رغبت نہ ہو تو وہ برا ہے کیونکہ نفس برائی ہی کا حکم دیتا ہے اور فطرتی طور پر خیر کی طرف مائل نہیں ہوتا۔

پس ان پیمانوں میں سے جس پر بھی گہری نظر کے ساتھ خیالات کو تولو گے تو تمہارے لیے اچھے اور بُرے خیالات ظاہر ہو جائیں گے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل سے ہدایت عطا فرمائے بے شک وہ جواد وکریم ہے۔

دوسری بات کی تفصیل

اگر تم چاہو کہ شیطان کی طرف سے برائی کے خیال، نفس کی طرف سے برائی کے خیال اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ابتداءً پیدا ہونے والے خیال میں فرق کرو تو خیال کو تین جہتوں سے دیکھو۔

...پہلی جہت: اگر وہ خیال ایک ہی حالت پر پختہ وبرقرار رہے تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

www.dawateislami.net

جانب سے ہے یا پھر خواہشِ نفس کی جانب سے اور اگر تم اس میں اضطراب وشک پاؤ تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔

ایک عارف بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: نفسانی خواہش چیتے کی مانند ہے کہ جب تک اسے سخت شکست نہ دی جائے اور اس کے ساتھ شدّت کا معاملہ نہ کیا جائے مغلوب ومرعوب نہیں ہوتا یا پھر اس خارجی[1] کی طرح ہے جو باطل دینی جذبہ سے لڑتا ہے اور قتل ہونے تک پیچھے نہیں ہٹتا اور شیطان بھیڑیے کی مانند ہے اگر تم اسے ایک جانب سے روکو گے تو دوسری طرف سے آگھسے گا۔

❁...دوسری جہت: اگر تم دیکھو کہ وہ خیال کوئی گناہ ہونے کے بعد دل میں آیا ہے تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے تاکہ اُس گناہ کی بُرائی سے نفرت اور سزا کا احساس دلایا جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ (پ۳۰، المطففین: ۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔

میرے شیخ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: گناہ اِسی طرح دل کی سختی میں مبتلا کرتے ہیں، پہلے پہل خیال آتا ہے پھر دل میں سختی پیدا ہوتی ہے اور وہ زنگ آلود ہو جاتا ہے۔

پھر اگر یہ خیال ابتدا ہی سے ہو، گناہ کے بعد نہ ہو تو سمجھ لو کہ شیطان کی جانب سے ہے کیونکہ شیطان برائی کی دعوت سے ہی ابتدا کرتا ہے اور ہر حال میں بندے کو پھانسنا چاہتا ہے۔

❁...تیسری جہت: اگر تم دیکھو کہ وہ برائی کا خیال اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنے کے باوجود

[1]... ایک گمراہ فرقے کا پیروکار

www.dawateislami.net

کم ہوتا ہے نہ ختم ہوتا ہے تو نفس کی جانب سے ہے اور اگر ذکرِ الٰہی کرنے سے کمزور اور کم ہورہا ہے تو شیطان کی جانب سے ہے، جیسا کہ درج ذیل آیتِ مبارکہ،

مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ (پ۳۰، الناس: ۴) ترجمۂ کنزالایمان: اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالے اور دبک رہے۔

کی تفسیر میں ہے کہ شیطان آدمی کے دل پر چمٹا رہتا ہے جب بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ غافل ہو جاتا ہے تو یہ وسوسے ڈالتا ہے۔[1]

تیسری بات کی تفصیل

اگر تم دل میں آنے والے اچھے خیال میں یہ فرق کرنا چاہو کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے ہے یا فرشتے کی طرف سے تو اسے بھی تین جہتوں سے دیکھو۔

❀...**پہلی جہت:** اگر وہ خیال مضبوط و قوی ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے ہے اور اگر اُس میں تَرَدُّد ہو تو فرشتے کی جانب سے ہے کیونکہ فرشتہ نصیحت کرنے والا ہے جو ہر جگہ تمہارے ساتھ جاتا ہے اور تمہیں ہر بھلائی کی طرف بلاتا ہے یہ امید کرتے ہوئے کہ تم قبول کروگے اور بھلائی میں رغبت کروگے۔

❀...**دوسری جہت:** اگر وہ خیال تمہاری طرف سے عبادت کی کوشش یا کسی طاعت کے بعد پیدا ہوا ہے تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے ہے کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ (پ۲۱، العنکبوت: ۶۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

---

[1]...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزهد، کلام ابن عباس، ۸/۱۹۶، حدیث: ۵

www.dawateislami.net

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى ترجمۂ کنزالایمان: اور جنھوں نے راہ پائی اللہ نے ان کی ہدایت اور زیادہ فرمائی۔

(پ۲۶، محمد: ۱۷)

اور اگر وہ نیک خیال ابتداءً پیدا ہو تو غالب طور پر فرشتے کی جانب سے ہوتا ہے۔

❀... **تیسری جہت:** اگر وہ نیک خیال اصول اور باطنی اعمال کے متعلق ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے ہو گا اور اگر فروع اور ظاہری اعمال کے متعلق ہو تو اکثر فرشتے کی جانب سے ہوتا ہے کیونکہ اکثر علما کے نزدیک فرشتے کو بندے کے باطن کی معرفت کے معاملے میں کوئی راہ نہیں۔

شیطان کی چکر بازی

شیطان کی جانب سے بطور دھوکا آنے والا اچھا خیال جو گناہ کی طرف لے جاتا ہے اس کے متعلق ہمارے شیخ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے فرمایا: تم غور کرو اگر اس پر عمل کرنے میں دل میں نشاط ہو خوف و خشیت نہ ہو، جلد بازی ہو صبر و تحمل نہ ہو، بے خوفی و امن ہو خوف نہ ہو، آخرت کی طرف نظر نہ ہو اور بے بصیرت ہو تو جان لو کہ وہ شیطان کی طرف سے ہے لہٰذا اس سے بچو اور اگر اس نیک خیال پر عمل کرنے میں خوف و خشیت ہو بے خوفی نہ ہو، صبر و تحمل ہو بے صبری نہ ہو اور آخرت کی طرف نظر ہو تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ یا فرشتے کی جانب سے ہے۔

میں کہتا ہوں: نَشاط سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی فعل کو کرنے میں خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرے نہ اس میں بصیرت ہو نہ انجام کی فکر جبکہ صبر و تحمل بہت پسندیدہ ہے

www.dawateislami.net

مگر چند کاموں میں جلدی پسندیدہ ہے حضور نبیِّ کریم، رَءُوْف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک حدیثِ مبارک میں بیان ہوا کہ "جلدبازی شیطان کی طرف سے ہے سوائے پانچ کاموں میں، جب لڑکی بالغ ہو تو اس کی شادی کرنا، جب قرض لازم ہو جائے تو ادا کرنا، کوئی مر جائے تو اس کی تجہیز و تکفین کرنا، مہمان آئے تو اس کی مہمان نوازی کرنا اور گناہ سرزد ہو جانے پر اس سے توبہ کرنا۔"[1]

خوف سے مراد دل میں یہ ڈر ہونا ہے کہ نیک خیال کو پورے طور پر عملی جامہ پہنا سکوں گا یا نہیں اور یہ بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو گا یا نہیں۔ جبکہ اُخروی معالمے میں بصیرت کا مطلب یہ ہے کہ بندہ غور و فکر کر کے یہ یقین رکھے کہ یہ خیال بہتری و بھلائی ہی کا ہے اور اس پر عمل کرنے کی صورت میں آخرت میں ثواب کی امید ہے۔ مگر یہ بھی جان لو کہ یہ توفیقِ الٰہی سے ہی ممکن ہے۔

قلبی خیالات کے باب میں یہ تین فصلیں ہیں جن کا علم تمہارے لیے ضروری ہے لہٰذا ان کی رعایت کرو اور حتَّی المقدور ان میں گہرا غور و فکر کرو کیونکہ ان میں باریک علوم اور عمدہ راز پوشیدہ ہیں۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل سے توفیق عطا فرمائے۔

شیطان کے سات حملے

شیطان کے مکر و فریب اور حیلوں کے راستے اور مثال یہ ہے کہ وہ عبادت سے روکنے کے لیے انسان کے ساتھ سات طرح سے فریب کاری کرتا ہے۔

﴿1﴾... سب سے پہلے شیطان بندے کو عبادت سے روکتا ہے، اگر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُسے

---

1 ...حلیۃ الاولیاء، حاتم الاصم، ۸/۸۲، حدیث: ۱۱۴۳۷، قال حاتم الاصم: ھذہ الخمسۃ من السنۃ۔

www.dawateislami.net

بچائے تو وہ شیطان کو یہ کہہ کر دور کر دے گا کہ ''مجھے عبادت کی شدید حاجت ہے کیونکہ میں نے اس فانی دنیا سے ختم نہ ہونے والی آخرت کے لئے زادِراہ جمع کرنا ہے۔''

﴿2﴾... پھر شیطان اُسے عمل کو ٹالنے کا کہتا ہے، اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے بچائے تو وہ یہ کہہ کر شیطان کا رد کرے گا: میری موت میرے قبضے میں نہیں ہے کہ میں آج کے کام کو کل پر چھوڑ دوں پھر جو کام کل ہو گا وہ کب کروں گا؟ کیونکہ ہر دن نیا کام ہوتا ہے۔

﴿3﴾... اب شیطان اُسے جلد بازی کی دعوت دیتے ہوئے کہتا ہے: جلدی کر جلدی کر تاکہ فلاں فلاں کام کے لیے فارغ ہو سکو۔ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے بچاتا ہے تو وہ شیطان کو یہ کہہ کر دور کرے گا: اطمینان و سکون کے ساتھ تھوڑا عمل نقصان کے ساتھ کئے جانے والے زیادہ عمل سے بہتر ہے۔

﴿4﴾... پھر شیطان اُسے لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل پر اُبھارتا ہے، اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی حفاظت فرمائے تو وہ یہ کہہ کر شیطان کا رد کر دیتا ہے: میں لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کیوں کروں؟ کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دیکھنا میرے لیے کافی نہیں ہے؟

﴿5﴾... اب وہ بندے کو خود پسندی میں مبتلا کرنے کے لئے کہے گا: ''تم تو بہت عظمت والے، شب بیدار اور افضل ہو۔'' اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُسے بچایا تو وہ شیطان کو یہ کہہ دور کر دے گا: اس میں میرا کوئی کمال نہیں یہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے چُن لیا اور توفیق بخشی اور میرے عمل کو اپنے فضل سے عظیم کیا۔ اگر اس کا فضل نہ ہوتا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مجھ پر اس نعمت کے مقابلے میں اس عمل کی کیا وَقْعَت تھی کہ اس نے مجھے اپنی عبادت کے لیے چُن لیا حالانکہ میں اس کی نافرمانی بھی کرتا ہوں۔

﴿6﴾... پھر شیطان ایسا خطرناک وار کرتا ہے جو سب سے بڑھ کر ہے اور اسے وہی سمجھ

www.dawateislami.net

پاتا ہے جو پوری طرح ہوشیار ہو۔ چنانچہ وہ بندے سے کہتا ہے: ”تو چھپ کر عمل کرتا رہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے لوگوں میں مشہور کر دے گا۔“ یوں شیطان عمل کرنے والے کا عمل مشکوک کر دیتا ہے اور اس کا مقصد بندے کو ریاکاری میں مبتلا کرنا ہوتا ہے۔ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ بندے کی حفاظت فرمائے تو وہ شیطان کو یہ کہہ کر دور کرتا ہے: او لعنتی! پہلے تو میرے عمل میں فساد ڈالنے کی کوشش کرتا رہا اور اب مجھے مُخْلِص ہونے کا کہہ کر وار کر رہا ہے تاکہ میرا عمل خراب ہو جائے، سن! میں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بندہ ہوں اور وہ میرا مالک ہے، اس کی مرضی میرے عمل کو ظاہر کرے یا پوشیدہ رکھے، اس کی مرضی وہ مجھے عزت دے یا حقیر کرے میرا معاملہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد ہے اور مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ وہ اسے لوگوں میں ظاہر فرماتا ہے یا نہیں کیونکہ لوگوں کے ہاتھوں میں کچھ نہیں ہے۔

﴿7﴾... اب شیطان اُس پر مزید حملہ کرتے ہوئے کہتا ہے: ”تجھے عمل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اگر تو خوش بخت پیدا کیا گیا ہے تو عمل نہ کرنا تجھے کوئی نقصان نہیں دے گا اور اگر تو بد بخت پیدا کیا گیا ہے تو عمل کرنا تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔“ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ یہاں بھی اُسے بچاتا ہے تو وہ شیطان کو یہ کہہ کر دور کر دیتا ہے: میں تو محض ایک بندہ ہوں اور بندہ ہونے کے سبب بندے پر حکم کو بجالانا ضروری ہے اور ربّ عَزَّوَجَلَّ اپنی ربوبیت کو خوب جانتا ہے وہ جو چاہے حکم دے اور جو چاہے کرے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں جیسا بھی ہوں مجھے میرا عمل فائدہ دے گا کیونکہ اگر میں خوش بخت ہوں تو زیادہ ثواب کی خاطر عمل کا محتاج ہوں اور اگر بد بخت ہوں تو پھر بھی عمل کا محتاج ہوں تاکہ خود پر عبادت چھوڑنے کا بوجھ تو نہ ڈالوں۔ تیسری بات یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کبھی بھی عبادت

www.dawateislami.net

کرنے پر میری پکڑ فرمائے گا نہ ہی مجھے کوئی نقصان دے گا، بالفرض اگر مجھے جہنم ہی میں ڈالا جانا ہے تو نافرمان ہونے کے بجائے فرمانبردار ہو کر جانا مجھے زیادہ پسند ہے۔ پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ اس کا وعدہ حق اور اس کا فرمان سچ ہے، بے شک اس نے عبادت پر ثواب کا وعدہ فرمایا ہے پس جو شخص ایمان و عبادت کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملے گا وہ ہرگز جہنم میں نہیں جائے گا بلکہ جنت میں داخل ہو گا اور وہ جنت کا مستحق اپنے اعمال کے سبب نہیں بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سچے وعدے کے سبب ہو گا۔ اسی معنٰی کے مُتَعَلِّق اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سعادت مند (یعنی اہلِ جنت) کے اس قول کی خبر دی ہے:

قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ (پ۲۴، الزمر: ۷۴)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! ہوشیار ہو جاؤ کیونکہ معاملہ ویسا ہی ہے جیسا تم دیکھ اور سن رہے ہو اور تمام افعال و احوال کو اِسی پر قیاس کرو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مدد اور اس کی پناہ مانگو کیونکہ معاملہ اسی کے قبضے میں ہے اور توفیق بھی وہی عطا فرماتا ہے اور نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی طاقت و قوت بلند و برتر اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے۔

چوتھی رکاوٹ: نفس

اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں اور ہمیں اپنے حفظ و امان میں رکھے! پھر تم پر برائی کا حکم دینے والے اِس نفس سے بھی بچنا لازم ہے۔ یہ سب سے زیادہ نقصان دہ دشمن ہے، اس کی آفت بھی سخت تر ہے، اس کا علاج بھی مشکل ترین، اس کی بیماری انتہائی خطرناک اور دوا انتہائی دشوار ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں:

www.dawateislami.net

پہلی وجہ: یہ دشمن جسم کے اندر موجود ہے اور چور جب گھر کا ہو تو اس سے بچنا مشکل اور اس کا نقصان بہت زیادہ ہوتا ہے۔ شاعر نے سچ کہا:

نَفْسِیْ اِلٰی مَا ضَرَّنِیْ دَاعِیْ تُکَثِّرُ اَسْقَامِیْ وَاَوْجَاعِیْ

کَیْفَ اِحْتِیَالِیْ مِنْ عَدُوِّیْ اِذَا کَانَ عَدُوِّیْ بَیْنَ اَضْلَاعِیْ

ترجمہ: میرا نفس مجھے ان چیزوں کی طرف بلاتا ہے جو مجھے نقصان دیں، یہ میری بیماریاں اور درد بڑھا رہا ہے۔ جب میرا دشمن میرے پہلوؤں کے درمیان ہے تو پھر میں اس سے بچنے کی تدبیر کیسے کر سکتا ہوں۔

دوسری وجہ: نفس انسان کا محبوب ہے اور انسان اپنے محبوب کے عیوب سے ویسے ہی اندھا ہوتا ہے بلکہ وہ محبوب کے عیب دیکھنا ہی نہیں چاہتا جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

وَلَسْتَ تَرَی عَیْبًا لِذِی الْوُدِّ وَالْاِخَا وَ لَا بَعْضَ مَا فِیْہِ اِذَا کُنْتَ رَاضِیَا

وَ عَیْنُ الرِّضَا عَنْ کُلِّ عَیْبٍ کَلِیْلَۃٌ وَ لٰکِنَّ عَیْنَ السُّخْطِ تُبْدِی الْمَسَاوِیَا

ترجمہ: جس سے تیری محبت، بھائی چارہ یا رضامندی ہو گی اس کے عیب تجھے نظر نہیں آئیں گے۔ رضا و محبت والی آنکھ ہر عیب سے اندھی ہوتی ہے اور دشمنی والی آنکھ برائیاں ہی دکھاتی ہے۔

جب حالت یہ ہو کہ انسان اپنے نفس کی برائی کو بھی اچھا سمجھنے لگے اور نفس کے عیبوں کی طرف نظر نہ کرے حالانکہ نفس اس کی دشمنی اور اسے نقصان پہنچانے میں لگا ہوا ہے تو ایسے شخص کو اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے فضل و رحمت سے محفوظ نہ فرمایا تو عنقریب وہ ذلت و ہلاکت میں جا پڑے گا اور اسے پتا بھی نہ چلے گا۔

ہر مصیبت کی جڑ

میں کہتا ہوں: اے آدمی! ایک نکتے پر غور کر لے تو یہی کافی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب

www.dawateislami.net

تو غور کرے گا تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ روزِ اول سے قیامت تک ہر فتنے، ذلت ورسوائی، ہلاکت وگناہ اور مخلوق کو پہنچنے والی ہر مصیبت کی جڑ یہی نفس ہے، کہیں تو یہ اکیلا ہی مصیبت کھڑی کرتا ہے اور کہیں اپنے ساتھیوں اور مددگاروں کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی سب سے پہلی نافرمانی ابلیس نے کی تھی غلبۂ تقدیر کے بعد، اس کا سبب بھی تکبُّر وحسد کی صورت میں خواہش نفس ہی تھی جس نے ابلیس کو 80 ہزار سال عبادت کرنے کے باوجود گمراہی کے سمندر میں پھینک دیا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غرق ہو گیا۔ دیکھو! اس کی نافرمانی کے وقت دنیا تھی نہ مخلوق اور نہ ہی شیطان بلکہ اکیلا نفس ہی اپنے حسد و تکبر کے ساتھ موجود تھا تو نفس نے اُس کے ساتھ جو کرنا تھا وہ کیا۔

پھر حضرت سیِّدُنا آدم وحوا عَلَیْہِمَا السَّلَام سے جو لغزش واقع ہوئی اس میں بھی خواہشِ نفس کا حصہ تھا اور ہمیشہ کی زندگی کی طمع تھی یہاں تک کہ شیطان کی بات سے انہیں دھوکا ہو گیا۔ اس کام میں نفس شیطان کا مددگار اور شریک تھا، پس اس لغزش کے سبب حضرت سیِّدُنا آدم وحوا عَلَیْہِمَا السَّلَام جوارِ الٰہی اور جنّۃُ الفردوس کی رہائش سے علٰیحدہ ہو کر اس فانی، حقیر، کھوٹی اور ہلاکت خیز دنیا میں آ گئے اور یہاں انہیں کس قدر مشکلات پیش آئیں اور اس دن سے لے کر قیامت تک ان کی اولاد بھی دنیاوی آزمائشوں میں مبتلا ہو گئی۔

پھر حضرت سیِّدُنا ہابیل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور قابیل کا واقعہ دیکھو تو اس کا سبب بھی حسد اور لالچ تھے۔ پھر ہاروت اور ماروت فرشتوں کا جو واقعہ ہوا اس کا سبب بھی خواہشِ نفس تھی۔(1)

1... سیِّدی اعلٰی حضرت امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ہاروت اور ماروت کا واقعہ جس طرح عوام میں مشہور رہے اَئِمَّۂ کرام اس کا شدید اور سخت انکار کرتے ہیں، اس کی تفصیل شفاء شریف اور اس کی شروحات میں موجود ہے، یہاں تک کہ امام اجل ...

www.dawateislami.net

یونہی قیامت تک ہر برائی کے پیچھے نفس کا ہاتھ نظر آتا ہے۔ تم مخلوق میں جو بھی فتنہ، گمراہی، گناہ اور ذلت ورسوائی دیکھو گے اس کا سبب نفس اور اس کی خواہش ہی نظر آئے گی۔ اگر یہ نفس نہ ہوتا تو مخلوق سلامتی اور خیر میں ہی رہتی۔ جب یہ دشمن (یعنی نفس) اس قدر نقصان پہنچانے والا ہے تو عقلمند پر لازم ہے کہ اس سے بچاؤ کا اہتمام کرے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی اپنے فضل وکرم سے توفیق وہدایت دینے والا ہے۔

نفس یکبارگی زیر نہیں ہوتا

اگر تم کہو کہ اس دشمن یعنی نفس سے بچاؤ کے لئے کیا طریقہ اور کیا تدبیر کی جائے؟ ہمیں بتایئے تو یاد رکھو! ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نفس کا معاملہ بہت مشکل اور دشوار ہے، دیگر دشمنوں کی طرح اسے یکبارگی زیر کرنا ممکن نہیں کیونکہ یہ سواری اور (نیکیوں کا) ذریعہ ہے۔ منقول ہے کہ ایک دیہاتی نے کسی شخص کو یہ دعا دی: "اللہ عَزَّوَجَلَّ نفس کے سوا تیرے سب دشمنوں کو رسوا کرے۔" لہٰذا اسے ایک ہی مرتبہ میں پچھاڑ دینا ممکن نہیں کیونکہ اس میں نقصان ہے، تمہیں ضرورت ہے درمیانی راستہ اختیار کرنے کی، وہ یوں کہ نفس جس قدر نیکی کا کام برداشت کر سکے اُسی قدر اُس کی نشوونما کرو اور

...... قاضی عیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: "ہاروت اور ماروت کے بارے میں یہ خبریں یہودیوں کی کتابوں اور ان کی گھڑی ہوئی باتوں میں سے ہیں اور راجح یہی ہے کہ ہاروت اور ماروت دو فرشتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی آزمائش کے لیے مقرر فرمایا کہ جو جادو سیکھنا چاہے اسے نصیحت کریں کہ "اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ" "ہم تو آزمائش ہی کے لیے مقرر ہوئے ہیں تو کفر نہ کر۔ اور جو ان کی بات نہ مانے وہ اپنے پاؤں پہ چل کے خود جہنم میں جائے، یہ فرشتے اگر اسے جادو سکھاتے ہیں تو وہ فرمانبرداری کر رہے ہیں نہ کہ نافرمانی کر رہے ہیں۔

(الشفاء، فصل فی القول فی عصمۃ الملائکۃ، ۲/ ۱۷۶، ۱۷۵۔ فتاوٰی رضویہ، ۲۶/ ۳۹۷، ملخصاً)

www.dawateislami.net

اُسے طاقتور بناؤ اور اُسے اس حد تک کمزور کرو اور قید میں رکھو جب تک معاملہ حد سے نہ بڑھے الغرض نفس کے معاملے میں تمہیں سخت علاج اور باریک بینی سے کام لینا پڑے گا اور نفس کے متعلِّق ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ اسے تقویٰ و پرہیز گاری کی لگام دو تاکہ تمہیں دونوں فائدے نصیب ہوں (یعنی نیکیاں کرنا اور گناہوں سے بچنا)۔

خواہشِ نفس کو توڑنے کے تین طریقے

اب اگر تم یہ کہو کہ نفسِ امارہ تو سرکش، ضدی اور بد فطرت درندہ ہے، یہ لگام سے کہاں قابو میں آئے گا؟ لہٰذا اسے زیر کرنے کا کوئی اور طریقہ بیان فرما دیجئے؟ تو سنو! تم ٹھیک کہتے ہو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اسے ذلیل و رسوا کرو یہاں تک کہ تم اسے لگام ڈال سکو۔ ہمارے علمائے کرام عَلَیْہِمُ الرَّحْمَہ نے فرمایا: تین چیزوں کی مدد سے نفس کو ذلیل اور اس کی خواہش کو توڑا جا سکتا ہے:

﴿1﴾... خواہشات سے روکنا، کیونکہ اڑیل جانور کو جب چارہ کم ملتا ہے تو وہ نرم پڑ جاتا ہے۔

﴿2﴾... نفس پر عبادات کا بوجھ ڈالنا، کیونکہ چارہ کم دینے کے ساتھ ساتھ گدھے پر بوجھ بھی بڑھا دیا جائے تو وہ بھی بے بس ہو کر قابو میں آ جاتا ہے۔

﴿3﴾... اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مدد مانگنا اور اس کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرنا کہ وہ تمہاری مدد کرے کیونکہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں، کیا تم نے حضرت سیِّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی یہ بات نہیں سنی:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْؕ (پ۱۳، یوسف: ۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک نفس تو بُرائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔

www.dawateislami.net

جب تم ان باتوں پر ہمیشگی اختیار کرو گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے سرکش نفس تمہارے تابع ہو جائے گا، تم اسے لگام دے کر اپنے قابو میں کر لو گے اور اس کے شر سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

تقوٰی کا بیان

تقوٰی کی 12 خوبیاں

اگر تم کہو کہ اب یہ بھی بیان کر دیجئے کہ تقوٰی کیا ہے تاکہ ہم اسے جان لیں؟ تو پہلے یہ جان لو کہ تقوٰی ایک نادر خزانہ ہے اگر تم اس میں کامیاب ہو گئے تو تم قیمتی جوہر، ہر دلعزیز شے، نادر خزانہ، خیرِ کثیر، عزت والا رزق، بڑی غنیمت اور عظیم بادشاہت کو پا لو گے۔ گویا دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں جمع کر کے صرف اس ایک خصلت کے تحت رکھ دی گئی ہیں جسے تقوٰی کہا جاتا ہے۔ غور کرو کہ قرآنِ پاک میں کئی جگہ خیر و برکت کو تقوٰی پر مُعَلَّق کرنے کا ذکر ہے، کتنی ہی آیاتِ طیبہ میں اس پر اجر و ثواب کا وعدہ ہے اور کتنے ہی مقامات پر خوش بختی و سعادت مندی کو تقوٰی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ میں یہاں تقوٰی کی بے شمار خوبیوں سے 12 تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔

﴿1﴾... تقوٰی اختیار کرنے والے کی تعریف و توصیف ہوتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ (پ۴، اٰل عمران: ۱۸۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

﴿2﴾... اُس کی دشمنوں سے حفاظت کی جاتی ہے۔ وہ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا یَضُرُّكُمْ

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تم صبر اور پرہیز گاری

www.dawateislami.net

كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ (پ۴، اٰل عمرٰن: ۱۲۰) کیسے رہو تو ان کا داؤں تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا۔

﴿3﴾... اُس کی تائید و مدد ہوتی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ (پ۱۴، النحل: ۱۲۸) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔

ایک مقام پر یوں فرمایا:

وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۶﴾ (پ۱۰، التوبۃ: ۳۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور جان لو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔

﴿4﴾... تقوٰی والے کو تکلیفوں سے نجات اور حلال رزق نصیب ہوتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ﴿۲﴾ وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ (پ۲۸، الطلاق: ۲، ۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔

﴿5﴾... اُس کے اعمال سنوارے جاتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالٰی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۙ﴿۷۰﴾ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ (پ۲۲، الاحزاب: ۷۰، ۷۱) ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا۔

﴿6﴾... تقوٰی اپنانے والے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اُس کا ارشادِ عالی ہے:

وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ (پ۲۲، الاحزاب: ۷۱) ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

﴿7﴾... اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ وہ ارشاد فرماتا ہے:

www.dawateislami.net

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (پ۱۰، التوبۃ: ۷) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک پرہیز گار اللہ کو خوش آتے ہیں۔

﴿8﴾... اعمال قبول ہوتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (پ۶، المآئدۃ: ۲۷) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔

﴿9﴾... تقوٰی والے کو عزت واحترام ملتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ (پ۲۶، الحجرات: ۱۳) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

﴿10﴾... موت کے وقت خوشخبری دی جاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ؕ (پ۱۱، یونس: ۶۳، ۶۴) ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں انھیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

﴿11﴾... تقوٰی والوں کو جہنم سے نجات ملتی ہے۔ وہ ارشاد فرماتا ہے:

ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِيْنَ اتَّقَوْا (پ۱۶، مریم: ۷۲) ترجمۂ کنزالایمان: پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے۔

ایک مقام پر فرمایا:

وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ (پ۳۰، اللیل: ۱۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور بہت جلد اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار۔

﴿12﴾... اہلِ تقوٰی کو جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

www.dawateislami.net

اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۳۳﴾ ترجمۂ کنزالایمان: پرہیز گاروں کے لیے تیار رکھی ہے۔ (پ۴، اٰل عمران: ۱۳۳)

اس سے واضح ہو گیا کہ دونوں جہاں کی ہر بھلائی اور سعادت تقوٰی میں پوشیدہ ہے، لہٰذا اے انسان! اس میں سے اپنا حصہ مت بھول۔

عبادت کا تقوٰی سے تعلُّق

پھر عبادت کی تین بنیادی باتوں کا تعلُّق اسی تقوٰی کے ساتھ ہے۔

❀...**پہلی بات:** سب سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی توفیق و تائید، یہ مُتَّقِیْن کو ہی نصیب ہوتی ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالٰی ہے:

اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۹۴﴾ (پ۲، البقرۃ: ۱۹۴) ترجمۂ کنزالایمان: کہ اللہ ڈروالوں کے ساتھ ہے۔

❀...**دوسری بات:** اعمال کی درستی اور ان میں ہونے والی کمی کو پورا کرنا، یہ بھی متقین کو نصیب ہوتا ہے، چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

یُّصۡلِحۡ لَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ ترجمۂ کنزالایمان: تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا۔ (پ۲۲، الاحزاب: ۷۱)

❀...**تیسری بات:** اعمال کی قبولیت، یہ بھی متقین کے لیے ہے جیسا کہ ربّ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۲۷﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔ (پ۶، المآئدۃ: ۲۷)

عبادت کا دارومدار ان ہی تین باتوں پر ہے، سب سے پہلے توفیقِ خداوندی کا ہونا

www.dawateislami.net

تا کہ بندہ عبادت کر سکے، پھر کوتاہی کا پورا کیا جانا تا کہ عمل مکمل ہو جائے اور اس کے بعد عمل کا قبول ہونا، ان تین باتوں کے لیے عبادت گزار اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر یوں دعا کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں اپنی عبادت کی توفیق عطا فرما، ہمارا نقصان پورا کر دے اور ہمارے اعمال قبول فرما۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تقوٰی کی شرط پر ان تین باتوں کا وعدہ فرمایا ہے اور ان کے ذریعے مُتَّقِی کو عزت بخشی ہے چاہے وہ عزت کا سوال کرے یا نہ کرے۔ لہٰذا اگر تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنا چاہتے ہو بلکہ دنیا و آخرت کی سعادت و خوش بختی حاصل کرنا چاہتے ہو تو تقوٰی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لو۔ کسی کہنے والے نے سچ کہا ہے:

مَنِ اتَّقَى اللهَ فَذَاكَ الَّذِيْ ... سِيْقَ اِلَيْهِ الْمَتْجَرُ الرَّابِحُ

لَا يَتْبَعُ الْمَرْءَ اِلٰى قَبْرِهٖ ... غَيْرُ التُّقٰى وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ

ترجمہ: جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرا یقیناً اسے نفع والی تجارت دی گئی۔ قبر میں بندے کے ساتھ تقوٰی اور نیک اعمال ہی جاتے ہیں۔

عزت پرہیز گاری میں ہے

ایک اور شاعر نے کہا:

مَنْ عَرَفَ اللهَ فَلَمْ تُغْنِهٖ ... مَعْرِفَةُ اللهِ فَذَاكَ الشَّقِي

مَا ضَرَّ ذَا الطَّاعَةِ مَا نَالَهٗ ... فِيْ طَاعَةِ اللهِ وَ مَاذَا لَقِي

مَا يَصْنَعُ الْعَبْدُ بِعِزِّ الْغِنٰى ... وَ الْعِزُّ كُلُّ الْعِزِّ لِلْمُتَّقِي

ترجمہ: (۱)...جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرِفت حاصل ہو اور وہ اسے کافی نہ ہو تو وہ بد بخت ہے۔ (۲)...عبادت گزار کو عبادت میں پہنچنے والا کوئی رنج و تکلیف نقصان دہ نہیں ہے۔ (۳)...بندہ مالداری کی عزت کا کیا کرے گا، عزت تو ساری کی ساری متقی و پرہیز گار کے لیے ہے۔

www.dawateislami.net

ایک قبر پر یہ شعر لکھا تھا:

لَیْسَ زَادٌ سِوَی التُّقٰی فَخُذِیْ مِنْهُ اَوْ دَعِیْ

ترجمہ: تقوٰی کے علاوہ آخرت کا کوئی اور توشہ نہیں ہے، اب تیری مرضی تو اسے حاصل کرے یا چھوڑ دے۔

اعمال کی قبولیت کا ضامن

اب ایک اہم ترین بات پر غور کرو کہ تم ساری عمر عبادت میں لگا دو، ریاضتیں اور مجاہدے کرو حتّٰی کہ تم اپنی تمنّا و مراد کو پالو تو کیا یہ سارا معاملہ قبولیت کا محتاج نہیں؟ حالانکہ تم جانتے ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۲۷﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔ (پ۶، المآئدۃ: ۲۷)

پس سارا معاملہ تقوٰی کی طرف لوٹتا ہے، اسی وجہ سے حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ، طیبہ طاہرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دنیا کی کسی چیز سے خوش نہ ہوئے اور مُتّقی و پرہیز گار شخص کے سوا کسی نے آپ کو خوش نہیں کیا۔(1)

حضرت سیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ توریت شریف میں لکھا ہے: یَا ابْنَ اٰدَمَ اتَّقِ اللّٰهَ وَنَمْ حَیْثُ شِئْتَ یعنی اے ابن آدم! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر اور جہاں چاہے سو جا۔

مجھے حضرت سیِّدُنا عامر بن عبد قیس رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے متعلّق یہ بات پہنچی ہے کہ

(1)...مسند امام احمد، مسند عائشۃ، ۹/۳۴۱، حدیث: ۲۴۴۵۷

www.dawateislami.net

آپ ہر دن رات میں ایک ہزار رکعات نفل پڑھا کرتے تھے، پھر اپنے بستر کی طرف آتے اور اپنے نفس سے کہتے: "اے ہر برائی کے ٹھکانے! خدا کی قسم! میں نے پلک جھپکنے کی مقدار بھی تجھے خوش نہیں کیا۔" آپ اپنی وفات کے وقت رونے لگے اور سارا دن روتے رہے، کسی نے پوچھا: آپ کو کیا چیز رُلا رہی ہے؟ ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالی:

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۲۷﴾ (پ۶، المآئدۃ: ۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔

تقوٰی کی ضرورت و اہمیت

پھر ایک اور نکتے پر غور کرو اور یہ بھی ایک بنیادی چیز ہے اور وہ یہ کہ ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے شیخ سے عرض کی: مجھے نصیحت کیجئے۔ شیخ نے فرمایا: میں تمہیں وہ نصیحت کرتا ہوں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمام اگلوں پچھلوں کو فرمائی ہے، وہ ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِیَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ (پ۵، النسآء: ۱۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک تاکید فرمادی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔

میں کہتا ہوں: کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ سب سے بڑھ کر بندے کی بہتری کو جاننے والا نہیں ہے؟ کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ بندے کو سب سے زیادہ نصیحت کرنے والا اور اس پر سب سے زیادہ مہربان و کریم نہیں ہے؟ (یقیناً ہے) اگر پورے جہاں میں تقوٰی سے بڑھ کر کوئی صفت بندے کے لیے بہتر، بھلائی کی جامع، زیادہ اجر والی، اعلیٰ بندگی والی، بلند عزت والی، دنیا میں بہترین اور آخرت میں کامیابی دلانے والی ہوتی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کو لازمی طور

www.dawateislami.net

پر اسی کا حکم دیتا اور اپنے مُقَرَّبِین کو اسی کی تاکید فرماتا کیونکہ اس کی کمالِ حکمت اور وسعتِ رحمت کا یہی تقاضا ہے۔ لہٰذا جب اس نے صرف ایک خصلت یعنی تقوٰی کی نصیحت فرمائی ہے اور تمام اگلوں پچھلوں کو اس میں یکجار کھا ہے اور صرف اسی پر اکتفا فرمایا ہے تو تم نے جان لیا ہو گا کہ یہ ایسی غایت وانتہا ہے جس سے بڑھ کر کچھ ہے نہ اس سے کم پر اکتفا ہے۔ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہر نصیحت ورہنمائی، ادب وتنبیہ اور تعلیم وتہذیب اس ایک نصیحت میں جمع فرمادی ہے جیسا کہ اس کی حکمت ورحمت کے لائق ہے اور تم یہ بھی سمجھ گئے ہو گے کہ یہ صفت جسے تقوٰی کہتے ہیں اس میں دنیا وآخرت کی ہر بھلائی ہے، یہ تمام ضروری امور کے لیے کافی ہے اور بندگی کے اعلیٰ درجات تک پہنچانے والی ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اَلَا اِنَّمَا التَّقْوٰی هِیَ الْعِزُّ وَالْکَرَمْ ۔۔۔ وَحُبُّكَ لِلدُّنْیَا هُوَ الذُّلُّ وَالْعَدَمْ

وَلَیْسَ عَلٰی عَبْدٍ تَقِیٍّ نَقِیْصَةٌ ۔۔۔ اِذَا صَحَّحَ التَّقْوٰی وَ اِنْ حَاكَ اَوْ حَجَمْ

ترجمہ: سن لو! تقوٰی ہی عزت وبزرگی ہے اور تمہاری دنیا سے محبت ذلت وخواری ہے۔ جب مُتَّقِی بندے کا تقوٰی درست ہو تو یہ کوئی عیب نہیں کہ وہ پچھنے لگاتا ہو یا کپڑا بنتا ہو۔

یہی بنیادی بات جس پر مزید کسی شے کی ضرورت نہیں اور یہ اُس شخص کے لئے کافی ہے جس نے نور کو دیکھ کر ہدایت پائی اور اس پر عمل کر کے بے پرواہ ہو گیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی اپنے فضل سے توفیق وہدایت عطا فرماتا ہے۔

راستے دکھادیں گے

اگر تم کہو کہ ”اس خصلت کی قدر ومنزلت بہت عظیم اور وَقعت بہت زیادہ ہے

www.dawateislami.net

اور اس کو پہچاننے کی سخت ضرورت ہے تو اب اس کی تفصیل بھی ضروری ہے۔"تو سنو! بات تو یہی ہے، یقیناً یہ خصلت اس لائق ہے کہ اس کی قدر بہت زیادہ ہو، اس کی طلب لازم ہو اور اس کی حاجت و معرفت کی ضرورت پڑے مگر تم جانتے ہو کہ ہر خطیر وبڑی شے کو پانے کے لیے زیادہ کوشش، خوب محنت و مشقت، بلند ہمتی اور سخت جدوجہد کرنی پڑتی ہے اور جب تقوٰی جیسی عظیم اور بڑی خصلت کی بات ہو تو پھر اِسے پانے کے لئے مجاہدہ، اس کے حق کی ادائیگی اور اس کے حصول میں آداب کالحاظ رکھنا بھی ایک بڑا فعل اور عظیم کام ہے کیونکہ خوبیاں مشقتوں کے حساب سے اور لذّتیں کوششوں کے مطابق ملا کرتی ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾

(پ۲۱، العنکبوت: ۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت زیادہ مہربان اور رحم فرمانے والا ہے اور ہر مشکل کی آسانی اسی کے قبضے میں ہے۔ پس غور سے سنو اور آگاہ ہو جاؤ اور اس خصلت کی وضاحت کو سمجھنے کی بھرپور کوشش کرو تاکہ تم اسے سیکھ جاؤ، پھر تم اس پر عمل کے لئے کمر کس لینا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مدد چاہنا حتّٰی کہ اپنے سیکھے ہوئے پر تمہارا عمل ہو جائے، بے شک ساری بات اِسی میں ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل سے توفیق و ہدایت عطا فرمائے۔

تقوٰی کا معنٰی

سب سے پہلے تو تم تقوٰی کا وہ معنٰی سمجھو جو ہمارے اساتذہ نے بیان فرمایا ہے اور

www.dawateislami.net

وہ یہ ہے کہ ”دل کو اس گناہ کے خیال سے بھی پاک کرنا جو تم نے پہلے نہ کیا ہو۔“ یہاں تک کہ بندہ گناہ چھوڑنے کے عزم کو اپنے اور گناہوں کے درمیان ڈھال بنا دے۔ ہمارے استاد صاحب نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ لہٰذا جب گناہ چھوڑنے کے عزم کی قوت اور دل کے اُس پر مضبوطی سے قائم ہونے کے سبب بندے اور گناہوں کے درمیان یہ رکاوٹ حاصل ہو جائے تو اُس وقت بندے کو مُتَّقِی کہیں گے اور اسی عزم، دل کی صفائی اور مضبوطی کو تقوٰی کہا جاتا ہے۔

قرآنِ کریم میں تقوٰی کے معانی

قرآنِ مجید میں لفظ ”تقوٰی“ تین معانی میں استعمال ہوا ہے:

﴿1﴾... خوف و خشیت کے معنیٰ میں جیسے:

وَ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ (پ۱، البقرۃ:۴۱) — ترجمۂ کنزالایمان: اور مجھی سے ڈرو۔

اور اس مقام پر بھی یہی معنیٰ ہیں:

وَ اتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ﳜ (پ۳، البقرۃ:۲۸۱) — ترجمۂ کنزالایمان: اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے۔

﴿2﴾... اطاعت و عبادت کے معنیٰ میں جیسے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (پ۴، اٰل عمرٰن:۱۰۲) — ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔

حضرت سَیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے اس کی تفسیر میں فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرو جیسا اس کی اطاعت کرنے کا حق ہے۔

www.dawateislami.net

حضرت سیِّدُنا مجاہد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اس کی اطاعت ہو نافرمانی نہ کی جائے، اس کا ذکر ہو بھلایا نہ جائے اور اس کا شکر ہو ناشکری نہ کی جائے۔

﴿3﴾... دل کو گناہوں سے بچانے کے معنٰی میں اور تقوٰی کی حقیقت بھی یہی ہے کیا تم نہیں دیکھتے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَخْشَ اللّٰهَ وَ یَتَّقْهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفَآىٕزُوْنَ ﴿۵۲﴾ (پ۱۸، النور: ۵۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ میں تقوٰی کو اطاعت و خشیت کے بعد الگ بیان کیا گیا ہے، اس سے تمہیں جان لینا چاہیے کہ تقوٰی کا معنی اطاعت و خشیت کے علاوہ کچھ اور ہے اور وہ ہے "دل کو گناہوں سے بچانا" جیسا کہ ہم بیان کر چکے۔

تقوٰی کے تین درجے

بزرگوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تقوٰی (یعنی بچنے) کے تین درجے ہیں: (۱)...شرک سے بچنا (۲)...بدعت سے بچنا اور (۳)...گناہوں سے بچنا۔ ان تینوں درجوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک ہی آیت طیبہ میں یوں بیان فرمایا ہے:

لَیْسَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا (پ۷، المآئدۃ: ۹۳)

ترجمۂ کنزالایمان: جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ان پر کچھ گناہ نہیں ہے جو کچھ انھوں نے چکھا جب کہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیک رہیں۔

www.dawateislami.net

❁...**پہلا تقوٰی:** شرک سے بچنا، اس کے مقابلے میں جو ایمان مذکور ہوا وہ توحید ہے۔

❁...**دوسرا تقوٰی:** بدعت سے بچنا، آیت میں تقوٰی کے ساتھ جو ایمان مذکور ہوا وہ اہلِ سنت وجماعت کے عقائد کا اقرار ہے۔

❁...**تیسرا تقوٰی:** گناہوں سے بچنا، اس درجہ میں اقرار نہیں ہوتا بلکہ اس کے مقابلے میں احسان ہے اوراحسان کہتے ہیں اطاعت کرنے اور اس پر استقامت و ہمیشگی کو۔ پس تقوٰی کا تیسرا درجہ عبادت پر استقامت رکھنے والوں کا ہوگا۔ اس آیتِ مبارکہ میں تینوں درجوں یعنی ایمان کا درجہ، سنت کا درجہ اور عبادت پر استقامت کا درجہ سب کو ایک ساتھ جمع کر دیا گیاہے۔ حضرات علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے تقوٰی کا معنٰی بیان کرنے میں یہی کچھ فرمایاہے۔

میں کہتاہوں: میں نے ضرورت سے زائد حلال کو چھوڑنے میں بھی تقوٰی کا معنٰی پایاہے اور یہ مشہور حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تقوٰی والوں کو متقی اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے ناجائز میں پڑنے کے خوف سے جائز کو بھی چھوڑ دیا۔[1]

میں چاہتاہوں عُلَمائے کرام کا بیان کردہ معنٰی اور اس حدیث مشہور کا معنٰی جمع کر دوں تاکہ تقوٰی کی تعریف جامع اور مطلب واضح ہو جائے۔

صوفیا کے نزدیک تقوٰی

میں کہتاہوں: تقوٰی ہر اُس چیز سے بچنے کو کہتے ہیں جس سے تمہیں اپنے دین میں

1...ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ...الخ، باب ماجاء فی صفۃ الحوض، ۴/۲۰۴، حدیث: ۲۴۵۹

www.dawateislami.net

نقصان کاڈر ہو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ بخار میں مبتلا شخص جب کھانے، مشروب اور پھل وغیرہ میں سے ہر اُس چیز سے بچتا ہے جو اس کے لئے نقصان دہ ہو تو اُس مریض کو ''بچنے والا'' کہتے ہیں۔

جس چیز سے دین میں نقصان کا اندیشہ ہے اس کی دو قسمیں ہیں:(۱)...خالص حرام و گناہ اور(۲)...ضرورت سے زائد حلال۔ کیونکہ ضرورت سے زائد حلال میں مشغول و مُنْہمِک ہونا بندے کو حرام کی جانب لے جاتا اور گناہوں پر اُبھارتا ہے اور ایسا نفس کے شر اور اس کی سرکشی اور خواہش اور اس کی نافرمانی کی عادت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا جو اپنے دینی معاملے میں نقصان سے محفوظ رہنا چاہتا ہے وہ اس خطرے سے یوں بچے کہ ضرورت سے زائد حلال کو اس ڈر سے چھوڑ دے کہ یہ حرام کی طرف لے جاسکتا ہے جیسا کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اہلِ تقوٰی نے ناجائز میں پڑنے کے خوف سے جائز کو بھی چھوڑ دیا۔''(1) یعنی حرام میں مبتلا ہو جانے کے خوف سے زائد از ضرورت حلال کو بھی چھوڑ دیا۔ لہٰذا تقوٰی کی جامع تعریف یہ ہوئی کہ ''دین کو نقصان پہنچانے والی ہر چیز سے بچنا'' اور وہ نقصان دہ چیز گناہ اور ضرورت سے زائد حلال ہے۔

تقوٰی کی شرعی تعریف

جب ہم شریعت کی رو سے تقوٰی کی تعریف کریں گے تو ہم کہیں گے کہ تقوٰی کی جامع تعریف یہ ہے کہ ''دل کو ہر اُس شر و بُرائی سے بچانا کہ اُس جیسا شر تم سے پہلے

1...ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ...الخ، باب ماجاء فی صفۃ الحوض، ۴/۲۰۴، حدیث: ۲۴۵۹

www.dawateislami.net

صادر نہ ہوا ہو ایسے پختہ عزم و ارادے کے ساتھ کہ وہ ارادہ تمہارے اور ہر شر کے درمیان آڑ بن جائے۔'' پھر شر کی بھی دو قسمیں ہیں:

❀...**اصلی شر:** وہ شر جس سے حرام ہونے کے اعتبار سے روکا گیا ہو۔ جیسے خالص گناہ ہیں۔

❀...**غیر اصلی شر:** وہ شر جس سے اصلاح و تنبیہ کے لحاظ سے روکا گیا ہو اور وہ ضرورت سے زائد حلال ہے جیسے وہ جائز کام جن پر خواہشات کے سبب پکڑ ہوتی ہے۔

پہلی صورت میں تقویٰ فرض ہے اور اسے چھوڑنے کے سبب عذابِ نار کا مُستَحِق ہو گا جبکہ دوسری صورت میں تقویٰ بھلائی و ادب ہے اور اسے چھوڑنے کی وجہ سے روزِ قیامت روکا جائے گا، حساب ہو گا اور سرزنش و ملامت کی جائے گی۔ تو جو تقویٰ کی پہلی قسم پر عمل کرے گا وہ تقویٰ کے پہلے درجہ پر ہو گا اور یہ استقامت کے ساتھ عبادت کرنے والوں کا درجہ ہے اور جو تقویٰ کی دوسری قسم اختیار کرے گا وہ تقویٰ کے بلند درجہ پر فائز ہو گا اور یہ ان لوگوں کا درجہ ہے جو ضرورت سے زائد حلال کو بھی چھوڑنے والے ہیں۔ لہٰذا جب بندہ دونوں طرح کا تقویٰ یعنی ہر گناہ اور زائد از ضرورت حلال سے بچنا اختیار کر لے گا تو اس کا تقویٰ کامل ہو جائے گا، وہ تقویٰ کا حق ادا کرنے والا اور اپنے لیے ہر بھلائی اکٹھی کرنے والا ہو جائے گا، اسی کو کامل ورع کہتے ہیں جو دین کی اصل ہے اور یہ بارگاہِ الٰہی میں حضوری کے ادب کا مقام ہے۔ یہ تقویٰ کے معنٰی اور اس کا اجمالی بیان ہے، اسے سمجھ لو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں توفیق عطا فرمائے۔

نفس تقوٰی کا عادی کیسے ہو؟

اگر تم کہو کہ اب یہ بھی واضح کر دیجئے کہ ہم اپنے نفس کو اس تقویٰ کا عادی کیسے

www.dawateislami.net

بنائیں کیونکہ اب نفس کو حقیقی تقوٰی کی لگام دینے کی کیفیت معلوم کئے بغیر چارہ نہیں۔ تو ٹھیک ہے، اس نفس کے معاملے میں تقوٰی کی تفصیل یہ ہے کہ تم نفس کے خلاف یہ مضبوط ارادہ کرلو کہ اسے گناہوں سے باز رکھو اور ضرورت سے زائد حلال چیزوں سے بھی بچاؤ۔ پس اگر تم نے ایسا کرلیا تو تم اپنی آنکھ، کان، زبان، دل، پیٹ، پاؤں، شرمگاہ الغرض تمام اعضاء کے معاملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والے بن جاؤ گے اور انہیں تقوٰی کی لگام دینے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ تقوٰی کی وضاحت و تفصیل بہت زیادہ ہے اور ہم نے اپنی کتاب ''احیاء العلوم'' میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ البتہ اُن میں سے کچھ ضروری باتیں یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا چاہے وہ پانچ اعضاء آنکھ، کان، زبان، دل اور پیٹ کا خاص خیال رکھے کہ یہی اصل ہیں۔ بندے کو چاہیے کہ ان پانچوں اعضاء کو ہر اس گناہ، حرام، زائد از ضرورت حلال اور حلال میں اسراف وغیرہ سے بچائے جس میں پڑنے کے سبب دین میں نقصان کا اندیشہ ہو۔ جب ان پانچ اعضاء کی حفاظت نصیب ہو جائے گی تو امید ہے کہ تمام ہی اعضاء کے ضرر سے حفاظت ہو جائے اور بندہ اپنے پورے بدن کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے تقوٰی اختیار کرلے۔ یہاں اس بات کی ضرورت وحاجت ہے کہ اس کتاب کی گنجائش کے مطابق ان اعضاء کے لئے پانچ فصلیں قائم کی جائیں اور ہر ایک کے حق میں جو چیز حرام ہے اس کی تفصیل بیان کی جائے۔

فرمانِ مصطفٰے: اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تم سے محبت فرمائے تو دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو۔ (ابن ماجة، كتاب الزهد، باب الزهد في الدنيا، ۴/ ۴۲۳، حديث: ۴۱۰۲، بتغير)

www.dawateislami.net

اعضاء کے تقویٰ کا بیان

پہلی فصل: آنکھ کا بیان

اللہ رَبُّ الْعٰلَمِیْن تمہیں اور ہمیں آنکھ کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، بے شک آنکھ ہر فتنے اور آفت کا سبب ہے، آنکھ کے معاملے میں تم تین اصول یاد رکھو یہ تمہیں کافی ہوں گے۔

…پہلا اصول: یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ (پ۱۸، النور: ۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ اُن کے لیے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔

دیکھو! میں نے اس آیتِ مبارکہ میں غور کیا تو مختصر ہونے کے باوجود اس میں تین عمدہ معانی و مطالب پائے: (۱)…ادب سکھانا (۲)…تنبیہ (خبر دار کرنا) اور (۳)…تہدید (ڈرانا)۔

﴿1﴾… ادب سکھانا: جہاں تک ادب سکھانے کی بات ہے تو وہ اس حصے میں ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (پ۱۸، النور: ۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔

یہاں ادب سکھایا گیا ہے اور ایک غلام پر لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آقا کا حکم مانے اور اس کے ادب کو بجالائے ورنہ وہ بے ادب ہو جائے گا، پھر اسے مجلس میں حاضری کی اجازت ملے گی نہ وہ اس کے لائق ہو گا۔ اس نکتے کو سمجھو اور اس میں موجود معنیٰ پر

www.dawateislami.net

غور کرو کیونکہ اس میں بہت کچھ ہے۔

﴿2﴾... **تنبیہ:** جہاں تک تنبیہ و خبر دار کرنے کی بات ہے تو وہ اس حصے میں ہے:

ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ (پ۱۸، النور:۳۰) ترجمۂ کنزالایمان: یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے۔

اس جملے کے دو معنٰی ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ یہ ان کے دلوں کو بہت ستھرا کرنے والا ہے کیونکہ ''زکٰوۃ'' کا معنٰی پاکی اور ''تزکیہ'' کا معنٰی پاک کرنا، ستھرا کرنا ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ ان کی نیکیوں کو بڑھانے اور زیادہ کرنے والا ہے، کیونکہ اصل کے اعتبار سے ''زکٰوۃ'' کے معنٰی ہیں ''زیادہ ہونا۔''

پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تنبیہ فرمادی کہ نگاہیں نیچی رکھنے میں دلوں کی صفائی اور نیکیوں کی کثرت وزیادتی ہے اور یہ اس لئے کہ اگر تم نگاہیں نیچی نہیں رکھو گے اور ان کی لگام ڈھیلی چھوڑ دو گے تو وہ بے کار چیزوں کو دیکھیں گی اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ وہ حرام کو دیکھنے لگ جائیں اور اگر تم نے جان بوجھ کر حرام کی طرف نظر کی تو یہ کبیرہ گناہ ہے اور بہت ممکن ہے کہ تمہارا دل اس حرام میں لگ جائے گا اور اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے رحم نہ فرمایا تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ مروی ہے کہ ''بندہ کبھی ایسی نظر ڈالتا ہے جس کے سبب دل ایسا بگڑ تا ہے جیسے کھال بگڑ جاتی ہے، اب اُس سے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔''

شہوت کا بیج بونے والی

اور اگر تمہاری نظر جائز و مباح چیزوں کی طرف اٹھتی ہے تو اس سے بارہا تمہارا دل مصروف ہو جائے گا اور اس کے سبب تمہیں خیالات و وسوسے آئیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم اس مباح تک پہنچ نہ سکو تو یوں خیر و بھلائی سے محروم ہو کر تمہارا

www.dawateislami.net

دل اُسی میں لگا رہے گا اور اگر تم نے ان چیزوں کی طرف نظر نہ کی تو تم ان سب سے بے پروا اور پُر سکون ہو جاؤ گے۔ اسی کے مُتَعَلِّق حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کا یہ فرمان ہے کہ ”نظر کی حفاظت کرو کیونکہ یہ دل میں شہوت کا بیج بوتی ہے اور دیکھنے والے کو فتنے میں ڈالنے کے لیے یہی کافی ہے۔“

حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے فرمایا: ”شہوتوں کے لئے سب سے اچھی رکاوٹ نگاہیں نیچی رکھنا ہے۔“ اور کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

وَ اَنْتَ اِذَا اَرْسَلْتَ طَرْفَكَ رَائِدًا لَعَلَّكَ يَوْمًا اَتْعَبَتْكَ الْمَنَاظِرُ

رَاَيْتَ الَّذِیْ مَا كُلُّهُ اَنْتَ قَادِرٌ عَلَيْهِ وَ لَا عَنْ بَعْضِهِ اَنْتَ صَابِرُ

فَاِيَّاكَ وَالْاَمْرَ الَّذِیْ اِنْ تَوَسَّعَتْ مَوَارِدُهٗ ضَاقَتْ عَلَيْكَ الْمَصَادِرُ

ترجمہ: (۱)...اگر تم نے اپنی نگاہ کو کھلا چھوڑ دیا تو طرح طرح کے مناظر ایک دن تمہیں تھکا دیں گے۔ (۲)...کیونکہ تم نہ تو سب کا سب دیکھ سکو گے اور نہ بعض سے صبر کر سکو گے۔ (۳)...لہٰذا ایسے معاملے سے بچو کہ اگر اس میں داخل ہونے کے راستے کشادہ ہو گئے تو اس سے نکلنے کے راستے تم پر تنگ ہو جائیں گے۔

نگاہیں جھکانے کا فائدہ

جب تم نظر کی حفاظت کرتے ہوئے اسے جھکائے رکھو گے اور بے فائدہ و بے کار چیزوں کی طرف نہیں دیکھو گے تو تمہارا سینہ صاف ہو جائے گا، دل فارغ ہو کر کثیر وسوسوں سے راحت پا جائے گا اور نفس آفات سے سلامت ہو کر نیکیوں میں اضافے کی طرف بڑھے گا۔ پس اس جامع نکتے سے آگاہ رہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل و احسان

www.dawateislami.net

سے توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

﴿3﴾... **تہدید:** جہاں تک تہدید یعنی ڈرانے کی بات ہے تو وہ مذکورہ آیتِ طیبہ کے اس حصے میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝۳۰ (پ۱۸، النور: ۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ کو اُن کے کاموں کی خبر ہے۔

اور اس فرمانِ باری تعالیٰ میں بھی تہدید ہے:

یَعْلَمُ خَآىِٕنَةَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ۝۱۹ (پ۲۴، المؤمن: ۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

جس بندے کو اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے حضور کھڑا ہونے کا خوف ہو تو اُسے ڈرانے کے لئے اتنی ہی نصیحت کافی ہے۔ یہ پہلا اصول کتابُ اللہ سے تھا۔

❁...**دوسرا اصول:** حضور سرورِ عالَم، شافعِ اُمَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانِ عالی ہے کہ "عورت کے محاسن (حسن و جمال) کی طرف دیکھنا ابلیس کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے تو جس نے اِسے ترک کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے عبادت کا ایسا مزہ چکھائے گا جو اسے خوش کر دے گا۔"(1)

عبادت کی مٹھاس اور مناجات کی لذت عبادت گزاروں کے نزدیک بہت بڑی چیز ہے اور اِس کے لئے حدیث میں بیان کردہ عمل ایک مُجرَّب نسخہ ہے جو اس پر عمل کرے گا اسے اس کا یقین ہو جائے گا، بے شک جب وہ فضول چیزوں سے اپنی نظر کی حفاظت کرے گا تو عبادت کی لذت و مٹھاس اور دل کی ایسی صفائی پائے گا جو اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔

1...نوادر الاصول، الاصل الرابع والاربعون والمائتان، ۲/۹۷۸، حدیث: ۱۲۸۷

www.dawateislami.net

…تیسرا اصول: تم اپنے ہر عضو پر غور کرو کہ اُس کا صحیح استعمال کہاں ہے اور اُسے کس لئے بنایا گیا ہے؟ تو اُسی حساب سے تم ان کی حفاظت و نگہداشت کرو۔ تو یاد رکھو! پاؤں جنتی باغات اور محلات کی سیر کے لیے ہیں، ہاتھ شرابِ طہور کے جام پینے اور پھل کھانے کے لیے ہیں، یونہی تمام اعضاء کا معاملہ ہے، پس آنکھیں رَبُّ الْعٰلَمِیْن جَلَّ جَلَالُہٗ کا دیدار کرنے کے لیے ہیں۔ بے شک دونوں جہاں میں اس سے بڑی عزت و کرامت کوئی نہیں ہے، لہٰذا جس شے سے اتنی عظیم نعمت و کرامت کی امید ہو وہ یقینی طور پر اس بات کی حقدار ہے کہ اس کی حفاظت اور عزت و تکریم کی جائے۔ شاعر کہتا ہے:

وَكَيْفَ تَرٰى لَيْلٰى بِعَيْنٍ تَرٰى بِهَا سِوَاهَا وَمَا طَهَّرْتَهَا بِالْمَدَامِعِ

ترجمہ: تو لیلیٰ کو ان آنکھوں سے کیسے دیکھے گا جن سے اوروں کو دیکھتا ہے حالانکہ تو نے آنسو بہا کر انہیں صاف بھی نہیں کیا۔

بیان کردہ تین اصولوں میں اگر تم نے اچھی طرح غور و فکر کیا تو یہ تمہیں کافی ہوں گے اور توفیق دینے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔

دوسری فصل: کان کا بیان

کان کو بھی فضول اور بری باتوں سے بچانا ضروری ہے اور یہ دو وجہ سے ہے۔

…پہلی وجہ: مروی ہے کہ سننے والا بولنے والے کا شریک ہوتا ہے۔ اسی بارے میں ایک شاعر نے کہا:

تَحَرَّ مِنَ الطُّرُقِ اَوْسَاطَهَا وَعَدِّ عَنِ الْجَانِبِ الْمُشْتَبِه

وَسَمْعَكَ صُنْ عَنْ سَمَاعِ الْقَبِيْحِ كَصَوْنِ اللِّسَانِ عَنِ النُّطْقِ بِه

فَاِنَّكَ عِنْدَ سَمَاعِ الْقَبِيْحِ شَرِيْكٌ لِقَائِلِهٖ فَانْتَبِه

www.dawateislami.net

ترجمہ:(۱)...راستوں میں سے درمیانی راستہ اختیار کر اور شبہ والی جانب سے دور ہو جا۔ (۲)...برا سننے سے اپنی سماعت کو ایسے بچا جیسے برا بولنے سے زبان کو بچاتا ہے۔(۳)...بے شک برا سن کر تو بولنے والے کا شریک ہو جاتا ہے لہٰذا خبر دار ہو جا۔

❁...**دوسری وجہ**: بُری اور فضول گفتگو سننا دل میں خیالات اور وسوسے پیدا کرتا ہے پھر بدن میں بے چینی آجاتی ہے اور اس کی وجہ سے عبادت میں دل نہیں لگتا۔

پھر یہ بھی جان لو کہ آدمی کے کان میں پڑنے اور دل میں اترنے والی گفتگو پیٹ میں جانے والے کھانے کی طرح ہوتی ہے اور پیٹ میں جانے والا کھانا نفع مند بھی ہوتا ہے اور نقصان دہ بھی، اس میں غذائیت بھی ہوتی ہے اور زہرِ قاتل بھی، بلکہ گفتگو کی تاثیر کھانے کے مقابلے میں بہت زیادہ اور دیرپا ہوتی ہے کیونکہ کھانا تو نیند وغیرہ کے سبب ہضم ہو کر معدے سے خارج ہو جاتا ہے اور بسا اوقات اس کا اثر کچھ وقت تک باقی رہ کر ختم ہو جاتا ہے اور انسانی جسم سے اس کا اثر ختم کرنے کے لیے دوا بھی ہوتی ہے مگر اس کے برعکس انسان کے دل میں داخل ہونے والی گفتگو بعض اوقات پوری زندگی اس کے ساتھ چمٹ جاتی ہے اور وہ اسے بھول نہیں پاتا، اگر وہ باتیں بُری ہوں تو انسان کو عیب دار بنا دیتی ہیں اور ان کے سبب دل میں برے خیالات اور وسوسے آتے رہتے ہیں اور بندے کو اس بات کی ضرورت پڑتی ہے کہ وہ ان سے جان چھڑائے اور دل سے ان کی یاد مٹائے، ان کے شر سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرے اور ان سے بے خوف نہ رہے ورنہ وہ اسے کسی مصیبت یا بڑی آفت میں مبتلا کرنے کا سبب بن جائیں گے اور اگر تم نے بے کار و فضول باتوں سے اپنے کانوں کی حفاظت کی تو ان تکلیفوں سے راحت میں رہو گے۔ لہٰذا عقلمند کو اس میں غور کرنا چاہیے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ توفیق عطا فرمائے۔

www.dawateislami.net

تیسری فصل

زبان کا بیان

تمہارے لیے زبان کی حفاظت کرنا، اسے روکنا اور قید کر کے رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ سارے اعضاء سے بڑھ کر سرکشی، فساد اور دشمنی اس کی وجہ سے ہوتی ہے۔

حضرت سیِّدُنا سفیان بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: آپ کو مجھ پر سب سے زیادہ کس چیز کا خوف ہے؟ آپ نے اپنی زبان اقدس پکڑ کر ارشاد فرمایا: اس کا۔[1]

حضرت سیِّدُنا یونس بن عُبَیْد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرا نفس بصرہ کی شدید گرمی میں روزہ رکھنے کی تکلیف برداشت کر سکتا ہے مگر فضول گوئی کا ایک لفظ چھوڑنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

تو اب تم پر لازم ہے کہ خوب کوشش کر کے زبان کی حفاظت کرو۔

زبان سے متعلّق پانچ اصول

اب ہم زبان کے بارے میں پانچ اصول ذکر کرتے ہیں:

﴿1﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ "جب انسان صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں: ہم تجھے خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ تو سیدھی رہنا کیونکہ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔"[2]

---

1 ...ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، ۴/۱۸۴، حدیث: ۲۴۱۸

2 ...ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، ۴/۱۸۳، حدیث: ۲۴۱۵

www.dawateislami.net

میں کہتا ہوں: اس روایت کا معنٰی یہ ہے کہ زبان کا بولنا تمام اعضاء پر اثر انداز ہوتا ہے، اچھا بولے تو توفیقِ الٰہی اور بُرا بولے تو ذلت ورسوائی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ بہتر جانتا ہے۔ پھر بیان کردہ معنٰی کو حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار کے اس قول سے بھی تقویت ملتی ہے کہ ''جب تم اپنے دل میں سختی، بدن میں کمزوری اور رزق میں تنگی دیکھو تو جان لو کہ تم نے ضرور کوئی فضول بات منہ سے نکالی ہے۔''

وقت کی قدر کیجئے

﴿2﴾... حفاظتِ زبان کے لئے اپنے وقت کی قدر کرو، کیونکہ انسان جو کلام کرتا ہے وہ زیادہ تر ذکرِ الٰہی کے علاوہ ہی ہوتا ہے اور اس میں بھی بیشتر گناہوں بھری گفتگو ہوتی ہے جس کے متعلق پوچھا جائے گا ورنہ کم از کم فضول و بے کار باتوں میں وقت ضائع ہوتا ہے۔ منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا حَسّان بن سِنان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان ایک بالا خانے کے پاس سے گزرے تو پوچھا: یہ کب تعمیر کیا گیا؟ پھر اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''اے دھوکے باز نفس! تو فضول چیز کے بارے میں پوچھتا ہے۔'' پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایک سال روزے رکھ کر نفس کو سزا دی۔

میں کہتا ہوں: خوشخبری ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے نفسوں پر متوجہ رہتے ہیں اور افسوس ہے ان لوگوں پر جنہوں نے شرم وحیا کو خیرباد کہہ دیا اور لگام ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی مدد فرمائے۔ شاعر نے بالکل سچ کہا اور کیا ہی خوب کہا کہ

اِذَا کُنْتَ خَالِیًا مُسْتَرِیْحًا ۔۔۔ وَ اغْتَنِمْ رَکْعَتَیْنِ فِیْ ظُلْمَۃِ اللَّیْلِ
وَ اِذَا مَا ھَمَمْتَ بِاللَّغْوِ فِی الْبَا ۔۔۔ طِلِ فَاجْعَلْ مَکَانَہٗ تَسْبِیْحًا

www.dawateislami.net

فَلُزُوْمُ السُّكُوْتِ خَيْرٌ مِنَ النُّطْقِ   وَ اِنْ كُنْتَ فِى الْكَلَامِ فَصِيْحًا

ترجمہ: (۱)...جب تو تنہا اور پر سکون ہو تو رات کی تاریکی میں دو رکعات نفل کو غنیمت جان۔ (۲)...اور جب تو کوئی باطل و فضول بات بولنا چاہے تو اس کی جگہ ایک بار سبحٰن اللّٰہ کہہ لیا کر۔ (۳)...پس خاموش رہنا بولنے سے بہتر ہے اگرچہ تو بولنے کا ماہر ہو۔

نیک اعمال کو بچائیے

﴿3﴾... زبان کی حفاظت میں نیک اعمال کی حفاظت ہے کیونکہ جو شخص اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا اور بہت بولتا ہے تو لامحالہ لوگوں کی غیبت میں پڑ جاتا ہے، جیسا کہ ایک مقولہ ہے کہ "مَنْ كَثُرَ لَغَطُهٗ كَثُرَ سَقَطُهٗ یعنی جو زیادہ بولتا ہے زیادہ غلطی کرتا ہے۔" اور غیبت تو نیکیوں کو تباہ کر دینے والی بجلی ہے، منقول ہے کہ "لوگوں کی غیبت کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو ایک منجنیق (پتھر پھینکنے کا آلہ) نصب کر لے اور اس کے ذریعے اپنی نیکیاں مشرق و مغرب اور شمال و جنوب چاروں طرف پھینکتا رہے۔

غیبت کرنے والے کو تحفہ

ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ کسی نے حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی سے کہا: اے ابو سعید! فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تازہ کھجوروں سے بھرا ایک تھال اس کو بھجوایا اور پیغام دیا کہ مجھے پتا چلا ہے تم نے اپنی نیکیاں مجھے تحفے میں دی ہیں تو میں نے بھی چاہا کہ تمہیں اس کا بدلہ دے دوں۔

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا اِبْنِ مُبارَک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس غیبت کا تذکرہ ہوا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اگر میں غیبت کرتا تو اپنی ماں کی ضرور کرتا

www.dawateislami.net

کیونکہ وہ میری نیکیوں کی زیادہ حقدار ہے۔

عبادت کسی کی، ثواب کسی اور کا

منقول ہے کہ ایک بار حضرت سیِّدُنا حاتم اصم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ رات کا قیام نہ کر سکے تو اس پر ان کی اہلیہ نے انہیں عار دلائی تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: گزشتہ رات چند لوگوں نے نمازیں پڑھیں، جب صبح ہوئی تو انہوں نے میری غیبت کر لی اب قیامت کے دن ان کی نمازیں میرے ترازو میں ہوں گی۔

آفتوں سے سلامتی پائیے

﴿4﴾...زبان کی حفاظت میں دنیاوی آفات سے سلامتی ہے۔ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے فرمایا: زبان سے ایسی بات مت نکال جس کی وجہ سے تیرے دانت توڑ دیئے جائیں۔ ایک دوسرے بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اپنی زبان کو اتنا دراز مت کرو کہ تمہاری عزت و شان خراب ہو جائے۔ کسی شاعر نے کہا:

اِحْفَظْ لِسَانَکَ لَاتَقُوْلُ فَتُبْتَلٰی   اِنَّ الْبَلَاءَ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ

ترجمہ: اپنی زبان کی حفاظت کر، نہ بول نہ مصیبت میں پڑ، بے شک مصیبت گفتگو سے جڑی ہوئی ہے۔

دل کی دلیل

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:

اَلَا اِحْفَظْ لِسَانَکَ اِنَّ اللِّسَانَ   سَرِیْعٌ اِلَی الْمَرْءِ فِیْ قَتْلِہٖ

وَ اِنَّ اللِّسَانَ دَلِیْلُ الْفُؤَادِ   یَدُلُّ الرِّجَالَ عَلٰی عَقْلِہٖ

www.dawateislami.net

ترجمہ: خبر دار! اپنی زبان کی حفاظت کر کیونکہ زبان بہت جلد آدمی کو قتل کروا دیتی ہے۔ بے شک زبان دل کی دلیل ہے جو لوگوں کو بولنے والے کی عقل پر مُطّلع کرتی ہے۔

غارت گر شیر

حضرت سیِّدُنا ابنِ مُطیع رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا:

لِسَانُ الْمَرْءِ لَيْثٌ فِيْ كَمِيْنٍ　　اِذَا خَلّٰى اِلَيْهِ لَهٗ اِغَارَهْ

فَصُنْهُ عَنِ الْخَنَا بِلِجَامِ صَمْتٍ　　يَكُنْ لَكَ مِنْ بَلِيَّاتٍ سِتَارَهْ

ترجمہ: آدمی کی زبان گھات لگائے شیر کی مانند ہے اسے جیسے ہی موقع ملتا ہے غارت گری کرتا ہے لہٰذا خاموشی کی لگام دے کر زبان کو بدزبانی سے بچا تو یہ تیرے لیے آفتوں و مصیبتوں سے آڑ بن جائے گی۔

ایک مشہور کہاوت ہے کہ ”بہت سے الفاظ بندے سے کہتے ہیں: ہمیں منہ سے مت نکالو۔“

اُخروی آفتوں کو یاد کیجئے

﴿5﴾... اُخروی آفات اور ان کے انجام کو یاد کرنا۔ اس معاملے میں صرف ایک نکتہ ذہن نشین کر لو کہ تم جو بات کرو گے وہ یا تو ناجائز و حرام ہو گی یا پھر جائز مگر فضول و بے کار، اگر ناجائز بات ہوئی تو اس پر تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا جسے برداشت کرنے کی تم میں طاقت نہیں۔ چنانچہ

حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں نے جہنم میں کچھ لوگوں کو مردار کھاتے دیکھا، میں

www.dawateislami.net

نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ لوگوں کا گوشت کھانے (یعنی غیبت کرنے) والے ہیں۔ [1]

زبان کو روکو ورنہ۔۔۔!

حضور نبی اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: علما (یا باعمل حفاظِ قرآن) اور طالب علموں سے اپنی زبان کو روکے رکھو اور اپنی زبان سے لوگوں کی آبروریزی نہ کرو ورنہ جہنم کے کتے تمہیں پھاڑ ڈالیں گے۔ [2]

حضرت سیِّدُنا ابو قِلابہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ”غیبت کی وجہ سے دل ہدایت سے ہٹ کر ویران ہو جاتا ہے۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل سے ہمیں اس بات سے محفوظ رکھے۔ (اٰمین)

جائز گفتگو کیوں نہ کی جائے؟

یہ کلام ناجائز گفتگو کے مُتَعَلِّق تھا جبکہ جائز گفتگو بھی چار وجہوں سے ترک کر دینی چاہیے۔

(۱)... کراماً کاتبین کو ایسی چیز لکھنے کی تکلیف دینا جس میں کوئی بھلائی ہے نہ فائدہ، لہٰذا بندے پر لازم ہے کہ ان سے حیا کرے اور انہیں تکلیف نہ دے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ﴿۱۸﴾ (پ۲۶، قٓ: ۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔

---

1 ...مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عباس، ۱/۵۵۳، حدیث: ۲۳۲۴

2 ...الترغیب والترھیب، الترھیب من الریاء...الخ، ۱/۵۰، حدیث: ۵۹

www.dawateislami.net

(۲)...اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ایسا نامہ اعمال پیش کرنا جس میں بے کار و فضول باتیں درج ہوں، لہٰذا بندے کو چاہئے کہ اس سے بچے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے۔

منقول ہے کہ ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کسی شخص کو بیہودہ گوئی کرتے دیکھا تو فرمایا: اے فلاں! تو بارگاہِ الٰہی کے لئے نامۂ اعمال لکھوا رہا ہے تو دیکھ لے کیا لکھوا رہا ہے؟

(۳)...قیامت کے دن فضول باتوں سے پُر اعمال نامہ رَبُّ الْعٰلَمِیْن جَلَّ جَلَالُہٗ کے سامنے پڑھنا ہوگا، اُس وقت ساری مخلوق جمع ہوگی، چاروں طرف ہولناکی و سختی ہوگی اور تم بھوکے پیاسے اور ننگے ہوگے اور جنت اور جنتی نعمتوں سے روک دیئے گئے ہوگے۔

(۴)...قیامت میں تمہیں اپنی دنیاوی گفتگو پر ملامت و شرمندگی ہوگی، تمہارے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور تمہیں ربّ عَزَّوَجَلَّ سے حیا آئے گی۔ مقولہ ہے کہ ''اِیَّاكَ وَالْفُضُوْل فَاِنَّ حِسَابَهٗ یَطُوْل یعنی فضول گفتگو سے بچ کیونکہ اس کا حساب بہت طویل ہوگا۔''

نصیحت حاصل کرنے والے کے لیے ان چار باتوں کی نصیحت کافی ہے۔ ان کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب ''اَسْرَارُ مُعَامَلَاتِ الدِّیْن'' میں بیان کر دی ہے، اگر زیادہ کی خواہش ہے تو اسے پڑھ لو تمہاری تشفّی ہو جائے گی۔

چوتھی فصل — دل کا بیان

اصلاحِ دل کے پانچ اصول

دل کی حفاظت، اس کی اصلاح، اس میں اچھا غور و فکر اور خوب کوشش کرنا بھی تم پر لازم ہے کیونکہ اس کا معاملہ تمام اعضاء سے زیادہ پُر خطر، زیادہ اثر انگیز اور زیادہ پیچیدہ ہے اور اس کی اصلاح بھی سب سے مشکل ہے۔ میں اس کی اصلاح کے پانچ

www.dawateislami.net

اصول بیان کرتا ہوں جو کافی ووافی ہوں گے۔

وہ خبردار ہے

❁...**پہلا اصول:** دل کی حفاظت کے لئے پہلا اصول درج ذیل فرامین باری تعالیٰ ہیں:

...﴿1﴾

یَعْلَمُ خَآىِٕنَةَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ (پ۲۴، المؤمن:۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: **اللہ** جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

...﴿2﴾

وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْؕ (پ۲۲، الاحزاب:۵۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور **اللہ** جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے۔

...﴿3﴾

اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۷﴾ (پ۶، المائدۃ:۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک **اللہ** دلوں کی بات جانتا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآن مجید میں اس بات کا تذکرہ کس قدر فرمایا ہے اور اِسے بار بار دہرایا ہے اور خاص بندوں کو ڈرانے اور خبر دار کرنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ”**اللہ** عَزَّوَجَلَّ دلوں کے حال سے باخبر ہے۔“ کیونکہ غیبوں کے جاننے والے کے ساتھ معاملہ بڑا نازک ہے تو غور کرو کہ تمہارے دلوں کے کیسے کیسے خیالات سے وہ باخبر ہے۔

دلوں پر نظر

❁...**دوسرا اصول:** حفاظتِ دل کے لئے دوسرا اصول شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ

www.dawateislami.net

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ ارشادِ عالی ہے:اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَبْشَارِکُمْ وَاِنَّمَا یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری صورتوں اور کھالوں کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔[1]

جب دل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نظر کا مقام ہے تو پھر تعجب ہے اس شخص پر جو مخلوق کو نظر آنے والے اپنے چہرے کو آراستہ کرنے میں لگا ہوا ہے کہ اسے دھوتا اور میل کچیل سے صاف رکھتا ہے اور جتنا ہو سکتا ہے اسے خوبصورت کرنے میں لگا رہتا ہے تاکہ لوگوں کو اس میں کوئی خامی نظر نہ آئے جبکہ وہ شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نظر کے مقام یعنی اپنے دل کا خیال نہیں رکھتا کہ اسے بھی صاف ستھرا اور آراستہ کرے تاکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس میں کوئی میل کچیل، آفت اور عیب نہ پائے بلکہ وہ اپنے دل کو ایسی گندگیوں، غلاظتوں اور برائیوں سے بھر دیتا ہے کہ اگر لوگوں کو اُن میں سے ایک کا بھی پتا چل جائے تو یقیناً اس سے دور بھاگیں، کنارہ کشی کرلیں اور اُسے دھتکار دیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی مدد فرمانے والا ہے۔

پیشوا کا صحیح ہونا ضروری ہے

❁...**تیسرا اصول:** دل ایسا سردار و بادشاہ ہے جس کی اطاعت و پیروی کی جاتی ہے، تمام اعضاء اس کی رعایا ہیں پس جب پیشوا صحیح ہوگا تو پیروکار بھی صحیح ہو جائیں گے اور جب بادشاہ سیدھا رہے گا تو رعایا بھی سیدھی رہے گی۔ اسی بات کو پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں بیان فرمایا کہ "اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ یعنی جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ صحیح

---

1 ...مسلم، کتاب البر، باب تحریم ظلم...الخ، ص۱۳۸۷، حدیث:۲۵۶۴

www.dawateislami.net

رہے تو پورا جسم صحیح رہتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے، سنو! وہ دل ہے۔"[1] جب تمام تر اصلاح کا مدار دل پر ہے تو اس پر بھرپور توجہ دینا ضروری ہے۔

جواہرات کی تجوری

❋...**چوتھا اصول:** دل بندے کے تمام عمدہ خزانوں اور جواہرات کے لیے ایک تجوری ہے، ہر جوہر بیش قیمت ہے، ان عمدہ جواہرات میں سب سے پہلے عقل ہے اور سب سے عظیم تر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی معرفت ہے اور یہی دونوں جہاں کی سعادت کا سبب ہے، پھر بصیرت ہے جو بندے کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عزت و وجاہت دلاتی ہے، پھر عبادات میں خالص نیت ہے جس پر ہمیشہ کے ثواب کا دارومدار ہے۔ پھر طرح طرح کی حکمتیں اور علوم ہیں جو بندے کی بزرگی کا سبب ہیں یونہی تمام عمدہ اخلاق وصفات ہیں جو بندے کو دوسروں سے افضل کر دیتے ہیں۔ ان سب کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب "اَسْرَارُ مُعَامَلَاتِ الدِّیْن" میں کر دی ہے۔

جب تجوری اتنی قیمتی ہو تو لازم ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے اور اسے گندگی اور آفات سے بچایا جائے، یونہی چوروں، ڈاکوؤں سے بھی اسے محفوظ رکھا جائے اور کئی طرح سے اسے عزت دی جائے تاکہ اس میں موجود نادر جواہرات تک کوئی میل کچیل پہنچے نہ ہی کوئی دشمن ان پر قبضہ کر سکے۔

دل کے پانچ احوال

❋...**پانچواں اصول:** میں نے دل کی حالت پر غور کیا تو مجھے اس کے پانچ ایسے احوال

---

1 ...بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدینہ، ۱/۳۳، حدیث: ۵۲

www.dawateislami.net

نظر آئے جو انسان کے دیگر اعضاء میں نہیں ہوتے۔

﴿1﴾... دشمن اسے تباہ کرنے کے در پے ہے اور اپنی تمام تر فریب کاریوں کے ساتھ اس کے پیچھے پڑا ہے کیونکہ شیطان ہر وقت انسان کے دل کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور دل الہام اور وسوسہ دونوں کی جگہ ہے کہ فرشتہ اور شیطان دونوں اسے اپنی طرف دعوت دینے میں لگے رہتے ہیں۔

﴿2﴾... دل کی مصروفیت بھی بہت زیادہ ہے کیونکہ عقل اور خواہش دونوں دل ہی میں ہوتی ہیں لہٰذا یہ دو لشکروں کا میدانِ جنگ بنا ہوا ہے، ایک طرف خواہش اپنی فوج کے ساتھ موجود ہے تو دوسری طرف عقل اپنے لشکر کے ساتھ کھڑی ہے اور دل ہمیشہ ان دونوں کی باہمی مخالفت اور جنگ کے درمیان رہتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ اِس سرحدی علاقے کی حفاظت و نگہداشت کی جائے اور اس سے غافل نہ رہا جائے۔

﴿3﴾... دل کے عوارضات بھی بہت زیادہ ہیں کیونکہ وسوسے اور خیالات تیروں اور بارش کی مانند دن رات اس پر برستے رہتے ہیں جن کے ختم ہونے کی صورت نظر نہیں آتی اور نہ ہی تم انہیں روکنے کی طاقت رکھتے ہو، دل آنکھ کی طرح دو پلکوں کے مابین بھی نہیں ہے کہ جنہیں تم بند کرکے پر سکون ہو جاؤ، نہ ہی یہ کسی تنہائی والی جگہ میں ہے اور نہ ہی اندھیری رات میں ہے کہ دشمن اسے دیکھ نہ سکے، یہ زبان کی طرح دو جبڑوں کے پیچھے دانتوں اور ہونٹوں کی آڑ میں چھپا ہوا بھی نہیں ہے کہ تم اسے روک سکو بلکہ دل تو وسوسوں کا نشانہ ہے جنہیں تم روک سکتے ہو نہ کسی صورت دل کو ان سے بچانے کی تمہیں قدرت ہے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ وسوسے کبھی دل سے جدا ہو جائیں، پھر نفس بھی ان وسوسوں کی پیروی کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان وسوسوں

www.dawateislami.net

کا مقابلہ کرنا انتہائی مشکل معاملہ ہے جو مکمل طاقت اور شدید محنت کا محتاج ہے۔

﴿4﴾... دل کا علاج تمہارے لیے بڑا دشوار ہے کیونکہ وہ تم سے پوشیدہ ہے اور بہت مشکل ہے کہ تم اس کی طرف بڑھنے والی آفت یا اس کی بدلتی حالت کو بھانپ سکو۔ لہٰذا اس کی چھان بین کے لیے تمہیں طویل مجاہدات، گہرے غور و فکر اور کثیر ریاضت کی ضرورت ہے۔

﴿5﴾... آفات دل کی طرف بہت تیزی سے بڑھتی ہیں اور دل بھی بہت جلد بدل جاتا ہے، منقول ہے کہ ”دل جوش مارتی ہنڈیا سے بھی زیادہ تیزی سے پلٹ جاتا ہے۔“ اسی وجہ سے ایک شاعر نے کہا:

مَا سُمِّیَ الْقَلْبُ اِلَّا مِنْ تَقَلُّبِهٖ ۔۔۔ وَ الرَّاْیُ یَضْرِبُ بِالْاِنْسَانِ اَطْوَارًا

ترجمہ: دل کو بدلتے رہنے کی وجہ سے ”قلب“ کہتے ہیں اور رائے انسان میں طرح طرح کی حالتیں پیدا کرتی ہے۔

دل پر بھرپور توجہ ضروری ہے

پھر مَعَاذَ اللہ اگر دل پھسل جائے تو اس کا پھسلنا بہت بڑا ہو گا اور اس کا بگڑ جانا انتہائی پریشان کن ہو گا، اس کی سب سے چھوٹی لغزش یہ ہے کہ یہ سخت ہو جائے اور غیرُ اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے اور انتہائی لغزش یہ ہے کہ اس پر کفر کی مہر لگ جائے، کیا تم نے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان نہیں سنا:

اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ٭ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۴﴾ (پ۱، البقرۃ: ۳۴)

ترجمۂ کنز الایمان: منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔

www.dawateislami.net

تکبُّر شیطان کے دل میں موجود تھا جس نے اُسے ظاہر میں بھی انکار اور کفر پر ابھارا۔

کیا تم نے یہ فرمانِ الٰہی نہیں سنا:

وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ (پ۹، الاعراف: ۱۷۶)

ترجمۂ کنز الایمان: مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا تابع ہوا۔

دولت کی طرف میلان اور خواہش بَلعَم بن باعورا کے دل میں موجود تھی جس نے اسے اس انتہائی برے گناہ پر ابھارا۔ اب یہ فرمانِ باری تعالیٰ سنو:

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع (پ۷، الانعام: ۱۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم پھیر دیتے ہیں ان کے دلوں اور آنکھوں کو جیسا وہ پہلی بار اس پر ایمان نہ لائے تھے اور اُنھیں چھوڑ دیتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں۔

اے بندے! یہی وجہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خاص بندے اپنے دلوں کے معاملے میں خوفزدہ رہے، ان پر روتے رہے اور ان پر اپنی پوری توجہ رکھی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ایسوں کی تعریف میں ارشاد فرماتا ہے:

یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ ۙۗ (پ۱۸، النور: ۳۷)

ترجمۂ کنز الایمان: ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اور تمہیں نصیحت حاصل کرنے، وسوسوں کے وقت ہوشیار رہنے اور عمدہ طریقے سے دلوں کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے، بے شک وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

www.dawateislami.net

اصلاح دل کے متعلِّق کُتُب

اگر یہ کہا جائے کہ اس دل کا معاملہ تو بہت اہم ہے لہذا ہمیں وہ باتیں بتادیجئے جن سے اس کی اصلاح ہو سکے اور وہ آفات بھی بتا دیجئے جو اسے خراب کرتی ہیں، امید ہے ہمیں ان پر عمل کی توفیق نصیب ہو جائے؟ تو جان لو کہ ان کی تفصیل اتنی زیادہ ہے کہ اس کتاب میں ان کی گنجائش نہیں، علمائے آخرت ان معانی کو بیان کرنے اور اس نکتہ پر کتابیں لکھنے کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے اصلاحِ دل کے لیے ایسی 90 عمدہ صفات بیان کیں جن کا بندہ محتاج ہے اوران کے مقابلے میں 90 بری چیزیں ذکر کیں جن سے بچنا ضروری ہے۔ پھر ضروری اور ممنوعہ افعال کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان فرما دیا۔ میری زندگی کی قسم! جو شخص اپنے دینی معاملے کی اہمیت کو سمجھے گا اور خوابِ غفلت سے بیدار رہ کر اپنی فکر کرے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی توفیق سے ان تمام باتوں کو حاصل کرنا اور ان پر عمل کرنا اسے زیادہ نہیں لگے گا۔

ان باتوں کا کچھ حصہ ہم نے اپنی کتاب "احیاء العلوم" (جلد۳) کے باب "عجائب قلب کا بیان" میں ذکر کیا ہے مگر ان سب کی تفصیل اور علاج کی کیفیت اپنی کتاب "اَسرارُ مُعامَلاتِ الدِّین" میں بیان کی ہے، یہ بذاتِ خود ایک مستقل اور عظیم فوائد پر مشتمل کتاب ہے مگر اس سے جید علما اور پختہ علم والے ہی نفع اٹھا پاتے ہیں۔ جبکہ اس کتاب (منہاج العابدین) کا مقصد یہ ہے کہ اس سے ہر ابتدائی وانتہائی درجے والا اور ہر مضبوط و کمزور شخص نفع اٹھا سکے۔

یَاسَلامُ 111 بار پڑھ کر بیمار پر دم کرنے سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ شفا حاصل ہو گی۔
(مدنی پنج سورہ، ص۲۴۷)

www.dawateislami.net

دل کی آفات اور ان کے علاج کا بیان

چار آفتیں اور چار خوبیاں

جب ہم نے ان اصولوں میں غور کیا جن کا بیان کرنا دل کے علاج کے لیے ضروری ہے اور اِن کی سخت حاجت ہے اور عبادت کے معاملے میں ان سے کسی طرح بے پروائی نہیں برتی جاسکتی تو ہم نے چار ایسے امور پائے جو عبادت گزاروں کو لغزش دینے والے، مجاہدہ کرنے والوں کے لیے آفت، دلوں کے لیے فتنہ و آزمائش، نفس کے لیے بلا و مصیبت، عبادت میں رکاوٹ ڈالنے والے اور اعمال کو خراب و باطل کرنے والے ہیں اور ان کے مقابلے میں چار خوبیاں بھی ہیں جو عبادت کرنے والوں کے قدم مضبوط کرتی، عبادت پر مددگار اور دلوں کی اصلاح کرنے والی ہیں۔

چار آفتیں یہ ہیں:(۱)... لمبی امید (۲)... حسد (۳)... جلد بازی اور (۴)... تکبُّر۔ جبکہ چار خوبیاں یہ ہیں:(۱)... چھوٹی امید (۲)... معاملات میں بردباری (۳)... مخلوق سے خیر خواہی اور (۴)... عاجزی و انکساری۔

دل کو سنوارنے اور اسے بگاڑنے والی یہی بنیادی باتیں ہیں اور اسی نکتے پر سارا مدار ہے، لہٰذا تم ان آفات سے بچنے اور خوبیوں کو اپنانے کی پوری کوشش کرو تاکہ تمہاری محنت ٹھکانے لگے اور تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ۔ اب میں مختصر و جامع لفظوں میں تمہیں ان آفات سے آگاہ کرتا ہوں۔

یَاوَاحِدُ 1001 بار، جس کو اکیلے میں ڈر لگتا ہو، تنہائی میں پڑھ لے اِنْ شَآءَ الله عَزَّوَجَلَّ اس کے دل سے خوف جاتا رہے گا۔ (مدنی پنج سورہ، ص ۲۵۵)

www.dawateislami.net

پہلی آفت

لمبی امید

لمبی امید ہر نیکی و ہر بھلائی میں رکاوٹ بنتی اور ہر فتنہ اور ہر برائی کی جڑ ہے اور یہ ایسی لاعلاج بیماری ہے جو مخلوق کو طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ یاد رکھو! جب تمہاری امید لمبی ہو گی تو تمہارے اندر چار چیزیں زور پکڑیں گی:

عبادت میں سستی

﴿1﴾... **عبادت کو چھوڑنا اور اس میں سستی کرنا:** اس طرح کہ تم کہتے ہو: عنقریب کر لوں گا، ابھی تو چند دن پڑے ہیں نیکی کا موقع جانے نہیں دوں گا۔ حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے سچ ہی فرمایا کہ "مَنْ خَافَ الْوَعِیْدَ قَرُبَ عَلَیْہِ الْبَعِیْدُ وَمَنْ طَالَ اَمَلُہٗ سَاءَ عَمَلُہٗ یعنی جو سزا کی دھمکی سے ڈرا دُوری اُس سے قریب ہوگئی اور جس کی امید لمبی ہوئی اس کا عمل بُرا ہو گیا۔" اور حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْهَادِی نے فرمایا: امید ہر بھلائی سے دور کرتی، لالچ ہر حق سے روکتی، صبر ہر کامیابی تک پہنچاتا اور نفس ہر برائی کی دعوت دیتا ہے۔

توبہ میں ٹال مٹول

﴿2﴾... **توبہ نہ کرنا اور اس میں ٹال مٹول سے کام لینا:** یوں کہ تم کہتے ہو: عنقریب توبہ کر لوں گا، پوری زندگی پڑی ہے ابھی تو میں جوان ہوں، ابھی میری عمر ہی کیا ہے، توبہ تو میرے اختیار میں ہے جب چاہوں گا کر لوں گا۔ بندہ اسی بات پر ڈٹا ہوتا ہے کہ موت اصلاحِ اعمال سے پہلے ہی اسے اچک لیتی ہے۔

www.dawateislami.net

مال جمع کرنے کا لالچ

﴿3﴾... **آخرت چھوڑ کر دنیا میں مشغول ہونا اور مال جمع کرنے کا لالچ:** بندہ کہتا ہے: مجھے بڑھاپے میں محتاجی کا ڈر ہے، ہو سکتا ہے میں کمانے کے قابل نہ رہوں لہٰذا اتنا جمع کر لوں جو بیماری، بڑھاپے یا محتاجی میں کام آئے۔ ایسی سوچیں تمہارے اندر دنیا کی رغبت اور لالچ بڑھاتی اور مال جمع کرنے پر ابھارتی ہیں۔ پھر تم کہتے ہو: میں کیا کھاؤں گا؟ کیا پیوں گا اور کیا پہنوں گا؟ سردی آگئی، گرمی آگئی اور میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، ہو سکتا ہے ابھی میری زندگی باقی ہو تو پھر میں بڑھاپے میں شدید محتاج ہو جاؤں گا لہٰذا میرے پاس اتنا تو ہونا چاہیے کہ مجھے لوگوں کی ضرورت نہ پڑے۔ یہ اور اس جیسی امیدیں دنیا کی طلب اور اس کی رغبت پیدا کرتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ جمع کرنے اور جو کچھ پاس ہے اسے خرچ کرنے سے روکتی ہیں، ان کا کم از کم نقصان یہ ہے کہ یہ تمہارے دل کو مشغول رکھتی، تمہارے وقت کو ضائع کرتی اور بے کار کے رنج و غم میں اضافہ کرتی ہیں۔

حضرت سیِّدُنا ابو ذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: آنے والے دن کی فکر نے مجھے ہلاک کر دیا۔ عرض کی گئی: اے ابو ذر! وہ کیسے؟ فرمایا: میری امیدیں میری موت سے بھی آگے بڑھ گئی ہیں۔

دل کی سختی

﴿4﴾... **دل کی سختی اور آخرت کو بھول جانا:** یہ بھی لمبی اُمید کی آفت ہے کیونکہ جب تمہیں لمبی زندگی کی امید ہو گی تو تم موت اور قبر کو بھول جاؤ گے، جیسا کہ حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اثْنَانِ طُوْلُ الْاَمَلِ

www.dawateislami.net

وَاتِّبَاعِ الْھَوٰی اَلَا وَاِنَّ طُوْلَ الْاَمَلِ یُنْسِی الْاٰخِرَۃَ وَاتِّبَاعِ الْھَوٰی یَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ یعنی مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف دو چیزوں کا ہے: لمبی امید اور خواہش کی پیروی، سنو! لمبی امید آخرت کو بھلا دیتی ہے اور خواہش کی پیروی حق بات سے روک دیتی ہے۔

غفلت بڑھ جائے گی

جب تمہاری ذہنی و قلبی توجہات کا مرکز دنیاوی عیش واسباب اور لوگوں کے ساتھ میل جول ہو گا تو تمہارا دل سخت ہو جائے گا کیونکہ دل تو موت و قبر، ثواب وعذاب اور آخرت کے احوال یاد کرنے سے نرم اور صاف ہوتا ہے اور جب ان میں سے تمہارے پاس کچھ بھی نہیں ہو گا تو دل کہاں سے نرم اور صاف ہو گا؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

فَطَالَ عَلَیْھِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُھُمْ ؕ (پ۲۷، الحدید: ۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔

پس جب تمہاری امید لمبی ہو جائے گی تو تمہاری عبادت تھوڑی ہو جائے گی، توبہ میں تاخیر ہو گی، گناہ بڑھ جائیں گے، لالچ جوش مارے گی، دل سخت ہو جائے گا اور آخرت سے غفلت مزید بڑھ جائے گی پھر مَعَاذَ الله اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے رحم نہ فرمایا تو تمہاری آخرت برباد ہو جائے گی، اب بتاؤ اس سے برا حال اور کیا ہو سکتا ہے؟ اور اس سے بڑی آفت اور کونسی سے ہو سکتی ہے؟ یاد رکھو! ان سب آفتوں کا سبب لمبی امیدیں ہیں۔

کتنے ہی آنے والے کل نہ پا سکے

البتہ! جب تم اپنی امیدوں کو چھوٹا کر لو گے، موت کو اپنے قریب تصوّر کرو گے

www.dawateislami.net

اور اپنے ان بھائیوں اور پڑوسیوں کے احوال یاد کرو گے جنہیں موت نے ایسے وقت میں اچک لیا جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا اور یہ سوچو گے کہ شاید میرا حال بھی ان ہی جیسا ہے تو تم کہو گے: اے دھوکے باز نفس! اس بات کو یاد کر جو حضرت سیِّدُنا عون بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہی ہے: ''کتنے ہی ایسے ہیں جنہوں نے دن کا استقبال کیا مگر اس کو پورا نہ کر سکے اور کتنے ہی کل کا انتظار کرنے والے کل کو نہ پا سکے۔''

تین دن کی دنیا

اگر تم واقعی موت اور اس کی مسافت پر غور کرو تو یقیناً امید اور اس کے فریب سے نفرت کرنے لگو گے، کیا تم نے حضرت سیِّدُنا عیسیٰ رُوْحُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کا یہ فرمان نہیں سنا: دنیا تین دن کی ہے: (۱)...ایک گزشتہ کل جو گزر گیا، اس میں تمہیں کچھ اختیار نہیں (۲)...دوسرا آنے والا کل، تم نہیں جانتے کہ اُسے پا سکو گے یا نہیں؟ اور (۳)...تیسرا وہ دن جس میں تم موجود ہو تو اسی کو غنیمت جانو۔

پھر حضرت سیِّدُنا ابو ذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ فرمان دیکھو کہ ''دنیا تین ساعتوں کی ہے، ایک وہ جو گزر چکی، دوسری وہ جس میں تم ہو اور تیسری وہ جس کا تمہیں پتا ہی نہیں کہ اسے پا سکو گے یا نہیں۔'' تو درحقیقت تم ایک ہی ساعت کے مالک ہو کیونکہ موت تو ہر آنے والی ساعت میں ممکن ہے۔

تم ایک سانس کے مالک ہو

پھر ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اس فرمان پر غور کرو کہ ''دنیا تین سانسوں کی ہے، ایک سانس جو تم لے چکے اور اس میں جو عمل کرنا تھا کر چکے، ایک سانس وہ جو

www.dawateislami.net

تم لے رہے ہو اور ایک آنے والی سانس جس کی تمہیں خبر نہیں کہ لے بھی سکو گے یا نہیں۔" کتنے ہی سانس لینے والوں کو موت اگلی سانس سے پہلے ہی آدبوچتی ہے۔ پس تمہارے پاس ایک ہی سانس ہے نہ کہ ایک گھڑی اور ایک دن، تو اس سے پہلے کہ موت آجائے اسی ایک سانس میں عبادت اور توبہ کی طرف جلدی کرو۔

ہر قدم پر موت کا گمان

اے نفس! رزق کے اہتمام میں مت پڑ، ممکن ہے تو زندہ ہی نہ رہے کہ تجھے اس کی ضرورت پیش آئے پس یوں تیرا یہ وقت ضائع اور کوشش بیکار جائے گی، کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان ایک سانس یا گھڑی یا پھر ایک دن کے لیے رزق کا اہتمام کرے؟ اے نفس کیا تجھے اِمَامُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وہ بات یاد نہیں جو انہوں نے اپنے اصحاب سے (سیِّدُنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے متعلّق) فرمائی تھی کہ "کیا تمہیں ایک ماہ کے ادھار پر باندی خریدنے والے اُسامہ پر تعجُّب نہیں، بے شک وہ لمبی امید لگانے والا ہے، اللہ کی قسم! میں نے جب بھی قدم رکھا تو اٹھانے سے پہلے اور جب بھی لقمہ منہ میں ڈالا تو نگلنے سے پہلے یہی گمان کیا شاید ابھی مجھے موت آجائے، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! بے شک جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ آکر رہے گی اور تم عذابِ الٰہی کو ٹال نہیں سکتے۔[1] "

امیدوں میں کمی کے ثمرات

جب تم ان باتوں کو یاد رکھو گے اور انہیں بار بار دُہراتے رہو گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ

---

1 ...شعب الایمان، باب فی الزھد، ۷/۳۵۵، حدیث: ۱۰۵۶۴

مسند الشامیین للطبرانی، مسند محمد بن عبد اللہ، ۲/۳۶۵، حدیث: ۱۵۰۵

www.dawateislami.net

کے حکم سے تمہاری امید کم ہو جائے گی، اس وقت تم خود کو عبادت اور توبہ کی طرف جلدی کرنے والا پاؤ گے، گناہ چھوڑ دو گے اور دنیا اور اس کی طلب سے منہ موڑ لو گے یوں تمہارا حساب و کتاب آسان ہو جائے گا اور تمہارا دل آخرت اور اس کی ہولناکیوں کی یاد میں لگا رہے گا اور یہ یوں ہو گا کہ تم ایک سانس سے دوسری سانس کی طرف بڑھتے رہو اور ایک ایک کر کے آخرت کی ہولناکیوں کا معائنہ کرتے رہو تو تمہارے دل کی سختی دور ہو جائے گی اور تمہیں دل کی نرمی اور صفائی نصیب ہو جائے گی اور اس کی برکت سے دل میں باری تعالیٰ کا خوف و خشیت پیدا ہو جائے گا اور تمہیں عبادت پر استقامت ملے گی اور اپنے انجام میں سعادت مندی کی امید قوی ہو جائے گی، یوں تم آخرت میں اپنی مراد کو پانے میں کامیاب ہو جاؤ گے اور فضلِ خداوندی کے بعد یہ سب اِسی خصلت یعنی امیدوں کو کم کرنے کے طفیل ہو گا۔

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا زرارہ بن ابواوفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ لوگوں کے نزدیک افضل و عظیم عمل کون سا ہے؟ انہوں نے فرمایا: قضائے الٰہی پر راضی رہنا اور امیدوں کا چھوٹا ہونا۔

اے میرے بھائی! اپنے اوپر غور کر اور اس عظیم صفت کو اپنانے کی سر توڑ کوشش کر کیونکہ دل اور نفس کی اصلاح کے لیے یہ بہت بڑی اور اہم چیز ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل و رحمت سے توفیق عطا فرمائے۔

یَاقُدُّوْس کا جو کوئی دورانِ سفر ورد کرتا رہے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تھکن سے محفوظ رہے گا۔ (مدنی پنج سورہ، ص۲۴۶)

www.dawateislami.net

دوسری آفت

حسد

اہل علم اور حسد

حسد نیکیوں کو خراب کرتا اور گناہوں پر ابھارتا ہے اور یہ ایسی بیماری ہے جس میں عوام اور جاہل لوگ تو دور کی بات کثیر قراء اور علما بھی مبتلا ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ حسد انہیں ہلاک کر کے جہنم پر پیش کر دیتا ہے۔ کیا تم نے حضور نبی اکرم، رسول اعظم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ ”چھ قسم کے لوگ چھ چیزوں کے سبب جہنم میں جائیں گے: (۱)... عرب عصبیت کی وجہ سے (۲)... حکمران ظلم کی وجہ سے (۳)... سردار تکبر کی وجہ سے (۴)... تاجر خیانت کی وجہ سے (۵)... دیہات والے جہالت کی وجہ سے اور (۶)... علما حسد کی وجہ سے۔“[1]

جب حسد اس قدر بڑی آفت ہے جس کی نحوست نے علما کو بھی جہنم تک پہنچا دیا تو ضروری ہے کہ اس سے بچا جائے۔

حسد کی پانچ خرابیاں

یاد رکھو حسد کی وجہ سے پانچ خرابیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

﴿1﴾... **نیکیوں کو برباد کرنا:** حضور تاجدار انبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلْحَسَدُ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ یعنی حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔[2]

1... التفسیر الکبیر، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۰۹، ۱/۶۴۵۔ مسند الفردوس، ۱/۴۴۴، حدیث: ۳۳۰۹

2... ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحسد، ۴/۴۷۳، حدیث: ۴۲۱۰

www.dawateislami.net

﴿2﴾... **گناہ اور برائیوں کا ارتکاب کرنا:** حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: حسد کرنے والے کی تین نشانیاں ہیں: (۱)... سامنے چاپلوسی کرتا ہے (۲)... پیٹھ پیچھے غیبت کرتا ہے اور (۳)... دوسرے کی مصیبت پر خوش ہوتا ہے۔

حاسد سے پناہ مانگو

میں کہتا ہوں: تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حسد کرنے والے کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔ (پ۳۰، الفلق: ۵)

جیسے ربّ تعالیٰ نے شیطان مردود اور جادوگر کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا ہے ایسے ہی حاسد کے شر سے بھی پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے تو غور کرو کہ حسد کا شر اور فتنہ کس قدر شدید ہو گا کہ اسے جادوگر اور شیطان کے درجے میں رکھا گیا ہے، حتّٰی کہ اس سے پناہ دینے اور اس کے خلاف مدد فرمانے والا اللہ ربُّ الْعٰلَمِیْن ہی ہے۔

مظلوم ظالم

﴿3﴾... **بے فائدہ تھکاوٹ اور رنج و غم کا شکار ہونا:** بلکہ وہ طرح طرح کے گناہوں میں بھی مبتلا ہوتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابن سماک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں: میں نے حاسد سے زیادہ مظلوم کے ساتھ مشابہت رکھنے والا کوئی ظالم نہیں دیکھا، وہ ہر وقت احساسِ کمتری، پریشان خیالی اور غم میں مبتلا رہتا ہے۔

﴿4﴾... **دل کا اندھا ہو جانا:** حتّٰی کہ حسد کرنے والے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکام میں سے

www.dawateislami.net

کوئی حکم سمجھ نہیں آتا۔ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے فرمایا: طویل خاموشی کو لازم کرلے تو صاحب ورع ہو جائے گا، دنیا کی لالچ نہ کر تو ہر فتنے سے محفوظ ہو جائے گا، طعنہ زنی نہ کر تُو لوگوں کی زبانوں سے بچ جائے گا اور حسد نہ کر تو جلدی سمجھ جانے والا بن جائے گا۔

حاسد محروم و ناکام رہتا ہے

﴿5﴾... **محرومی اور رسوائی:** حسد کرنے والا اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے نہ دشمن کا کچھ بگاڑ سکتا ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا حاتم اصم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: طعنے دینے والا دین دار نہیں ہوتا، عیب نکالنے والا عبادت گزار نہیں ہوتا، چغل خور امن میں نہیں ہوتا اور حسد کرنے والا مدد الٰہی سے محروم ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں: حسد کرنے والا اپنے مقصد میں کامیاب ہو بھی کیسے سکتا ہے کیونکہ اس کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مسلمان بندوں سے نعمتیں ختم ہو جائیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی مدد کیونکر فرمائے گا جبکہ اس نے ان لوگوں کو اپنا دشمن سمجھا ہوا ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مومن بندے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا ابو یعقوب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کتنی پیاری دعا مانگی: ''اَللّٰھُمَّ صَبِّرْنَا عَلٰی تَمَامِ النَّعِیْمِ عَلٰی عِبَادِکَ وَحَسِّنْ اَحْوَالَھُمْ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اپنے بندوں کی نعمتوں پر ہمیں صبر عطا فرما (کہ اُن سے حسد نہ کریں) اور اُن کے احوال مزید سنوار دے۔''

حسد وہ بیماری ہے جو تیری نیکیاں کھا جائے گی، تیرے گناہوں اور برائیوں میں اضافہ کرے گی، راحت و سکون، سمجھ بوجھ، دشمنوں کے خلاف مدد اور مقصد میں کامیابی کی راہ میں رکاوٹ بن جائے گی، بھلا اس سے بڑی بیماری اور کیا ہو سکتی ہے لہٰذا اپنا علاج

www.dawateislami.net

کر اور اس بیماری سے جان چھڑا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ توفیق عطا فرمائے۔

تیسری آفت

جلد بازی

جلد بازی کی چار مصیبتیں

جلد بازی مقاصد کو فوت کرنے اور گناہوں میں مبتلا کرنے والی آفت ہے اور اس سے چار مصیبتیں پیدا ہوتی ہیں۔

﴿1﴾... عبادت گزار نیکی اور استقامت کے کسی درجے تک پہنچنے کا ارادہ کر کے اس کے لیے کوشش کرتا ہے مگر اسے پانے میں جلد بازی کرتا ہے حالانکہ ابھی اس کا وقت نہیں ہوتا تو آخر کار وہ سست ومایوس ہو کر کوشش ترک دیتا ہے اور اس درجے سے محروم رہتا ہے یا پھر اتنی زیادہ کوشش کرنے لگتا ہے کہ اپنے نفس کو تھکا ڈالتا ہے اور اُس درجے سے دور رہتا ہے پس وہ ان دونوں صورتوں میں اِفراط اور تفریط کا شکار ہوتا ہے اور یہ جلد بازی کا نتیجہ ہے۔

سرکارِ دوعالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہمارا یہ دین بہت مضبوط ہے لہٰذا نرمی کے ساتھ اس میں آگے بڑھو کیونکہ کاشتکار نہ تو زمین کو بالکل اکھیڑ دیتا ہے نہ ہی اس کا اوپری حصہ پہلے جیسا چھوڑتا ہے۔[1]

مثال مشہور ہے کہ ''اِنْ لَمْ تَسْتَعْجِلْ تَصِلْ یعنی اگر تم جلدی نہ کرو تو (مقصود تک) پہنچ جاؤ۔'' شاعر کہتا ہے:

قَدْ یُدْرِكُ الْمُتَاَنِّیْ بَعْضَ حَاجَتِهٖ وَقَدْ یَكُوْنُ مَعَ الْمُسْتَعْجِلِ الزَّلَلُ

1... الزھد لابن مبارک، ص۴۱۵، حدیث: ۱۱۷۸

www.dawateislami.net

ترجمہ: صبر و تحمل والا اپنی بعض ضرورت کو پالیتا ہے اور جلد باز کے حصے میں لغزشیں آتی ہیں۔

﴿2﴾... عبادت گزار کو کوئی حاجت ہوتی ہے تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے لیے بہت دعا کرتا ہے حتّٰی کہ وہ پوری ہو جاتی ہے اور کبھی وہ وقت سے پہلے قبولیتِ دعا کی جلدی کرتا ہے تو حاجت پوری نہیں ہوتی پس یہ دیکھ کر وہ سست ومایوس ہو کر دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے تو یوں اپنی حاجت اور مقصود سے محروم ہو جاتا ہے۔

جلد بازی کی ہلاکت خیزی

﴿3﴾... کوئی انسان اس پر ظلم کرتا ہے اور یہ غصہ میں آکر اس کے خلاف بدعا میں جلدی کرتا ہے تو اس کے سبب ایک مسلمان ہلاک ہو جاتا ہے اور بسا اوقات یہ حد سے بڑھ جاتا ہے اور گناہ وہلاکت میں جا پڑتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور آدمی برائی کی دعا کرتا ہے جیسے بھلائی مانگتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے۔

(پ۱۵، بنی اسرآئیل: ۱۱)

﴿4﴾... عبادت کی اصل اور بنیاد ورع (پرہیز گاری) ہے اور ورع کی اصل ہے ہر شے میں ایسا غور وفکر اور چھان بین کرنا جو اس کی تہہ تک پہنچا دے چاہے وہ کھانا ہو، لباس ہو، بات چیت ہو یا پھر کوئی بھی کام ہو۔ مگر جب آدمی صبر و تحمل اور غور وفکر کے بجائے جلد بازی سے کام لے گا اور معاملات وبات چیت میں ضروری ٹھہراؤ نہیں لائے گا تو وہ لغزشوں میں مبتلا ہو جائے گا۔ یوں ہی ہر طرح کا کھانا کھانے میں جلد بازی کر کے حرام

www.dawateislami.net

اور مشتبہ میں جا پڑے گا اور یہی حال ہر معاملے میں رہا تو اس کی پرہیز گاری کا نام ونشان نہیں رہے گا اور ورع کے بغیر کی گئی عبادت میں بھلا کونسی بھلائی ہے؟

الغرض جب جلد بازی بھلائی کی منازل سے روکنے، حاجات سے محرومی، مسلمانوں بلکہ خود اپنی ہلاکت کا سبب ہے اور پھر اس کی وجہ سے پرہیز گاری بھی ختم ہو جاتی ہے جو کہ اصل دولت ہے تو انسان پر لازم ہے کہ وہ پہلے جلد بازی کی عادت کو ختم کرے اور پھر اپنے نفس کی اصلاح کرے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل واحسان سے توفیق عطا فرمائے۔

چوتھی آفت: تَکَبُّر

تکبُّر دین وعقیدہ کو بگاڑتا ہے

تکبر تو بالکل ہی تباہ وبرباد کر دینے والی آفت ہے، کیا تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان نہیں سنا:

اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ٭ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۴﴾ ترجمۂ کنزالایمان: منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔ (پ۱، البقرۃ: ۳۴)

تکبر دیگر آفتوں کی طرح صرف عمل کو نقصان نہیں پہنچاتا بلکہ یہ اصل کو نقصان پہنچاتا اور دین وعقیدے کو بگاڑتا ہے، مَعَاذَ اللہ اگر یہ پختہ ہو کر غالب آجائے تو اس کا تدارُک وسدِّ باب نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ کہ تکبُّر سے انسان کم از کم چار مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے:

﴿1﴾... حق سے محرومی اور آیاتِ الٰہی کو پہچاننے اور احکامِ الٰہی کو سمجھنے سے دل اندھا ہو جاتا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ ترجمۂ کنز الایمان: اور میں اپنی آیتوں سے

www.dawateislami.net

يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ (پ۹، الاعراف: ۱۴۶)

انھیں پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ (پ۲۴، المؤمن: ۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ یوں ہی مہر کر دیتا ہے متکبّر سرکش کے سارے دل پر۔

﴿2﴾... تکبُّر کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی اور غضب میں مبتلا ہوتا ہے۔ فرمان باری تعالٰی ہے:

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ (پ۱۴، النحل: ۲۳)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔

سب سے ناپسندیدہ بندہ

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا موسٰی کَلِیْمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: اے میرے ربّ! تجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ ناپسند کون ہے؟ ارشاد فرمایا: جس کے دل میں تکبر، زبان پر فحش گوئی، نیکیوں سے آنکھیں پھیرنے والا، ہاتھوں کا بخیل اور اخلاق میں بُرا ہو۔

﴿3﴾... متکبِّر کو دنیا و آخرت میں ذلت و سزا کا سامنا ہوتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا حاتم اصم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: تین حالتوں پر مرنے سے بچو: تکبر، لالچ اور گھمنڈ کیونکہ تکبر کرنے والے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس وقت تک موت نہیں دیتا جب تک وہ اپنے گھر والوں اور نوکروں میں سب سے کمتر شخص کے ہاتھوں ذلیل نہ ہو جائے اور لالچی کو اس وقت تک موت نہیں دیتا جب تک اسے روٹی کے ایک ٹکڑے اور پانی کے ایک گھونٹ کا محتاج نہ

www.dawateislami.net

کر دے اور اُسے کوئی راستہ نہ سجھائی دے اور گھمنڈی اور اترانے والے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس وقت تک موت نہیں دیتا جب تک اسے اسی کے پیشاب و پاخانے سے آلودہ نہ کر دے۔

منقول ہے کہ ”جو ناحق تکبر کرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ضرور رسوا فرمائے گا۔“

﴿4﴾... تکبُّر کرنے والا آخرت میں عذاب نار کا مُستَحَق ہو گا۔ مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: تکبُّر میری چادر اور عظمت میرا ازار ہے تو جو ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی مجھ سے لینے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم کی آگ میں ڈال دوں گا۔(1) مطلب یہ ہے کہ عظمت اور کبریائی وہ صفات ہیں جو صرف میرے ساتھ خاص ہیں اور میرے سوا کسی کو لائق نہیں، جیسا کہ ہر انسان کی چادر اور ازار اسی کے ساتھ خاص ہوتا ہے، اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہوتا۔

پھر جب تکبر جیسی مذموم صفت تم سے حق کی معرفت فوت کر دیتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی آیات واحکام کو سمجھنے سے روکتی ہے جبکہ یہ آیات واحکام ہر چیز کی اصل ہیں نیز اس تکبر کی وجہ سے تمہیں ربّ تعالیٰ کی ناراضی وغضب، دنیا میں ذلت ورسوائی اور آخرت میں عذابِ دوزخ کا سامنا کرنا پڑے گا تو عقل مند کے لئے کوئی گنجائش نہیں کہ وہ اپنے نفس سے غافل رہے اور تکبر سے بچ کر اور اس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرکے اپنی اصلاح نہ کرے۔ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی اپنے فضل وکرم سے توفیق دینے اور حفاظت فرمانے والا ہے۔

یہ چار آفات کی مختصر وضاحت تھی اور اپنے دل کو اہمیت دینے اور اپنے دین کی حفاظت کرنے والے عقلمند کی نصیحت کے لیے ان میں سے ایک ہی آفت کافی ہے۔

---

(1)...ابو داود، کتاب اللباس، باب ما جاء فی الکبر، ۴/ ۸۱، حدیث: ۴۰۹۰

www.dawateislami.net

قلبی آفات کی حقیقتوں اور تعریفوں کا بیان

اگر تم یہ کہو کہ جب یہ آفات اس قدر خطرناک ہیں اور ان سے بچنا اتنا ہی ضروری ہے تو یقیناً ان میں سے ہر ایک کی حقیقت اور تعریف معلوم ہونا بھی ضروری ہے لہٰذا ہم سے یہ سب بیان کیجئے تاکہ ہمیں ان سے بچنے کا راستہ معلوم ہو سکے؟ تو سنو! ان میں سے ہر ایک کے بارے میں تفصیلی کلام ہے جو ہم نے اپنی کتاب "احیاء العلوم" اور "اَسْرَارُ مُعَامَلَاتِ الدِّیْن" میں ذکر کر دیا ہے اور یہاں ہم وہ ضروری باتیں بیان کر دیتے ہیں جن کے سوا کوئی چارہ نہیں، ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی توفیق سے کہتے ہیں:

امید کی حقیقت

امید کی تعریف

ہمارے اکثر علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے فرمایا کہ لمبی امید "یقینی طور پر لمبے عرصے تک زندہ رہنے کے ارادہ" کو کہتے ہیں اور امید کی کمی کا مطلب اس ارادہ میں یقین شامل نہ ہو بلکہ ارادے میں قید لگا دی جائے کہ "جب تک رب تعالیٰ نے چاہا اور جتنی اس کے علم میں میری زندگی ہے میں اتنا ہی زندہ رہوں گا۔" یا دنیا میں نیکیوں کے لئے رہنے کا ارادہ ہو تو یہ قِصَرِ امل ہے پس اب اگر تم قطعی اور یقینی طور پر یہ ذہن بنا لو کہ میں اگلی سانس یا اگلی ساعت یا اگلے دن تک لازمی زندہ رہوں گا تو تم لمبی امید کرنے والے ہو اور یہ تمہاری طرف سے معصیت ہے کیونکہ یہ غیب یعنی پوشیدہ معاملے پر حکم لگانا ہے اور اگر تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علم وارادے کے ساتھ اپنے ارادے کو مُقَیَّد کر

www.dawateislami.net

دو اور یوں کہو: اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو میں زندہ رہوں گا یا اگر علمِ الٰہی میں ابھی میری زندگی باقی ہے تو میں زندہ رہوں گا۔ ایسی صورت میں تم لمبی امید کرنے والے نہیں بلکہ امید کو ترک کرنے والے کہلاؤ گے، یونہی اگر تم نے آنے والے وقت میں زندہ رہنے کا یقین کر لیا تو تم امید لگانے والے کہلاؤ گے اور اگر تم نے زندگی سے نیکیوں کا ارادہ کیا تو اب تم امید لگانے والوں کے حکم سے نکل کر امیدوں کو کم کرنے والے ہو جاؤ گے کیونکہ تم نے آئندہ زندہ رہنے کا کوئی یقینی حکم نہیں لگایا۔ لہٰذا تم پر لازم ہے کہ زندہ رہنے کے ذکر اور ارادہ میں یقینی حکم ترک کر دو اور ذکر سے مراد دل کا ذکر وارادہ اور پھر اس پر دل کا جمنا اور پختہ ہونا ہے۔ پس تم یہ بات اچھی طرح سمجھ لو اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو یہ تمہاری درست رہنمائی کرے گی۔

امید کی دو اقسام

امید کی دو اقسام ہیں: (۱)... عوام کی امید (۲)... خواص کی امید

﴿1﴾... **عوام کی امید:** یہ ہے کہ تمہارا زندہ اور باقی رہنے کا ارادہ دنیا جمع کرنے اور اس سے نفع اٹھانے کے لیے ہو، ایسی امید خالص معصیت ہے اور اس کی ضد قصرِ امل (یعنی امید کو کم کرنا) ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذَرْهُمْ یَاْكُلُوْا وَ یَتَمَتَّعُوْا وَ یُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۝۳ (پ۱۴، الحجر: ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: انھیں چھوڑو کہ کھائیں اور برتیں اور امید انھیں کھیل میں ڈالے تو اب جانا چاہتے ہیں۔

﴿2﴾... **خواص کی امید:** یہ ہے کہ تم زندگی کی امید کسی نیک مگر پر خطر کام کو پورا کرنے

www.dawateislami.net

کے لیے کرو جسے پورا کرنے کی فی الحال تم میں صلاحیت نہ ہو کیونکہ بسااوقات کوئی خاص نیکی مقصود ہوتی ہے مگر بندہ اسے کرنے یا پھر درست طریقے پر کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا وہ اس طرح کہ اس نیکی کو کرتے ہوئے اسے ایسی آفت میں پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے جو اس نیکی سے کئی گناہ بڑی ہوتی ہے لہٰذا بندہ جب کوئی نماز یا روزہ وغیرہ کوئی عبادت شروع کرے تو اس کے لیے یہ یقین کرلینا جائز نہیں کہ میں اسے پورا کرکے ہی رہوں گا کیونکہ اس کا پورا ہونا نہ ہونا ایک پوشیدہ معاملہ ہے اور یوہیں یہ بھی جائز نہیں کہ کسی چیز کا قطعی ارادہ کرلے کیونکہ بسااوقات کرنے کی طاقت نہیں ہوتی بلکہ بندہ یوں کہے کہ ”ربّ تعالیٰ نے چاہا تو میں یہ نیک کام کرلوں گا۔“ یا پھر یوں کہے کہ ”اگر یہ میرے لیے بہتر ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔“ اس طرح بندہ لمبی امید کے عیب سے بچ جائے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفٰے، احمد مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہر گز کسی بات کو نہ کہنا کہ میں کل یہ کردوں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

(پ۱۵، الکھف: ۲۳. ۲۴)

اچھی نیت کی تعریف

علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے حکم میں کشادگی کے لئے اس امید کے مقابلے میں نیت کو رکھا ہے کیونکہ اچھی نیت رکھنے والا امید سے بچنے والا ہوتا ہے۔ یہ امید کا حکم ہے اور اچھی نیت سب سے بنیادی چیز ہے اور اسے بھی پہچاننے کی حاجت ہے، پس

www.dawateislami.net

حضرات علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے درست واچھی نیت کی جامع ومکمل تعریف یہ فرمائی ہے: ''کسی نیک عمل کا آغاز پختہ ارادے کے ساتھ کرنا اور یہ یقین رکھنا کہ اِسے پورا کرنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد اور اس کی مرضی پر موقوف ہے۔''

ایک سوال اور اس کا جواب

یہ کیسے درست ہے کہ شروع کرنے میں اپنا پختہ ارادہ شامل کرلے اور پھر پورا ہونے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مشیت کے سپرد کردے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عمل کی ابتدا میں کوئی خطرہ نہیں ہوتا کیونکہ بندہ عمل شروع کرنے سے پہلے اس حال میں ہوتا ہے کہ وہ کوئی بھی عمل شروع کرسکتا ہے اس سے کچھ بھی دور نہیں ہوتا جبکہ عمل کے اختتام میں خطرات ہوتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اختتام کرنا بندے کے بس میں نہیں ہوتا اور عمل کے اختتام تک دو خطرے لاحق ہوتے ہیں: ایک یہ کہ آیا یہ کام اپنے اختتام کو پہنچے گا بھی یا نہیں؟ اور دوسرا یہ کہ آیا یہ درست بھی ہوگا یا نہیں؟ لہٰذا عمل کے اختتام تک پہنچنے کے لیے اِنْ شَآءَ اللہ کہنا اور درست رکھنے کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کرنا ضروری ہے۔ جب ارادہ ہمارے بیان کردہ طریقہ کے مطابق ہوگا تو اسے اچھی نیت کہیں گے جو لمبی امید اور اس کی آفت سے بچانے والی ہے۔ اس میں غور کرو یہ بہت اہم نکتہ ہے۔

امیدوں کی کمی کا قلعہ

یاد رکھو! امیدوں کی کمی کا قلعہ موت کی یاد ہے اور اِس قلعے کا قلعہ بے خبری وغفلت میں اچانک آنے والی موت کو یاد کرنا ہے۔ گفتگو کا یہ خلاصہ یاد کرلو اور اس پر عمل کرو کیونکہ اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور لوگوں سے ملاقاتوں اور بحث ومباحثہ

www.dawateislami.net

میں اپنا وقت ضائع کرنا چھوڑ دو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل سے توفیق عطا فرمائے۔

حسد کی حقیقت

حسد، رشک اور غیرت کی تعریفات

حسد کہتے ہیں: اپنے مسلمان بھائی سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایسی نعمتیں چھن جانے کی تمنا کرنا جن میں اس مسلمان کی بہتری ہو، اگر ان کے چھن جانے کی تمنا نہ ہو بلکہ یہ ارادہ ہو کہ جیسی اس کو ملی ہیں مجھے بھی مل جائیں تو یہ "غِبْطہ یعنی رشک" کہلاتا ہے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ مبارک میں ہے کہ "لَاحَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَیْنِ یعنی حسد جائز نہیں مگر دو چیزوں میں۔"[1] یہاں حسد سے مراد رشک ہے یعنی دو چیزوں میں بندہ رشک کر سکتا ہے اور حدیث مبارک میں رشک کو حسد اس لیے فرمایا گیا کہ دونوں کا معنٰی قریب قریب ہے۔

پھر مسلمان بھائی سے جس چیز کے چھن جانے کی تم تمنا کر رہے ہو اگر اس کے چھن جانے میں ہی مسلمان کی بہتری ہو تو اسے "غیرت" کہتے ہیں۔ حسد، رشک اور غیرت میں یہی فرق ہے۔ حسد کی ضد خیر خواہی ہے یعنی تم یہ چاہو کہ تمہارے مسلمان بھائی کے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جو نعمتیں اس کے حق میں بہتر ہیں وہ اس کے پاس باقی رہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر سوال کیا جائے کہ ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ ان نعمتوں میں اس کے لیے بھلائی ہے کہ اس سے خیر خواہی کریں یا ان میں خرابی ہے کہ اس سے حسد (غیرت) کریں؟ تو

[1] ...بخاری، کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ، ۱/ ۴۳، حدیث: ۷۳

www.dawateislami.net

جان لو کہ بعض اوقات ہمیں غالب گمان ہوتا ہے کہ اس نعمت میں مسلمان بھائی کی بہتری ہے یا نہیں تو اسی کے مطابق عمل کریں۔ اگر معاملہ مشکوک ہو یعنی بہتری یا خرابی کچھ سمجھ نہ آرہا ہو تو پھر تم کسی مسلمان سے نعمت چھن جانے کی تمنا کرو نہ باقی رہنے کی بلکہ معاملہ سپردِ الٰہی کر دو کہ "اگر اس میں بہتری ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ نعمت اس کے پاس باقی رکھے۔" تاکہ تم حسد سے بچ جاؤ اور خیر خواہی کا فائدہ حاصل ہو جائے۔

حسد سے روکنے والی باتیں

حسد سے باز رکھنے والی خیر خواہی کے جذبے کو مضبوط کرنے کے لیے مسلمانوں کے باہمی اتحاد اور دوستی کی ان باتوں کو پیشِ نظر رکھو جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے لازم فرمائی ہیں اور اسے مزید تقویت دینے کے لیے یہ یاد کرو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک مسلمان کے حق اور اس کی قدر و منزلت کو کس قدر عظیم فرمایا ہے اور آخرت میں مسلمان کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں کس قدر عظیم اعزازات ہیں۔ پھر یہ بھی سوچو کہ مسلمان بھائی سے دنیا میں تعاوُن کرنے اور جمعہ و جماعت میں ان کے ساتھ شریک ہونے میں میرے لیے کتنے فائدے ہیں اور ہو سکتا ہے یہی مسلمان آخرت میں میری شفاعت کرنے والا بن جائے۔ یہ اور اس طرح خیر خواہی پر ابھارنے والی دیگر باتیں خیر خواہی کا جذبہ بیدار کرتیں اور مسلمانوں سے حسد کرنے سے بچاتی ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل سے توفیق عطا فرمائے۔

جلد بازی کی حقیقت

جلد بازی کی تعریف

جلد بازی دل میں موجود ایسی صفت ہے جو کسی کام کا خیال آتے ہی اُسے کر گزرنے

www.dawateislami.net

پر ابھارے، نہ اس میں غور و فکر کرے اور نہ ہی کوئی تحقیق بلکہ اس کی پیروی اور عمل کرنے میں عجلت کا مظاہرہ کرے۔ اس کی ضد ”وقار و تَمَکُّنَت“ ہے، یہ بھی دل میں موجود ایک کیفیت کا نام ہے جو بندے کو کاموں میں احتیاط، غور و فکر اور ان کی پیروی اور عمل کرنے میں تاخیر و آہستہ روی پر ابھارتی ہے۔

تَوَقُّف یعنی ٹھہراؤ کی ضد تَعَسُّف ہے یعنی بے سوچے سمجھے کام شروع کر دینا۔ ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: توقف اور آہستہ روی میں یہ فرق ہے کہ توقف کام شروع کرنے سے پہلے کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا درست ہونا واضح ہو جائے اور آہستہ روی کام شروع کرنے کے بعد ہوتی ہے یہاں تک کہ کام کے ہر ہر جز کا حق ادا کر دیا جائے۔

جلد بازی کیسے ختم کی جائے؟

وقار و تَمَکُّنَت اور صبر و تحمل پیدا کرنے کے لیے انسان جلد بازی کے نقصانات اور آفات کو یاد کرے اور یہ سوچے کہ غور و فکر کر کے کام کرنے میں سلامتی کتنی ہے اور بے سوچے سمجھے جلد بازی میں کام شروع کر دینے میں ندامت اور ملامت کا سامنا ہوتا ہے پس اس طرح کی باتیں بندے میں صبر و تحمل اور ٹھہراؤ پیدا کرتی اور اسے جلد بازی سے روکتی ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی اپنی رحمت سے حفاظت فرمانے والا ہے۔

تکبُّر کی حقیقت

تکبُّر اور تواضُع کی تعریف

نفس کی بلندی اور برتری کے خیال کو ”کِبْر“ کہتے ہیں اور اسی سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور نفس کو کمتر اور حقیر جاننے کے خیال کو ”تواضُع“ کہتے ہیں اور اسی سے عاجزی

www.dawateislami.net

وانکساری پیدا ہوتی ہے۔

تکبُّر اور تواضُع کی اقسام

تکبر اور تواضع دونوں کی دو دو قسمیں ہیں:

﴿1﴾...عام تواضُع ﴿2﴾...عام تکبُّر ﴿1﴾...خاص تواضُع ﴿2﴾...خاص تکبُّر

❁...**عام تواضع:** معمولی لباس، رہائش اور سواری وغیرہ پر اکتفاء کرنا عام تواضع وانکساری ہے اور خود کو اس سے زیادہ کا اہل سمجھنا **عام تکبر** ہے۔

❁...**خاص تواضع:** ہر درجے کے انسان کا خود کو حق بات قبول کرنے کا عادی بنانا خاص تواضع ہے اور ایسا کرنے کے بجائے خود کو اس سے برتر سمجھنا **خاص تکبر** ہے اور یہ بہت بڑی خطا اور کبیرہ گناہ ہے۔

تواضع پیدا کرنے کا طریقہ

عام تواضع یوں پیدا ہو گی کہ تم اپنے آغاز اور اختتام کو یاد کرو اور فی الوقت طرح طرح کی جن آفتوں اور گندگیوں میں گھرے ہوئے ہو انہیں پیشِ نظر رکھو، جیسا کہ ایک بزرگ کا قول ہے: ”تمہاری ابتدا ایک ناپاک قطرہ اور انتہا ایک بدبودار لاش ہے اور ان دونوں حالتوں کے درمیان تم پاخانہ اٹھائے ہوئے ہو۔“ اور خاص تواضع کے حصول کے لیے حق سے منہ پھیرنے اور باطل میں بڑھنے والوں کا انجام یاد کرو، بس عقلمند کے لیے اتنی وضاحت ہی کافی ہے۔

پانچویں فصل: پیٹ کی حفاظت کا بیان

تم پر پیٹ کی حفاظت اور اس کی اصلاح بھی لازم ہے کیونکہ مجاہدہ کرنے والے

www.dawateislami.net

کے لیے اس کی اصلاح کرنا سب سے مشکل اور سب سے زیادہ محنت و مشقت کا کام ہے۔ پیٹ کا اثر اور نقصان بھی بہت زیادہ ہے کیونکہ یہ منبع و مَعْدِن ہے اور تمام اعضاء میں طاقت، کمزوری اور عِفَّت و شہوت اسی سے ابھرتی ہے لہٰذا اگر تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کا پختہ ذہن رکھتے ہو تو ضروری ہے کہ سب سے پہلے تم پیٹ کو حرام اور شبہ والی غذا سے بچاؤ پھر ضرورت سے زائد حلال سے بھی اس کی حفاظت کرو۔

پیٹ کو حرام سے بچانا کیوں ضروری؟

پیٹ کو حرام اور شبہ والی غذا سے بچانا تین باتوں کی وجہ سے ضروری ہے:

﴿1﴾... جہنم کی آگ سے بچنے کے لیے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًاؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا۠ ﴿۱۰﴾ (پ۴، النسآء: ۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے (بھڑکتی آگ) میں جائیں گے۔

اور حضور نبی اکرم، رسولِ مُحْتَشَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: كُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ یعنی جس گوشت نے حرام سے نشو و نما پائی اُس کے لیے آگ زیادہ بہتر ہے۔(1)

حرام خور توفیقِ عبادت سے محروم

﴿2﴾... حرام اور مشتبہ غذا کھانے والا بارگاہِ الٰہی سے دھتکار دیا جاتا ہے اور اسے

(1)... ترمذی، کتاب السفر، باب ماذکر فی فضل الصلاۃ، ۲/۱۱۷، حدیث: ۶۱۴

www.dawateislami.net

عبادت کی توفیق نہیں دی جاتی کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے کے لائق وہی ہوتا ہے جو ظاہر و باطن میں پاک صاف ہو۔

میں کہتا ہوں: غور کرو! کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بے غسلے شخص کو مسجد میں داخل ہونے سے منع نہیں فرمایا اور کیا بے وضو کو قرآن پاک چھونے سے نہیں روکا؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا ؕ (پ۵، النسآء: ۴۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور نہ ناپاکی کی حالت میں بے نہائے مگر مسافری میں۔

اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ؕ﴿۷۹﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اسے نہ چھوئیں مگر باوضو۔

(پ۲۷، الواقعۃ: ۷۹)

حالانکہ جنابت اور بے وضو ہونا ایک مباح کام ہے، جب اس پر اتنا سخت حکم ہے تو پھر جو حرام اور مشتبہ چیز کی غلاظت و گندگی میں ڈوبا ہو گا اس کا کیا حال ہو گا؟ اسے کب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پیاری عبادت اور مبارک ذکر کی طرف بلایا جائے گا؟ ہر گز نہیں، اُسے یہ توفیق نہیں دی جائے گی۔

خزانۂ عبادت کی چابی

حضرت سیِّدُنا معاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: عبادت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، اس کی چابی دعا اور چابی کے دندانے حلال روزی ہے تو جب چابی کے دندانے ہی نہیں ہوں گے تو دروازہ کیسے کھلے گا اور جب دروازہ ہی نہیں

www.dawateislami.net

کھلے گا تو بندہ اس میں پائے جانے والے عبادت کے خزانے تک کیسے پہنچے گا؟

ناپاک غذا کی نحوست

﴾3﴿... حرام اور مشتبہ غذا کھانے والا نیک عمل سے محروم رہتا ہے اور اِتّفاق سے اگر کوئی نیک کام کر بھی لے تو وہ قبول نہیں کیا جاتا بلکہ رد کر دیا جاتا ہے اور وہ اس نیک کام میں سوائے تھکاوٹ، پریشانی اور وقت ضائع کرنے کے کچھ حاصل نہیں کرتا۔ چنانچہ حضور سَرورِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: رات کو عبادت کرنے والے بہت سے ایسے ہوتے ہیں جنہیں بیداری کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا اور بہت سے روزہ داروں کو اپنے روزے سے سوائے بھوک پیاس کے کچھ نہیں ملتا۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: ”جس شخص کے پیٹ میں حرام ہو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی نماز قبول نہیں فرماتا۔“ ان باتوں پر خوب غور کرو۔

زائد از ضرورت حلال کی 10 آفات

جہاں تک ضرورت سے زائد حلال کی بات ہے تو یہ عبادت گزاروں اور مجاہدہ کرنے والوں کے لیے آفت وبلا ہے، میں نے اس میں غور کیا تو دس آفتیں میرے سامنے آئیں جو جڑ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

دل کی سختی

﴾1﴿... زیادہ کھانے سے دل سخت ہوتا اور دل کا نور چلا جاتا ہے۔ مروی ہے کہ حضور ساقیِ کوثر، شافِعِ محشر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: زیادہ کھا پی کر اپنے دل کو مردہ مت

---

1 ... دارمی، کتاب الرقاق، باب فی المحافظة علی الصوم، ۲/۳۹۰، حدیث: ۲۷۲۰، دون ذکر الجوع

www.dawateislami.net

کرو کیونکہ دل مردہ ہو جاتا ہے جس طرح کھیتی پر پانی زیادہ ہو جائے تو تباہ ہو جاتی ہے۔[1]

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس بارے میں فرمایا کہ ”معدہ دل کے نیچے ابلتی ہوئی ہنڈیا کی طرح ہے جس میں سے بخارات دل کی طرف بلند ہوتے ہیں اور بخارات کی کثرت دل کو میلا کچیلا کر دیتی ہے۔“

اعضاء میں شر انگیزی

﴿2﴾...زیادہ کھانے سے اعضاء میں فتنہ و شر انگیزی پیدا ہوتی ہے اور وہ فضولیات اور فساد کی طرف بڑھتے ہیں کیونکہ جب آدمی کا پیٹ بھرا ہو تو نگاہیں حرام یا فضول چیزوں کی طرف اٹھنے لگتی ہیں، کان انہیں سننے لگتے ہیں، زبان بھی ان لغویات میں پڑ جاتی ہے، شرمگاہ میں شہوت ابھرتی ہے اور قدم اس کی طرف بڑھنے لگتے ہیں اور جب جب آدمی بھوکا ہو تو تمام اعضاء پر سکون بلکہ نڈھال ہوتے ہیں، نہ فضولیات کی رغبت کرتے ہیں نہ ہی ان میں فضولیات کے لیے ہمت ہوتی ہے۔

حضرت سَیِّدُنا استاد ابو جعفر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ”پیٹ ایک ایسا عضو ہے کہ اگر یہ بھوکا ہو گا تو تمام اعضاء سیر ہوں گے یعنی پر سکون رہیں گے اور تم سے کسی شے کا مطالبہ نہیں کریں گے اور اگر پیٹ بھرا ہو گا تو تمام اعضاء بھوکے ہوں گے۔“

خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کے افعال و اقوال اس کے کھانے پینے کے مطابق ہوتے ہیں، اگر اندر حرام جائے گا تو باہر بھی حرام ہی نکلے گا اور اگر اندر فضول جائے گا تو باہر بھی فضول ہی نکلے گا، کھانا گویا کہ افعال کا بیج ہے جس سے افعال اگتے ہیں۔

1...عمدۃ القاری، کتاب الاطعمۃ، باب وقول اللہ تعالٰی: کلوا من طیبت ما رزقنکم، ۳۸۵/۱۴، تحت الحدیث: ۵۳۷۴

www.dawateislami.net

فہم و فراست میں کمی

﴿3﴾...زیادہ کھانے سے فہم و فراست اور علم کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کیونکہ شکم سیری ذہانت اور سمجھ بوجھ کو ختم کر دیتی ہے۔ حضرت سیِّدُنا سلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے سچ فرمایا کہ ”جب تجھے دنیا یا آخرت کی کوئی حاجت در پیش ہو تو اس وقت تک کچھ نہ کھا جب تک اپنی حاجت پوری نہ کر لے کیونکہ کھانا عقل کو بدل دیتا ہے۔“ یہ بالکل واضح بات ہے جس نے اس کا تجربہ کیا وہ اسے بخوبی جانتا ہے۔

عبادت میں کمی

﴿4﴾...زیادہ کھانے سے عبادت بھی کم ہوتی ہے۔ کیونکہ آدمی جب زیادہ کھاتا ہے تو بدن بوجھل ہو جاتا ہے، آنکھوں میں نیند بھر آتی ہے اور اعضاء سست پڑ جاتے ہیں پھر باوجود کوشش کے سوائے مردار کی طرح پڑے رہنے کے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ مقولہ ہے کہ ”اِذَا كُنْتَ بِطِنًا فَعُدَّ نَفْسَكَ زَمِنًا یعنی جب تو پیٹو ہو جائے تو خود کو دائمی مریض سمجھ لے۔“

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے ابلیس کو بہت سارے جال اٹھائے دیکھا تو ارشاد فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ خواہشات ہیں جن کے ذریعے میں آدمی کا شکار کرتا ہوں۔ حضرت سیِّدُنا یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ان میں میرے لیے بھی کوئی جال ہے؟ ابلیس نے کہا: نہیں، بس ایک رات آپ نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا تو میں نے نماز کو آپ پر بھاری کر دیا تھا۔ حضرت سیِّدُنا یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: اب میں کبھی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھاؤں گا۔ ابلیس بولا: آج کے بعد میں بھی کسی کو نصیحت کی بات نہیں بتاؤں گا۔

یہ ان کا حال تھا جنہوں نے پوری زندگی میں صرف ایک رات پیٹ بھر کر کھانا

www.dawateislami.net

کھالیا تو اس کا کیا حال ہو گا جو پوری زندگی میں ایک رات بھی بھوکا نہیں رہتا اور پھر بھی عبادت کی امید کرتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا: عبادت ایک پیشہ ہے، اس کی دکان تنہائی ہے اور اس کا آلہ بھوک ہے۔

عبادت کی حلاوت کا خاتمہ

﴿5﴾... زیادہ کھانے سے عبادت کی حلاوت و مٹھاس ختم ہو جاتی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں جب سے اسلام لایا ہوں پیٹ بھر کر نہیں کھایا تاکہ اپنے رب کی عبادت کی مٹھاس پا سکوں اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کے شوق سے کبھی سیر ہو کر نہیں پیا۔

یہ صفات اہلِ کشف حضرات کی ہیں اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی صاحبِ کشف تھے اور محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اس فرمان میں اسی طرف اشارہ فرمایا کہ ''ابو بکر نماز روزے کی زیادتی کی وجہ سے تم سے افضل نہیں ہوئے بلکہ اس افضلیت کی وجہ ان کے سینے میں چھپی شے ہے۔''

حضرت سیِّدُنا سلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے فرمایا: عبادت کی سب سے زیادہ مٹھاس مجھے اس وقت ہوتی ہے جب میرا پیٹ میری پیٹھ سے لگا ہو۔

حرام میں پڑنے کا خطرہ

﴿6﴾... زیادہ کھانے کی صورت میں حرام یا مشتبہ غذا میں پڑنے کا خطرہ ہوتا ہے کیونکہ حلال تو بقدرِ ضرورت ہی ملتا ہے۔ حضور نبی اکرم، رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

www.dawateislami.net

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حلال تیرے پاس بقدرِ ضرورت ہی آئے گا اور حرام تیرے پاس بے تحاشا آئے گا۔[1]

طرح طرح کی مصروفیت

﴿7﴾... زیادہ کھانے والے کا دل اور بدن مصروف رہتے ہیں، پہلے تو اس کے حصول کی تگ ودو پھر اسے تیار کرنے کی محنت، پھر اسے کھانے اور پھر اس سے فراغت وخلاصی پانے کی فکر کرنے اور اس کے بعد اس کے نقصانات سے بچنے کی کوشش کرنا کیونکہ زیادہ کھانے سے جسم میں کئی طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ طبیبوں کے طبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "ہر بیماری کی جڑ بد ہضمی ہے[2] اور ہر دوا کی اصل پرہیز ہے۔"[3]

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرمایا کرتے تھے: اے لوگو! کھانے کی کثرت کے سبب مجھے بار بار بیتُ الخلاء جانا پڑا حتّٰی کہ مجھے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے حیا آنے لگی، کاش! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کنکریوں میں میرا رزق رکھا ہوتا تو میں اپنی موت تک انہیں ہی چوسا کرتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ زیادہ کھانے کی وجہ سے دنیا کی طلب اور لوگوں سے لالچ بڑھ جاتا اور وقت ضائع ہوتا رہتا ہے۔

موت کی سختیاں

﴿8﴾... زیادہ کھانا موت کی سختیوں اور آخرت میں پیش آنے والے امور کا بھی ایک

1... اس حدیث کی تخریج اور تفصیل نہیں ملی۔ (علمیہ)

2... العلل المتناھیۃ، حدیث فی ذم کثرۃ الاکل، ۲/۶۶۷، حدیث: ۱۱۱۰۔ جامع صغیر، ص۱۷، حدیث: ۱۰۸۷

3... تفسیر القرطبی، سورۃ الاعراف، تحت الآیۃ: ۳۱، ۴/۱۳۹

www.dawateislami.net

سبب ہے، روایات میں ہے کہ ''موت کی سختیاں زندگی کی لذتوں کے مطابق ہوتی ہیں۔''تو جس کی یہ لذتیں زیادہ ہوں گی اس کی وہ سختیاں بھی زیادہ ہوں گی۔

ثواب میں کمی

﴿9﴾... زیادہ کھانا اُخروی ثواب میں کمی کا باعث ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَاۚ فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ۠ ﴿۲۰﴾ (پ۲۶، الاحقاف: ۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انھیں برت چکے تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا سزا اس کی کہ تم زمین میں ناحق تکبّر کرتے تھے اور سزا اس کی کہ حکم عدولی کرتے تھے۔

جس قدر تم دنیا کی لذتیں اپناؤ گے اسی قدر تمہارے لیے آخرت کی لذتیں کم کر دی جائیں گی۔ یہ روایت بھی اسی بات کو بیان کرتی ہے کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے پیارے نبی حضرت سیِّدُنا محمد مصطفٰے، احمد مجتبٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دنیا پیش کی تو ارشاد فرمایا: ''اس کے عوض میں آپ کی آخرت میں سے کچھ کمی نہیں کروں گا۔'' ربّ عَزَّوَجَلَّ نے اس فضیلت کے ساتھ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خاص فرما دیا ہے۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے اوروں کو آخرت میں ثواب کی کمی کا سامنا ہو گا سوائے اس کے جس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنا فضل فرمائے۔

سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی فکرِ آخرت

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت

www.dawateislami.net

سَیِّدُنا عُمَر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دعوت کی تو ان کے لیے کھانا تیار کیا۔ امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: یہ ہمارے لیے ہے تو ان فقرا مہاجرین کے لیے کیا ہے جو دنیا سے رخصت ہو گئے اور انہوں نے کبھی جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی؟ حضرت سَیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: امیر المؤمنین! ان کے لیے جنت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ جنت پا کر کامیاب ہو گئے ہیں اور ہمارے لئے یہ دنیا کا حصہ ہے تو یقیناً وہ ہم سے بہت آگے جا چکے۔

مروی ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پیاس لگی تو آپ نے پانی مانگا، ایک شخص نے آپ کو کھجوروں سے میٹھے کیے گئے پانی کا ایک پیالہ پیش کیا، آپ نے جب پیالہ اپنے منہ سے قریب کیا تو اُسے ٹھنڈا و میٹھا پایا، اس پر آپ نے ایک آہ بھری تو اس شخص نے عرض کی: امیر المؤمنین! خدا کی قسم! میں نے اسے میٹھا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اسی مٹھاس نے تو مجھے یہ پینے سے روکا ہے، اگر آخرت نہ ہوتی تو ہم بھی اس عیش و عشرت میں تمہارے ساتھ شریک ہوتے۔

آخرت کی ملامت

﴿10﴾... زیادہ کھانے کے سبب آخرت میں حساب و کتاب کے لیے رکنا پڑے گا اور زائد از ضرورت حلال لے کر اور خواہشات میں پڑ کر جو ترکِ ادب کیا ہو گا اس پر شرم و عار دلائی جائے گی اور ملامت کی جائے گی کیونکہ دنیا کے حلال پر حساب، حرام پر عذاب اور اس کی زینت پر آخرت میں نقصان و خسارہ ہے۔

زیادہ کھانے کی یہ 10 آفات ہیں مگر اپنی فکر کرنے والے کے لیے ایک ہی کافی ہے۔

www.dawateislami.net

لٰہذا اے عبادت میں کوشش کرنے والے! تمہیں غذا میں انتہائی احتیاط کرنا ضروری ہے تاکہ تم حرام یا مشکوک میں نہ پڑو ورنہ عذاب تمہارے لیے لازم ہو جائے گا۔ پھر حلال کو بھی اتنا ہی استعمال کرو جس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت پر قوت حاصل ہو سکے ورنہ حساب و کتاب کی آزمائش کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی توفیق دینے والا ہے۔

حلال، حرام اور مشتبہ کا بیان

اگر تم کہو کہ پہلے ہمیں حرام اور مشتبہ چیزوں کا حکم اور ان کی تعریف بیان فرما دیجئے؟ تو میں کہتا ہوں کہ بخدا! ہم نے اپنی کتاب ''اَسۡرَارُ مُعَامَلَاتِ الدِّیۡن'' میں اس پر سیر حاصل گفتگو کی ہے اور ''احیاء العلوم'' میں اس کا ایک علٰیحدہ باب باندھا ہے۔ البتہ یہاں ہم چند ایسی باتیں بتائیں گے جو ابتدا والے کمزور لوگوں کو بھی سمجھ آ جائیں کیونکہ اس کتاب کا مقصد ہی یہ ہے کہ عبادت کی ابتدا کرنے والا اس سے فائدہ اٹھائے اور ہر طالبِ آخرت کے لیے یہ کتاب مددگار ثابت ہو۔

حرام اور مشتبہ کی تعریف

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام فرماتے ہیں: جس چیز کا تمہیں یقین ہو کہ یہ غیر کی ملکیت ہے اور شریعت نے اس کے لینے سے منع کیا ہے تو وہ خالص حرام ہے اور اگر تمہیں اس کا یقین نہ ہو بلکہ غالب گمان ہو تو وہ مشتبہ یعنی شبہ والی چیز ہے۔

جبکہ دیگر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام نے فرمایا: جس میں یقین یا غالب گمان ہو وہ خالص حرام ہے کیونکہ غالب گمان کثیر احکام میں یقین کے درجے میں ہوتا ہے اور اگر تمہیں کسی چیز کے حرام یا حلال ہونے میں شک ہو جائے اور شک ایسا ہو کہ کوئی بھی

www.dawateislami.net

جانب قابلِ ترجیح نہ ہو تو وہ شبہ والی چیز ہے کہ کبھی اس کے حلال ہونے کا شبہ ہوتا ہے تو کبھی حرام کا، پس اس کا معاملہ تم پر مشتبہ ہو گیا اور اس کا حال چھپ گیا۔

خالص حرام سے بچنا فرض ہے اور مشکوک سے بچنا تقویٰ وپرہیز گاری ہے۔ ہمارے نزدیک مذکورہ اقوال میں سے دوسرا قول زیادہ بہتر ہے۔

حکمرانوں کے تحائف کا حکم

اگر تم سوال کرو کہ اس زمانے میں حکمرانوں سے تحائف لینے کا کیا حکم ہے؟ تو یاد رکھو! اس میں حضرات علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے۔ اس مسئلے میں ان کے اقوال درج ذیل ہیں:

﴿1﴾... بعض نے فرمایا: ہر وہ چیز جس کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو اس کا لینا جائز ہے۔

﴿2﴾... دیگر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: جب تک یقین نہ ہو جائے کہ یہ حلال ہے تو ان سے لینا جائز نہیں کیونکہ اس زمانے میں حکمرانوں کا زیادہ تر مال حرام ہی ہوتا ہے اور حلال ان کے پاس نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔

﴿3﴾... کچھ علما فرماتے ہیں کہ حکمرانوں کے تحفے تحائف ہر غریب وامیر کے لیے لینا جائز ہے کیونکہ ان کا حرام ہونا یقینی نہیں ہے اور ویسے بھی وبال دینے والے پر ہے۔ دلیل یہ ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اِسْکَنْدَرِیَّہ کے بادشاہ مُقَوْقِس کا تحفہ قبول فرمایا تھا[1] اور دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے یہود سے قرض لیا تھا[2] حالانکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان یہودیوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

---

1 ...معجم کبیر، ۴/۱۲، حدیث: ۳۴۹۷

2 ...نسائی، کتاب البیوع، الرجل یشتری الطعام الی اجل... الخ، ص ۷۴۱، حدیث: ۴۶۱۸

www.dawateislami.net

اَ کّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ (پ۶، المآئدۃ: ۴۲) ترجمۂ کنزالایمان: بڑے حرام خور۔

ان کی تیسری دلیل یہ ہے کہ حضرات صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے ظالم حکمرانوں کا زمانہ پایا اور ان کے تحفے قبول کیے۔ جن میں حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ، حضرت سیِّدُنا اِبْنِ عباس اور حضرت سیِّدُنا ابن عمرو غیرہ رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن شامل ہیں۔

﴿4﴾... بعض علمائے کرام فرماتے ہیں: امیر ہو یا فقیر حکمرانوں کے مال سے کسی کو بھی کچھ لینا جائز نہیں کیونکہ ان حکمرانوں کو ظالم کہا جاتا ہے اور غالب طور پر ان کی کمائی حرام ہی ہوتی ہے اور حکم بھی غالب کے اعتبار سے ہی دیا جائے گا لہٰذا ان کے مال سے بچنا ضروری ہے۔

عُلَما کی خدمت حُکّام کی ذِمَّہ داری ہے

﴿5﴾... بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں: جس کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو وہ فقیر کے لیے جائز اور غنی (امیر) کے لیے ناجائز ہے۔ ہاں اگر فقیر کو معلوم ہو جائے کہ وہ مال غصب شدہ ہے تو اب اُس کو بھی لینا جائز نہیں البتہ اس کے مالک کو لوٹانے کی نیت سے لے سکتا ہے۔ حکمرانوں سے مال لینے میں فقیر پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ وہ مال اگر بادشاہ کی ملکیت ہے تو پھر بلاشبہ فقیر اسے لے سکتا ہے اور اگر وہ مال فَیْ[1]، خَراج[2] یا عُشْر[3]

---

❶... وہ مال جو مسلمانوں کو کافروں سے لڑائی کے بغیر حاصل ہو جائے چاہے انھیں جلاوطن کر کے حاصل ہو یا صلح کے ساتھ۔ (التعریفات للجرجانی، ص۱۲۰)

❷... زمین کا ٹیکس جو ذِمّیوں سے لیا جاتا ہے۔

❸... زمین سے نفع حاصل کرنے کی غرض سے اگائی جانے والی شے کی پیداوار پر جو زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے اسے عُشْر کہتے ہیں۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، ۱/۱۸۵)

www.dawateislami.net

کی صورت میں آیا ہے تو فقیر کا اس میں حق ہے اور یہی حکم اہل علم کا بھی ہے۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے فرمایا: جس نے بخوشی اسلام قبول کیا اور قرآن پاک حفظ کیا تو اُسے مسلمانوں کے بیتُ المال[1] سے سالانہ دو سو درہم (یا دینار) دیئے جائیں، اگر دنیا میں نہ لے تو آخرت میں لے گا۔

جب معاملہ ایسا ہے تو عالِم اور فقیر حکمرانوں سے اپنے حق کے طور پر لے سکتے ہیں۔

خلاصی کی صورت

علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَام کا یہ گروہ فرماتا ہے کہ اگر جائز مال غصب شدہ مال کے ساتھ ایسے مل چکا ہو کہ فرق کرنا ممکن نہ ہو یا پھر غصب شدہ مال اس کے مالک یا مالک کی اولاد کو واپس کرنا ممکن نہ رہا ہو تو حکمران کے لیے خلاصی کی صورت یہی ہے کہ وہ اسے صدقہ کر دے اور ربّ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ حکمران کو تو صدقے کا حکم دے اور فقیر کو قبول نہ کرنے کا حکم دے۔ یونہی یہ بھی اس کی شان کے خلاف ہے کہ کوئی مال فقیر کے لیے حرام ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ فقیر کو لینے یا نہ لینے کا اختیار دے دے۔ پس فقیر کو حکمران کا مال لینے کی اجازت ہے سوائے اس مال کے جس کے حرام ہونے کا یقین ہو۔

اس قسم کے مسائل میں مکمل تفتیش و وضاحت کے بغیر فتویٰ دینا ممکن نہیں، یہاں اگر اس کی تفصیل بیان کرنے لگے تو اپنے مقصود سے دور نکل جائیں گے لہٰذا تم اگر ان مسائل کو جاننا چاہتے ہو تو ہماری کتاب ”احیاء العلوم“ سے ”حلال و حرام کا

---

[1]... سلطان اسلام کے ذریعے قائم شدہ وہ خزانہ جس میں اموالِ خمس و فَے و زکاۃ و ضوائع جمع کیے جائیں اور سلطان یا اس کے ماذون کے ذریعے مُقَرَّرہ مصارِف میں صرف کیے جائیں۔
(مجلس شرعی کے فیصلے، ۱/ ۳۰۰)

www.dawateislami.net

بیان'' پڑھ لو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وہاں تمہیں تفصیلی وضاحت مل جائے گی۔

تاجروں کے تحائف کا مسئلہ

اگر تم پوچھو کہ تاجروں وغیرہ کے تحفے تحائف قبول کرنے کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کو واپس کرنا یا پھر ان کی چھان بین کرنا ہمارے لیے ضروری ہے؟ اور آپ جانتے ہی ہیں کہ وہ حلال حرام میں زیادہ احتیاط نہیں کرتے اور یونہی عام دوستوں کے تحفوں کا حکم کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی انسان کا ظاہری حال شرعی خرابی سے پاک صاف ہو تو اس کا تحفہ اور صدقہ قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں اور یہ سوچ کر چھان بین کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ زمانہ بہت خراب ہو چکا ہے کیونکہ یہ ایک مسلمان کے بارے میں بدگمانی ہو گی اور ہمیں مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن کا حکم دیا گیا ہے۔

حکمِ شریعت اور حکمِ ورع

حلال و حرام کے معاملے میں تم یہ بنیادی قانون یاد رکھو کہ یہاں دو چیزیں ہیں: ایک شریعت کا حکم اور اس کا ظاہر ہے اور ایک ورع کا حکم اور اس کا حق ہے۔

✽... **حکمِ شریعت:** یہ ہے کہ جس کا ظاہر درست ہو اس کا تحفہ قبول کر لو اور اس کے بارے میں سوال مت کرو، ہاں اگر حرام ہونے کا یقین ہو تو ہرگز مت لو۔

✽... **حکمِ ورع:** یہ ہے کہ تم کسی سے کوئی بھی چیز اس وقت تک نہ لو جب تک انتہائی غور و خوض اور چھان بین کر کے یہ یقین نہ کر لو کہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے اور اگر شبہ ہو تو واپس کر دو۔

مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام

www.dawateislami.net

نے آپ کو دودھ پیش کیا تو آپ نے نوش فرمالیا۔ غلام نے عرض کی: میں نے جب بھی کوئی چیز آپ کو دی آپ نے اس کے بارے میں پوچھا مگر اس دودھ کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: بتاؤ یہ کہاں سے آیا ہے؟ غلام نے عرض کی: میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک شخص پر منتر پھونکا تھا اس نے آج اس کے بدلے یہ دیا ہے۔ یہ سنتے ہے حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قے کر دی اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: الٰہی! میں یہی کر سکتا ہوں، جو رگوں میں رہ گیا اُسے تو معاف فرمادے۔

اگر ورع اور اس کا حق تمہارے پیشِ نظر ہو تو اس واقعہ کی رو سے تمہارے لیے چھان بین کرنا ضروری ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اگر تم یہ کہو کہ ورع تو گویا شریعت اور اس کے حکم کے مخالف ہوا تو جان لو کہ شریعت کا حکم وُسعت اور آسانی پر مبنی ہوتا ہے اسی وجہ سے محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بُعِثْتُ بِالْحَنِیفِیَّۃِ السَّمْحَۃِ یعنی میں ہر باطل سے جدا آسان دین دے کر بھیجا گیا ہوں۔(1)

اس کے برعکس ورع کا حکم سختی اور احتیاط پر مبنی ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا تھا: ''مُتَّقِین کا معاملہ 90 کا اشارہ کرنے سے بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے۔''

حقیقت میں دونوں ایک حکم ہیں

پھر یہ کہ ورع و تقویٰ بھی شریعت ہی سے ہے اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں

1...مسند امام احمد، ۸/۳۰۳، حدیث: ۲۲۳۵۴

www.dawateislami.net

مگر بات یہ ہے کہ شریعت کے دو حکم ہوتے ہیں ایک جائز ہونے کا اور دوسرا افضل و بہتر ہونے کا۔ جائز کو حکمِ شریعت کہتے ہیں اور افضل و بہتر کو حکمِ ورع کہا جاتا ہے پس حقیقت میں دونوں حکم ایک ہی ہیں، اسے اچھی طرح سمجھ لو۔

ورع کا راستہ بڑا کٹھن ہے

اگر تم یہ کہو کہ جب ہر چیز سے مُتَعَلِّق چھان بین کو روا رکھا جائے گا تو دورِ حاضر میں ہم جو کچھ بھی لیں گے اس میں خرابی پیدا ہو جائے گی اور بعض اوقات تو صاحبِ ورع کے لئے مشکل کھڑی ہو جائے گی کیونکہ اسے بھی ایسی شے کی حاجت ہے جو اُسے عبادت تک پہنچائے؟

تو تم جان لو کہ تقویٰ کا راستہ بہت کٹھن ہے، اس پر چلنے والے کے لیے شرط ہے کہ وہ اپنے نفس اور دل کو تکالیف برداشت کرنے پر مضبوط کرے ورنہ وہ اس راہ پر نہیں چل سکے گا۔ یہی وجہ ہے کہ کئی مُتَّقِین کوہِ لبنان اور دیگر پہاڑوں کی طرف چلے گئے اور وہاں گھاس اور جنگلی پھل کھا کر گزارہ کیا کیونکہ اس خوراک میں کوئی شک وشبہ نہیں تھا، تو جس میں تقویٰ کا بلند مرتبہ پانے کی ہمت و جستجو ہو اس پر لازم ہے کہ تکالیف و مصائب برداشت کرے، ان پر صبر کرے اوراِن بزرگوں کے طریقے پر چلے تاکہ اُن جیسی منازل پا سکے اور اگر اس راستے کا مسافر لوگوں کے درمیان ہی رہنا اور کھانا پینا چاہے تو وہ کھانا اس کے نزدیک ایک مردار کی طرح ہونا چاہیے جس کی طرف بقدرِ ضرورت ہی بڑھا جاتا ہے پھر اس میں سے بھی صرف اتنا کھائے جس سے عبادت پر قوت حاصل ہو سکے، اب وہ معذور ہو گا اور جو کچھ کھایا اس میں اگر کوئی شک شبہ بھی ہوا تو اسے کوئی

www.dawateislami.net

نقصان نہیں دے گا کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت زیادہ عذر قبول فرمانے والا ہے۔ چنانچہ

حضرت سیِّدُنا خواجہ حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی نے فرمایا: بازاروں میں حلال حرام کی تمیز ختم ہو گئی ہے لہٰذا زندہ رہنے جتنی روزی پر اکتفا کرو۔

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت سیِّدُنا وُہَیب بن وَرْد رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک دو یا تین دن تک بھوکے رہتے پھر روٹی پکڑتے اور کہتے: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! بے شک تو جانتا ہے اب مجھ میں عبادت کی طاقت نہیں ہے اگر میں یہ نہیں کھاؤں گا تو تکلیف یا کمزوری میں پڑ جاؤں گا، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر اس روٹی میں کسی ناپاک یا حرام کی ملاوٹ ہو تو اس پر میری پکڑ نہ فرمانا۔“ پھر آپ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ روٹی کو پانی میں بھگوتے اور کھالیتے۔

میں کہتا ہوں: میرے علم کے مطابق یہ دو طریقے متقین میں سے بلند مرتبہ حضرات کے ہیں البتہ جو ان سے کم مرتبہ ہیں وہ اپنی قوت وطاقت کے اعتبار سے احتیاط اور چھان بین کریں، انہیں اپنی اس کوشش کے مطابق تقویٰ میں سے حصہ ملے گا، مشہور کہاوت ہے کہ ”جس قدر محنت و کوشش کرو گے اتنا ہی اپنی مراد میں کامیاب ہو گے۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ اچھے کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا اور لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ خوب جانتا ہے۔

حلال کی تین حالتیں

اگر سوال کیا جائے کہ یہ تو حرام کی بات تھی، اب ہمیں حلال کے بارے میں بتایئے اور ضرورت سے زائد جس حلال پر حساب کتاب ہو گا اس کی تعریف کیا ہے، اس کا کتنا استعمال درست ہے اور وہ ضرورت سے زائد میں شمار نہیں ہو گا اور اِس کی وجہ سے

www.dawateislami.net

بروزِ حشر روکا جائے گا نہ پوچھ گچھ ہوگی؟ تو یاد رکھو کہ بنیادی طور پر حلال کی تین حالتیں ہیں:

حلال پر گرفت وعذاب

﴿1﴾... مباح و حلال کو بندہ فخر و تکبُّر، ریاکاری اور نمود و نمائش کے لیے حاصل کرے تو یہ نافرمانی والا فعل ہے، ظاہری عمل کے اعتبار سے بروزِ قیامت اُسے روکا جائے گا، حساب ہوگا اور ملامت کی جائے گی جبکہ باطنی لحاظ سے ایک نافرمانی و برائی ہے یعنی بڑائی اور فخر چاہنا لہٰذا اس وجہ سے وہ عذابِ دوزخ کا حقدار ہوگا اور بندے کی طرف سے فخر و بڑائی کا ارادہ کرنا گناہ و نافرمانی ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطٰمًاؕ وَ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌۙ (پ۲۷، الحدید: ۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینھ کی طرح جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن (پامال کیا ہوا) ہو گیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے۔

حضور سیّدِ عالَم، شَفِیعِ اُمَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو بڑائی مارنے، مال بڑھانے، فخر کرنے اور دکھاوے کے لیے حلال دنیا طلب کرے گا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ ربّ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔“[1]

پس مذکورہ صورت میں وعید بندے کے قلبی ارادے پر ہے۔

---

[1]... مصنف ابن ابی شیبة، کتاب البیوع، باب فی التجارة والرغبة فیھا، ۲۵۸/۵، حدیث: ۷

www.dawateislami.net

حلال پر حساب کتاب

﴾2﴿... حلال و مُباح کو بندہ صرف اپنی نفسانی خواہش کے لیے حاصل کرے، کوئی اور مقصد نہ ہو تو یہ اُس کی ایسی بُرائی ہے جو اس پر حساب کتاب کو لازم ٹھہراتی ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ﴿۸﴾ (پ۳۰، التکاثر:۸)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں سے پرسش ہوگی۔

رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: دنیا کے حلال پر حساب ہے۔[1]

حلال پر اجر و ثواب

﴾3﴿... حلال و مُباح کو بندہ عبادتِ الٰہی پر تقویت کی خاطر بقدرِ ضرورت حاصل کرے کہ اتنا طلب کرنے میں وہ معذور ہو اور اسی پر اکتفا کرے تو یہ اس کی طرف سے خیر، نیکی اور ادب ہے اور اس پر حساب ہے نہ عذاب بلکہ وہ اس پر ثواب و تعریف کا مُستَحَق ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ (پ۲، البقرۃ:۲۰۲)

ترجمۂ کنزالایمان: ایسوں کو ان کی کمائی سے بھاگ ہے۔

حضور سرورِ کونین، رحمتِ دارین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے بھیک سے بچنے، پڑوسی پر مہربانی کرنے اور اپنے گھر والوں کی روزی کی خاطر حلال

1... مسند الفردوس، ۲/ ۲۹۷، حدیث: ۶۲۳۹

www.dawateislami.net

دنیا طلب کی وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا۔(۱)

مباح نیکی کیسے بنتا ہے؟

اگر تم سوال کرو کہ وہ کونسی شرط ہے جس کی بدولت مباح نیکی اور خیر بن جاتا ہے؟ تو جان لو کہ مباح نیکی بننے میں دو شرطوں کا محتاج ہے:(۱)...حال اور (۲)...ارادہ۔

❁...**پہلی شرط:** حال سے مراد یہ ہے کہ بندہ معذوری کی ایسی حالت میں ہو کہ اگر اس نے مباح وحلال کو حاصل نہ کیا تو اس کی پکڑ ہوگی، وضاحت کچھ یوں ہے کہ اُس کی حالت ایسی ہو کہ اگر وہ اُس مباح کو حاصل نہیں کرتا تو اس کے سبب کوئی فرض، سنت یا نفل چھوٹ جائے گا تو اب مباح کو حاصل کرنا اُسے چھوڑنے سے افضل ہے اگرچہ دنیا کے جائز ومباح کو ترک کرنا فضیلت کا باعث ہے پس جب حالت ایسی ہو تو یہ معذوری والی حالت ہے۔

❁...**دوسری شرط:** ارادہ سے مراد یہ ہے کہ بندہ حلال ومباح کے حصول میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی تیاری اور اس پر قوت حاصل کرنے کی نیت کرے اور دل میں یہ بات لائے کہ اگر اس مباح کے حصول سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت تک رسائی نہ ہوتی تو میں اسے کبھی حاصل نہ کرتا، یہ اپنی حجت کو یاد کرنا ہے پس جب عذر کی حالت میں یہ نیت وارادہ دل میں پیدا ہو جائے تو پھر مباح کو حاصل کرنا خیر، نیکی اور ادب بن جاتا ہے اور اگر بندے کی حالت عذر والی ہو مگر یہ نیت وارادہ نہ ہو یا یہ نیت وارادہ موجود ہو مگر حالت عذر والی نہ ہو تو پھر جائز ومباح کا حصول کسی قسم کی نیکی نہیں بنے گا۔

---

(1)...مصنف ابن ابی شیبة، کتاب البیوع، باب فی التجارة والرغبة فیھا، ۵/ ۲۵۸، حدیث: ۷

www.dawateislami.net

بصیرت وارادے کی حاجت

پھر بیان کردہ ادب کے ہمیشہ ذہن نشین رہنے کے لیے ہمیں تھوڑی بصیرت اور اجمالی ارادے کی ضرورت ہے ، یوں کہ بندہ جب بھی دنیا سے کچھ لے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت پر قوت کے حصول کے لیے لے حتّٰی کہ اگر کبھی مذکورہ حجت یاد نہ رہے تو یہ اجمالی ارادہ ہی اُسے کافی ہو گا۔ ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: مباح کے نیکی بننے میں تین امور کا اعتبار ہے: نیت وارادہ اور حالتِ عذر کا ہونا کہ مباح کے خیر بن کر حاصل ہونے میں بنیادی طور پر یہ دونوں ہی معتبر ہیں اور تیسرا ادب کی بصیرت کا تقاضا کرنے والا اجمالی ارادہ کہ ادب پر استقامت وہمیشگی میں یہی معتبر ہے۔ اسے اچھی طرح سمجھ لو۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر یہاں پوچھا جائے کہ بندہ حلال دنیا کو اپنی خواہش کے لیے حاصل کرے تو کیا یہ گناہ اور باعثِ عذاب ہے؟ اور یہ کہ عذر والی حالت میں جائز ومباح کا حاصل کرنا فرض ہے یا نہیں؟ تو یاد رکھو کہ عذر والی حالت میں مباح کا حاصل کرنا ایک فضیلت ہے جسے ہم خیر ونیکی کہہ رہے ہیں اور اس کا حکم ادب سکھانے کے لیے ہے اور خواہش کی خاطر مباح کا حصول خراب اور بُرا ہے اور اس سے روکنا اور منع کرنا ڈانٹ ڈپٹ کے طور پر ہے اور یہ گناہ ہے نہ اس پر عذاب ہے، البتہ اس پر حبس وحساب اور ملامت ہے۔

کہاں سے کمایا؟ کہاں خرچ کیا؟

اگر تم پوچھو کہ یہ حبس وحساب کیا ہے جس کا بندے کو سامنا کرنا پڑے گا؟ تو جان لو کہ حساب یہ ہے کہ قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا: کہاں سے کمایا؟ کہاں

www.dawateislami.net

خرچ کیا؟ اور اس سے تمہارا ارادہ کیا تھا؟ اور حبس یہ ہے کہ جب تک حساب ہوتا رہے گا بندہ میدانِ قیامت میں قیامت کی ہولناکیوں کے درمیان پیاسا اور برہنہ کھڑا رہے گا اور یہی مصیبت کافی ہے۔

قیامت میں حلال پر ملامت کیوں؟

اگر یہاں سوال ہو کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس دنیا کا حلال ہمارے لیے جائز رکھا ہے تو پھر اس کے لینے پر عار و ملامت کیوں کی جائے گی؟ تو یاد رکھو کہ عار و ملامت کیے جانے کی وجہ مستحب کو ترک کرنا ہو گا جیسے کوئی شخص بادشاہ کے دستر خوان پر بیٹھے مگر آداب کا لحاظ نہ رکھے تو اسے بھی ملامت کی جاتی ہے اگرچہ کھانا اس کے لیے جائز ہوتا ہے۔

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بندے کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے اور بندہ ہر لحاظ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بندہ ہے لٰہذا بندے پر لازم ہے کہ وہ ممکنہ حد تک ہر لحاظ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرے اور جس قدر ہو سکے اپنے افعال کو عبادت کے سانچے میں ڈھالے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا بلکہ اپنی خواہش کو ترجیح دے گا، عبادت پر قدرت ہونے کے باوجود بغیر کسی عذر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت سے غفلت برتے گا حالانکہ وہ نعمتوں اور خواہشات کے گھر (جنت) میں نہیں بلکہ اسی عبادت و خدمت کے گھر (دنیا) میں ہے تو پھر وہ اپنے مالک و مولیٰ کی طرف سے ملامت اور عار کا مستحق ہو گا۔ اس بنیادی بات پر اچھی طرح غور و فکر کرو۔ نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی طاقت و قوت اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی توفیق سے ہے۔

ہم نے نفس کی اصلاح اور اسے تقویٰ کی لگام دینے کے لیے اسی قدر بیان کرنے

www.dawateislami.net

کا ارادہ کیا تھا لہٰذا اس کے حق کی مکمل رعایت کرو اور اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لو اِنْ شَآءَ الله عَزَّوَجَلَّ دونوں جہاں میں خیرِ کثیر ہاتھ آئے گی اور الله عَزَّوَجَلَّ ہی اپنے فضل سے توفیق دینے اور حفاظت فرمانے والا ہے۔

فصل دنیا، مخلوق، شیطان اور نفس کے علاج کا بیان

اے بندے! اس بڑی اور طویل گھاٹی کو عبور کرنے کے لیے تجھے ہر ممکن کوشش کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ تمام گھاٹیوں میں سب سے مشکل اور سب سے زیادہ محنت طلب ہے اور اس کے فتنے اور آفتیں بھی بہت بڑی ہیں، کیونکہ مخلوق میں سے جو بھی ہلاک ہوا اُس کے راہِ حق سے پھرنے کا سبب دنیا، مخلوق، شیطان یا نفس ہی بنا ہے۔ ہم نے اپنی کتب ''اَسۡرَارُ مُعَامَلَاتِ الدِّیۡن''، ''احیاء العلوم'' اور ''اَلۡقُرۡبَۃُ اِلَی الله'' میں اس گھاٹی کو عبور کرنے کے حوالے سے کافی کچھ بیان کیا ہے۔

اس کتاب کا مقصود یہ ہے کہ میں نے الله عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے نفس کے علاج کے رازوں پر مُطَّلَع فرمائے اور میری اصلاح فرمائے اور مجھے اصلاح کا ذریعہ بنائے، میں نے اس عمدہ کتاب میں مختصر مگر جامع باتیں بیان کی ہیں جو غور و فکر کرنے والے کے لیے کافی ہوں گی اور اِنْ شَآءَ الله عَزَّوَجَلَّ یہ باتیں اسے واضح راستے کی طرف بلائیں گی۔ یہ فصل دنیا، مخلوق، شیطان اور نفس کے علاج کے نکات پر مشتمل ہے۔

دنیا سے بچنے کا طریقہ

تم پر لازم ہے کہ تم دنیا سے بچو اور زہد اختیار کرو کیونکہ معاملہ تین حال سے خالی نہیں:

www.dawateislami.net

﴿1﴾... اگر تم عقلمند اور ذہین ہو تو تمہارے لیے یہی بات کافی ہے کہ دنیا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی دشمن ہے جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارا دوست اور حبیب ہے اور دنیا عقل کو ختم کرنے والی ہے جبکہ عقل تمہارا قیمتی سرمایہ ہے۔

﴿2﴾... اگر تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں ہمت و کوشش کرنے والے ہو تو تمہارے لیے یہی بات کافی ہے کہ دنیا کی نحوست اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ تمہیں عبادت کا ارادہ کرنے سے بھی روکے گی اور اس دنیا کی فکر تمہیں عبادت و بھلائی سے غافل کر دے گی، جب دنیا کی فکر کا یہ حال ہے تو خود دنیا کتنی بڑی رکاوٹ ہو گی؟

﴿3﴾... اگر تم غافل ہو اور تمہارے پاس عقل و بصیرت نام کی کوئی چیز نہیں کہ حقائق کو سمجھ سکو اور نہ ہی تمہارے پاس اچھے کاموں کی ہمت ہے تو تمہاری نصیحت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ دنیا باقی رہنے والی نہیں ہے یا تو تم اسے چھوڑ جاؤ گے یا یہ تمہیں داغِ مفارقت دے دے گی۔

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی نے فرمایا: "اگر دنیا تیرے پاس باقی بھی رہی تو تُو دنیا میں نہیں رہے گا پھر بھلا دنیا طلب کرنے اور اپنی عُمْرِ عزیز اس میں ضائع کرنے کا کیا فائدہ؟" کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

هَبِ الدُّنْيَا تُسَاقُ اِلَيْكَ عَفْوًا ... اَلَيْسَ مَصِيْرُ ذَاكَ اِلٰى زَوَالِ

فَمَا تَرْجُوْا بِعَيْشٍ لَيْسَ يَبْقٰى ... وَشِيْكًا قَدْ تُغَيِّرُهُ اللَّيَالِيْ

وَ مَا دُنْيَاكَ اِلَّا مِثْلَ ظِلٍّ ... اَظَلَّكَ ثُمَّ اٰذَنَ بِارْتِحَالِ

ترجمہ: (۱)...وہ دنیا جو تیری طرف کھنچی چلی آرہی ہے اسے فضول سمجھ کر چھوڑ دے کیا اس کی منزل فنا نہیں ہے؟ (۲)...تُو عنقریب باقی نہ رہنے والی زندگی سے کیا امید لگاتا ہے، اِسے تو

www.dawateislami.net

راتیں بدلتی جارہی ہیں (۳)...اور تیری دنیا سائے کی مانند ہے جو تجھے سایہ مہیا کرتی اور پھر چلے جانے کا اعلان کرتی ہے۔

لہٰذا عقلمند کی شان نہیں کہ وہ دنیا سے دھوکا کھائے اور ایک دوسرے شاعر نے بڑی سچی بات کہی ہے:

اَضْغَاثُ نَوْمٍ اَوْکَظِلٍّ زَائِلٍ اِنَّ اللَّبِيْبَ بِمِثْلِهَا لَا يُخْدَعُ

حَتّٰى مَتٰى تَسْقِى النُّفُوْسَ بِكَاْسِهَا رَيْبَ الْمَنُوْنِ وَاَنْتَ لَاهٍ تَرْتَعُ

اَفَقَدْ رَضِيْتَ بِاَنْ تُعَلَّلَ بِالْمُنٰى وَاِلَى الْمَنِيَّةِ كُلَّ يَوْمٍ تُدْفَعُ

فَتَزَوَّدَنَّ لِيَوْمِ فَقْرِكَ دَائِبًا وَاَجْمَعْ لِنَفْسِكَ لَا لِغَيْرِكَ تَجْمَعُ

ترجمہ:(۱)...دنیا خواب یا زائل ہونے والے سائے کی طرح ہے بے شک عقلمند ایسی چیزوں سے دھوکا نہیں کھاتا۔(۲)...مگر دنیا اپنے برتن سے لوگوں کو حوادثِ زمانہ کے جام پلا رہی ہے اور تو کھیل کود اور کھانے پینے میں لگا ہے۔(۳)...کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے موت میں مشغول کیا جائے جبکہ تو ہر روز موت کی طرف دھکیلا جارہا ہے۔(۴)...پس اپنی محتاجی والے دن کے لئے زادِ راہ جمع کرنے کا عادی ہو جا اور دوسروں کے بجائے اپنے لیے جمع کر۔

شیطان سے بچنے کا طریقہ

شیطان سے بچنے کے لیے تجھے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی یہ بات ہی کافی ہونی چاہیے جو اس نے اپنے پیارے نبی حضرت سیِّدُنا محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ارشاد فرمائی ہے:

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم عرض کرو کہ اے میرے رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے اور اے

www.dawateislami.net

اَنۡ یَّحۡضُرُوۡنِ ﴿۹۸﴾ (پ۱۸، المؤمنون: ۹۷، ۹۸) میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔

جن سے ربّ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے ان کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں تمام جہانوں میں سب سے بہتر، سب سے زیادہ علم والے، سب سے زیادہ عقلمند اور سب سے افضل ہیں، اس کے باجود شیطان کے شر سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ کے محتاج ہیں تو پھر تمہارا کیا حال ہو گا جبکہ تم جاہل، ناقص اور غافل بھی ہو؟

مخلوق سے بچنے کا طریقہ

مخلوق کے شر سے بچنے کے لیے تمہیں یہ بات کافی ہے کہ اگر تم ان سے میل جول اور ان کی خواہشات میں حمایت کرو گے تو تم گناہ گار ہو جاؤ گے اور اپنا آخرت کا معاملہ خراب کر بیٹھو گے اور اگر تم ان کی مخالفت کرو گے تو ان کی دشمنی اور اذیت سے تھک جاؤ گے اور تمہارا دنیا کا معاملہ تم پر دشوار ہو جائے گا پھر یہ بھی خوف ہے کہ وہ تمہارے جانی دشمن بن جائیں تو تم ان کے شر میں پھنس جاؤ گے، بالفرض اگر وہ تمہاری تعریف کرتے اور تمہیں عزت دیتے ہیں تو تمہارے خود پسندی کے فتنے میں مبتلا ہونے کا ڈر ہے اور اگر وہ تمہاری مذمت کرتے اور تمہیں حقیر سمجھتے ہیں تو تمہارے غمگین ہونے اور بعض اوقات غَیْرُاللہ کے لیے غصے میں آجانے کا خوف ہے لٰہذا مخلوق کی طرف سے تعریف و مذمت دونوں امور ہی ہلاکت میں ڈالنے والے ہیں۔

پھر یہ بھی یاد کرو کہ تمہیں قبر میں ڈالنے کے تین دن بعد وہ تمہیں کیسے چھوڑ دینگے اور بھول جائیں گے بلکہ تمہاری یاد بھی نہیں رہے گی گویا نہ تم نے انہیں کبھی دیکھا اور نہ انہوں نے تمہیں کبھی دیکھا، اب وہاں قبر میں سوائے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کوئی پرسانِ حال نہ ہو گا تو کیا یہ کھلا دھوکا نہیں ہے کہ تم اس مخلوق کے ساتھ اپنا وقت ضائع کرو جبکہ ان کی

www.dawateislami.net

طرف سے وفا و دوستی بہت تھوڑی ہوتی ہے اور ان کے ساتھ رہنا بھی بہت تھوڑا ہے؟ کیا یہ کھلا دھوکا نہیں کہ تم اس مخلوق کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت چھوڑ رہے ہو حالانکہ انجامِ کار اسی کی طرف لوٹنا ہے، وہی ہمیشہ ہمیشہ تمہارا ساتھ دینے والا ہے، تمام حاجات اُسی کی طرف لوٹتی ہیں، سارا بھروسا اسی پر ہے اور ہر حال اور ہر مصیبت و پریشانی کے وقت وہی لاشریک ذات جَلَّ جَلَالُہٗ مدد گار ہے لہٰذا اے کمزور انسان! غور کر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو ہدایت نصیب ہو جائے گی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی اپنے فضل سے توفیق دینے والا ہے۔

نفس سے بچنے کا طریقہ

نفس کے شر سے بچنے کے لیے تم اس کے حالات اور اس کے برے ارادے و خیالات پر غور کرو کہ یہ شہوت کے وقت جانور بن جاتا ہے، غصے کے وقت بھیڑیا بن جاتا ہے، مصیبت و پریشانی میں ہو تو چھوٹا بچہ بن جاتا ہے، خوشحالی اور نعمتوں میں فرعون بن جاتا ہے، بھوک کی حالت میں تم اسے پاگل پاتے ہو اور جب پیٹ بھرا ہو تو اِتراتا ہے، اگر تم اسے سیر کرو تو سرکشی کرتا ہے اور اگر بھوکا رکھو تو چیختا اور بے صبری کرتا ہے پس نفس ایسا ہی ہے جیسا کسی شاعر نے کہا ہے:

کَحِمَارِ السُّوْءِ اِنْ اَشْبَعْتَهٗ ۔۔۔ رَمَحَ النَّاسَ وَ اِنْ جَاعَ نَهَقَ

ترجمہ: نفس خراب گدھے کی مانند ہے کہ اگر تم اسے سیر کرو تو لوگوں کو کچلتا ہے اور اگر بھوکا رہے تو رینکتا ہے۔

نفس کی کمینگی

ایک بزرگ نے سچ فرمایا کہ ”نفس کی جہالت اور اس کی کمینگی تجھے اس وقت معلوم

www.dawateislami.net

ہو جائے گی جب یہ کسی گناہ کا ارادہ کرے یا کسی خواہش کے لیے تیار ہو جائے اور تو اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ، اس کے تمام انبیاء ورسل عَلَیۡہِمُ السَّلَام، تمام آسمانی کتابوں اور تمام بزرگوں کا واسطہ دے اور موت، قبر اور جنت و دوزخ کا معاملہ اس پر پیش کرے تو تب بھی یہ باز نہیں آئے گا اور اپنی شہوت کو نہیں چھوڑے گا، پھر اگر تو اسے یہ کہے کہ میں تجھے ایک روٹی نہیں کھلاؤں گا تو پُرسکون ہو کر اپنی شہوت سے باز آجائے گا اب تمہیں اس کی کمینگی اور جہالت سمجھ آجائے گی، تو اے بندے! نفس سے ہرگز غافل مت ہونا کیونکہ یہ ایسا ہی ہے جیسا اُسے پیدا کرنے اور اُسے جاننے والے رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے۔ (پ۱۳، یوسف: ۵۳)

عقلمند کو سمجھانے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

حکایت: نفس کی مَکّارِیاں

حضرت سیِّدُنا احمد بن ارْقَم بَلْخی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡوَلِی کے بارے میں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک مرتبہ میرا نفس مجھے جہاد پر جانے کے لیے مجبور کرنے لگا تو میں نے کہا: سُبۡحٰنَ اللہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ تو ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے۔ (پ۱۳، یوسف: ۵۳)

جبکہ میرا نفس مجھے بھلائی کا حکم دے رہا ہے، نہیں، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا بلکہ نفس اصل میں گوشہ نشینی سے بیزار ہو چکا ہے اور لوگوں سے گھل مل کر راحت حاصل

www.dawateislami.net

کرنا چاہتا ہے تاکہ لوگ بڑے عزت واحترام کے ساتھ اس کا استقبال کریں تو میں نے نفس سے کہا: میں تجھے کسی آبادی اور کسی جان پہچان والے کے پاس نہیں لے کر جاؤں گا۔ میرے اس جواب پر نفس مطمئن ہو گیا تو مجھے اس پر بھی تشویش ہوئی اور میں نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ سب سے زیادہ سچا ہے، پھر میں نے نفس سے کہا: میں دشمن سے جہاد کرنے کو بالکل تیار ہوں مگر میرا پہلا شکار تو ہے۔ اس پر بھی میرا نفس مجھ سے راضی ہو گیا، پھر میں نے نفس کی ناپسندیدہ چند باتیں اور شمار کیں تو نفس ان پر بھی راضی رہا بالآخر میں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں نفس کو جھوٹا اور تجھے سچا مانتا ہوں، مجھے نفس کی حقیقت بتا دے۔ پھر مجھے کشف ہوا کہ نفس کہہ رہا ہے: اے احمد! تو ہر روز مجھے میری خواہشات سے روک کر اور میری مخالفت کر کے مجھے قتل کرتا ہے اور کسی کو پتا بھی نہیں چلتا، اگر تو جہاد کرتا اور شہید ہو جاتا تو میں ایک ہی مرتبہ قتل ہو کر تجھ سے چھٹکارا پا لیتا اور لوگوں میں چرچا ہو جاتا کہ احمد شہادت کے مرتبے پر فائز ہوا ہے، یوں میرا ہی چرچا اور میری ہی عزت ہوتی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس مکاشفہ کے بعد میں نے اس سال جہاد ہی نہیں کیا۔

دیکھ لو نفس کا مکر و فریب اور دھوکا کیسا ہے کہ موت کے بعد بھی ایسے عمل پر لوگوں کے سامنے ریاکاری کرتا ہے جس کے بعد کوئی عمل نہیں۔

70 شیطانوں سے زیادہ خبیث

کسی شاعر نے سچ کہا اور بہت خوب کہا:

تَوَقَّ نَفْسَكَ لَا تَأْمَنْ غَوَائِلَهَا فَالنَّفْسُ اَخْبَثُ مِنْ سَبْعِيْنَ شَيْطَانَا

www.dawateislami.net

ترجمہ: اپنے نفس سے بچو، اس کی فریب کاریوں سے بے خوف مت ہو کیونکہ نفس ستر شیطانوں سے بھی زیادہ خبیث ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! برائی کا حکم دینے والے دھوکے باز نفس سے خبردار رہو اور ہر حال میں دل کو اس کی مخالفت پر لگائے رکھو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ درست اور سلامت رہو گے، اس کے بعد اسے تقویٰ کی لگام دو کیونکہ اس کے علاوہ کوئی اور تدبیر نہیں ہے۔

عبادت میں اِجْتِناب اور اِکْتِساب

یہاں ایک بنیادی بات یاد رکھو کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں: (۱)...اکتساب یعنی کرنا اور (۲)...اجتناب یعنی بچنا۔ اکتساب سے مراد ہے عبادات بجالانا اور اجتناب سے مراد ہے گناہوں اور برائیوں سے بچنا اور یہی تقویٰ ہے اور ان دونوں میں سے اجتناب والی صورت زیادہ درست اور افضل واشرف ہے کیونکہ جو عبادت و مجاہدہ کے ابتدائی درجے پر ہوتے ہیں ان کی ساری کوشش یہی ہوتی ہے کہ دن روزے میں اور رات عبادت میں گزرے اور وہ اسی میں لگے رہتے ہیں جبکہ عبادت گزاروں میں انتہائی درجہ والے اصحابِ بصیرت "اجتناب" کو ترجیح دیتے ہیں، ان کی ساری کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان کا دل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہ ہونے پائے، یہ حضرات پیٹ کو ضرورت سے زائد حلال سے، زبان کو فضول باتوں سے اور آنکھوں کو بے کار چیزوں کی طرف اٹھنے سے بچاتے ہیں۔

اس معنی کے لحاظ سے دوسری قسم والے ایک عبادت گزار نے حضرت سیِّدُنا یونس سے کہا: اے یونس! کچھ لوگ نماز کو پسند کرتے ہیں اور اس پر کسی اور عبادت کو

www.dawateislami.net

ترجیح نہیں دیتے ایسے لوگ عبادت، سچائی اور عاجزی وانکساری کا ستون ہیں، کچھ لوگ روزے کو پسند کرتے ہیں اور اس پر کسی کو ترجیح نہیں دیتے، یونہی کچھ لوگ صدقے کو پسند کرتے ہیں اور اسے ہی سب سے عزیز تر سمجھتے ہیں۔ اے یونس! اب میں آپ کے سامنے اس کی وضاحت کرتا ہوں: ”ہر برائی سے رکنے کو اپنا روزہ بنالیجئے اور تکلیف پہنچانے سے رکنے کو اپنا صدقہ بنالیجئے کیونکہ آپ اس سے افضل شے کا صدقہ کر سکتے ہیں نہ اس سے پاکیزہ شے کا روزہ رکھ سکتے ہیں۔“

دو طرفہ خسارہ

اس بات کو جاننے کے بعد کہ اجتناب یعنی گناہوں سے بچنے والی صورت توجہ اور کوشش کی زیادہ حقدار ہے اگر تم نے عبادت کے دونوں حصوں یعنی اکتساب اور اجتناب کو حاصل کر لیا تو تمہارا معاملہ مکمل اور مراد پوری ہو گئی اور تم نے سلامتی اور غنیمت دونوں کو پالیا اور اگر تم ایک ہی حصے تک پہنچ سکو تو پھر جانبِ اجتناب کو اختیار کرو سلامت رہو گے اگرچہ غنیمت حاصل نہ کر سکو ورنہ اکتساب واجتناب دونوں جانبوں کا خسارہ اُٹھانا پڑے گا اور تمہیں رات کی عبادت کرنا اور خود کو تھکانا فائدہ نہیں دے گا کہ تم کسی ایک بُری نیت کے سبب اسے ضائع کر دو گے اور یوں ہی طویل دن کا روزہ نفع نہ دے گا کہ ایک بے ہودہ بات بول کر روزہ خراب کر دو گے۔

حضرت سیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے پوچھا گیا کہ آپ ان دو شخصوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک نیکیاں بھی زیادہ کرتا ہے اور گناہ بھی جبکہ دوسرا نیکیاں بھی کم کرتا ہے اور گناہ بھی؟ آپ نے فرمایا: دونوں برابر ہیں۔

www.dawateislami.net

بیماری میں پرہیز کی اہمیت

اس کی ایک مثال ہم مریض کی حالت سے دیں گے کہ مریض کے علاج کے دو حصے ہوتے ہیں آدھا حصہ دوا اور آدھا حصہ پرہیز، یہ دونوں جمع ہو جائیں تو مریض ٹھیک ہو جاتا ہے ورنہ پرہیز تو ہر صورت کرنا ہی پڑتا ہے کیونکہ جب پرہیز نہ ہو تو دوا کوئی فائدہ نہیں دیتی مگر دوا نہ ہو اور صرف پرہیز ہو تو پرہیز ضرور فائدہ دیتا ہے۔ طبیبوں کے طبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَصْلُ کُلِّ دَوَاءٍ اَلْحِمْیَۃُ یعنی ہر دوا کی اصل پرہیز ہے۔[1] مطلب یہ ہے کہ پرہیز بندے کو دوا کا محتاج نہیں کرتا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَم۔

اہل ہند کا طریقۂ علاج

منقول ہے کہ اہلِ ہند مریض کا زیادہ تر علاج پرہیز سے کرتے ہیں، ان کے ہاں مریض کو چند دنوں تک کھانے، پینے اور گفتگو کرنے سے روک دیا جاتا ہے تو وہ تندرست ہو جاتا ہے۔ پس تم پر خوب واضح ہو گیا کہ تقویٰ ہی ہر معاملے کی اصل ہے اور اُس کے اہل اونچے درجہ والے لوگ ہیں لہٰذا تمہیں اس معاملے میں خوب کوشش اور توجہ کرنی چاہیے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی توفیق دینے والا ہے۔

فصل: آنکھ، زبان، پیٹ اور دل کی حفاظت کا بیان

تم ان چار اعضاء کی حفاظت ورعایت کرو کیونکہ یہ بنیاد ہیں:

آنکھ کی حفاظت

﴿1﴾... آنکھ کی رعایت کے لیے تمہیں یہی بات کافی ہے کہ دین و دنیا کے معاملے کا

[1]... تفسیر القرطبی، سورۃ الاعراف، تحت الآیۃ: ۳۱، ۴/۱۳۹

www.dawateislami.net

مدار دل پر ہے اور اکثر اوقات دل کے خیالات، مصروفیت اور خرابی میں آنکھ کا کردار ہوتا ہے اسی وجہ سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے فرمایا: مَنْ لَمْ يَمْلِكْ عَيْنَهُ فَلَيْسَ لِلْقَلْبِ عِنْدَهٗ قِيْمَةٌ یعنی جو اپنی آنکھ پر قابو نہیں رکھتا اس کے نزدیک دل (کے گناہ کرنے کی) کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

زبان کی حفاظت

﴿2﴾... زبان کے لیے تمہیں یہ کافی ہونا چاہیے کہ تمہاری تمام تر عبادت و فرماں برداری، مجاہدے کی تھکاوٹ کا پھل اور تمہارے نفع و غنیمت کا تعلُّق اسی سے ہے اور عبادت کے ضائع و برباد ہونے کا خطرہ اکثر طور پر زبان سے ہی ہوتا ہے، بناوٹی گفتگو یا غیبت وغیرہ کے ایک لفظ سے ایک لمحے میں تمہاری سال بلکہ پندرہ سال کی مشقت بھری عبادت ضائع ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ "مَا شَيْءٌ اَحَقُّ بِطُوْلِ السِّجْنِ مِنَ الْلِسَانِ یعنی زبان سے زیادہ کوئی چیز لمبی قید کیے جانے کی مستحق نہیں۔"

سات عبادت گزاروں میں سے ایک عابد نے حضرت سیِّدُنا یونس سے کہا: اے یونس! عبادت میں کوشاں عابدوں کو اپنی عبادت پر سب سے زیادہ قوت طویل عرصے تک خاموش رہنے سے ملتی ہے۔ پھر کہا: سب سے زیادہ ترجیح حفاظتِ زبان کو اور سب سے زیادہ توجہ دل کی سلامتی پر ہونی چاہیے۔

ہر سانس کی قدر کرو

پھر اس سانس کو یاد کرو جس میں تم نے فضول گوئی کی، اس وقت اگر تم اَسْتَغْفِرُ اللہ کہہ دیتے تو تمہیں کیا نقصان ہوتا؟ کبھی قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے، ہو سکتا ہے اسی

www.dawateislami.net

گھڑی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری مغفرت فرما دیتا اور فائدے میں رہتے یا پھر اُس وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہہ دیتے تو تمہیں اپنے وہم و گمان سے بھی زیادہ اجر و ثواب نصیب ہو جاتا یا پھر تم یہ کہہ دیتے کہ ''اَسْاَلُ اللہَ الْعَافِیَۃَ یعنی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں''، ممکن ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر نظرِ رحمت فرماتا اور تمہاری دعا قبول فرمالیتا یوں تمہیں دنیا و آخرت کی بلاؤں سے چھٹکارا نصیب ہو جاتا۔ کیا یہ کھلا دھوکا اور بڑا نقصان نہیں ہے کہ تم نے خود کو اتنے پیارے فائدوں سے محروم کر دیا اور اپنا سانس اور وقت فضولیات میں صرف کر دیا۔ اس کا سب سے کم نقصان یہ ہے کہ قیامت میں تمہیں اس کا حساب دینا پڑے گا اور ملامت کی جائے گی۔ کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا:

وَ اغْتَنِمْ رَکْعَتَیْنِ فِی ظُلْمَۃِ اللَّیْـ ـلِ اِذَا کُنْتَ خَالِیًا مُسْتَرِیْحًا

وَ اِذَا مَا ھَمَمْتَ بِالْمَنْطِقِ الْبَا طِلِ فَاجْعَلْ مَکَانَہٗ تَسْبِیْحًا

اِنَّ بَعْضَ السُّکُوْتِ خَیْرٌ مِّنَ النُّطْـ ـقِ وَ اِنْ کُنْتَ بِالْکَلَامِ فَصِیْحًا

ترجمہ: (۱)...رات کی تاریکی میں جب تم فارغ اور پر سکون ہو تو دو رکعت نفل کو غنیمت جانو (۲)... اور جب تم فضول گفتگو کرنا چاہو تو اس کی جگہ کوئی تسبیح کر لیا کرو (۳)...بے شک بعض جگہ خاموش رہنا بولنے سے بہتر ہوتا ہے اگرچہ تم بہت اچھا بولتے ہو۔

پیٹ کی حفاظت

﴿3﴾...پیٹ کی حفاظت کے لیے یہ یاد کرو کہ تمہارا مقصد عبادت کرنا ہے اور کھانا عمل کے لیے بیج اور پانی ہے جس سے عمل اُگتا ہے، اگر بیج خراب ہو گا تو فصل بھی خراب ہو گی بلکہ یہ بھی خطرہ ہے کہ زمین ہی خراب ہو جائے پھر تمہیں کبھی کامیابی نہیں ملے گی۔

www.dawateislami.net

حضرت سیِّدُنا معروف کرخی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے فرمایا: جب تو روزہ رکھے تو دیکھ لے کہ کس چیز سے افطار کرے گا، کس کے پاس افطار کرے گا اور کس کے کھانے سے افطار کرے گا؟ کیونکہ بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک لقمے سے دل کی حالت ایسی بدلتی ہے کہ کبھی بھی دل اپنی اصلی حالت پر واپس نہیں آتا اور کبھی ایک لقمہ رات کے قیام سے محروم کر دیتا ہے اور کئی بار ایسی نظر اٹھتی ہے کہ بندہ ایک سورت کی تلاوت نہیں کر پاتا اور کبھی ایسا کھالیتا ہے جس کے سبب پورے سال عبادت نصیب نہیں ہوتی۔

عبادت کا نور

اے بندے! اگر تو اپنے دل کی اصلاح اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی توفیق چاہتا ہے تو تجھے اپنی غذا کے معاملے میں انتہائی باریک نظر اور بہت ہی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، یہ بات تو فقط حلال و جائز غذا کے متعلق ہے اس کے بعد تجھے غذا کے معاملے میں مستحب کو بھی اپنانا ہے ورنہ تُو محض پیٹ میں کھانا اٹھانے والا اور اپنا وقت برباد کرنے والا ہو گا۔ ہمیں نہ صرف یقین ہے بلکہ ہم نے واضح دیکھا کہ جب پیٹ بھرا ہو تو تھوڑی سی عبادت بھی نہیں ہو پاتی، بالفرض تم نے مختلف حیلے بہانوں سے نفس کو عبادت پر مجبور کر بھی لیا تو اس عبادت میں لذت و مٹھاس نہیں ہو گی۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ ”جب تم پیٹ بھر کر کھانے والے ہو تو پھر عبادت میں چاشنی کی امید مت رکھو“ بھلا عبادت کے بغیر دل میں نور کیسے آسکتا ہے اور جب لذت و چاشنی ہی نہ ہو تو عبادت میں نور کیسے آسکتا ہے۔

دنیا والوں کو چار نصیحتیں

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں کوہِ لبنان میں کثیر

www.dawateislami.net

اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کی صحبت میں رہا، ان میں سے ہر ایک مجھے یہی نصیحت کرتا رہا کہ ''جب دنیا والوں کے پاس جانا تو انہیں چار باتوں کی نصیحت کرنا: (۱)...جو زیادہ کھائے گا اسے عبادت کی لذت نصیب نہیں ہوگی (۲)...جو زیادہ سوئے گا اس کی عُمر میں برکت نہیں ہوگی (۳)...جو لوگوں کی خوشی چاہے گا وہ رب عَزَّوَجَلَّ کی رضا کا انتظار نہ کرے اور (۴)...جو فضول گوئی اور غیبت کی کثرت کرے گا (خدشہ ہے کہ) وہ دینِ اسلام پر نہیں مرے گا۔

حضرت سیِّدُنا سہل رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْه نے فرمایا: ساری بھلائی چار صفات میں ہے اور ابدال انہی کی بدولت ابدال بنے ہیں: (۱)...پیٹ کو خالی رکھنا (۲)...خاموشی (۳)...گوشہ نشینی اور (۴)...شب بیداری۔

بھوک ہمارا سرمایہ ہے

ایک عارف بزرگ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْه نے فرمایا: بھوک ہمارا سرمایہ ہے۔ مطلب یہ کہ ہمیں سلامتی، عبادت، لذت و حلاوت اور علمِ نافع الغرض جو کچھ بھی نصیب ہوا ہے اس کا سبب بھوک اور اِس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے صبر کرنا ہے۔

دل کی حفاظت

﴿4﴾...دل: اس کی نگہداشت کے لیے تمہیں اتنا ہی کافی ہے کہ یہ تمام اعضاء کی اصل ہے، اگر تم نے اِسے خراب کر دیا تو ہر عضو خراب ہو جائے گا اور اگر تم نے اس کو درست کر لیا تو ہر عضو درست رہے گا کیونکہ دل ایک درخت ہے اور تمام اعضاء اس کی شاخیں، شاخوں کو پانی درخت سے ہی ملتا ہے جس سے یہ درست یا خراب

www.dawateislami.net

ہوتی ہیں۔ دل بادشاہ ہے اور تمام اعضاء اس کے نوکر و درباری اور رعایا ہیں لہٰذا جب بادشاہ ٹھیک ہو گا تو رعایا بھی ٹھیک رہے گی اور اگر بادشاہ بگڑ جائے گا تو رعایا بھی بگڑ جائے گی۔ پس آنکھ، زبان اور پیٹ وغیرہ کا درست ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ دل درست ہے، مگر جب تمہیں ان اعضاء میں کوئی کوتاہی نظر آئے تو سمجھ جاؤ دل میں کوئی کوتاہی اور خرابی ہے، جبھی تو ان اعضاء میں فساد آیا ہے بلکہ دل کا فساد اور خرابی زیادہ ہوتی ہے اس کی طرف بھرپور توجہ دو اور اسے درست کرو تاکہ تمام اعضاء درست ہو کر راحت محسوس کریں۔

وسوسوں کا میدان

دل کی اصلاح کا معاملہ بہت مشکل ہے کیونکہ یہ خیالات اور وسوسوں کا میدان ہے اور خیالات و وسوسے تمہارے قبضے میں نہیں ہیں، ان سے بچنے کے لیے مکمل طاقت اور انتہائی مشقت اٹھانی پڑتی ہے اسی وجہ سے ریاضت و مجاہدہ کرنے والوں کے لیے دل کی اصلاح سب سے مشکل ہوتی ہے اور عقلمند حضرات اس کی طرف بہت زیادہ توجہ کرتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں نے 10 سال دل، 10 سال زبان اور 10 سال نفس کی اصلاح کی تو ان میں سب سے مشکل دل کی اصلاح کو پایا۔

اہلِ علم کی چار آفتیں

پھر تم پر ہماری بیان کردہ چار آفات یعنی امید، جلد بازی، حسد اور تکبُّر کی طرف بھرپور دھیان دینا لازم ہے، ہم نے اس مقام پر تمام آفات میں سے ان چار کو اس لیے خاص کیا کیونکہ یہ باطنی امراض طلبا اور علما کو خاص طور لاحق ہوتے ہیں، اگرچہ عمومی

www.dawateislami.net

طور پر یہ برائیاں سارے ہی لوگ میں پائی جاتی ہیں مگر کتابیں پڑھنے پڑھانے والے ان میں خاص طور مبتلا ہیں لہٰذا یہ زیادہ بُری ہیں۔

تم اس طبقے میں سے کسی کو دیکھو گے کہ وہ لمبی امید رکھے گا اور اسے نیت خیر گمان کر رہا ہو گا نتیجۃً وہ عمل میں سستی اور کاہلی کا شکار ہو جائے گا اور تم دیکھو گے کہ وہ بھلائی کی منازل کو پانے کی جلدی کر رہا ہے مگر محروم رہتا ہے یا پھر کسی دعا کی قبولیت میں جلدی کر رہا ہو گا مگر قبولیت سے محروم ہو جائے گا یا پھر کسی کے لیے جلد بازی میں بد دعا کر دے گا اور پھر اس پر نادم ہو گا۔ یا تم اُس عالِم یا قاری کو دیکھو گے کہ اس کے ہم عصروں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے فضل سے جو کچھ عطا فرمایا ہے یہ اس پر ان سے حسد کر رہا ہو گا، حتّٰی کہ بعض اوقات یہ حسد اس سے ایسے ایسے گناہ کرواتا ہے جن کی طرف کوئی فاسق و فاجر بھی نہیں بڑھتا۔ چنانچہ

حضرت سیّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا: مجھے اپنی جان کا سب سے زیادہ خطرہ علما اور قُرّاء سے ہے۔ لوگوں نے اس بات کو ناپسند کیا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: یہ میں نہیں کہتا بلکہ یہ حضرت سیّدُنا ابراہیم نخعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے فرمایا ہے۔

علم والوں سے محتاط رہو

حضرت سیّدُنا عطاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے مجھ سے فرمایا: اہلِ علم سے محتاط رہو اور ان کے ساتھ مجھ سے بھی کیونکہ اگر میرا ان میں سے کسی کے ساتھ ایک انار کے بارے میں اختلاف ہو جائے کہ میں کہوں: یہ میٹھا ہے اور وہ کہے: یہ ترش ہے۔ تو مجھے خوف ہے کہ وہ ظالم بادشاہ کے پاس مجھے قتل کروانے کی کوشش کرنے لگے گا۔

www.dawateislami.net

اہلِ علم کا باہمی حسد

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: میں ساری مخلوق کے خلاف علما کی گواہی قبول کرلوں گا مگر علما کی ایک دوسرے کے خلاف گواہی قبول نہیں کروں گا کیونکہ میں نے انہیں بہت زیادہ حسد کرنے والا پایا ہے۔

حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَھَّاب نے اپنے بیٹے سے فرمایا: مجھے ان علما سے کہیں دور گھر خرید کردو۔ ان لوگوں کے ساتھ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں اگر یہ میری غلطی دیکھتے ہیں تو میری بے عزتی کرتے ہیں اور اگر میرے پاس کوئی نعمت دیکھتے ہیں تو مجھ سے حسد کرتے ہیں۔

کپڑوں میں زہد اور دل میں تکبُّر

یونہی تم کسی علم والے کو دیکھو گے کہ عام لوگوں پر تکبر کرتا اور انہیں کمتر جان کر اُن سے منہ پھیر لیتا ہے، دو رکعت نماز زیادہ پڑھ کر گویا لوگوں پر احسان کرتا ہے یا گویا اُسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے دوزخ سے نجات اور جنت میں داخلے کی سند مل گئی ہے یا اس وجہ سے یہ خود کو خوش بخت اور باقی سب لوگوں کو بدبخت یقین کرلیتا ہے۔ پھر اس تکبر کے ساتھ وہ عاجزی وانکساری کرنے والوں کی طرح اون وغیرہ کا لباس پہنتا ہے اور خود کو کمزور اور قریبُ الموت ظاہر کرتا ہے حالانکہ ان چیزوں کا تکبر وغرور سے کوئی تعلُّق نہیں اور نہ یہ اس کے لائق ہیں بلکہ یہ تو تکبر کے منافی ہیں مگر اندھے کو سمجھ نہیں۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا فَرْقَد سَبَخِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی گدڑی پہنے حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کے پاس آئے، اس وقت حضرت نے عمدہ جوڑا پہنا

www.dawateislami.net

ہوا تھا، وہ حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے لباس کو دیکھنے اور چھونے لگے تو آپ نے پوچھا: میرے کپڑوں کو کیوں دیکھ رہے ہو؟ میرا لباس جنتیوں والا اور تمہارا لباس دوزخیوں والا ہے۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اکثر دوزخی گدڑی پہنے ہوئے ہوں گے۔ اس کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مزید فرمایا: لوگوں نے کپڑوں میں زہد اور دلوں میں تکبر بسا رکھا ہے، خدا کی قسم! گدڑی پہن کر دل میں تکبر رکھنے والے کا تکبر ریشمی لباس پہننے والے سے زیادہ ہے۔

یہی بات حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے ان اشعار میں بیان فرمائی ہے:

تَصَوَّفَ فَازْدَهٰى بِالصُّوْفِ جَهْلًا ۔۔۔ وَ بَعْضُ النَّاسِ يَلْبَسُهٗ مَجَانَه

يُرِيْكَ مَهَانَةً وَيُرِيْدُ كِبْرًا (۱) ۔۔۔ وَ لَيْسَ الْكِبْرُ مِنْ شَكْلِ الْمَهَانَه

تَصَوَّفَ كَيْ يُقَالَ لَهٗ اَمِيْنٌ ۔۔۔ وَ مَا مَعْنٰى تَصَوُّفِهِ الْاَمَانَه

وَ لَمْ يُرِدِ الْاِلٰهَ بِهٖ وَ لٰكِنْ ۔۔۔ اَرَادَ بِهِ الطَّرِيْقَ اِلَى الْخِيَانَه

ترجمہ: (۱)...کچھ لوگ صوفی بن کر اونی لباس پر جہالت کے سبب تکبر کرتے ہیں اور کچھ تو بلاوجہ اِسے پہن لیتے ہیں۔ (۲)...خود کو کمزور وناتواں ظاہر کرتے ہیں اور نیت تکبر کی ہوتی ہے حالانکہ کمزوری وناتوانی میں کوئی تکبر نہیں ہوتا۔ (۳)...وہ امانت دار کہلوانے کے لیے بناوٹی صوفی بنتے ہیں حالانکہ ایسی صوفیت میں کوئی امانت نہیں ہوتی۔ (۴)...اور وہ اس طرزِ عمل سے رضائے الٰہی کا نہیں

---

❶... ہمارے پاس دستیاب منہاج العابدین کے نسخوں میں اس مقام پر "يُرِيْدُ كِبْرًا" کے بجائے "يُرِيْكَ كِبْرًا" ہے جو درایت کے اعتبار سے صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ اس شعر کی تحقیق کے لیے ہم نے دیگر کتابوں کی طرف مراجعت کی تو ہمارے سامنے یہ تین عبارتیں آئیں: "يُجِنُّ كِبْراً" "يُرِيْدُ كِبْرًا" "يُرِيْكَ كِبْرًا"۔ جن میں سے ہم نے "يُرِيْدُ كِبْرًا" کا انتخاب کر کے اسی کو لکھ دیا ہے۔ (از علمیہ)

www.dawateislami.net

بلکہ دھوکا دہی اور خیانت کا ارادہ رکھتے ہیں۔

لہٰذا اے بندے! ان چاروں آفات (لمبی امید، جلد بازی، حسد اور تکبر) سے بچ بالخصوص تکبر سے کیونکہ اگر تم پہلی تین میں پھسل گئے تو گناہ و نافرمانی میں مبتلا ہو گے اور اگر تکبر میں پھسلے تو کفر و سرکشی کے سمندر میں غرق ہو جاؤ گے، تم شیطان کا واقعہ اور اس کی آزمائش کو ہرگز مت بھولنا کہ اس نے انکار کر کے تکبر کیا تو کافروں میں سے ہو گیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ وہ اپنی رحمت کے صدقے ہم سب کی حفاظت فرمائے بے شک وہ جواد و کریم ہے۔

فصل دنیا سے بے رغبت کرنے والے راستے

جوارِ رحمت میں نعمتوں کا گھر

اس مقام پر خلاصہ یہ ہے کہ جب تم اپنی عقل سے دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ دنیا باقی رہنے والی نہیں ہے اور اس کا نفع اس کے نقصان اور پریشانیوں سے بہت کم ہے مثلاً: بدن کو دنیا کے لیے تھکانا، دل کا دنیاوی فکروں میں مشغول ہونا اور آخرت میں طویل حساب اور دردناک عذاب کا سامنا کرنا، لہٰذا دنیا کی فضولیات سے بچو اور اس میں سے فقط اتنا لو کہ رب عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لیے جس کے بغیر چارہ نہ ہو اور نعمتوں اور لذتوں کو اُس جنت کے لیے چھوڑ دو جو نعمتوں کا گھر ہے اور وہ غنی و کریم اور تمام جہانوں کے رب عَزَّوَجَلَّ کے جوارِ رحمت میں بنا ہوا ہے۔

اُس کی دوستی میں خسارہ نہیں

تم یہ بھی جانتے ہو کہ لوگوں میں وفاداری نام کو نہیں ہے اور ان کی طرف سے

www.dawateislami.net

مدد کے بجائے تکلیف زیادہ ملتی ہے لہٰذا صرف ضروری معاملات میں ان سے میل جول رکھو تاکہ ان کی بھلائی سے نفع اٹھاتے رہو اور ان کے ضرر سے محفوظ رہو، اس ربّ عَزَّوَجَلَّ سے دوستی کرو جس کی دوستی میں تمہیں خسارہ نہیں، جس کی عبادت پر تمہیں ندامت نہیں، اس کی کتاب کو اپنا غمگسار بنالو اور اسی کے در کو تھامے رکھو وہ ہر حال میں تمہاری مدد فرمائے گا اور تم اس رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے انعام واکرام کی بارش دیکھو گے اور دنیاوآخرت کی ہر پریشانی میں تم اسے اپنا مددگار پاؤ گے جیسا کہ محبوب خدا، سرورانبیا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو یاد رکھو پھر جدھر رُخ کرو گے اس کے جلوے دیکھو گے۔(1)

ابلیس سے مقابلہ

پھر تم یہ بھی جانتے ہو کہ شیطان خبیث ہمہ وقت تم سے دشمنی میں لگا ہوا ہے تو اس ملعون کتے سے بچنے کے لیے غالب و قادر ربّ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرو اور شیطان کے مکروفریب اور جالوں سے ہرگز غافل نہ ہو بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے اسے دور بھگا دو، اس کام میں تھکنا ہرگز نہیں کیونکہ جب وہ تمہارا عزم ویقین دیکھے گا تو بھاگ کھڑا ہوگا جیسا کہ رب عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾

(پ۱۴، النحل: ۹۹)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اس کا کوئی قابو ان پر نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

1... ترمذی، کتاب صفة القیامة... الخ، باب: ۴، ۲۳۱/۵۹، حدیث: ۲۵۲۴

www.dawateislami.net

حضرت سیِّدُنا ابو حازم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے سچ فرمایا کہ ''دنیا کیا ہے اور شیطان کیا ہے؟ جو دنیا گزر گئی وہ خواب اور جو باقی ہے وہ امیدیں ہیں اور رہا شیطان تو خدا کی قسم! اس کی اطاعت کی گئی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا اور اس کی نافرمانی کی گئی تو کوئی نقصان بھی نہیں پہنچا۔''

نفس پر قابو پانے کا طریقہ

تم نفس کی جہالت کو بھی جانتے ہو کہ کس طرح نقصان دہ اور ہلاکت خیز چیزوں پر فریفتہ ہوتا ہے تو تم اس پر مہربانی کرتے ہوئے اسے عُلَما اور عُقَلا کی طرح دیکھو جو انجام پر نظر رکھتے ہیں اور اِسے جاہلوں اور بچوں کی نظر سے نہ دیکھو جو فقط موجودہ حالت کو دیکھتے ہیں اور اس کے اذیت ناک دھوکے کو نہیں سمجھتے اور کڑوی دوا سے اس کا علاج کرنے سے بھاگتے ہیں اور تم نفس کو اس طرح تقویٰ کی لگام دو کہ جس چیز کی تمہیں حقیقت میں حاجت نہیں جیسے زائد از ضرورت حلال، فضول گوئی، پریشان نظری اور فضول لباس وغیرہ سے رُک جاؤ اور یونہی بری صفات جیسے لمبی امید، جلد بازی، مسلمان سے حسد، بے جا تکبر یا محض خواہشِ نفس کی خاطر کھانا وغیرہ ترک کر دو اور نفس کو وہی چیز دو جو ضروری ہو اور اُس میں تمہیں کسی نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو اُس وقت حاجت سے زائد حلال کی ضرورت نہیں رہتی اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی رحمت سے اپنے بندوں پر معاملے کو وُسعَت وکشادگی عطا فرمائی ہے اور ان کے دینی معاملے میں نقصان دہ چیزوں سے انہیں بچاتا ہے تو اب زائد از ضرورت چیزوں کی کیا حاجت؟ پس معاملہ ویسا ہی ہے جیسا ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ ''تقویٰ میرے لیے سب سے آسان ہے، جب مجھے کسی

www.dawateislami.net

معاملے میں شک ہوتا ہے تو میں اسے چھوڑ دیتا ہوں کیونکہ میں اپنے نفس کو جہاں بھی پھیروں یہ پھر جاتا اور پر سکون رہتا ہے۔" ایک شاعر نے اس بات کو یوں بیان کیا ہے:

فَالنَّفْسُ رَاغِبَةٌ اِذَا رَغَّبْتَهَا ۔۔۔ وَ اِذَا تُرَدُّ اِلٰى قَلِيْلٍ تَقْنَعُ

ترجمہ: جب تم نفس کو رغبت دو گے تو وہ راغب ہو گا اور جب تم اسے تھوڑے کا عادی بناؤ گے تو اُسی پر اکتفا کرے گا۔

منقول ہے کہ "اِس نفس کو تم جہاں پھیرو گے وہیں پھر جائے گا۔"

ایک اور شاعر نے کہا:

هِيَ النَّفْسُ مَا حَمَّلْتَهَا تَتَحَمَّلُ ۔۔۔ وَلِلدَّهْرِ اَيَّامٌ تَجُوْرُ وَ تَعْدِلُ

ترجمہ: اِس نفس پر جو لادو گے یہ اٹھائے گا اور زمانے میں مختلف دن ہیں جن میں کبھی ظلم ہوتا اور کبھی انصاف ہوتا ہے۔

ایک اور شاعر نے کہا:

صَبَرْتُ عَنِ اللَّذَّاتِ حَتّٰى تَوَلَّتْ ۔۔۔ وَاَلْزَمْتُ نَفْسِيْ صَبْرَهَا فَاسْتَمَرَّتْ

وَمَا النَّفْسُ اِلَاحَيْثُ يَجْعَلُهَا الْفَتٰى ۔۔۔ فَاِنْ اُطْعِمَتْ تَاقَتْ وَاِلَّا تَسَلَّتْ

ترجمہ: میں لذتوں سے رُک گیا حتّٰی کہ وہ دور ہٹ گئیں اور میں نے اپنے نفس کو صبر کا پابند بنایا تو وہ صبر کا عادی ہو گیا۔ بندہ نفس کو جیسا رکھتا ہے یہ ویسا ہی رہتا ہے تو اگر اِسے کھلایا جائے تو خواہش کرتا ہے ورنہ مطمئن رہتا ہے۔

ہزار صفات کا مالک

اے بندے! ہماری بیان کردہ باتیں جاننے کے بعد تم نے اس پر عمل کیا تو تم دنیا

www.dawateislami.net

سے بے رغبت ہو کر آخرت میں رغبت رکھنے والوں میں سے ہو جاؤ گے اور یاد رکھو کہ جسے زاہد کہا جاتا ہے گویا وہ ہزار اچھی صفات کا مالک بن جاتا ہے اور تم مخلوق سے جدا ہو کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لیے تنہائی اختیار کرنے والے ان لوگوں میں سے ہو جاؤ گے جو اُنسیّت والے اور ربُّ الْعٰلَمِیْن عَزَّوَجَلَّ کے عبادت گزار ہیں، پس تم ایسے ہو جاؤ گے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا:

تَشَاغَلَ قَوْمٌ بِدُنْیَا هُمُ ‏ وَ قَوْمٌ تَخَلَّوْا لِمَوْلَا هُمُ

فَاَلْزَمَهُمْ بَابَ مَرْضَاتِهٖ ‏ وَ عَنْ سَائِرِ الْخَلْقِ اَغْنَاهُمُ

اِذَا ذَکَرُوْا بِالَّذِیْ اَسْلَفُوْا ‏ اَذَابَ الْقُلُوْبَ وَاَبْکَاهُمُ

فَمَا یَعْرِفُوْنَ سِوٰی حُبِّهٖ ‏ فَوَالُوْا الْاِلٰهَ فَوَالَاهُمُ

یَصُفُّوْنَ بِاللَّیْلِ اَقْدَامَهُمْ ‏ وَ عَیْنُ الْمُهَیْمِنِ تَرْعَاهُمُ

فَطُوْبٰی لَهُمْ ثُمَّ طُوْبٰی لَهُمْ ‏ اِذَا بِالتَّحِیَّةِ حَیَّاهُمُ

ترجمہ: (۱)...کچھ لوگ اپنی دنیا میں کھو گئے اور کچھ لوگ اپنے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے لیے تنہائی میں چلے گئے۔ (۲)...تو اس نے انہیں اپنی رضا کے دروازے پر جگہ دے کر ساری مخلوق سے بے پروا کر دیا۔ (۳)...جب وہ اپنے ماضی کو یاد کرتے ہیں تو ماضی دلوں کو پگھلاتا اور انہیں رُلاتا ہے۔ (۴)...وہ اُس کی محبت کے سوا کچھ نہیں جانتے، انہوں نے معبود سے دوستی لگائی تو اس نے انہیں اپنا دوست بنا لیا۔ (۵)...وہ رات کو اپنے قدم جمائے (قیام میں کھڑے) رہتے ہیں اور حفاظت فرمانے والے کی نظرِ عنایت ان کی نگہبانی کرتی ہے۔ (۶)...ان کے لیے خوشخبری در خوشخبری ہے، جب وہ انہیں سلامتی والی زندگی عطا فرماتا ہے۔

پھر یہ کہ تم عمل کی برکت سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لیے مجاہدہ کرنے والے ان خاص بندوں میں سے ہو جاؤ گے جن کے بارے میں رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

www.dawateislami.net

اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ (پ۱۴، الحجر: ۴۲) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں۔

اور تم ان مُتَّقِین میں سے ہو جاؤ گے جن کے لیے دونوں جہاں میں سعادت ہے اور اس وقت تم کثیر مُقَرَّب فرشتوں سے بھی افضل ہو جاؤ گے کیونکہ نہ ان کے پاس شہوت ہے جو انہیں برائی کی طرف کھینچے اور نہ خبیث نفس ہے جبکہ تم نفس کی یہ لمبی اور مشکل گھاٹی پیچھے چھوڑ کر تمام رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے اپنے مقصود تک پہنچ گئے اور تمہارے لیے یہ سفر ہرگز آسان نہ ہوتا اگر اس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد و نصرت شامل نہ ہوتی۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی حسنِ توفیق، مدد اور آسانی کے سائے میں رکھے، بے شک وہ ہر مہم کے لیے کافی اور ہر مشکل میں مدد کرنے والا ہے اور مخلوق اور ہر معاملہ اسی کے قبضہ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس باب میں ہم نے اتنا ہی بیان کرنے کا ارادہ کیا تھا، وَلَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡم یعنی نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی قوت و طاقت بلند و برتر اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی توفیق سے ہے۔

چوتھی گھاٹی: عوارض کی گھاٹی

اے عبادت کے طلبگار! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں توفیق دے۔ پھر تم پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت سے غافل کرنے والے عوارض کا سدباب کرنا لازم ہے تاکہ وہ تمہیں تمہارے مقصود سے غافل نہ کر سکیں۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ عوارض چار ہیں۔

پہلا عارضہ: رزق

تمہارا نفس رزق کا مطالبہ کرتا ہے، اس کا علاج توکُّل میں ہے لہٰذا رزق اور حاجت

www.dawateislami.net

کے معاملے میں تم پر ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل کرنا لازم ہے اور یہ درج ذیل دو وجہوں سے ضروری ہے۔

رزق میں توکل کی پہلی وجہ

رزق کے معاملے میں توکل اس لیے ضروری ہے تاکہ تمہیں عبادت کے لیے فراغت میسر ہو اور تم حقیقی معنٰی میں عبادت کر سکو کیونکہ جو توکل نہیں کرتا وہ کسی حاجت، رزق یا پھر کسی مصلحت کی وجہ سے عبادتِ الٰہی سے غافل ہو کر کہیں اور مصروف رہتا ہے، کبھی تو رزق کی طلب اور کمائی وغیرہ میں ظاہری بدن کی مصروفیت جیسا کہ دنیا میں رغبت رکھنے والے عام لوگوں کا معاملہ ہے یا پھر حصولِ رزق کی خاطر مختلف خیالوں اور ارادوں کی باطنی مصروفیت جیسا کہ رزق کے لیے کوشاں لوگوں کا حال ہے جبکہ عبادت کا حق ادا کرنے کے لیے بدن اور دل دونوں کا فارغ ہونا ضروری ہے اور فراغت توکل کرنے والوں ہی کو نصیب ہوتی ہے بلکہ میں کہتا ہوں: کمزور یقین والے کا دل تب ہی مطمئن ہوتا ہے جب اُسے کچھ حاصل ہو جائے اور ایسا شخص دنیا و آخرت کا کوئی بڑا کام پورا نہیں کر پاتا۔

کام پورا کرنے والے لوگ

میں نے بارہا اپنے شیخ حضرت سیِّدُنا ابو محمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو فرماتے سنا کہ ”دنیا میں دو ہی آدمیوں کا کام پورا ہوتا ہے:(۱)... بغیر پروا کیے کام میں کود پڑنے والا اور (۲)...توکُّل کرنے والا۔“

میں کہتا ہوں یہ ایک جامع جملہ ہے کیونکہ پہلا شخص اپنی قوت ارادی اور جرأتِ

www.dawateislami.net

قلبی کی وجہ سے کسی رکاوٹ یا وسوسے کی پروا نہیں کرتا بلکہ جو ارادہ کرتا ہے وہ کر گزرتا ہے اور توکل کرنے والا مضبوط بصیرت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے وعدے اور ضمانت پر کمال یقین واطمینان کے ساتھ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے پھر نہ وہ کسی انسان کی طرف متوجہ ہوتا ہے کہ وہ اسے خوف دلائے اور نہ شیطان کی پروا کرتا ہے کہ وہ وسوسے میں مبتلا کرے تو یوں وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

جبکہ کمزور یقین والا کبھی بھروسا و شک اور کبھی سستی و حیرت میں پڑا رہتا ہے جیسا کہ چارے کے پاس بندھے ہوئے گدھے یا پنجرے میں بند مرغی کی حالت ہوتی ہے۔ وہ یونہی شک ووہم کی وادی میں گھومتا رہتا، بلند امور کی طرف بڑھنے سے خود کو روکے رکھتا ہے اور اس کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے لہٰذا اس سے کبھی کوئی معزز یا بڑا کام وقوع پذیر نہیں ہوتا، وہ کوئی ارادہ کر بھی لے تو اسے پورا نہیں کر پاتا، کیا تم بلند ہمت دنیا والوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ بھی کسی بلند مرتبے اور بڑی منزل پر اسی وقت پہنچتے ہیں جب وہ اپنے آپ، اپنے مال اور اپنے گھر والوں سے توجہ ہٹا کر صرف مقصد پر نظر رکھتے ہیں۔

بادشاہ بننے کے خواہش مند جنگیں کرتے اور دشمنوں سے مقابلے کرتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کر دیتے ہیں یا اپنا تابعِ فرمان بنالیتے ہیں پھر کہیں جا کر انہیں بادشاہت واقتدار حاصل ہوتا ہے۔ منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جنگ صِفِّین کے وقت جب دونوں لشکروں کو آمنے سامنے دیکھا تو فرمایا: ”مَنْ اَرَادَ خَطِیْراً خَاطَرَ بِعَظِیْمَتِہٖ یعنی جس نے بڑا ارادہ کیا اُس نے بڑی مشکل کا خطرہ مول لیا۔“

یوں ہی تاجر لوگ خشکی اور تری کے نہایت خطرناک سفر اختیار کرتے ہیں، اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق تک لے جاتے ہیں اور

www.dawateislami.net

دلوں کو نَفَع یا نقصان کے لئے تیار کرتے ہیں، تب جا کر بڑے مَنافع، زیادہ مال اور اَعلیٰ و قیمتی اشیاء کے مالک بنتے ہیں اور ان کے بر عکس چھوٹے اور عام دوکاندار کمزور دل اور کچے ارادے والے ہوتے ہیں وہ اپنی جان اور مال سے ہی دل لگائے رکھتے ہیں وہ ساری عمر گھر سے دوکان اور دوکان سے گھر کے چکر لگا کر ہی گزار دیتے ہیں۔ یہ لوگ بادشاہوں کی طرح بلند مرتبے کو پہنچ سکتے ہیں نہ تاجروں کی طرح کثیر نفع اٹھا سکتے ہیں، اگر انہیں بازار میں کبھی ایک درہم کا نفع ہو جائے تو اسے بہت زیادہ سمجھتے ہیں، وجہ صرف یہ ہے کہ ان کا دل اسی ظاہری نفع میں لگا ہوتا ہے۔ یہ حال دنیا اور دنیا داروں کا ہے۔

آخرت والوں کا سرمایہ

آخرت کے طلبگاروں کا اصل سرمایہ توکل کرنا اور مخلوق سے امید منقطع کر دینا ہے۔ جب یہ حضرات کماحقہ توکل کرتے ہیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لیے فارغ ہو جاتے ہیں پھر مخلوق سے کنارہ کشی کرنا، صحراؤں، پہاڑوں کی چوٹیوں اور خطرناک گھاٹیوں میں سفر کرنا ان کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔ حقیقت میں یہی لوگ مضبوط، دین کے ستون، سب سے زیادہ آزاد اور زمین کے بادشاہ ہوتے ہیں، زمین میں جہاں چاہتے ہیں آتے جاتے ہیں اور علم و عبادت کی جس بڑی منزل کا چاہتے ہیں قصد کر لیتے ہیں، ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوتی اور ساری زمین ان کے لیے ایک مکان جیسی اور ماضی، حال اور مستقبل ان کے لئے ایک زمانہ ہوتا ہے۔ چنانچہ

عزت، دولت اور بہادری کا نسخہ

پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اس فرمان میں

www.dawateislami.net

اِسی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ”جو لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والا ہونا چاہے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے، جو لوگوں میں سب سے زیادہ طاقتور ہونا چاہے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل کرے اور جو سب سے زیادہ مال دار ہونا چاہے وہ اپنے پاس موجود شے سے زیادہ اس پر بھروسا کرے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاس ہے۔“[1]

حضرت سیِّدُنا سلیمان خواص رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: جو شخص صدقِ نیت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل کرے تو حکمران و عوام سب اس کے محتاج ہو جائیں گے اور وہ خود کیونکر محتاج ہو سکتا ہے جبکہ اس کا مالک و مولا سب سے بے نیاز اور سب خوبیوں کا مالک ہے۔

پختہ یقین والا نوجوان

حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَوَّاص رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ جنگل میں میری ملاقات ایسے خوبصورت نوجوان سے ہوئی گویا وہ چاندی کا ٹکڑا ہے، میں نے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ وہ بولا: مکہ مکرمہ۔ میں نے کہا: زادِراہ اور سواری کے بغیر؟ اس نے کہا: ”اے کمزور یقین والے! جو زمین و آسمانوں کی حفاظت پر قادر ہے وہ مجھے زادِراہ اور سواری کے بغیر مکہ مکرمہ پہنچانے پر بھی قادر ہے۔“ پھر جب میں مکہ مکرمہ پہنچا تو دیکھا کہ وہ نوجوان طواف میں مشغول ہے اور یہ اشعار پڑھ رہا ہے:

يَا نَفْسُ سِيْحِي اَبَدًا وَ لَا تُحِبِّيْ اَحَدًا
اِلَّا الْجَلِيْلَ الصَّمَدَا يَا نَفْسُ مُوْتِيْ كَمَدًا

ترجمہ: اے نفس! ہمیشہ سیر وسیاحت کرتا رہ اور اللہ جَلیل وصَمَد کے سوا کسی سے محبت نہ کر۔ اے نفس! غمِ آخرت میں جان دے دے۔ جب اس کی نظر مجھ پر پڑی تو اس نے

---

[1]... مستدرک حاکم، کتاب الادب، لا تتکلموا بالحکمۃ عند الجاھل، ۵/ ۳۸۴، حدیث: ۷۷۷۹

www.dawateislami.net

کہا: اے شیخ! کیا ابھی تک تمہارا کمزور یقین دور نہیں ہوا؟

سیِّدُنا حاتم اصم کے چار یقین

حضرت سیِّدُنا ابو مطیع رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا حاتم اصم رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ بغیر زادِ راہ کے محض توکّل کی بنا پر جنگلوں کا سفر کرتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا حاتم اصم رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میرا زادِراہ چار چیزیں ہیں۔ انہوں نے پوچھا: کونسی چار چیزیں؟ فرمایا: مجھے یقین ہے کہ دنیا وآخرت دونوں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملکیت ہیں، مجھے یقین ہے کہ تمام مخلوق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محتاج اور اس کے قبضہ میں ہے، مجھے یقین ہے کہ تمام رزق اور سارے اسباب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قبضے میں ہیں اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ تمام زمین میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کا حکم نافذ ہوتا ہے۔

ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اَرَی الزُّهَّادَ فِیْ رَوْحٍ وَّ رَاحَۃٌ قُلُوْبُهُمْ عَنِ الدُّنْیَا مُزَاحَۃٌ

اِذَا اَبْصَرْتَهُمْ اَبْصَرْتَ قَوْمًا مُلُوْكَ الْاَرْضِ سِیْمَتُهُمْ سَمَاحَۃٌ

ترجمہ: (۱)...میں زاہدین کو آرام وسکون میں دیکھتا ہوں ان کے دل دنیا سے جدا ہیں۔

(۲)...جب تو انہیں دیکھے گا تو ایسے لوگوں کو دیکھے گا جو زمین کے بادشاہ ہیں اور ان کی نشانی فراخ دلی ہے۔

رزق میں توکل کی دوسری وجہ

رزق کے معاملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل ضروری ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر توکل نہ کیا جائے تو اس صورت میں بہت بڑے نقصان اور خطرے کا اندیشہ ہے۔ میں کہتا ہوں: کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے رزق کو پیدا کرنے کے ساتھ نہیں ملایا؟ وہ ارشاد فرماتا ہے:

www.dawateislami.net

خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ (پ۲۱، الروم: ۴۰)
ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پیدا کرنے کی طرح رزق بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے ہے کسی اور کی طرف سے نہیں پھر اِسی پر اکتفا نہیں فرمایا گیا بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے رزق دینے کا وعدہ بھی کیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ (پ۲۷، الذّٰریٰت: ۵۸)
ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا۔

پھر وعدہ پر اکتفا کے بجائے رزق کو اپنے ذِمّۂ کرم پر لیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (پ۱۲، ھود: ۶)
ترجمۂ کنزالایمان: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمّۂ کرم پر نہ ہو۔

پھر صرف ذمہ لینے پر بھی اکتفا نہیں فرمایا بلکہ قسم ارشاد فرمائی:

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَاۤ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ (پ۲۶، الذّٰریٰت: ۲۳)
ترجمۂ کنزالایمان: تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم بے شک یہ قرآن حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو۔

پھر اس سب پر بھی اکتفا نہیں کیا بلکہ ہمیں ڈرایا اور توکل کرنے کا حکم دیا:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ (پ۱۹، الفرقان: ۵۸)
ترجمۂ کنزالایمان: اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ
ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو

www.dawateislami.net

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾ (پ۶، المآئدة: ۲۳) اگر تمہیں ایمان ہے۔

پس جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قول پر اِعتبار نہ کرے، اس کے وعدے کو کافی نہ سمجھے، اس کے ذِمّہ لینے اوراس کی قسم پر مطمئن نہ ہو پھر اس کے وعدے، وَعِید اور حکم کی کوئی پروانہ کرے تو دیکھو کہ اس کا کیا حال ہوتا ہے اور کس مصیبت میں پھنستا ہے۔ خدا کی قسم! یہ بہت بڑی آفت ہے اور ہم اس سے انتہائی غافل ہیں۔

یقین کی کمزوری

باذنِ پروردگار، غیبوں پر خبردار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا ابنِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ارشاد فرمایا: "اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی جب تم ایسے لوگوں کے درمیان ہو گے جو یقین کی کمزوری کے باعث سال بھر کا رزق جمع کریں گے۔"[1][2]

---

[1]...اخلاق النبی وآدابہ، باب فی زھدہ، ص۱۵۹، حدیث: ۸۳۱

تاریخ ابن عساکر، باب ذکر تقللہ وزھدہ...الخ، ۴/۱۲۷، حدیث: ۹۵۰

[2]...دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 39 صفحات پر مشتمل رسالہ "خزانے کے انبار" صفحہ 29 تا 36 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مال جمع کرنے کے حوالے سے کچھ یوں تحریر فرماتے ہیں: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مال جمع کرنے نہ کرنے کی صورتوں کے متعلّق بارگاہِ رضویت میں ہونے والے "سُوال وجواب" کے مختلف اِقتباسات پیش کرتا ہوں، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی معلومات میں بے حد اِضافہ ہو گا۔ سُوال: ایک شخص جو اَہل وعِیال (یعنی بال بچّے) رکھتا ہے اپنی ماہانہ یا سالانہ آمدنی سے بِلا اِفراط وتَفرِیط (یعنی بغیر کمی وزِیادَتی کے) اپنے بال بچّوں پر خَرچ کر کے بقایا خدا کی راہ میں دیتا ہے آئِندہ کو اَہل وعِیال کے واسطے کچھ نہیں رکھتا، دوسرا اپنی آمدنی سے بچّوں پر ایک حصّہ ...

www.dawateislami.net

......خَرچ کرکے دوسرا حصّہ خیرات کرتا اور تیسرا حصّہ آئندہ ان کی ضَرورتوں میں کام آنے کی غَرَض سے رکھ چھوڑنے کو اچّھا جانتا ہے، ان دونوں میں افضل کون ہے؟ **الجواب:** حُسنِ نیّت(یعنی اچّھی نیّت) سے دونوں صورَتیں محمود(بہت خوب) ہیں اور بِاخْتِلافِ اَحوال(یعنی حالات مختلف ہونے کی وجہ سے) ہر ایک(کبھی) افضل، کبھی واجِب، وَلِہٰذا اس بارے میں احادیث بھی مختلف آئیں اور سَلَفِ صالِح(یعنی بزرگانِ دین) کا عمل بھی مختلف رہا۔

اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيق(اللہ عَزَّوَجَلَّ کی توفیق سے میں کہتا ہوں) اس میں قولِ مُوجَز وجامِع(یعنی مختصر وجامِع قول) اِنْ شَآءَاللّٰه عَزَّوَجَلَّ یہ ہے کہ آدمی دو قسم(کے) ہیں:(۱)...مُنْفَرِد کہ تنہا ہو اور (۲)...مُعِیْل کہ عِیال(یعنی بال بچّے وغیرہ) رکھتا ہو، سُوال اگرچہ مُعِیْل سے مُتعلّق ہے مگر ہر مُعِیْل اپنے حَقِّ نفس(یعنی خود اپنے بارے) میں مُنْفَرِد اور اس پر اپنے نفس(یعنی اپنی ذات) کے لحاظ سے وُہی اَحکام ہیں جو مُنْفَرِد پر ہیں لہٰذا دونوں کے اَحکام سے بَحث درکار۔

﴿1﴾...وہ اَہلِ اِنْقِطاع وَتَبَتُّل اِلَی الله اَصحابِ تَجْرِیْد وَتَفْرِیْد(یعنی ایسے لوگ جنہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر دنیا سے کَنارہ کَشی اختیار کر لی ہو اور ان پر اہل وعِیال کی ذمّے داری نہ ہو یا انکے اہل و عِیال ہی نہ ہوں) جنھوں نے اپنے رب سے کچھ(مال) نہ رکھنے کا عَہد باندھا(وعدہ کیا) ان پر اپنے عَہد کے سبب تَرکِ اِدّخار(یعنی مال جمع نہ کرنا) لازم ہوتا ہے اگر کچھ بچا رکھیں تو نَقْضِ عَہد(یعنی وعدہ خِلافی) ہے اور بعدِ عہد پھر جَمع کرنا ضَرور ضُعفِ یقین سے نَاشِیٔ(یعنی یقین کی کمزوری کی وجہ سے ہے) یا اُس کا مُوہِم(یعنی وہم ڈالنے والا) ہوگا، ایسے(حضرات) اگر کچھ بھی ذَخیرہ کریں مستحقِ عِقاب (یعنی سزا کے حق دار) ہوں۔

﴿2﴾...فَقر وتوکُّل ظاہر کرکے صَدَقات لینے والا اگر یہ حالت مُستَمِر(مُس۔ت۔مِر یعنی برقرار) رکھنا چاہے تو اُن صَدَقات میں سے کچھ جمع کر رکھنا اُسے ناجائز ہوگا کہ یہ دھوکا ہوگا اور اب جو صَدَقہ لے گا حرام وخبیث ہوگا۔

﴿3﴾...جسے اپنی حالت معلوم ہو کہ حاجت سے زائد جو کچھ بچا کر رکھتا ہے نَفْس اُسے طُغیان وعِصیان(یعنی سرکشی ونافرمانی) پر حامِل ہوتا(یعنی اُبھارتا)، یا کسی مَعصِیَت(یعنی نافرمانی) کی عادت پڑی ہے اُس میں خَرچ کرتا ہے تو اُس پر مَعصیت سے بچنا فرض ہے اور جب اُس کا یِہی طریقہ مُعَیَّن(مُ۔عَیْ۔یَن یعنی مُقرّر) ہو کہ باقی مال اپنے پاس نہ رکھے تو اِس حالت میں اس پر حاجت سے زائد.....

www.dawateislami.net

......سب آمدنی کو مَصارِفِ خَیر (یعنی بھلائی کے کاموں) میں صَرف کر دینا لازِم ہو گا۔

﴿4﴾... جو ایسا بے صَبرا ہو کہ اگر اُسے فاقہ پہنچے تو مَعَاذَ اللّٰہ رب عَزَّوَجَلَّ کی شکایت کرنے لگے اگرچہ صِرف دل میں، نہ زَبان سے، یا طُرُقِ ناجائزہ (یعنی ناجائز طریقوں) مِثْلِ سَرِقہ (س-رِ-قہ یعنی چوری) یا بھیک وغیرہ کا مرتکِب ہو، اس پر لازِم ہے کہ حاجت کے قَدَر جَمع رکھے، اگر پیشہ وَر ہے کہ رَوز کا رَوز کھاتا ہے، تو ایک دن کا، اور ملازِم ہے کہ ماہوار ملتا ہے یا مکانوں دکانوں کے کرائے پر بسر ہے کہ (کرایہ) مہینہ پیچھے آتا ہے، تو ایک مہینے کا اور زمیندار ہے کہ فصل (چھ ماہ) یا سال پر پاتا ہے تو چھ مہینے یا سال بھر کا اور اصل ذَرِیعۂ مَعاش مَثَلًا آلاتِ حرفَت (یعنی کام کے اَوزار) یا دکان مکان دیہات بَقدرِ کِفایت کا باقی رکھنا تو مُطلَقًا اس پر لازِم ہے۔

﴿5﴾... جو عالِم دین مُفتیٔ شَرع یا مُدافِعِ بِدع (بد مذہبیت کو روکنے والا) ہو اور بیتُ المال سے رِزق نہیں پاتا، جیسا (کہ اب) یہاں ہے، اور وہاں اس کا غیر (یعنی کوئی دوسرا) ان مَناصبِ دِینیہ (یعنی دینی مَنصبوں) پر قِیام نہ کر سکے کہ اِفتا (فتویٰ دینے) یا دَفعِ بِدعات میں اپنے اَوقات کا صَرف کرنا اس پر فرضِ عَین ہو اور وہ مال و جائداد رکھتا ہے جس کے باعث اُسے غَنا (مالی طور پر مضبوطی) اور ان فرائضِ دِینیہ کے لیے فارِغُ البالی ہے (یعنی روزگار وغیرہ سے بے فکری ہے) کہ اگر (سارا ہی مال) خَرچ کر دے مُحتاجِ کَسب (یعنی کام کاج کرنے کا محتاج) ہو اور ان اُمُور (یعنی ان دینی فریضوں کی ادائیگی) میں خَلَل پڑے، اس پر بھی اَصل ذَرِیعے کا اِبقا (یعنی باقی رکھنا) اور آمَدنی کا بَقَدرِ مذکور جَمع رکھنا واجِب ہے۔

﴿6﴾... اگر وہاں اور بھی عالِم یہ کام کر سکتے ہوں تو اِبقاء وجَمعِ مذکور (حسبِ ضَرورت مال جمع کرنا اور مال کے ذرائع باقی رکھنا) اگرچہ واجِب نہیں مگر اَہم و مُؤَکَّد (سخت تاکید کیا ہوا) بیشک ہے کہ عِلمِ دین و حمایتِ دین کے لیے فَراغ بال (یعنی خوشحالی)، کَسبِ مال (یعنی مال کمانے) میں اِشتِغال (یعنی مشغول ہونے) سے لاکھوں درجے افضل ہے مَعَہٰذا (یعنی اسی کے ساتھ) ایک سے دو اور دو سے چار بھلے ہوتے ہیں، ایک (عالِم) کی نظر کبھی خطا کرے تو دوسرے (عُلَماء) اُسے صَواب (یعنی صحیح بات) کی طرف پھیر دیں گے، ایک (عالم) کو مرض وغیرہ کے باعث کچھ عُذر پیش آئے تو جب اور (عُلماء) موجود ہیں کام بند نہ رہے گا لہٰذا تَعَدُّدِ عُلَمائے دین (علمائے دین کی کثرت) کی طرف ضَرور حاجت ہے۔

﴿7﴾... عالِم نہیں مگر طَلَبِ عِلمِ دین میں مشغول ہے اور کَسب میں اِشتِغال (مال کمانے میں مشغول...

www.dawateislami.net

......ہونا) اُس (یعنی عِلمِ دین کی طلب) سے مانِع (یعنی روکنے والا) ہو گا تو اس پر بھی اُسی طرح اِبقاء و جمع مَسطُور آکد واَہم ہے (یعنی اس کے لئے بھی حسبِ ضَرورت مال جمع کرنا اور مال کے ذرائع کو باقی رکھنا بہُت اَہم وضَروری ہے)۔

﴿8﴾... تین صورَتوں میں جَمع مَنع ہوئی، دو میں واجِب، دو میں مُؤکّدْ (یعنی تاکیدی اور) جو ان سات (قِسموں) سے خارِج ہو، وہ اپنی حالت پر نظر کرے اگر جَمع نہ رکھنے میں اس کا قَلب پریشان ہو، توجُّہ بَعبادت وذِکرِ الٰہی میں خَلَل پڑے تو بمعنیٔ مَذکور بَقَدرِ حاجت جَمع رکھنا ہی افضل ہے اور اکثر لوگ اِسی قسم کے ہیں۔

﴿9﴾... اگر جَمع رکھنے میں اس کا دل مُتَفَرِّق (یعنی مُنتَشِر) اور مال کے حفظ (یعنی حفاظت) یا اس کی طرف مَیلان (جُھکاؤ) سے مُتَعَلِّق ہو تو جمع نہ رکھنا ہی افضل ہے کہ اَصل مقصود ذِکرِ الٰہی کے لیے فَراغ بال (فارِغ ہونا) ہے جو اُس میں مُخِل (خلل ڈالنے والا) ہو وُہی ممنوع ہے۔

﴿10﴾... جو اصحاب نُفُوسِ مُطْمَئِنَّہ (یعنی اہلِ اطمینان) ہوں، (کہ) نہ عَدَمِ مال (مال نہ ہونے) سے اُن کا دل پریشان (ہو) نہ وُجُودِ مال (یعنی مال ہونے) سے اُن کی نظر (پریشان ہو)، وہ مُختار ہیں (یعنی بااختیار ہیں کہ چاہیں تو بقیہ مال صَدَقہ وخیرات کر دیں یا اپنے پاس ہی رکھیں)۔

﴿11﴾... حاجت سے زیادہ کا مَصارِفِ خیر (یعنی اچّھی جگہوں) میں صَرف (خَرچ) کر دینا اور جَمع نہ رکھنا صورتِ سِوُم میں تو واجب تھا باقی جُملہ صُوَر (یعنی دیگر تمام صورَتوں) میں ضَرور مطلوب (یعنی پسندیدہ)، اور جوڑ کر (یعنی جمع) رکھنا اس کے حق میں ناپسند ومَعیُوب کہ مُنْفَرِد کو اس کا جوڑنا طولِ اَمَل (یعنی لمبی اُمّید) یا حُبِّ دُنیا (یعنی دنیا کی مَحَبَّت) ہی سے ناشی (یعنی پیدا) ہو گا۔ (مطلب یہ کہ مال جمع کرنا لمبی اُمّید یا دُنیا سے مَحَبَّت ہی کی وجہ سے ہو گا اور یہ دونوں صورتیں اچّھی نہیں ہیں) فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ''دُنیا میں یُوں رہ گویا تُو مسافر بلکہ راہ چلتا ہے اور اپنے آپ کو قبر میں سمجھ کر صبح کرے تو دل میں یہ خیال نہ لا کہ شام ہو گی اور شام ہو تو یہ نہ سمجھ کہ صبح ہو گی۔''

(تِرمِذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی قصر الامل، ۱۴۹/۴، حدیث: ۲۳۴۰)

سلطانِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: یَااَیُّھَا النَّاسُ اَمَا تَسْتَحْیُوْنَ اے لوگو! کیا تمھیں شرم نہیں آتی؟ حاضِرین نے عَرض کی: یارسولَ اللہ! کس بات سے؟ فرمایا: جَمع کرتے ہو جو نہ کھاؤ گے اور عمارت بناتے ہو جس میں نہ رہو گے اور وہ آرزُوئیں باندھتے ہو جن تک......

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی لعنت ہو ایسے لوگوں پر کہ ان کے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے لیے قسم ارشاد فرمائی مگر پھر بھی انہیں یقین نہ آیا۔

......نہ پہنچوگے اس سے شرماتے نہیں۔ (معجم کبیر، ۲۵/۱۷۲، حدیث: ۴۲۱)

حضرتِ سیِّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک مہینے کے وعدے پر ایک کنیز سو دینار کو خریدی، رسولُ **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا اُسامہ سے تعجُّب نہیں کرتے جس نے ایک مہینے کے وَعدے پر (کنیز) خریدی، بیشک اُسامہ کی امّید لمبی ہے، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تو جب آنکھ کھولتا ہوں یہ گمان ہوتا ہے کہ پلک جھپکنے سے پہلے موت آجائیگی اور جب پیالہ منہ تک لے جاتا ہوں کبھی یہ گمان نہیں کرتا کہ اس کے رکھنے تک زندہ رہوں گا اور جب کوئی لقمہ لیتا ہوں گمان ہوتا ہے کہ اسے حلق سے اُتارنے نہ پاؤں گا کہ موت اُسے گلے میں روک دے گی، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بیشک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضَرور آنے والی ہے اور تم (**اللہ** کو) عاجز نہیں کرسکتے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب التوبۃ والزھد، الترکیب فی ذکر الموت...الخ، ۴/۱۰۸، حدیث: ۵۱۲۷)

یہ سب (تو) مُنْفَرِد کا بیان (ہے) رہا عِیال دار (تو) ظاہِر ہے کہ وُہ اپنے نَفس کے حق میں "مُنْفَرِد" ہے، تو خود اپنی ذات کے لیے اُسے اُنہیں اَحکام کا لحاظ چاہئے اور عِیال کی نظر سے اُس کی صورتیں اور ہیں ان کا بیان کریں۔

﴿12﴾... عِیال کی کَفالَت شَرع نے اِس پر فَرض کی، وہ ان کو تَوکُّل و تَبتُّل (دنیا سے کَنارہ کشی) وَصَبْرٌ عَلَی الْفَاقَہ (یعنی اور بھوک پیاس سے صَبر) پر مجبور نہیں کرسکتا، اپنی جان کو جتنا چاہے کَسے (یعنی آزمائش میں ڈالے) مگر اُن (یعنی بال بچّوں) کو خالی چھوڑنا اس پر حرام ہے۔

﴿13﴾... وہ جس کی عِیال میں صورت چہارُم کی طرح بے صبرا ہو اور بے شک بہُت عوام ایسے نکلیں گے تو اس کے لحاظ سے تو اس پر دوہرا وُجُوب ہو گا کہ قَدرِ حاجت جَمع رکھے۔

﴿14﴾... ہاں جس کی سب عِیال (یعنی بال بچّے) صابِر و مُتوکِّل ہوں اُسے رَوا (جائز) ہو گا کہ سب (مال) راہِ خدا میں خَرچ کر دے۔ (فتاوی رضویہ، ۱۰/۳۱۱ تا ۳۲۷، مختصراً)

www.dawateislami.net

بنو آدم کی ہلاکت

جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ترجمۂ کنزالایمان: تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم بے شک یہ قرآن حق ہے۔ (پ۲۶، الذّٰریٰت: ۲۳)

تو فرشتوں نے کہا: بنو آدم کے لیے ہلاکت ہو، انہوں نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو ناراض کیا حتّٰی کہ اس نے انہیں رزق دینے پر قسم ارشاد فرمائی۔

عبادت کیسے قبول ہو؟

حضرت سیِّدُنا اویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اگر تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت زمین و آسمان والوں جتنی بھی کرلے پھر بھی تجھ سے قبول نہیں کی جائے گی حتّٰی کہ تو اُس کی تصدیق کرے۔ پوچھا گیا: اُس کی تصدیق کیسے ہو؟ ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرے رزق کا جو ذِمّہ لیا ہے تو اس پر ایمان رکھے اور تیرا جسم اس کی عبادت کے لیے فارغ ہو۔

حضرت سیِّدُنا ہَرِم بن حَیَّان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان نے حضرت سیِّدُنا اُویس قَرنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا: آپ مجھے کس جگہ رہنے کا مشورہ دیتے ہیں؟ آپ نے اپنے ہاتھ سے ملکِ شام کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے عرض کی: وہاں گزر بسر کیسے ہو گی؟ حضرت سیِّدُنا اویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ان دلوں پر افسوس! یہ شک میں مبتلا ہو گئے تو اب انہیں نصیحت فائدہ نہیں دیتی۔

چہرے قبلے سے پھر گئے

ایک کفن چور نے حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی کے ہاتھ پر توبہ کی تو آپ

www.dawateislami.net

رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس کے حالات دریافت کئے، اس نے بتایا: میں نے ایک ہزار قبریں کھودیں اور دو شخصوں کے علاوہ سب کے چہرے قبلے سے پھرے ہوئے تھے۔ یہ سن کر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: رزق کے معاملے میں بدگمانی نے ان بے چاروں کے چہرے قبلے سے پھیر دیئے۔

ہمارے ایک رفیق نے بتایا کہ اس نے ایک نیک شخص کو خواب میں دیکھا تو اس کا حال پوچھتے ہوئے کہا: کیا آپ کا ایمان سلامت رہا؟ تو اس نے جواب دیا: توکل کرنے والوں ہی کا ایمان سلامت رہتا ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل سے ہماری اصلاح فرمائے اور ہمارے اعمال پر ہماری پکڑ نہ فرمائے، بے شک وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

توکُّل کی حقیقت

اگر تم یہ کہو کہ ہمیں یہ بھی بتایئے کہ توکل کی حقیقت اور اس کا حکم کیا ہے اور بندے کے لیے رزق کے معاملے میں کتنا توکل ضروری ہے؟ تو یاد رکھو کہ اس بات کو سمجھنے کے لیے چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے: (۱)...لفظ توکل کی وضاحت (۲)...اس کا استعمال (۳)...اس کی تعریف اور (۴)...توکل پیدا کرنے والی باتیں۔

لفظ توکل کی وضاحت

"توکل" کا لفظ "وکالت" (سپردگی / نمائندگی) سے بنا ہے تو اب کسی پر توکل کرنے والا وہ ہوتا ہے جو اُس دوسرے کو اپنے کام کا وکیل بنائے تاکہ وہ اُس کے کام کو انجام دے، اُس کام کی درستی کا ضامن ہو اور بغیر کسی تکلُّف واہتمام کے اسے کافی ہو جائے۔

www.dawateislami.net

لفظِ توکل کا استعمال

لفظ "توکل" تین جگہ پر بولا جاتا ہے:

(۱)... قسمت پر یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ پر یقین رکھنا کہ اس نے تمہاری قسمت میں جو لکھ دیا ہے وہ تمہیں مل کر رہے گا کیونکہ ربّ تعالٰی کا فیصلہ بدلتا نہیں اور شرعی طور پر ایسا توکل واجب ہے۔

(۲)... مدد کے مقام پر اور وہ یوں کہ جب تم اس کے دین کی مدد کرو اور کوشش کرو تو تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد پر مکمل اعتماد اور یقین ہونا چاہیے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ (پ۴، اٰل عمرٰن: ۱۵۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ (پ۲۶، محمد: ۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَ كَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾ (پ۲۱، الروم: ۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہمارے ذِمّۂ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔

یہ توکل وعدۂ الٰہی کے سبب واجب ہے۔

(۳)... رزق اور حاجت کے مقام پر یعنی یہ بھروسا رکھنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے اتنے رزق کا ضامن اور کفیل ہے جس سے تمہارا جسم قائم رہ سکے اور تم اس کی عبادت کر

www.dawateislami.net

سکو، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ (پ۲۸، الطلاق: ۳)

صادق و امین آقا، دو عالَم کے داتا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر تم اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ایسا توکل کرو جیسا توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں ایسے روزی دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہے۔[1]

یہ توکل عقل اور شرع دونوں لحاظ سے بندے پر فرض و لازم ہے۔

رزق کی اقسام

توکل کا مشہور مقام رزق کے معاملے میں توکل کرنا ہے اور یہاں اِسی کو بیان کرنا مقصود ہے، پس اب توکل کا اصل مقام رزق ہے اور علمائے آخرت کے مطابق یہی وہ رزق ہے جس کی ربّ تعالیٰ نے ضمانت لی ہے اور تمہیں اس کی وضاحت رزق کی اقسام بیان کرنے کے بعد ہی سمجھ میں آئے گی۔ جان لو کہ رزق کی چار قسمیں ہیں: (۱)...رزقِ مَضمون (۲)...رزقِ مَقْسُوم (۳)...رزقِ مَمْلُوک اور (۴)...رَزقِ مَوْعُود۔

﴿1﴾...**رزقِ مضمون:** رزقِ مضمون سے مراد اس قدر غذا نصیب ہونا جس سے بدن سلامت رہے، نہ کہ تمام اسباب مل جانا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے جو رزق کا ذِمّہ لیا گیا ہے وہ اِسی قسم کے متعلق ہے اور شرعی و عقلی اعتبار سے یہ توکل واجب ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں اپنی اطاعت و عبادت کا پابند و مکلّف بنایا ہے اور یہ اجسام ہی سے ہوتی ہے

---

1 ...ترمذی، کتاب الزھد، باب التوکل والیقین، ۴/ ۱۵۴، حدیث: ۲۳۵۱

www.dawateislami.net

لہٰذا ربّ تعالٰی کے ذِمّۂ کرم پر ہے کہ وہ ہمیں اتنا رزق دے جس سے ہم عبادات بجالا سکیں۔

فرقۂ کَرَّامیہ[1] کے بعض بڑوں نے اپنے عقیدے کے مطابق اس مقام پر کلام حسن کیا ہے کہ بندوں کے رزق کا ضامن ہونا تین باتوں کی وجہ سے حکم الٰہی میں واجب ہے۔

(۱)...وہ آقا ہے اور ہم اس کے خادم ہیں اور آقا پر اپنے غلام کی ضرورت پوری کرنا لازم ہوتا ہے جیسا کہ غلام پر آقا کی خدمت کرنا لازم ہوتا ہے۔

(۲)...اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بندوں کو رزق کا محتاج پیدا فرمایا ہے اور ان کے لیے رزق کا کوئی یقینی راستہ نہیں بنایا تو وہ نہیں جانتے کہ ان کا رزق کیا ہے؟ کہاں ہے؟ اور کب ملے گا؟ تاکہ وہ اسے اس کی جگہ سے لے لیں لہٰذا واجب ہوا کہ وہ اِس معاملے میں بندوں کو کافی ہو اور انہیں رزق تک پہنچائے۔

(۳)...ربّ تعالٰی نے بندے کو اپنی اطاعت و عبادت کا پابند بنایا ہے اور رزق کی طلب اِس سے دور کرتی ہے لہٰذا واجب ہوا کہ وہ بندوں کی ضرورت پوری فرمائے تاکہ وہ عبادت کے لیے فارغ ہو سکیں۔

یہ ایسے شخص کا کلام ہے جو ربوبیت کی شان اور اسرار سے ناواقف ہے اور جو یہ کہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کچھ واجب ہے وہ گمراہ و فریب زدہ ہے۔ ہم علمِ کلام پر مشتمل اپنی کتابوں میں اس کے فساد و خرابی کو خوب واضح کر چکے ہیں اور اب ہم اپنے مقصد کی طرف واپس آتے ہیں۔

1...ایک گمراہ فرقہ جس کا بانی محمد بن کرام ہے، یہ لوگ تجسیم و تشبیہ کے قائل ہیں (یعنی باری تعالٰی کے لیے جسم ثابت کرتے اور اُسے مخلوق جیسا کہتے ہیں۔نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْ ذٰلِکَ)۔(الملل والنحل، الکرامیۃ، ص۱/۵۹)

www.dawateislami.net

﴾2﴿...رزقِ مقسوم: رزقِ مقسوم وہ رزق ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تقسیم فرمایا اور لوحِ محفوظ میں لکھ دیا یعنی ہر ایک کا کھانا، پینا، پہننا ایک مُقرّرہ مقدار اور طے شدہ وقت کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے، نہ اس سے کم ہو سکتا ہے نہ زیادہ، نہ پہلے مل سکتا ہے اور نہ ہی تاخیر ہو سکتی ہے جیسا کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: رزق تقسیم ہو چکا اور قلمِ قدرت اسے لکھ کر فارغ ہو گیا، اب کسی متقی کا تقوٰی اسے زیادہ کر سکتا ہے نہ کسی گناہ گار کا فسق و فجور اسے کم کر سکتا ہے۔[1]

﴾3﴿...رزقِ مملوک: رزقِ مملوک دنیا کا ہر وہ مال جس کا بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تقسیم کے حساب سے مالک ہو اور یہ بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رزق سے ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ (پ۳، البقرۃ: ۲۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو۔

مطلب یہ کہ اس رزق میں سے خرچ کرو جس کا ہم نے تمہیں مالک بنایا ہے۔

﴾4﴿...رزقِ موعود: تقوٰی اختیار کرنے کی صورت میں بغیر کسی محنت و مشقت کے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے متقی بندوں سے جس حلال کا وعدہ فرمایا ہے اُسے رزقِ موعود کہتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًاۙ(۲) وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُؕ (پ۲۸، الطلاق: ۲، ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔

یہ رزق کی چار اقسام تھیں اور توکُّل صرف رزقِ مضمون میں واجب ہے، اسے

1...المقاصد الحسنۃ، ص۱۲۱، تحت الحدیث: ۲۲۴

www.dawateislami.net

اچھی طرح جان لو۔

توکل کی تعریفات

ہمارے ایک شیخ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: دل کا مخلوق سے امید ختم کر کے صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ پر بھروسا کرنا توکل ہے۔ جبکہ ایک اور بزرگ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مصلحت کے مقام پر دل کو غیر سے جدا کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حفاظت میں دینے کا نام توکل ہے۔

حضرت سیِّدُنا شیخ ابو عمر رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: تعلیق کو ترک کرنے کا نام توکل ہے اور تعلیق یہ ہے کہ اپنے جسم کی سلامتی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی اور شے سے سمجھنا۔

میرے شیخ (حضرت سیِّدُنا امام ابو بکر وَرَّاق) رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: توکل و تعلیق دو ذکر (سمجھنا و یاد کرنا) ہیں، پس توکل یہ ہے کہ اپنے جسم کی سلامتی کو ربّ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے سمجھے اور تعلیق یہ ہے کہ اس سلامتی کو ربّ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی دوسرے کی طرف سے سمجھے۔

مُصَنِّف کے نزدیک توکل کی اصل

میرے نزدیک تمام اقوال کی ایک ہی اصل ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے دل کو اس بات پر پختہ کر لو کہ تمہارے جسم کی بقا، تمہاری محتاجی کو ختم کرنا اور تمہیں روزی دینا صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے، کسی اور کی طرف سے ہرگز نہیں، نہ دنیاوی مال وزر سے اور نہ ہی کسی اور سبب سے۔ پھر ربّ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ تمہارے ان کاموں کے لیے مخلوق یا کسی مال وزر کو سبب بنا دے اور چاہے تو بغیر اسباب و وسائل کے تمہیں کافی ہو جائے۔ جب تم اس بات کو دل میں بٹھا لو گے تو تمہارا دل مخلوق

www.dawateislami.net

سے یکسر جدا ہو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ پس یوں تمہیں حقیقی توکل نصیب ہو جائے گا۔ توکل کی یہی تعریف ہے۔

توکل پر ابھارنے والی باتیں

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ضمانت کو پیشِ نظر رکھنا اور اس سے بھی بڑھ کر اس کے علم و قدرت میں اس کے جلال و کمال کو یاد کرنا اور وعدہ خلافی، بھول، کمی کوتاہی اور عیب و نقص سے اس کے پاک ہونے کو یاد کرنا، جب بندہ ان باتوں کو ذہن میں لاتا رہے گا تو یہ باتیں رزق کے معاملے میں اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل پر ابھاریں گی۔

کیا رِزق تلاش کرنا ضروری ہے؟

اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا کسی صورت میں بندے کو رزق تلاش کرنا بھی ضروری ہے؟ تو جان لو کہ رزقِ مضمون جو ہماری غذا اور ہماری بقا کے لیے ہے ہم اُسے تلاش نہیں کر سکتے کیونکہ وہ دینا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کام ہے جیسا کہ زندگی اور موت صرف اسی کی طرف سے ہے کہ نہ بندہ زندگی لے سکتا ہے نہ موت کو ٹال سکتا ہے اور جہاں تک رزقِ مقسوم کا تعلُّق ہے تو اس کی طلب بندے پر لازم نہیں کیونکہ بندہ اِس کا محتاج نہیں بلکہ اس کی ضرورت رزقِ مضمون ہے اور رزقِ مضمون کا ضامن اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے۔ رہا یہ فرمانِ باری تعالیٰ کہ:

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (پ۲۸، الجمعۃ: ۱۰) ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

تو اس سے مراد علم اور ثواب کی تلاش ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ رخصت کا حکم ہے کیونکہ یہ (نمازِ جمعہ کے وقت خرید و فروخت کی) ممانعت کے بعد دیا گیا ہے لہٰذا یہ جواز کے معنٰی میں ہو گا (کہ رزق کی تلاش جائز ہے) اور یہ واجب و لازم ہونے کے معنٰی میں نہیں۔

www.dawateislami.net

کیا اسباب کی تلاش لازم ہے؟

اگر کوئی پوچھے کہ رزق مضمون کے کچھ اسباب ہیں تو کیا ہم پر اسباب کی تلاش لازم ہے؟ تو اُس سے کہا جائے گا کہ یہ تم پر لازم نہیں ہے کیونکہ بندے کو اس کی کوئی حاجت نہیں ہے، اس لیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سبب اور بغیر سبب دونوں طرح دیتا ہے تو پھر ہم پر اسباب کی تلاش کہاں سے ضروری ہوگی؟ پھر یہ بھی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کمانے یا تلاش کرنے کی شرط کے بغیر ہی تمہارے رزق کا ذِمّہ لیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَامِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (پ۱۲، ھود: ۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمۂ کرم پر نہ ہو۔

پھر یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ بندہ رزق کی جگہ کو جانتا ہی نہ ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے تلاش کرنے کا حکم دے کیونکہ بندہ یہ بھی نہیں جانتا کہ کس سبب سے اس تک رزق پہنچے گا تاکہ صرف اسے ہی اختیار کرے اور دوسرے کو نہیں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ اس غذا سے ہی میری نشو و نما ہوگی۔ پس جب ہم میں سے کوئی بھی یقینی طور پر اپنے رزق کا سبب نہیں جانتا اور یہ کہ اُسے وہ کہاں سے حاصل ہوگا تو پھر اُس پر اِس کی تلاش لازم کرنا بھی صحیح نہیں۔ اس پر اچھی طرح غور کرو کیونکہ یہ بالکل واضح بات ہے۔[1]

1... اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْه فرماتے ہیں: جو ایسا بے صبرا ہو کہ اگر اُسے فاقہ پہنچے تو مَعَاذَ الله رب عَزَّوَجَلَّ کی شکایت کرنے لگے اگرچہ صِرف دل میں، نہ زَبان سے، یا طُرُقِ ناجائزہ (یعنی ناجائز طریقوں) مِثْلِ سَرِقہ (سَ۔رِ۔قَہ یعنی چوری) یا بھیک وغیرہ کا مرتکِب ہو، اس پر لازِم ہے کہ حاجت کے قَدَر جَمع رکھے، اگر پیشہ وَر ہے کہ رَوز کا رَوز کھاتا ہے، تو ایک دن کا، اور ملازِم ہے کہ ماہوار ملتا ہے یا مکانوں دکانوں کے کرائے پر بسر ہے کہ (کرایہ) مہینہ پیچھے آتا ہے، تو ایک مہینے کا اور زمیندار ہے...

www.dawateislami.net

نیک لوگ رزق تلاش نہیں کرتے

پھر تمہارے لیے اتنی بات کافی ہے کہ حضرات انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام اور متوکلین اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اکثر اور عام طور پر رزق کی تلاش نہیں فرمائی اور خود کو عبادت کے لیے فارغ رکھا اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ نفوسِ قدسیہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی حکم کو نہیں چھوڑتے اور اس معاملے میں اس کی نافرمانی نہیں کرتے لہٰذا واضح ہو گیا کہ رزق یا اس کے اسباب تلاش کرنا بندے پر لازم نہیں ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر تم پوچھو کہ کیا تلاش کرنے سے رزق زیادہ ہوتا اور نہ کرنے سے کم ہوتا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں کیونکہ رزق اپنی مقدار اور وقت کے ساتھ لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم بدلتا ہے نہ اس کی تقسیم اور لکھے ہوئے میں کوئی تبدیلی آتی ہے۔ ہمارے عُلَمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک یہی صحیح ہے جبکہ حضرت سیِّدُنا حاتم اصم اور حضرت سیِّدُنا شقیق بلخی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِمَا کے بعض اصحاب کا کہنا ہے کہ "بندے کے فعل سے رزق کم زیادہ نہیں ہوتا لیکن مال کم زیادہ ہو جاتا ہے۔" یہ قول فاسد ہے کیونکہ دلیل دونوں جگہ ایک ہے اور وہ لوحِ محفوظ میں لکھا ہونا اور تقسیم ہونا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان میں اسی طرف اشارہ ہے:

وَلَا تَفۡرَحُوۡا لِکَیۡلَا تَاۡسَوۡا عَلٰی مَا فَاتَکُمۡ ترجمۂ کنزالایمان: اس لیے کہ غم نہ کھاؤ اس پر جو

......کہ فصل (چھ ماہ) یا سال پر پاتا ہے تو چھ مہینے یا سال بھر کا اور اصل ذَرِیعۂ مَعاش مَثَلاً آلاتِ حرفت (یعنی کام کے اَوزار) یا دکان مکان دیہات بَقدرِ کِفایت کا باقی رکھنا تو مُطلَقاً اس پر لازِم ہے۔
(فتاوی رضویہ، ۱۰/۳۱۶)

www.dawateislami.net

بِمَاۤ اٰتٰىكُمْؕ (پ۲۷، الحدید: ۲۳) ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو اس پر جو تم کو دیا۔

اگر رزق تلاش کرنے سے زیادہ اور نہ کرنے سے کم ہوتا تو یہ ایک طرح سے غمی اور خوشی کا محل ہوتا کیونکہ بندہ سستی ولاپرواہی کرکے اس سے محروم رہتا اور محنت و کوشش کرکے اِسے پالیتا، حالانکہ حضور نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک مانگنے والے سے فرمایا: اگر تو اس تک نہ پہنچتا تو یہ تیرے پاس آجاتی۔ (1)

لوحِ محفوظ کا لکھا دو قسم ہے

اگر سوال کیا جائے کہ ثواب اور عذاب بھی تو لوحِ محفوظ میں لکھا جاچکا ہے پھر بھی ہم پر ثواب کی طلب اور گناہ کا ترک لازم ہے اور یہ طلب سے بڑھتے اور ترک کرنے سے کم ہوتے ہیں؟ تو یاد رکھو کہ ثواب کی طلب کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کا حتمی حکم فرمایا ہے اور اسے ترک کرنے پر ڈرایا ہے اور ہمارے نیک کام کیے بغیر ثواب دینے کی ضمانت اس نے نہیں لی لہٰذا ثواب یا عذاب کی کمی زیادتی کا تعلّق بندے کے فعل سے ہے۔ رزق اور ثواب و عذاب کے لکھے ہونے میں فرق ہے، ہمارے بعض علمائے کرام نے فرمایا: لوحِ محفوظ میں لکھے ہوئے کی دو قسمیں ہیں: (۱)... غیر مشروط (۲)... مشروط

﴾1﴿... **غیر مشروط:** وہ قسم ہے جس میں بندے کے فعل کی کوئی شرط نہیں بلکہ وہ بالکل مطلق لکھا ہوا ہے اور وہ ہے رزق اور موت کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے رزق اور موت کو بغیر کسی شرط کے بیان فرمایا ہے، ارشادِ ربانی ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (پ۱۲، ھود: ۶) ترجمۂ کنز الایمان: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذِمّۂ کرم پر نہ ہو۔

(1)... ابن حبان، کتاب الزکاة، باب ما جاء فی الحرص وما یتعلق به، ۵/۹۸، حدیث: ۳۲۲۹

www.dawateislami.net

اور موت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ (پ۱۱، یونس: ۴۹)

ترجمۂ کنزالایمان: جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں۔

چار چیزیں لکھی جاچکیں

سَیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَرْبَعَةٌ فُرِغَ مِنْهُنَّ اَلْخَلْقُ وَالْخُلُقُ وَالرِّزْقُ وَالْاَجَلُ یعنی چار چیزیں لکھی جاچکیں: (۱)... جسمانی ڈھانچہ (۲)... اخلاق (۳)... رزق اور (۴)... موت۔[1]

﴿2﴾... **مشروط:** لوحِ محفوظ میں لکھی دوسری قسم مُعَلَّق ہے اور بندے کے فعل سے مشروط ہے اور وہ ہے ثواب اور عذاب کیا تم نہیں دیکھتے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کتاب میں انہیں بندے کے فعل پر مُعَلَّق فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۶۵﴾ (پ۶، المآئدۃ: ۶۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر کتاب والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ضرور ہم ان کے گناہ اُتار دیتے اور ضرور انہیں چین کے باغوں میں لے جاتے۔

یہ بہت واضح ہے اسے جان لو۔

رزق تقدیرِ الٰہی سے ہے

اگر یہ کہا جائے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو تلاش کرتے ہیں انہیں رزق اور مال مل جاتا

---

[1]... معجم کبیر، ۹/ ۱۹۳، حدیث: ۸۹۵۲

www.dawateislami.net

ہے اور جو تلاش نہیں کرتے وہ نہیں پاتے اور محتاج رہتے ہیں؟ تو ایسے شخص سے کہا جائے گا کہ اگر ایسا ہی ہے تو پھر تمہیں کوئی بھی تلاشِ رزق کرنے والا محروم یا محتاج نظر نہیں آنا چاہیے اور کوئی بھی فارغ رہنے والا دولت مند نظر نہیں آنا چاہیے حالانکہ اکثر فارغ لوگ دولت مند اور طلب کرنے والے محتاج ہیں۔ اس لیے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ سب غالب علم والے رب عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر اور حکمت والے بادشاہ جَلَّ جَلَالُہ کی تدبیر ہے۔

ملک شام کے واعظ حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن سابق صَقَلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے کیا خوب فرمایا:

كَمْ مِنْ قَوِيٍّ قَوِيٍّ فِيْ تَقَلُّبِهِ ‌ ‌ ‌ مُهَذَّبِ الرَّأْيِ عَنْهُ الرِّزْقُ مُنْحَرِفُ

وَ كَمْ ضَعِيْفٍ ضَعِيْفٍ فِيْ تَقَلُّبِهِ ‌ ‌ ‌ كَأَنَّهُ مِنْ خَلِيْجِ الْبَحْرِ يَغْتَرِفُ

هٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ الْاِلٰهَ لَهُ ‌ ‌ ‌ فِي الْخَلْقِ سِرٌّ خَفِيٌّ لَّيْسَ يَنْكَشِفُ

فَاحْمَدْ اِلٰهَكَ فِيْ ضِيْقٍ وَفِيْ سِعَةٍ ‌ ‌ ‌ وَلَا تُعَانِدْ فَمَا الْاَرْزَاقُ تَخْتَلِفُ

ترجمہ:(۱)...بہت سے قوی لوگ جو تدبیر میں بہت ہوشیار اور مضبوط ہوتے ہیں وہ رزق سے محروم ہوتے ہیں۔(۲)...اور بہت سے کمزور لوگ کم سمجھ بوجھ والے ایسے ہوتے ہیں گویا سمندر کی تہہ سے خزانے نکال رہے ہوں۔(۳)... یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مخلوق کے معاملے میں رب عَزَّوَجَلَّ کا ایک پوشیدہ راز ہے جو ظاہر نہیں ہوتا۔(۴)...پس تو تنگی وخوشحالی دونوں میں اپنے معبود کی حمد کر اور سرکش مت بن کیونکہ رزق نہیں بدلتے۔

جنگل اور زادِ راہ

اگر تم پوچھو کہ کیا میں کھلے جنگل میں بغیر زادِراہ کے چلا جاؤں؟ تو میں کہوں گا کہ اگر تمہارا دلی تعلّق اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ مضبوط ہے اور تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے وعدے پر

www.dawateislami.net

کامل یقین ہے تو بغیر زادِ راہ چلے جاؤ اور اگر ایسا نہیں ہے تو عوام کی طرح ہو جاؤ جو گزر بسر کے ذرائع سے جُڑے رہتے ہیں۔

میں نے حضرت سیِّدُنا امام ابو المعالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی کو فرماتے سنا کہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ لوگوں کی عادت کے مطابق چلے اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اس کے ساتھ لوگوں کی عادت کے مطابق معاملہ فرماتا ہے۔

یہ فرمان بہت عمدہ ہے اور غور کرنے والے کے لیے اس میں ڈھیروں فوائد ہیں۔

زادِ راہ کے حکمِ قرآنی کا مطلب

اگر تم کہو کہ کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ نہیں فرمایا:

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی ﴾ (پ۱، البقرۃ: ۱۹۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور توشہ (سفر کا خرچ) ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے۔

یاد رکھو اس آیتِ طیبہ کے بارے میں دو اقوال ہیں:

(۱)... یہاں زادِ راہ سے مراد آخرت کا زادِ راہ ہے جب ہی فرمایا کہ بہتر توشہ پرہیزگاری ہے جبکہ دنیا کے ساز و سامان اور اسباب کو توشہ قرار نہیں دیا۔

(۲)... یہ آیتِ مبارکہ اُن لوگوں کے متعلّق ہے جو حج کو جاتے تو لوگوں کے بھروسے پر اپنے ساتھ توشہ نہ لے جاتے چنانچہ وہ لوگوں سے مانگتے اور ان کے سامنے عاجزی کرتے یوں لوگوں کو تکلیف دیتے لہٰذا انہیں حکم دیا گیا کہ توشہ ساتھ لے کر نکلیں اور خبر دار کیا گیا کہ تمہارا اپنے مال سے توشہ لینا لوگوں کا مال لینے اور ان پر بھروسا کرنے سے بہتر ہے۔ ہمارا موقف بھی یہی ہے۔

www.dawateislami.net

مسافر کا زادِ راہ لینا

اگر تم سوال کرو کہ کیا توکل کرنے والا بھی سفر میں زادراہ لے کر نکلے؟ تو جان لو کہ بسا اوقات متوکل شخص بھی زادراہ ساتھ لے کر چلتا ہے مگر اس کے دل میں یہ بات نہیں ہوتی کہ یہی میرا رزق ہے اور اسی سے میں نے زندہ رہنا ہے بلکہ اس کا دل اللہ عَزَّوَجَلَّ سے لگا ہوتا ہے اور وہ اسی پر بھروسا کرتا ہے اور کہتا ہے: رزق تقسیم ہو چکا اور لکھا جا چکا، اب رب تعالیٰ کی مرضی ہے وہ اسی زادِراہ کو میرا سہارا بنائے یا کسی اور چیز کو۔ یونہی متوکِّل شخص کبھی کسی دوسری نیت کے تحت زادِراہ ساتھ رکھتا ہے مثلاً: کسی مسلمان کی مدد کرنا وغیرہ۔ معاملہ زادِراہ ساتھ رکھنے یا نہ رکھنے کا نہیں بلکہ اصل معاملہ دل کا ہے، تمہارا دل صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کے وعدے اور اس کی ضمانت پر ثابت رہنا چاہیے۔ لہٰذا زادِراہ ساتھ رکھنے والے کتنے ہی لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل کرتے ہیں، نہ کہ اس زادراہ پر اور بہت سے زادِ راہ ساتھ نہ لینے والے زادوتوشہ کی آس میں رہتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل نہیں کرتے لہٰذا اصل معاملہ دل ہی کا ہے۔ اس اصول کو سمجھ لو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ تمہیں کافی ہوگا۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر سوال کیا جائے کہ سَیِّدُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حضراتِ صحابۂ کرام اور دیگر بزرگانِ دین رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن بھی تو زادِ راہ ساتھ لیتے تھے؟ تو جواب یہ دیا جائے گا کہ بلاشبہ زادِ راہ لینا حرام نہیں، جائز ہے۔ حرام تو یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل چھوڑ کر توشے پر بھروسا کر لیا جائے۔ پس اِسے سمجھو، پھر یہ بتاؤ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ارشاد فرمایا:

www.dawateislami.net

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ ترجمۂ کنز الایمان: اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا۔ (پ۱۹، الفرقان: ۵۸)

اب حضور نبی اکرم، شَفِیعِ مُعَظَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کیا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی اور اپنے دل کو کھانے، پینے یا درہم و دینار سے لگایا؟ ہرگز نہیں، بخدا ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دل اللہ عَزَّوَجَلَّ سے لگا رہا اور آپ کا بھروسا اُسی ذات پر رہا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کبھی دنیا کی طرف متوجہ ہوئے نہ کبھی دنیا کے خزانوں کی چابیوں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر بزرگوں کا زادِ راہ ساتھ لینا اچھی نیتوں کی بنا پر ہوتا تھا، اس وجہ سے نہیں تھا کہ اُن کے مبارک دل اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ہٹ کر زادِ راہ کی طرف مائل ہو گئے تھے اور توکل میں اصل اعتبار نیت کا ہی ہے جو ہم تمہیں بتا چکے لہٰذا خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔

زادِ راہ لینا افضل یا نہ لینا؟

اگر تم پوچھو کہ زادِ راہ ساتھ لینا افضل ہے یا نہ لینا؟ تو یاد رکھو کہ حالت بدلنے سے اس کا حکم بدل جاتا ہے پس اگر کوئی ایسا شخص ہے لوگ جس کی پیروی کرتے ہیں اور وہ اس نیت سے زادِ راہ ساتھ لیتا ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ جائز ہے یا پھر وہ مسلمانوں کی مدد یا کسی فریاد رس کی خیر خواہی کی نیت کرتا ہے یا کوئی بھی نیک نیت رکھتا ہے تو اس کے لیے زادِ راہ لینا افضل ہے اور اگر کوئی تنہا ہے مگر اس کا توکُّل اللہ عَزَّوَجَلَّ پر مضبوط ہے اور اندیشہ ہے کہ زادِ راہ ساتھ لیا تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت سے غافل کرے

www.dawateislami.net

گا تو ایسے شخص کا زادِ راہ نہ لینا افضل ہے۔ ان چند جملوں کو سمجھو اور اچھی طرح یاد کر لو اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

دوسرا عارضہ: خیالات اوران کا قصد وارادہ

(راہِ عبادت میں رکاوٹ ڈالنے والے چار عوارض میں سے دوسرا عارضہ ہر اس چیز کا خیال ہے جس سے تم ڈرتے ہو یا جس کی امید کرتے ہو، جسے چاہتے ہو یا جسے ناپسند کرتے ہو حالانکہ نہ تم اس کی بہتری کو جانتے ہو نہ فساد کو۔)

ان خیالات کے لیے تمہیں تفویض (خود سپردگی) کافی ہے، پس تم اپنا سارا معاملہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کر دو اور ایسا کرنا دو وجہ سے بہتر ہے:

❁...**پہلی وجہ:** فوری طور پر تمہارے دل کو اطمینان نصیب ہو جائے گا کیونکہ جب کام اہم مگر غیر واضح ہوں کہ اُن کی بہتری یا خرابی کا پتا نہ ہو تو تمہارا دل و دماغ پریشان اور بے چین ہو جاتا ہے، تمہیں معلوم نہیں ہوتا ہے کہ تم ٹھیک کرو گے یا خراب؟ پس اگر تم سارا معاملہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کر دو گے تو تمہیں یقین ہو جائے گا کہ اب میں بہتری اور بھلائی کی طرف ہی جاؤں گا پس تم خطرے سے بے خوف ہو جاؤ گے اور تمہارا دل فوری طور پر مطمئن ہو جائے گا پس یہ اطمینان، بے خوفی اور فوری طور پر راحت و سکون کا ملنا بہت بڑی دولت ہے۔ ہمارے شیخ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه اپنی مجلسوں میں اکثر فرمایا کرتے تھے: ”دَعِ التَّدْبِيْرَ اِلٰى مَنْ خَلَقَكَ تَسْتَرِحْ یعنی تدبیر کو اپنے پیدا کرنے والے پر چھوڑ دو تم پُرسکون ہو جاؤ گے۔“ آپ نے اس کے متعلّق یہ اشعار بھی کہے:

اِنَّ مَنْ كَانَ لَيْسَ يَدْرِىْ اَفِى الْمَحْـ ـبُوْبِ نَفْعٌ لَّهٗ اَوِ الْمَكْرُوْهِ

www.dawateislami.net

لَحَرِیٌّ بِاَنْ یُّفَوِّضَ مَا یَعْـ ـجِزُ عَنْهُ اِلَی الَّذِیْ یَكْفِیْهِ
لِلّٰهِ الْبَرُّ الَّذِیْ هُوَ بِالرَّاْ فَةِ اَحْنٰی مِنْ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهٖ

ترجمہ:(۱)...جسے پتا نہ ہو کہ میرا فائدہ پسندیدہ چیز میں ہے یا ناپسندیدہ چیز میں(۲)...تو بہتری اِسی میں ہے کہ جس کام سے وہ عاجز ہے اسے اس کے سپرد کر دے جو اسے کافی ہو(۳)...یقیناً وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی ہے جو احسان فرمانے والا اور بندے کے ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہے۔

...**دوسری وجہ:** آئندہ تمہیں بہتری اور بھلائی نصیب ہو گی، وہ اس طرح کہ کاموں کا انجام پوشیدہ ہے کیونکہ بہت سی برائیاں بھلائیوں کی صورت میں ہوتی ہیں، بہت سے نقصان نفع کے زیور سے آراستہ ہوتے ہیں اور بہت سے زہر شہد کی صورت میں ہوتے ہیں جبکہ تم ان کے انجام واسرار سے ناواقف ہو چنانچہ اگر تم کسی کام کا قطعی ارادہ کر کے اس میں لگ جاؤ گے تو کوئی بعید نہیں کہ بہت جلد ہلاکت میں پڑ جاؤ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

شیطان دیکھنے کی تمنا کا انجام

منقول ہے کہ ایک عبادت گزار **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے یہ دعا کیا کرتا تھا کہ وہ اسے شیطان دکھا دے۔ اس سے کہا گیا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے عافیت کا سوال کر مگر وہ نہ مانا اور اُسی دعا میں لگا رہا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے شیطان کو اس پر ظاہر کر دیا۔ جب اس نے شیطان کو دیکھا تو اسے مارنے کا ارادہ کیا، شیطان بولا: اگر مجھے یہ معلوم نہ ہوتا کہ تم نے ابھی سو سال مزید زندہ رہنا ہے تو میں تمہیں ضرور تباہ وبرباد کر دیتا۔ شیطان کی اس بات سے وہ دھوکا کھا گیا اور دل میں کہنے لگا: ابھی تو میری بہت عمر باقی ہے لہٰذا جو چاہوں کروں پھر توبہ کر لوں گا۔ یہ سوچ کر وہ عبادت چھوڑ بیٹھا اور گناہوں میں لگ کر تباہ وبرباد ہو گیا۔

اس حکایت میں تمہارے لیے سبق ہے کہ اپنے ارادے پر جمے نہ رہو اور نہ ہی

www.dawateislami.net

اپنے مقصود کے لیے ضد کرو اور یہ حکایت لمبی امید سے بھی ڈراتی ہے کیونکہ لمبی امید بہت بڑی آفت ہے۔ شاعر نے سچ کہا:

اَلَا یَا نَفْسُ اِنْ تَرْضٰی بِقُوْتٍ فَاَنْتِ عَزِیْزَۃٌ اَبَدًا غَنِیَّہْ
وَ اِیَّاکَ الْمَطَامِعَ وَ الْاَمَانِیْ فَکَمْ اُمْنِیَّۃٍ جَلَبَتْ مَنِیَّہْ

ترجمہ: اے نفس خبردار ہو جا! اگر تو بقدرِ ضرورت غذا پر راضی رہے گا تو ہمیشہ عزت و مال والا رہے گا اور لالچ اور امیدوں سے بچ کیونکہ بہت سی آرزوئیں موت تک پہنچا دیتی ہیں۔

جب تم اپنا معاملہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کر کے اس سے دعا کرو گے کہ وہ تمہارے لیے وہ چیز مقرر کرے جس میں تمہاری بہتری ہو تو تمہیں بھلائی اور بہتری ہی نصیب ہو گی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے ایک نیک بندے کی بات کو یوں بیان فرمایا:

وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ(۴۴) فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِۚ(۴۵) (پ۲۴، المؤمن: ۴۴، ۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے تو اللہ نے اسے بچالیا ان کے مکر کی برائیوں سے اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آگھیرا۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ آیتِ مبارکہ میں "اپنا کام سپردِ الٰہی کرنے" کے ذکر کے فوراً بعد برائیوں سے بچانے، دشمنوں پر مدد اور مراد تک پہنچنے کا ذکر ہے۔ پس خوب غور کرو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں توفیق عطا فرمائے۔

تفویض کا معنٰی اور حکم

اگر تم پوچھو کہ تفویض کا مطلب اور اس کا حکم کیا ہے؟ تو جان لو کہ یہاں دو چیزیں یاد رکھنے کی ہیں جن سے بات بالکل واضح ہو جائے گی۔ (۱)... تفویض کا مقام اور

www.dawateislami.net

(۲)... تفویض کا معنٰی و تعریف اور اس کی ضد۔

تفویض کا مقام

جاننا چاہیے کہ انسان جن چیزوں کا ارادہ کرتا ہے اُن کی تین قسمیں ہیں۔

❁...**پہلی قسم:** وہ جس کے برا ہونے کا تمہیں کامل یقین ہو، کسی قسم کا کوئی شک نہ ہو جیسے: دوزخ اور عذاب اور افعال کے لحاظ سے کفر، بدعت اور گناہ۔ پس اس کے ارادے کی کوئی گنجائش نہیں۔

❁...**دوسری قسم:** وہ جس کے اچھا ہونے کا تمہیں قطعی اور یقینی علم ہو جیسے جنت، ایمان اور سُنَّت وغیرہ۔ تمہیں ان کا پختہ ارادہ کرنا ہے، یہاں تفویض کی کوئی جگہ نہیں کیونکہ اس میں کوئی خطرہ ہے نہ اس کے خیر اور بھلائی ہونے میں کوئی شک۔

❁...**تیسری قسم:** وہ جسے کے بارے میں تمہیں یقینی طور پر معلوم نہ ہو کہ اس میں تمہارے لئے بہتری ہے یا بُرائی جیسے نفلی اور مباح چیزیں۔ یہ تفویض (یعنی اپنا معاملہ سپردِ الٰہی کرنے) کا مقام ہے، تمہیں ان کا پختہ ارادہ کرنا جائز نہیں بلکہ یوں کرو کہ اگر اس میں میرے لیے بہتری ہے تو میں کروں گا یا پھر یوں کہو کہ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میں کروں گا پس اگر تم نے اس قید کے ساتھ ارادہ کیا تو یہ تفویض ہے اور اگر ایسا نہ کیا تو یہ ایک ممنوع اور مذموم لالچ ہو گی۔ خلاصہ یہ نکلا کہ جس شے کے ارادے میں خطرہ واندیشہ ہو وہ تفویض کا مقام ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہیں اُس میں اپنے لیے بھلائی کا یقین نہ ہو۔

تفویض کی تعریفات

ہمارے بعض مشائخ کرام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ نے فرمایا: تفویض کا معنٰی یہ ہے کہ

www.dawateislami.net

خطرہ والے کام میں اپنے اختیار کو مختار و مُدَبِّر اور مخلوق کی بھلائی جاننے والے کے سپرد کرنا جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

حضرت سیِّدُنا شیخ ابو محمد سجزی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تفویض کی یہ تعریف کی کہ ”خطرے والے کاموں میں اپنا اختیار مختارِ حقیقی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حوالے کر دینا تاکہ وہ تمہارے لیے بہتر کا انتخاب فرمائے۔“

جبکہ حضرت سیِّدُنا شیخ ابو عمر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: لالچ کو ترک کرنے کا نام تفویض ہے اور لالچ یہ ہے کہ خطرے والا کام کرنے کا پختہ ارادہ کیا جائے۔

یہ تو مشائخ کی تعریفات تھیں جبکہ ہمارے نزدیک تفویض کی تعریف یہ ہے: جس کام میں تمہیں خطرے کا خوف ہو اس میں یہ ارادہ کرنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری بہتری کی حفاظت فرمائے۔

تفویض کی ضد

تفویض کی ضد طمع (لالچ) ہے اور طمع دو طرح کی ہوتی ہے:

(۱)...وہ طمع جو رجا (امید) کے معنٰی میں ہو۔ مطلب تم ایسی چیز کا ارادہ کرو جس میں کوئی خطرہ نہ ہو، ایسی طمع مذموم نہیں بلکہ قابلِ تعریف ہے جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ (اپنے نیک بندوں کے اقوال ذکر کرتے ہوئے) ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓــٴَـتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﭤ (پ۱۹، الشعرآء: ۸۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

www.dawateislami.net

اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَاۤ ترجمۂ کنزالایمان: ہمیں طمع ہے کہ ہمارا رب ہماری خطائیں بخش دے۔ (پ۱۹، الشعرآء: ۵۱)

اس طمع کے متعلِّق کلام کرنا ہمارا مقصود نہیں ہے۔

فوری محتاجی

(۲)...دوسری قسم مذموم طمع ہے۔ حضور نبیِّ اکرم، رسولِ مُحْتَشَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِیَّاکُمْ وَ الطَّمَعَ فَاِنَّہٗ فَقْرٌ حَاضِرٌ یعنی خود کو طمع سے بچاؤ کیونکہ یہ فوری محتاجی ہے۔(1)

منقول ہے کہ "دین کی خرابی اور بربادی لالچ میں ہے اور دین کی پختگی تقوٰی وپرہیز گاری میں ہے۔" ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: مذموم طمع دو چیزیں ہیں: (۱)... مشکوک نفع میں سکونِ قلب تلاش کرنا اور (۲)... خطرے والا کام کرنے کا پکا ارادہ کرلینا۔ تفویض کے مقابلے میں جو ارادہ ہے وہ یہی ہے۔

تفویض پر ابھارنے والی باتیں

تفویض حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ امور میں پائے جانے والے خطرات کو اور ہلاکت وخرابی کے امکان کو یاد کیا جائے، اس سے بھی بڑھ کر تم اس چیز کو ذہن میں لاؤ کہ تم کئی طرح کے خطرات سے بچنے اور محفوظ رہنے کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ تم ان سے لاعلم اور غافل ہونے کے ساتھ کمزور بھی ہو۔ یہ باتیں پیشِ نظر رکھنا تمہیں تمام کام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کرنے اور پُرخطر کاموں میں پختہ ارادے سے بچنے

1...معجم اوسط، ۵/۴۰۳، حدیث: ۷۷۵۳

www.dawateislami.net

پر ابھارے گا نیز ایسے کاموں میں تمہیں خیر و بھلائی کی شرط کے ساتھ ارادہ کرنے پر ابھارے گا۔ ان باتوں کو اچھی طرح یاد کرلو اللہ عَزَّوَجَلَّ توفیق عطا فرمائے۔

دو قسم کے خطرات

اگر سوال کیا جائے کہ آخر وہ خطرہ کیا ہے جس کی وجہ سے علمائے کرام تفویض کو ضروری قرار دیتے ہیں؟ تو سنو کہ یہاں خطرات دو قسم کے ہیں:

❀...**پہلا خطرہ:** شک ہونا کہ یہ کام ہوسکے گا یا نہیں اور تم یہ کر سکو گے یا نہیں؟ اسی وجہ سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کہنے کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ نیت و امید کے باب میں شامل ہوجاتا ہے۔

❀...**دوسرا خطرہ:** خرابی کا ہے کہ تمہیں اس میں اپنی بہتری کا یقین نہیں ہوتا، پس اِسی وجہ سے تفویض کی حاجت ہوتی ہے۔

خطرے کے متعلّق اقوالِ علما

خطرے کے متعلّق علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے اقوال میں اختلاف ہے، **بعض** نے فرمایا: کام میں خطرہ یہ ہے کہ ہوسکتا ہے اس کام کے علاوہ کسی دوسرے کام میں نجات ہو اور یہ بھی ممکن ہے یہ کام کرنے میں گناہ ہو جبکہ ایمان اور سنت میں کوئی خطرہ نہیں ہوتا کیونکہ ایمان کے بغیر نجات نہیں اور سنت پر استقامت میں کوئی گناہ نہیں لہٰذا ایمان و سنت کا پختہ ارادہ کرنا بالکل درست ہے۔

حضرت سیِّدُنا استاد ابو اسحاق اسفرائینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے فرمایا: کسی کام میں خطرہ یہ ہے کہ اس کام میں کوئی ایسی رکاوٹ آجائے کہ اصل کام چھوڑ کر اس رکاوٹ کو دور

www.dawateislami.net

کرنا زیادہ بہتر ہو۔ ایسا خطرہ مباح، سنت اور فرائض میں بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً: کسی شخص پر نماز کا وقت بہت تنگ ہو گیا ابھی اس نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تھا کہ کسی ڈوبتے یا آگ میں جلتے شخص نے اسے مدد کے لیے پکارا اور یہ اس کو بچا بھی سکتا ہے تو اس کے لیے اُسے بچانا نماز میں مشغول ہونے سے بہتر ہے۔ پس ایسی صورت میں مباحات، نوافل اور کثیر فرائض میں بھی پختہ ارادہ کرنا درست نہیں ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر سوال کیا جائے کہ یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے پر ایک چیز فرض کرے اور اس کے چھوڑنے پر عذاب کی وعید بھی سنائے اس کے باوجود اس کام کے کرنے میں بہتری نہ ہو؟ جواب یہ ہے کہ ہمارے شیخ (ابو بکر وَرّاق) رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بندے کو اسی چیز کا حکم فرمایا ہے جس میں اس کے لیے بہتری ہو بشرطیکہ کوئی رکاوٹ نہ پائی جائے اور نہ ہی بندے پر کسی فرض میں اتنی تنگی فرمائی ہے کہ وہ اس سے پھر ہی نہ سکے مگر یہ کہ اس کے پھرنے میں بھی اس کے لیے بہتری ہی رکھی ہو۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بندے کے لیے کسی عذر کو سبب بنا دیتا ہے جس کی وجہ سے دو فرض یا واجب کاموں میں سے ایک کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف بڑھنا زیادہ بہتر ہوتا ہے جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں، لہٰذا ایسی صورت میں بندہ معذور بلکہ ماجور یعنی ثواب کا مستحق ہوتا ہے، اس وجہ سے نہیں کہ اس نے فرض کو چھوڑا بلکہ اس وجہ سے کہ اس نے وہ فرض اختیار کیا ہے جو زیادہ بہتر تھا۔

میں نے حضرت سیِّدُنا امام الحرمین ابو المعالی جُوَیْنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو اس مسئلے

www.dawateislami.net

میں یہ فرماتے سنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نماز، روزہ اور حج وغیرہ جو بھی بندے پر فرض فرمائے ہیں ان میں بالیقین بندے کے لیے بہتری ہے اور ان کو انجام دینے کا پختہ ارادہ کرنا بھی درست ہے اور اس پر ہم سب کا اتفاق ہے۔اب مباح و نفلی چیزیں تفویض کے حکم میں باقی رہ گئیں۔اسے اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ یہ اس باب کی مشکل ترین بحث ہے۔

مقامِ تفویض سے گرنا

اگر کہا جائے کہ کیا معاملات کو سپردِ خدا کرنے والا ہلاکت و خرابی سے محفوظ رہتا ہے حالانکہ دنیا تو مصائب و آلام کا گھر ہے؟تو جان لو کہ معاملات کو سپرد خدا کرنے والے کو اکثر بھلائی ہی نصیب ہوتی ہے، البتہ کبھی کبھار اُسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے[1] اور اِس کی وجہ سے بسا اوقات وہ رسوا ہو کر تفویض کے مقام سے گر جاتا ہے جبکہ مقام تفویض سے گرنے اور رسوا ہونے میں بندے کے لیے کوئی بھلائی نہیں۔حضرت سیِّدُنا شیخ ابو عمر رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ بندے نے جو معاملات سپردِ خدا کیے ہیں ان میں اسے بھلائی اور بہتری ہی نصیب ہوتی ہے جبکہ رسوائی اور مرتبہ تفویض میں کوتاہی ان کاموں میں ہوتی ہے جو بندہ سپردِ خدا نہیں کرتا وجہ یہ ہوتی ہے کہ اسے ان کاموں میں بُرائی کا اندیشہ نہیں ہوتا جبکہ تفویض ان کاموں میں ہوتی ہے جن میں بھلائی اور بُرائی دونوں کا شک ہوتا ہے۔ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے نزدیک یہ دوسرا قول ہی زیادہ بہتر ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو تفویض پر ابھارنے والی بات مضبوط نہیں رہتی۔

---

1 ...یہ ناکامی اس کی اپنی کمزورئ تفویض کی بنیاد پر ہوتی ہے۔(ازعلمیہ)

www.dawateislami.net

اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کچھ واجب نہیں

اگر یہاں یہ سوال کیا جائے کہ کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ پر واجب ہے کہ اپنے معاملات اُس کے سپرد کرنے والے کو افضل چیز ہی عطا فرمائے؟ تو یاد رکھو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کوئی چیز واجب ٹھہرانا محال وناممکن ہے اور بندوں کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ بعض اوقات وہ حکمت کے تحت بندے کو بہتر عطا فرماتا ہے مگر وہ بہتر افضل نہیں ہوتا، کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایک سفر میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اوران کے اصحاب عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے لیے سورج طلوع ہونے تک پوری رات نیند مقدر فرمادی یہاں تک کہ ان کی نمازِ تہجد اور نمازِ فجر قضا ہو گئی[1] حالانکہ نماز نیند سے افضل ہے۔ بعض اوقات رب تعالیٰ کسی بندے کے لیے دنیا کی نعمتیں اور دولت مقدر فرما دیتا ہے اگرچہ افضل فقر وغربت ہے۔ یونہی کسی کو بیویوں اور اولاد میں مشغول فرما دیتا ہے اگرچہ عبادت کے لیے تجرُّد (یعنی بیوی بچوں کا نہ ہونا) افضل ہے۔[2] بے شک

---

[1] ...غزوۂ خیبر سے واپسی پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا جہاں یہ واقعہ پیش آیا۔ (مسلم، کتاب المساجد، باب قضاء الصلوۃ الفائتۃ، ص ۳۴۲، حدیث: ۳۰۹)

[2] ...احناف کے نزدیک غلبۂ شہوت کے وقت نکاح کرنا واجب اور حالت اعتدال میں سُنَّتِ مؤکدہ ہے اور یہ نوافل میں مشغول ہونے سے افضل ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے: "صحیح قول کے مطابق غلبۂ شہوت کے وقت نکاح کرنا واجب ہے اور حالتِ اعتدال میں سُنَّتِ مؤکدہ ہے جبکہ بندہ وطی، مہر اور نفقہ (یعنی خرچ وغیرہ) پر قادر ہو اور نوافل میں مشغول ہونے سے نکاح کرنا افضل ہے اور نکاح ترک کرنے والا گناہ گار ہے کیونکہ سنتِ مؤکدہ کا ترک گناہ ہے اور اگر نکاح سے اپنے آپ کو اور عورت کو حرام سے بچانے کی نیت اور اولاد کا ارادہ ہو تو نکاح کرنا اجر وثواب کا موجب ہے۔ اسی طرح سنت پر عمل اور حکمِ الٰہی بجالانے کی نیت ہو تو اجر وثواب ملے گا لیکن اگر محض شہوت پوری کرنے اور حصولِ لذت کی نیت ہو تو کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ (درمختار مع ردالمحتار، کتاب النکاح، ۴/ ۷۲ تا ۷۴)

www.dawateislami.net

اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کو جانتا دیکھتا ہے۔

بیان کردہ بات ایسے ہی ہے جیسے ایک سمجھدار اور خیر خواہ طبیب مریض کے لیے جَو کا پانی تجویز کرتا ہے اگرچہ شکر کا پانی زیادہ اچھا اور زیادہ لذیذ ہوتا ہے کیونکہ طبیب جانتا ہے کہ اس کی بیماری کا علاج جَو کے پانی میں ہے اور بندے کا مقصد بھی ہلاکت سے بچنا ہی ہوتا ہے، نہ کہ ہلاکت وبُرائی کے ساتھ فضل وشرف حاصل کرنا۔

تفویض میں اختیار

اگر سوال کیا جائے کہ اپنے معاملات سپردِ خدا کرنے والا بااختیار ہوتا ہے یا نہیں؟ تو جان لو کہ ہمارے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک درست یہ ہے کہ اسے اختیار ہوتا ہے اور اس سے اس کی تفویض میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ یوں کہ جب اس کی بہتری افضل ومفضول دونوں میں ہو تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے یہ چاہ سکتا ہے کہ ربّ تعالیٰ اس کے لیے افضل کے اسباب مہیا فرمادے جیسے مریض کو اختیار ہوتا ہے کہ طبیب سے کہے: اگر دونوں ہی میں میری بہتری ہے تو پھر میری دوا جو کے پانی کے بجائے شکر کا پانی کر دو تاکہ مجھے اپنی پسند اور بہتری دونوں ایک ساتھ مل جائیں، اسی طرح بندے کو بھی یہ دعا کرنے کا اختیار ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ افضل میں اس کی بہتری رکھ دے اور اس کا سبب بنادے تاکہ اسے فضل اور بہتر دونوں اکٹھے مل جائیں لیکن شرط یہ ہے کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے بجائے افضل کے غیر افضل میں بہتری کو منتخب فرمائے تو بندہ اس پر راضی رہے۔

تفویض میں کہاں اختیار نہیں؟

اگر کہا جائے کہ ایسا کیوں ہے کہ بندے کے لیے افضل کو اختیار کرنا روا ہے اور

www.dawateislami.net

زیادہ بہتر کو اختیار کرنا جائز نہیں؟ تو یاد رکھو کہ افضل اور زیادہ بہتر میں فرق ہے۔ بندہ مفضول کے مقابلے میں افضل کو تو جانتا ہے مگر خرابی کے مقابلے میں بہتری سے لاعلم ہوتا ہے اسی لیے اُس کا پختہ ارادہ نہیں کر سکتا اور افضل کو اختیار کرنے کا معنٰی یہ ہے کہ بندہ یہ چاہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُس کی بہتری کو افضل میں رکھ دے اور اِس کو اس کے لیے مُنتَخَب و مقدر فرمادے۔ بے شک بندہ اِسی میں پختہ ارادہ کر سکتا ہے، اسے اچھی طرح سمجھ لو۔

یہ جو کچھ بیان ہوا علمِ تفویض اور اس کے اسرار کا خلاصہ ہے، اگر حاجت نہ ہوتی تو ہم اسے ذکر نہ کرتے کیونکہ یہ علومِ مکاشفہ کے سمندروں میں سے ہے اس کے باوجود میں نے اس کتاب میں مختصر مگر جامع نکات بیان کر دیئے ہیں اور میں نے وضاحت کا ارادہ اس لیے کیا تاکہ بڑے بڑے علما اور ابتدائی طالب اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو توفیق ملے گی۔

تیسرا عارضہ: قضائے الٰہی پر رضا کا بیان

(راہِ عبادت میں رکاوٹ ڈالنے والے چار عوارض میں سے تیسرا عارضہ قضائے الٰہی کی مختلف صورتوں کا پیش آنا ہے، یہ قضا بدلتی رہتی ہے کبھی نفس ناراضی کی طرف جلدی کرتا ہے اور کبھی فتنے کی طرف دوڑتا ہے۔)

جب قضاء کا عارضہ آجائے تو اس کے لیے تمہیں اتنا کافی ہے کہ تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قضاء یعنی فیصلے پر راضی رہو اور یہ راضی رہنا دو وجہ سے ضروری ہے:

❁...**پہلی وجہ**: عبادت کے لیے فراغت نصیب ہو جائے گی کیونکہ اگر تم قضائے الٰہی پر راضی نہ ہوئے تو ہمیشہ تمہارے دل پر غم و پریشانی کے بادل چھائے رہیں گے کہ ایسا کیوں ہوا؟ ویسا کیوں نہ ہوا؟ اور جب دل اس طرح کی پریشانیوں میں مبتلا ہو تو پھر

www.dawateislami.net

عبادت کے لیے فراغت کیسے نصیب ہو سکتی ہے؟ کیونکہ تمہارے پاس ایک دل ہی تو ہے اور وہ بھی دنیا کی اگلی پچھلی پریشانیوں سے بھر جائے تو اب اس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد، اس کی عبادت اور فکرِ آخرت کے لیے جگہ کہاں بچے گی؟

موجودہ برکت کا ختم ہونا

حضرت سیِّدُنا شقیق بلخی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی نے سچ فرمایا کہ "گزرے ہوئے کاموں پر حسرت اور آنے والے کاموں کی فکر تمہاری موجودہ گھڑی کی برکت بھی ختم کر دیتی ہے۔"

❀...**دوسری وجہ:** قضائے الٰہی پر راضی نہ رہنے کی صورت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کا اندیشہ ہے۔

منقول ہے کہ ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام کو آزمائش پہنچی تو انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں شکایت کی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ "تم میرا شکوہ کر رہے ہو حالانکہ میں شکوہ اور مذمّت کا مُستحق نہیں ہوں اور یہ جو تمہارے لیے ظاہر ہوا میرے علم کے مطابق ہے تو پھر تم اپنے لیے میرے فیصلے پر ناراض کیوں ہوتے ہو؟ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری خاطر دنیا بدل دوں یا پھر لوحِ محفوظ میں تبدیلی کر دوں، میں اپنی چاہت کے بجائے تمہاری چاہت کے مطابق فیصلہ کروں اور میری پسند کے بجائے تمہاری پسند نافذ ہو، میری عزت وجلال کی قسم! اگر دوبارہ تمہارے دل میں یہ خیال گزرا تو میں لباسِ نبوت اُتار کر تمہیں آگ کے حوالے کر دوں گا اور مجھے کوئی پروا نہیں۔"

میں کہتا ہوں: عقلمند کو غور کرنا چاہیے کہ رب تعالیٰ کی طرف سے یہ عظیم نگہداشت اور دل دہلا دینے والی وعید اپنے انبیا و برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہے تو عام بندوں کے ساتھ اس کا معاملہ کیسا ہو گا؟ پھر حکایت میں اس فرمان پر غور کرو کہ "اگر دوبارہ آپ کے دل

www.dawateislami.net

میں یہ خیال گزرا تو میں لباسِ نبوت اتار لوں گا۔‘‘ یہ سخت تنبیہ محض دل کے ارادے وخیال پر ہے تو اس شخص کا کیا حال ہو گا جو لوگوں کے سامنے اپنے ربّ تعالٰی کی طرف سے آنے والی آزمائش پر بے صبری کرے، چیخے چلائے، شکوہ کرے اور شور مچائے اور نہ صرف خود بلکہ اوروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لے۔

پھر یہ تنبیہ انہیں تھی جنہیں ایک بار قضا سے ناراضی کا خیال گزرا تو جو ساری عمر ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے گزار دے اس کا کیا انجام ہو گا؟ پھر یہ کہ انہوں نے تو اپنے ربّ تعالٰی سے شکایت کی تھی تو جو غیر کے سامنے رونا روئے اس کا کیا بنے گا؟ ہم اپنے شریر نفسوں اور بُرے اعمال سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتے ہیں اور ہم اُس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں معاف فرمادے، ہمارے گناہ اور کوتاہیاں بخش دے اور اپنی نظر رحمت سے ہماری اصلاح فرمائے۔ بے شک وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

قضاء پر راضی رہنے کا معنٰی

اگر پوچھا جائے کہ قضائے الٰہی پر راضی رہنے کا معنٰی، اس کی حقیقت اور اس کا حکم کیا ہے؟ تو جان لو کہ ہمارے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے فرمایا: ناراضی چھوڑ دینے کا نام رضا ہے اور ناراضی یہ ہے کہ بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قضاء و فیصلے کے مقابلے میں اُس شے کو اپنے لیے زیادہ بہتر اور عمدہ سمجھے جس کی بہتری یا خرابی کا اسے یقین ہی نہ ہو۔ اس معاملے میں یہ شرط ہے تو اسے سمجھ لو۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر تم سوال کرو کہ کیا شر اور گناہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قضاء و قدر سے نہیں ہیں؟ تو پھر

www.dawateislami.net

بندہ شر پر کیسے راضی ہو سکتا ہے اور یہ اُس پر کیونکر لازم ہو سکتا ہے؟ تو یاد رکھو کہ راضی رہنے کا تعلُّق قضائے الٰہی کے ساتھ ہے اور شر کی قضاو فیصلہ شر نہیں ہے بلکہ شر وہ ہے جس کا فیصلہ ہوا لہٰذا اِسے شر پر راضی ہونا نہیں بلکہ قضا پر راضی ہونا کہیں گے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ قضاء کا تعلق چاروں چیزوں سے ہوتا ہے: (۱)... نعمت (۲)... شدت (۳)... بھلائی اور (۴)... برائی۔

﴿1﴾... نعمت کے معاملے میں فیصلہ فرمانے والے (اللہ تعالیٰ)، فیصلہ اور جس کا فیصلہ ہوا یعنی نعمت سے راضی ہونا بندے پر واجب، اُس کے نعمت ہونے کی حیثیت سے اس پر شکر ادا کرنا بھی واجب اور نعمت کے اثر کو ظاہر کر کے خود پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احسان کا اظہار بھی واجب ہے۔

﴿2﴾... شدت و سختی کے بارے میں بھی فیصلہ فرمانے والے، فیصلہ اور اس شدت وتکلیف پر راضی رہنا واجب ہے اور اُس کے سختی ہونے کے لحاظ سے اس پر صبر کرنا بھی واجب ہے۔

﴿3﴾... بھلائی کے معاملے میں بھی فیصلہ فرمانے والے، فیصلہ اوراس بھلائی پر راضی ہونا واجب ہے اوراس حیثیت سے کہ وہ بھلائی ہے اور اُس کی توفیق ملی بندے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احسان کو یاد کرنا بھی واجب ہے۔

﴿4﴾... شر کے معاملے میں بھی فیصلہ فرمانے والے، فیصلہ اور جو فیصلہ ہوا اُس پر راضی ہونا واجب ہے، اس حیثیت سے کہ اُس کا فیصلہ ہوا ہے، اس لحاظ سے نہیں کہ وہ شر ہے اور چونکہ اُس کا فیصلہ ہوا ہے تو اس اعتبار سے در حقیقت یہ فیصلہ کرنے والے اور فیصلہ کی طرف لوٹتا ہے اور یہ ایسے ہی ہے کہ تم کسی مخالف کے مذہب کی معلومات لینے پر راضی

www.dawateislami.net

ہو جاؤ تا کہ تمہیں اُس کا پتا چل جائے، اس لیے نہیں کہ تم اسے اپنا لو گے پس اس کا علم ہونا علم کی طرف لوٹے گا اور تمہاری رضا اور محبت حقیقت میں علم کے ساتھ ہو گی نہ کہ اس مذہب کے ساتھ۔ پس جو فیصلہ ہوا اس پر راضی رہنے کا بھی یہی مطلب ہے۔

قضا پر راضی کی زیادہ طلبی

اگر یہاں سوال ہو کہ کیا قضائے الٰہی پر راضی رہنے والا زیادہ کا طلبگار ہو سکتا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ ہاں مگر اس شرط کے ساتھ کہ اگر زیادہ میں میرے لیے بہتری و بھلائی ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ زیادہ عطا فرمائے، قطعی و یقینی طلب نہ کرے۔ یوں وہ قضائے الٰہی پر راضی رہنے والا ہی کہلائے گا بلکہ یہ دلیل ہو گی کہ وہ بدرجہ اولیٰ قضائے الٰہی پر راضی ہے کیونکہ جب کوئی کسی شے کو پسند کرتا اور اس پر راضی ہوتا ہے جب ہی تو زیادہ کی طلب کرتا ہے۔ چنانچہ

حضور نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جب دودھ پیش کیا جاتا تو آپ یہ دعا کرتے: ”اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس میں ہمارے لئے برکت رکھ اور ہمیں اس سے زیادہ عطا فرما۔“ اور جب کوئی اور چیز پیش کی جاتی تو یہ دعا کرتے: ”وَزِدْنَا خَيْرًا مِّنْهُ یعنی ہمارے لئے اس سے بہتر میں اضافہ فرما۔“[1] دونوں دعاؤں میں کہیں بھی یہ دلیل نہیں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قضائے الٰہی پر راضی نہ تھے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر تم کہو کہ ان دونوں دعاؤں میں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بہتری

---

1 ...ابو داود، کتاب الاشربة، باب ما یقول اذا شرب اللبن، ۳/۴۷۵، حدیث: ۳۷۳۰ بتغیر

www.dawateislami.net

اور بھلائی کی شرط نہیں لگائی؟تو جان لو کہ ان امور کا تعلق دل سے ہے زبان سے ادا کرنا تو فقط ان کا اظہار ہوتا ہے اور جب دل میں کوئی چیز ہو تو زبان سے اس کا اظہار نہ بھی کیا جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔اسے اچھی طرح سمجھ لو۔

چوتھا عارضہ:مصائب و تکالیف

(راہِ عبادت میں رکاوٹ ڈالنے والے چار عوارض میں سے چوتھا عارضہ مصائب و تکالیف ہیں بالخصوص مخلوق، شیطان اور نفس کی مخالفت کرنے والے کو ہر طرف سے پیش آتی ہیں)

مصائب و تکالیف کے عارضے کا علاج صبر ہے تو ہر مقام پر صبر کرنا تم پر لازم ہے اور یہ دو وجہ سے ہے:

❁...پہلی وجہ: تاکہ تمہیں عبادت تک رسائی ہو جائے اور عبادت سے جو تمہارا مقصود ہے وہ تمہیں نصیب ہو جائے کیونکہ ہر عبادت کا معاملہ صبر اور تکالیف برداشت کرنے پر موقوف ہے، جو صبر کرنے والا نہ ہو حقیقت میں وہ عبادت میں سے کچھ حاصل نہیں کر پاتا کیونکہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کا ارادہ کرتا اور اس کے لیے تنہائی اختیار کرتا ہے تو اسے کئی قسم کی آزمائشوں، امتحانوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

راہِ عبادت کی چار مشقتیں

پہلی یہ کہ اصل عبادت میں ہی مشقت ہے، اسی وجہ سے اس کی ترغیب دلائی گئی اور اس پر ثواب کا وعدہ کیا گیا کیونکہ بندہ خواہش کو مار کر اور نفس پر جبر کر کے ہی عبادت کر سکتا ہے، اس لیے کہ نفس و خواہش نیکی و بھلائی سے روکتے ہیں اور ان کی مخالفت کرنا انسان کے لیے سب سے مشکل کام ہے۔

www.dawateislami.net

دوسری یہ کہ بندہ مشقت اٹھا کر جب کوئی اچھا کام کرتا ہے تو پھر اور زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اچھا کام برباد نہ ہو جائے اور کسی عمل کو باقی رکھنا عمل کرنے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

تیسری یہ کہ دنیا مصائب وآلام کا گھر ہے جو بھی اس میں رہے گا اسے لازمی طور پر ان کا سامنا کرنا پڑے گا اور ان مصائب کی بھی کئی قسمیں ہیں: خاندان میں مصیبت، رشتہ داروں، بھائیوں اور دوستوں وغیرہ میں سے کسی کی جدائی یا موت واقع ہو جانا، خود اپنے جسم کا مختلف امراض اور دردوں میں مبتلا ہونا، عزت کے معاملے میں لوگوں سے جھگڑا فساد ہونا، اپنی عزت پر دست درازی، غیبت یا الزام تراشیوں کا ڈر وخوف ہونا یونہی مال کے ختم ہو جانے کا ڈر وغیرہ ان میں سے ہر مصیبت اپنی حیثیت کے لحاظ سے انسان کو زخمی کرتی اور دل جلاتی ہے لہٰذا انسان کو ان سب پر صبر کی ضرورت ہے ورنہ بے صبری اور رونا دھونا اسے عبادت کے لیے فارغ نہیں ہونے دے گا۔

چوتھی یہ کہ آخرت کے طلبگار کی آزمائش ومصیبت زیادہ شدید ہوتی ہے۔ جو جتنا زیادہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے قریب ہوتا ہے دنیا میں اس کے لیے مصائب وآلام بھی اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں، کیا تم نے محبوبِ خدا، سیّد انبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان نہیں سنا: ”اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ یعنی لوگوں میں سب سے سخت آزمائش انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی ہوتی ہے پھر شہدا کی پھر درجہ بدرجہ دیگر لوگوں کی۔“[1] پس جو شخص بھی نیکی کے راستے کا ارادہ کرے گا اور راہ آخرت کے لیے تنہائی چاہے گا تو اسے ان مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا، اگر اس نے ان پر صبر نہ کیا اور

1... ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، ۴/ ۱۷۹، حدیث: ۲۴۰۶، دون ذکر ”الشھداء“

www.dawateislami.net

آخرت کی طرف متوجہ نہ ہوا تو وہ اس راہ سے جدا ہو کر عبادت سے محروم ہو جائے گا اور اسے عبادت میں سے کچھ بھی نصیب نہ ہو گا۔

مصائب کے متعلق قرآنی فیصلہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں بالکل واضح طور پر بتا دیا کہ تمہیں مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا اور ان کے ذریعے ہم تمہاری آزمائش کریں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَتُبْلَوُنَّ فِیْۤ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ۫ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى كَثِیْرًا ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ضرور تمہاری آزمائش ہو گی تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں اور بے شک ضرور تم اگلے کتاب والوں اور مشرکوں سے بہت کچھ بُرا سنو گے۔

(پ۴، آل عمران: ۱۸۶)

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (۱۸۶) (پ۴، آل عمران: ۱۸۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

گویا ربّ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے کہ یہ بات اپنے دلوں میں بٹھالو کہ تمہیں مختلف قسم کی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا، اگر تم نے صبر کیا تو واقعی تم مرد ہو گے اور تمہارے کام بلند ہمت مردوں والے ہوں گے۔ لہٰذا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کا ارادہ کرے اسے لازم ہے کہ پہلے طویل صبر کا پختہ عزم کرلے اور دل میں یہ بات بٹھالے کہ جب تک زندگی ہے بڑی بڑی مصیبتوں کو برداشت کرنا ہی پڑے گا۔ اگر اس نے

www.dawateislami.net

ایسا نہ کیا تو گویا بغیر آلات کے کام کرنا چاہتا ہے اور غلط طریقے پر کام کرنے لگا ہے۔

موت کی چار اقسام

حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب نے فرمایا: جو آخرت کا راستہ طے کرنا چاہتا ہے وہ خود پر چار اقسام کی موت طاری کر لے: سفید، سرخ، سیاہ اور سبز۔ سفید موت بھوک، سیاہ موت لوگوں کی طرف سے مذمت، سرخ موت شیطان کی مخالفت اور سبز موت پے در پے آنے والے مصائب ہیں۔

بہترین نصیحتیں

❀...بزرگوں کے پاس جاؤ تو اس وقت تک برتری نہ چاہنا جب تک کہ وہ خود تمہیں برتری نہ دے دیں تاکہ تمہیں ان سے کوئی پریشانی نہ پہنچے۔

❀...جب تم کچھ لوگوں کے ساتھ ہو تو جب تک وہ تمہیں بطورِ تعظیم آگے نہ کریں، اس وقت تک ان کی امامت نہ کرانا۔

❀...حمام جانا ہو تو دوپہر یا صبح کے وقت میں جانا اور سیر و تفریح کے مقامات کی طرف نہ جانا۔

❀...بادشاہوں کے ظلم کی جگہوں پر ان کے پاس اس وقت تک جانے سے گریز کرنا جب تک تمہیں یقین نہ ہو جائے کہ تمہاری حق بات مان کر وہ لوگوں پر ظلم وستم سے باز آجائیں گے اس لئے کہ اگر تمہاری موجودگی میں بادشاہوں نے کسی ناجائز و حرام کام کا ارتکاب کیا اور تم طاقت نہ ہونے کی وجہ سے انہیں اِس ناجائز فعل سے نہ روک سکے تو لوگ تمہاری خاموشی کی وجہ سے اس فعلِ ناحق کو حق سمجھ لیں گے۔

❀...علمی محفل میں غصہ کرنے سے بچنا۔

❀...لوگوں کے سامنے قصے کہانیاں بیان نہ کرنا کیونکہ قصہ گو ضرور جھوٹ بولتا ہے۔ (امام اعظم کی وصیتیں، ص۲۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

www.dawateislami.net

صبر کے فوائد وثمرات کا بیان

❀...دوسری وجہ: صبر کے ضروری ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ صبر میں دنیا وآخرت کی بھلائی ہے۔ صبر سے درج ذیل بھلائیاں نصیب ہوتی ہیں:

نجات وکامیابی

صبر کرنے سے نجات اور کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ رَبُّ الْعٰلَمِیْن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۙ﴿۲﴾ وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ؕ (پ۲۸، الطلاق: ۲،۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔

آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ جو صبر کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے مصیبتوں سے نکلنے کی راہ نکال دے گا۔

دشمنوں پر کامیابی

صبر کی وجہ سے دشمنوں پر کامیابی نصیب ہوگی۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاصۡبِرۡ ؕۛ اِنَّ الۡعَاقِبَۃَ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿٪۴۹﴾ (پ۱۲، ھود: ۴۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو صبر کرو بے شک بھلا انجام پرہیزگاروں کا۔

www.dawateislami.net

مراد پوری ہونا

صبر کی برکت سے مراد پوری ہو گی۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﳔ بِمَا صَبَرُوْاؕ (پ۹، الاعراف: ۱۳۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور تیرے رب کا اچھا وعدہ بنی اسرائیل پر پورا ہوا بدلہ اُن کے صبر کا۔

منقول ہے کہ حضرت سیّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے والدِ ماجد حضرت سیّدُنا یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کے خط کے جواب میں لکھا: اٰبَاءُكَ صَبَرُوْا فَظَفَرُوْا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرُوْا تَظْفَرْ كَمَا ظَفَرُوْا یعنی آپ کے آباء واجداد نے صبر کیا تو کامیاب ہوئے پس آپ بھی اُن کی طرح صبر کیجئے تو آپ بھی اُن کی طرح کامیاب ہو جائیں گے۔

اسی مضمون کو ایک شاعر نے یوں بیان کیا کہ:

لَا تَیْاَسَنَّ وَاِنْ طَالَتْ مُطَالَبَةٌ — اِذَا اسْتَعَنْتَ بِصَبْرٍ اَنْ تَرٰى فَرَجَا

اَخْلِقْ بِذِی الصَّبْرِ اَنْ یَحْظٰى بِحَاجَتِهٖ — وَ مُدْمِنُ الْقَرْعِ لِلْاَبْوَابِ اَنْ یَّلِجَا

ترجمہ: (۱)...مایوس ہرگز نہ ہو، اگرچہ مطالبے کو عرصہ گزر جائے، اگر تو صبر سے مدد لے گا تو کشادگی کو دیکھ لے گا۔

(۲)...اپنی حاجت پالینے والے صابر انسان کی مانند ہو جا اور داخل ہونے کے لئے دروازوں پر مسلسل دستک دینے والے کی طرح ہو جا۔

پیشوائی وامامت

صبر کے سبب لوگوں کی پیشوائی وامامت کا درجہ ملتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے اُن میں سے کچھ

www.dawateislami.net

لَمَّا صَبَرُوْا ؕ امام بنائے کہ ہمارے حکم سے بتاتے جب کہ

(پ۲۱، السجدۃ: ۲۴) اُنہوں نے صبر کیا۔

تعریف و توصیف

اللہ عَزَّوَجَلَّ صبر کرنے والے کی تعریف فرماتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ (پ۲۳، ص: ۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہم نے اسے صابر پایا کیا اچھا بندہ بے شک وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔

جنت کی بشارت

صبر کی بدولت جنت کی بشارت، ربّ عَزَّوَجَلَّ کی درودیں اور رحمت نصیب ہوتی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۫ (پ۲، البقرۃ: ۱۵۵تا۱۵۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت۔

محبتِ الٰہی

صبر کرنے والے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ محبت فرماتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ (پ۴، اٰل عمران: ۱۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور صبر والے اللہ کو محبوب ہیں۔

www.dawateislami.net

بلند درجات

صبر کی وجہ سے جنت میں بلند درجات نصیب ہوں گے۔اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اُولٰٓىٕكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا (پ۱۹، الفرقان:۷۵)

ترجمۂ کنز الایمان: ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا بدلہ ان کے صبر کا۔

عظیم بزرگی

صبر کرنے سے بندہ عظیم بزرگی پاتا ہے۔ چنانچہ ربّ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ (پ۱۳، الرعد:۲۴)

ترجمۂ کنز الایمان: سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ۔

بے انتہا ثواب

صبر کی بدولت بے انتہا ثواب ملتا ہے جسے مخلوق شمار کر سکتی ہے نہ سوچ سکتی ہے۔ربّ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩ (پ۲۳، الزمر:۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

سُبْحٰنَ اللہ! اس پاک ذات کا کیسا کرم ہے کہ صرف ایک لمحہ صبر کرنے پر دنیا و آخرت میں یہ بزرگیاں اور فضائل عطا فرما دیتا ہے تو تم پر ظاہر ہو گیا کہ دنیا و آخرت کی بھلائی صبر میں ہے۔ محبوبِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَا اُعْطِیَ اَحَدٌ مِنْ عَطَاءٍ خَيْرًا وَاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ یعنی صبر سے بہتر اور وسیع عطا و بخشش کسی پر نہیں کی گئی۔[1]

1 ...بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسئلۃ، ۱/ ۴۹۶، حدیث: ۱۴۶۹

www.dawateislami.net

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: جَمِیْعُ خَیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ صَبْرِ سَاعَۃٍ وَاحِدَۃٍ یعنی مومنین کی تمام بھلائی گھڑی بھر کے صبر میں ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ مَا يُرَجّٰى وَ كُلُّ خَيْرٍ بِهٖ يَكُوْنُ
فَاصْبِرْ وَ اِنْ طَالَتِ اللَّيَالِيْ فَرُبَّمَا اَمْكَنَ الْحَرُوْنُ
وَ رُبَّمَا نِيْلَ بِاِصْطِبَارٍ مَا قِيْلَ هَيْهَاتَ لَا يَكُوْنُ

ترجمہ: (۱)...صبر امید کی چابی ہے اوراِس کی بدولت ہر بھلائی حاصل ہو جاتی ہے۔(۲)...صبر کرو اگرچہ عرصہ طویل ہو جائے کیونکہ بسا اوقات صبر سے بہت دشوار کام بھی ممکن ہو جاتے ہیں(۳)...اور کبھی تو صبر کی وجہ سے وہ بھی ہو جاتا ہے جس کے متعلِّق کہا جاتا ہے کہ افسوس یہ تو نہیں ہو سکتا۔

ایک اور شاعر نے کہا:

صَبَرْتُ وَكَانَ الصَّبْرُ مِنِّيْ سَجِيَّةً وَ حَسْبُكَ اَنَّ اللّٰهَ اَثْنٰى عَلَى الصَّبْرِ
اِذَا كَانَ بَابُ الذِّلِّ مِنْ جَانِبِ الْغِنٰى سَمَوْتُ اِلَى الْعُلْيَاءِ مِنْ جَانِبِ الْفَقْرِ
سَاَصْبِرُ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا فَاِمَّا اِلٰى يُسْرٍ وَّ اِمَّا اِلٰى عُسْرٍ

ترجمہ: (۱)...میں صبر کرتا ہوں اور صبر میری عادت ہے اور (فضیلت صبر کے لیے) تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ صبر پر تعریف فرماتا ہے۔(۲)...جب مالداری کی جانب ذلت وپستی کا دروازہ ہو تو میں فقر ومحتاجی کے راستے سے بلندی کی طرف بڑھتا ہوں۔(۳)...میں صبر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے چاہے آسانی کا ہو یا تنگی کا۔

لہٰذا تم پر لازم ہے کہ اس نفیس اور عُمدہ صفت کو اپنے اندر پیدا کرو اور اس کے حُصُول کے لئے پوری کوشش کرو، اس کے ذریعے تم کامیاب لوگوں میں سے ہو جاؤ

www.dawateislami.net

گے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی توفیق کا مالک ہے۔

صبر کی حقیقت

اگر تم کہو کہ صبر کی حقیقت اور اس کا حکم بھی بتا دیجئے؟ تو جان لو کہ صبر کے لغوی معنٰی ہیں ”رکنا“ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ (پ۱۵، الکھف: ۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے اور تمہاری آنکھیں انھیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار (زینت) چاہو گے اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

یعنی اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے لفظ ”صابر“ اس معنٰی میں بولا جاتا ہے کہ اس نے مجرموں سے عذاب کو روکا ہوا ہے اور وہ عذاب دینے میں جلدی نہیں فرماتا۔ پھر وہ معنٰی جو دل کے کاموں اور کاوشوں میں سے ایک ہے اُسے صبر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ خود کو جزع سے روکنا ہے اور حضرات علمائے کرام کے فرمان کے مطابق ”شدت و سختی کے وقت اضطراب و بے چینی کے اِظہار“ کو جزع کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شدت و سختی سے نکلنے کے پختہ ارادے کو جزع (یعنی بے صبری) کہتے ہیں اور اس ارادے کو ترک کر دینا صبر کہلاتا ہے۔

www.dawateislami.net

حصولِ صبر کا طریقہ

حصولِ صبر کا طریقہ یہ ہے کہ تکلیف کی مقدار اور اُس کے وقت پر غور کرو کہ یہ کم ہوتی ہے نہ زیادہ اور وقت سے پہلے آتی ہے نہ بعد میں لٰہذا بے صبری کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ اس میں نقصان و خطرے کا اندیشہ ہے اور صبر کے حصول کا اس سے بڑھ کر یہ طریقہ ہے کہ "تم صبر پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ملنے والے بہترین بدلے اور عظیم الشان عطا کو یاد کرو۔" یہ بڑی کام کی باتیں ہیں اور توفیق اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی عطا فرماتا ہے۔

فصل: رزق اور اس کے حصول کا بیان

سب سے بڑی رکاوٹ

بیان کردہ چاروں عوارض اور ان کے اسباب کو دور کر کے اس مشکل ترین گھاٹی کو عبور کرنا تم پر لازم ہے ورنہ یہ عوارض تمہیں نہ صرف تمہارے عبادت والے مقصد پر عمل سے روکیں گے بلکہ اس کو یاد کرنے اور اُس کے متعلق سوچنے سے بھی محروم کر دیں گے کیونکہ ان میں سے ہر عارضہ جلد یا بدیر بندے کو مصروف کرنے والا ہے۔ ان عوارض میں سب سے بڑا اور سب سے مشکل رزق کا معاملہ اور اس کی فکر ہے عمومی طور پر مخلوق کے لیے سب سے بڑی مصیبت اسی کی ہے۔ مخلوق نے اس کے لیے اپنی جانوں کو تھکا دیا، دل فکروں میں جکڑ گئے، غموں کی کثرت ہو گئی، اپنی عمریں ضائع کر دیں اور اس کی وجہ سے بڑے بڑے گناہوں کا بوجھ اپنے سر لے لیا۔ اس رزق کی فکر نے مخلوق کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کی عبادت سے دور کر کے دنیا اور مخلوق کی خدمت میں لگا دیا پس دنیا میں انہوں نے اندھیرے، غفلت، نقصان اور ذلت و رسوائی

www.dawateislami.net

میں زندگی گزاری اور آخرت کی طرف خالی ہاتھ چل پڑے، اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے فضل سے رحم نہ فرمایا تو وہاں انہیں حساب اور عذاب کا سامنا ہو گا۔

غور تو کرو کہ ربّ عَزَّوَجَلَّ نے رزق کے تذکرے میں کس قدر آیات نازل فرمائیں اور رزق دینے پر کتنا زیادہ اپنے وعدے، قسم اور ضمانت کا ذکر فرمایا، پھر یہ بھی دیکھو کہ حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور علمائے عظام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام مسلسل لوگوں کو نصیحت کرتے رہے، سیدھا راستہ دکھاتے رہے، کتابیں تصنیف فرمائیں، لوگوں کو مثالیں دیں اور انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈراتے رہے، اس سب کے باوجود لوگوں نے ہدایت قبول کی نہ تقویٰ اختیار کیا اور نہ ہی مطمئن ہوئے بلکہ وہ رزق کی وجہ سے بے ہوشی کی کیفیت میں ہیں اور انہیں یہی فکر کھائے جاتی ہے کہ کہیں صبح یارات کا کھانا نکل نہ جائے۔

غفلت کی اصل وجہ

بیان کردہ غفلت اور رزق کی فکر کی اصل وجہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی آیات اور اس کی تخلیق میں غور و فکر نہ کرنا، رسولِ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے کلام سے نصیحت حاصل نہ کرنا اور بزرگانِ دین کی باتوں میں غور نہ کرنا ہے اور یہ کہ لوگ شیطانی وسوسوں کا شکار ہو گئے، جاہلوں کی باتوں پر کان دھرنے لگے اور غافلوں کی عادتیں اپنا لیں یہاں تک کہ ابلیس ملعون ان پر مکمل طور پر قابض ہو گیا اور ان کے دلوں میں بری عادات پختہ ہو گئیں بالآخر لوگ دل اور یقین کی کمزوری کا شکار ہو گئے۔

اللہ والوں کی ثابت قدمی

لیکن اصحابِ بصیرت اور ریاضت و مجاہدہ والے اصحاب نے آسمانی راستے پر نظر

www.dawateislami.net

رکھی اور وہ زمینی اسباب کی طرف متوجہ نہ ہوئے، انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا اور مخلوق سے کنارہ کش ہو گئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی آیتوں کا یقین کیا، اسی کے راستے کو نگاہ میں رکھا پس انہوں نے نفس و شیطان اور مخلوق کے وسوسوں کی طرف بالکل توجہ نہ دی اور شیطان، انسان یا نفس نے جب بھی انہیں کسی وسوسے میں مبتلا کرنا چاہا تو وہ اس کی مخالفت کرتے ہوئے مقابلہ کرنے لگے یہاں تک کہ مخلوق نے ان سے منہ موڑ لیا، شیطان دور ہٹ گیا، نفس تابعدار ہو گیا اور وہ صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رہے۔ چنانچہ

سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی ثابت قدمی

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کے بارے میں منقول ہے کہ جب آپ نے ایک جنگل عُبُور کرنے کا ارادہ کیا تو اِبلیس نے آکر آپ کو یوں ڈرانے کی کوشش کی کہ ''یہ ایک خطرناک جنگل ہے اور آپ کے پاس اِسے طے کرنے کے لئے زَادِ راہ ہے نہ کوئی اور ذریعہ۔'' شیطان کی طرف سے یہ خوف دلانے پر آپ نے پختہ ارادہ کر لیا کہ میں ضرور یہ خوفناک جنگل زادِ راہ کے بغیر تنہا طے کروں گا اور ہر میل پر ایک ہزار رکعت نفل ادا کروں گا۔ چنانچہ آپ اپنے ارادے پر ثابت قدم رہے اور اس جنگل میں 12 برس گزار دیئے۔ انہی سالوں میں اس جنگل سے ہارون رشید حج کے ارادے سے گُزرا تو اس نے آپ کو ایک جگہ نوافل ادا کرتے دیکھا۔ اسے بتایا گیا کہ یہ حضرت سیِّدُنا اِبراہیم بن اَدْہَم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم ہیں تو اُس نے آپ کے پاس آکر کہا: ''اے ابو اِسحاق! آپ اس حال میں خود کو کیسا پاتے ہیں؟'' تو آپ نے یہ دو شعر پڑھے:

نُرَقِّعُ دُنْیَانَا بِتَمْزِیْقِ دِیْنِنَا ۔۔۔ فَلَا دِیْنُنَا یَبْقٰی وَ لَا مَا نُرَقِّعُ

www.dawateislami.net

فَطُوْبٰی لِعَبْدٍ اٰثَرَ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَ جَادَ بِدُنْيَاهُ لِمَا يَتَوَقَّعُ

ترجمہ: ہم اپنا دین برباد کرکے دنیا سنوارتے ہیں تو ہمارا دین رہتا ہے نہ دنیا۔ پس خوش خبری ہے اس بندے کے لئے جس نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو ترجیح دی اور آخرت کی اُمید پر دنیا قربان کردی۔

جنگل میں انوکھی آرزو

ایک بزرگ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کسی جنگل میں تھے کہ شیطان نے انہیں وسوسہ ڈالا: ''آپ کے پاس زادِ راہ نہیں ہے اور یہ جنگل ہلاکت خیز ہے، یہاں آبادی ہے نہ کوئی انسان۔'' تو انہوں نے بھی تہیہ کرلیا کہ ''وہ اس جنگل کو بغیر زادِ راہ کے طے کریں گے اور عام راستہ چھوڑ کر چلیں گے تاکہ کسی انسان سے سامنا نہ ہو اور خود کچھ نہیں کھائیں گے یہاں تک کہ ان کے منہ میں گھی اور شہد ڈالا جائے۔'' پھر وہ راستے سے ہٹ کر جدھر رُخ تھا چل پڑے، وہ فرماتے ہیں: اللّٰه عَزَّوَجَلَّ نے جتنا چاہا میں چلتا رہا، پھر میں نے دیکھا کہ ایک قافلہ راستہ بھول کر چلا آرہا ہے، میں انہیں دیکھتے ہی زمین پر لیٹ گیا تاکہ وہ مجھے دیکھ نہ سکیں مگر وہ چلتے رہے حتّٰی کہ میرے سر پر آپہنچے، میں نے آنکھیں بند کرلی تھیں، وہ میرے قریب ہو کر کہنے لگے: لگتا ہے کہ اس کا زادِ سفر ختم ہو گیا ہے اور بھوک پیاس کی شدت سے بیہوش ہے، اس کے منہ میں گھی اور شہد ڈالو شاید اسے ہوش آجائے۔ پھر وہ گھی اور شہد لائے تو میں نے اپنا منہ اور دانت مضبوطی سے بند کرلئے، پس انہوں نے چُھری لاکر میرا منہ زبردستی کھولنا چاہا تو میں ہنس پڑا اور منہ کھول دیا، یہ دیکھ کر وہ بولے: کیا تم پاگل ہو؟ میں نے کہا: ہرگز نہیں اور تمام تعریفیں اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں۔ پھر میں نے انہیں شیطانی وسوسے والا واقعہ سنایا۔

www.dawateislami.net

عجیب وغریب تمنا

ہمارے ایک شیخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں اپنے زمانۂ طالبِ علمی میں ایک سفر کے دوران کسی مسجد میں ٹھہرا، بزرگوں کے طریقہ کار کے مطابق میں بھی خالی ہاتھ تھا۔ شیطان نے مجھے وسوسہ ڈالا کہ یہ مسجد لوگوں سے بہت دور ہے، اگر تم کسی آبادی والی مسجد میں چلے جاؤ تو لوگ تمہیں دیکھ کر تمہاری ضرورت پوری کر دیں گے۔ میں نے کہا: میں یہیں رات بسر کروں گا اور میرا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ عہد ہے کہ حلوے کے سوا کچھ نہیں کھاؤں گا اور حلوہ بھی ایسے کھاؤں گا کہ لقمہ لقمہ کرکے میرے منہ میں ڈالا جائے۔ میں نے عشا کی نماز ادا کی اور مسجد کا دروازہ بند کر دیا، رات کا ابتدائی حصہ گزرا تو اچانک کسی نے مسجد کا دروازہ کھٹکھٹایا، اس کے پاس چراغ بھی تھا، جب اس نے کافی زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا تو میں نے اُٹھ کر دروازہ کھول دیا، دیکھا تو سامنے ایک بڑھیا کھڑی تھی جس کے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا، وہ اندر آئی اور میرے سامنے حلوے سے بھرا تھال رکھ کر کہنے لگی: یہ نوجوان میرا بیٹا ہے، میں نے یہ حلوہ اس کے لیے تیار کیا تھا، دورانِ گفتگو اس نے قسم کھالی کہ "وہ یہ حلوہ اکیلا نہیں کھائے گا یہاں تک کوئی مسافر یا (اُس بڑھیا نے یہ کہا تھا) وہ مسافر جو اس مسجد میں ٹھہرا ہوا ہے اس کے ساتھ کھائے۔" اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم کرے! تو بھی کھا۔ پھر اُس بڑھیا نے ایک لقمہ میرے اور ایک لقمہ اپنے بیٹے کے منہ میں ڈالنا شروع کر دیا۔

مجاہدات پر مبنی واقعات کے فوائد

یہ اور اس طرح کے دیگر واقعات جن میں صالحین کے مجاہدات اور شیطان کی

www.dawateislami.net

مخالفت کا ذکر ہے ان میں تمہارے لیے تین فائدے ہیں:

﴿1﴾... تمہیں معلوم ہو جائے کہ جس کے لیے رزق مقدر ہو چکا وہ اُسے ہر حال میں مل کر ہی رہے گا۔

﴿2﴾... تم یہ بھی جان لو کہ رزق اور توکُّل کا معاملہ بہت اہم ہے اور شیطان اس میں کئی ہتھکنڈے اپناتا اور بڑے بڑے وسوسے ڈالتا ہے یہاں تک کہ دنیا سے کنارہ کرنے والے بزرگانِ دین بھی ان سے چھٹکارانہ پاسکے اور ان کی طویل ریاضت ومجاہدے کے باوجود شیطان ان سے مایوس نہیں ہوا حتّٰی کہ شیطان کو بھگانے کے لیے انہیں طرح طرح کی جنگ کرنی پڑی جیسا کہ واقعات گزرے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! ستر سال نفس وشیطان سے جنگ کرنے والا بھی نفس وشیطان کے وسوسوں سے بے خوف نہیں ہو سکتا جیسا کہ عبادت کا آغاز کرنے والا بلکہ ایسا غافل بھی بےخوف نہیں ہوتا جس نے گھڑی بھر بھی ریاضت کی کوشش نہ کی ہو۔ اگر نفس وشیطان اس پر غالب آ گئے تو اسے ہلاک ورسوا کر دیں گے جیسے دھوکے میں پڑے غافلوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ عقل والوں کے لیے اس میں نصیحت ہے۔

﴿3﴾... تمہیں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ معاملہ خالص اور خوب کوشش ومجاہدہ سے ہی مکمل ہوتا ہے کیونکہ بزرگانِ دین بھی خون، گوشت، روح اور بدن میں تمہاری ہی طرح تھے بلکہ ان کے بدن تم سے زیادہ دبلے پتلے اور اعضا وہڈیاں تم سے زیادہ کمزور تھیں مگر ان کے پاس علم کی قوت، یقین کا نور اور دین کی ہمت تھی اسی وجہ سے وہ اس قسم کے سخت مجاہدات پر قادر اور حق پر ثابت قدم رہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم پر اور تم پر رحم فرمائے! اپنے نفس پر غور کرو اور اس سخت بیماری کا علاج کرو، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

www.dawateislami.net

فصل: حصول رزق میں اللہ پر توکُّل کی نصیحتیں

چند عمدہ نِکات

اب میں چند نکات بیان کرتا ہوں جو میرے علم میں آئے ہیں اگر تم انہیں یاد رکھو گے تو یہ تمہارے دل میں جاگزیں ہو کر رزق کے معاملے میں مَشَقَّت سے تمہیں کفایت کریں گے اور اگر تم نے ان میں غور و فکر کر کے ان پر عمل کیا تو تمہیں بالکل واضح راستے پر ڈال دیں گے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ توفیق عطا فرمائے۔

رزق کا ضامن اللہ ہے

✽...پہلا نکتہ: تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کتابِ مقدس میں تمہارے رزق کی ضمانت و کفالت کا ذِمَّہ لیا ہے، اس بارے میں تم کیا کہتے ہو کہ کسی دنیاوی بادشاہ نے تمہیں ایک رات کا مہمان بنایا اور کھانے پر بلایا اور تمہیں اس کے متعلق حسنِ ظن بھی ہے کہ وہ سچا ہے، جھوٹ بولتا ہے نہ وعدہ خلافی کرتا ہے بلکہ کسی بازاری، یہودی، نصرانی یا آتش پرست نے کہ جس کا ظاہر حال اچھا ہو تم سے ایسا وعدہ کیا ہو تو کیا تم اس پر یقین کر کے اس کی بات پر مطمئن نہیں ہو جاؤ گے؟ کیا تم اس پر بھروسا کر کے اپنے رات کے کھانے سے بے فکر نہیں جاؤ گے؟ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے رزق کی ضمانت و کفالت کا ذِمّہ لیا اور اس پر وعدہ فرمایا بلکہ کئی مقامات پر قسم ذکر فرمائی کہ تمہیں رزق دے گا پھر بھی تم اس کے وعدے پر مطمئن نہیں ہوئے؟ اس کے قول اور ضمانت سے تمہیں سکون نہیں ملا؟ اور نہ ہی تم

www.dawateislami.net

نے اس کی قسم کی طرف توجہ کی؟ بلکہ تمہارا دل بے چین اور رزق کی فکر میں ہی لگا رہتا ہے۔ کاش! ربّ تعالیٰ کے وعدوں اور قسموں پر یقین نہ کرنے کا وبال تم دیکھ لیتے اور اے کاش کہ تمہیں معلوم ہو جاتا کہ اس کی مصیبت اور رسوائی کس قدر ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے اِس ضمن میں کچھ اشعار مروی ہیں:

اَ تَطْلُبُ رِزْقَ اللہِ مِنْ عِنْدِ غَيْرِهٖ — وَ تُصْبِحُ مِنْ خَوْفِ الْعَوَاقِبِ اٰمِنَا

وَتَرْضٰی بِصَرَّافٍ وَ لَوْ كَانَ مُشْرِكًا — ضَمِيْنًا وَ لَا تَرْضٰی بِرَبِّكَ ضَامِنَا

كَاَنَّكَ لَمْ تَقْنَعْ بِمَا فِيْ كِتَابِهٖ — فَاَصْبَحْتَ مَنْحُوْلَ الْيَقِيْنِ مُبَايِنَا

ترجمہ:(۱)...کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کا رزق کسی دوسرے سے طلب کرتے ہو اور انجام کے خطرے سے بے خوف ہو جاتے ہو۔(۲)...اور سِکّے تبدیل کرنے والا مشرک ہی کیوں نہ ہو تم اُس کے ضامن ہونے پر رضامند ہو اور اپنے رب تعالیٰ کے ضامن بننے پر رضامند نہیں ہو۔(۳)...گویا کہ تم کتابِ الٰہی میں کیے گئے وعدہ پر مطمئن نہیں ہوئے اور اپنے کمزور یقین کے سبب سچے یقین سے دور ہو گئے۔

ایمان و معرفت سے محرومی کا خوف

ربّ عَزَّوَجَلَّ کے وعدے اور ضمانت پر یقین نہ کرنے کی وجہ سے ہی رزق کے معاملے میں شکوک وشُبہات جنم لیتے ہیں اور ایسے شخص پر مَعَاذَ اللہ معرفت بلکہ ایمان چھن جانے کا خوف ہے، اسی وجہ سے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ　　ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو

www.dawateislami.net

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾ (پ۶، المائدۃ:۲۳) اگر تمہیں ایمان ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیئے۔ (پ۲۸، المجادلۃ: ۱۰)

اپنے دین کی فکر کرنے والے مؤمن کے لیے یہ ایک نکتہ ہی کافی ہے۔ نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی طاقت و قوت عظمت و بزرگی والے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی توفیق سے ہے۔

تمہارا لقمہ کوئی اور نہیں چبا سکتا

❁...دوسرا نکتہ: تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ رزق تقسیم ہو چکا ہے اور یہ بات کتابُ اللہ اور احادیثِ رسول سے ثابت ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ رب تعالیٰ کی تقسیم میں ردوبدل نہیں ہوتا۔ اگر تم نے اس تقسیم کا انکار کیا یا پھر اس میں کوتاہی مانی تو نَعُوْذُ بِاللّٰہ تم نے کفر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اگر تمہیں یقین ہے کہ یہ تقسیم حق ہے اور بدل نہیں سکتی تو پھر رزق کی تلاش اور اہتمام کا کیا فائدہ؟ ہاں، دنیا میں ذلت ورسوائی اور آخرت میں سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اسی وجہ سے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مچھلی اور بیل کی پشت پر لکھا ہوا ہے کہ یہ فلاں بن فلاں کا رزق ہے[1] پس لالچی شخص کوشش وتھکاوٹ ہی بڑھاتا ہے۔''

ایسا ہی ایک قول ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بھی ہے کہ جس لقمے کا چبانا تمہارے لیے مقدر کر دیا گیا ہے اسے تمہارے سوا کوئی نہیں چبا سکتا لہٰذا اپنا رزق عزت کے ساتھ

[1]...مسند الفردوس، ۲/ ۳۲۵، حدیث: ۶۵۴۸ بتغیر

www.dawateislami.net

کھاؤ، ذلت کے ساتھ نہیں۔ دانش مندوں کے لیے یہ دوسرا بہترین نکتہ بھی کافی ہے۔

مُردہ رزق کا کیا کرے گا؟

...تیسرا نکتہ: یہ نکتہ میں نے اپنے شیخ حضرت سیِّدُنا امامُ الحرمین جُوَینی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَنِی سے سنا، انہوں نے حضرت سیِّدُنا استاد ابو اسحاق اِسْفَرائِینی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی کے حوالے سے بیان کیا کہ وہ فرمایا کرتے تھے: میں نے رزق کے معاملے میں قناعت اس طرح اختیار کی کہ میں نے غور و فکر کے بعد اپنے نفس سے کہا: یہ رزق زندہ لوگوں اور زندگی کے لیے ہی تو ہے، بھلا مُردہ رزق کا کیا کرے گا؟ اور جب بندے کی زندگی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قبضے میں ہے تو اس کی مرضی ہے وہ رزق دے یا نہ دے اور اس کی مرضی و منشا مجھ سے پوشیدہ ہے وہ جیسے چاہے تدبیر فرمائے، مجھے تو پُر سکون رہنا چاہیے۔ اہلِ تحقیق کے لیے یہ نکتہ بہت عمدہ ہے۔

اسباب کا کوئی اعتبار نہیں

...چوتھا نکتہ: اِس نکتے کا تعلق اُسی بات سے ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بندے کے رزق کی ضمانت لی ہے اور یہ ضمانت صرف رزقِ مضمون کی ہے جس میں بندے کی نشو و نما اور بقا ہے۔ جہاں تک کھانا پانی وغیرہ اسباب کی بات ہے تو بندہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لیے تنہائی اختیار کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل کرتا ہے تو بسا اوقات یہ اسباب اس سے روک دیئے جاتے ہیں پھر وہ ان کی پروا کرتا ہے نہ بے چین ہوتا ہے کیونکہ معاملے کی حقیقت کو جانتا ہے کہ جسم کی سلامتی و بقا کے لیے بقدرِ ضرورت رزق کی ضمانت ربّ تعالیٰ نے لی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل اِسی معنیٰ کے

www.dawateislami.net

لحاظ سے ہے کسی اور اعتبار سے نہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اسی رزقِ مضمون کی امید ہے کیونکہ جب تک اس کی زندگی ہے اور وہ عبادت کا مکلّف ہے تو یقیناً رب تعالیٰ اسے اتنی روزی عطا فرمائے گا جس سے اس کا جسم سلامت رہے اور وہ عبادت کر سکے اور یہی مقصود ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر چاہے پر قادر ہے وہ چاہے تو اپنے بندے کا جسم کھانے پانی کے ذریعے قائم رکھے چاہے تو گارے مٹی کے ذریعے یا پھر ملائکہ کی خوراک کی مانند تسبیح و تہلیل کو اس کی غذا بنا دے اور چاہے تو بغیر کسی سبب کے جسم کو قائم و سلامت رکھے۔ بندے کا مقصود صرف اتنی قوت ہے جس سے عبادت کر سکے کھانا، پینا اور شہوت ولذت کو پانا اس کا مقصود نہیں لہٰذا اسباب کا کوئی اعتبار نہیں۔

کئی کئی دن کچھ نہ کھانا

توکل کا بیان کردہ معنٰی یہی ہے جس کی بدولت بڑے بڑے زاہد اور عبادت گزار زادِ راہ کے بغیر طویل ترین سفر طے کرنے اور کئی کئی راتیں اور دن گزارنے پر قادر ہوئے۔ کسی نے دس دن کچھ نہ کھایا، کسی نے ایک مہینہ اور کسی نے دو مہینے تک کچھ نہ کھایا مگر پھر بھی ان کی قوت و طاقت میں کمی نہ آئی۔ کچھ تو ایسے بھی تھے کہ ریت پھانک لیتے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسی کو ان کی غذا بنا دیتا۔ چنانچہ

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا زادِ راہ مکہ شریف میں ختم ہو گیا آپ نے 15 دن ریت پھانک کر گزار دیئے۔

حضرت سیِّدُنا ابو معاویہ اسود رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو 20 دن تک گارا کھا کر گزارہ کرتے دیکھا۔

www.dawateislami.net

حضرت سیِّدُنا امام اعمش رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم تیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْغَنِی نے فرمایا: میں نے ایک مہینے سے کچھ نہیں کھایا۔ میں نے حیرت سے کہا: ایک مہینے سے؟ فرمایا: نہیں بلکہ دو مہینے سمجھ لو۔ اس دوران ایک شخص نے مجھے قسم دے کر انگور کھانے کو کہا تو میں نے گچھے سے چند انگور کھا لئے مگر اس سے پیٹ میں درد ہو گیا۔

میں کہتا ہوں: ان واقعات پر حیرت نہ کرو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر شے پر قادر ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ مریض مہینہ مہینہ کچھ نہیں کھاتا مگر پھر بھی زندہ رہتا ہے حالانکہ مریض کی حالت اور طبیعت تندرست کے مقابلے میں بہت کمزور ہوتی ہے۔ پھر یہ کہ اگر کوئی شخص بھوکا مر جائے تو یہ اُس کی موت کا وقت تھا جو آپہنچا جیسا کہ بعض لوگ پیٹ بھرنے اور زیادہ کھانے سے مر جاتے ہیں۔

سبب چاہیے یا قوت؟

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خَرَّاز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْغَفَّار بیان کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ میرا حال یہ تھا کہ وہ ہر تین دن میں مجھے کھلا دیتا تھا، ایک بار میں جنگل میں گیا اور تین دن گزر گئے مگر کھانے کو کچھ میسر نہ آیا۔ جب چوتھا دن آیا تو مجھے کمزوری محسوس ہوئی اور میں وہیں بیٹھ گیا، اتنے میں غیب سے آواز آئی: اے ابو سعید! کوئی سبب چاہیے یا قوت؟ میں نے عرض کی: سبب نہیں صرف قوت چاہیے۔ تو میں اسی وقت کھڑا ہو گیا اور بغیر کھائے بارہ دن گزار دیئے اور مجھے کوئی تکلیف و کمزوری تک محسوس نہ ہوئی۔

فرشتوں جیسا حال

جب متوکّل بندہ دیکھے کہ اس سے اسباب کو روک دیا گیا ہے تو وہ یقین کر لے کہ

www.dawateislami.net

اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے قوت عطا فرمائے گا لہٰذا اسے بے چین و پریشان ہرگز نہیں ہونا چاہیے بلکہ وہ اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بہت زیادہ شکر ادا کرے کیونکہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا اس پر احسان ہے کہ اس نے غیبی مدد فرما کر اس سے مشقت کو دور رکھا اور اسے اس کے مقصود تک پہنچا دیا، اس سے اسباب و بوجھ کو دور کر دیا اور خلافِ عادت اسے طاقت عطا فرما کر اپنی قدرت کی راہ دکھائی، اسے کھانے اور اسباب سے بے نیاز کر کے فرشتوں کے حال کے ساتھ ملا دیا اور اُسے یہ بزرگی عطا کر کے عام لوگوں اور چوپائیوں کی حالت سے بلند فرما دیا۔ اس بہت بڑی بنیادی بات پر غور کر اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔

توکل بصیرت پیدا کرتا ہے

میرے خیال میں شاید تم کہو کہ آپ نے کتاب کے مختصر ہونے کی شرط سے ہٹ کر یہاں بات کو کافی طویل کر دیا ہے؟ تو میں جواب میں کہوں گا: خدا کی قسم! توکل کے اس معنٰی کی جتنی وضاحت ضروری ہے اس کے مقابلے میں یہ بہت تھوڑی ہے کیونکہ عبادت میں اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے بلکہ دنیا اور بندگی کا دار و مدار اسی پر ہے لہٰذا جو راہِ عبادت پر چلنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ ہماری ان باتوں کو مضبوطی سے تھام لے اور ان کی رعایت کرے ورنہ وہ مقصود سے دور ہٹ جائے گا اور جو چیز علمائے آخرت واہلِ معرفت کی بصیرت پر تمہاری رہنمائی کرے گی وہ یہ ہے کہ ان نُفُوسِ قُدسیہ نے اپنے معاملے کی بنیاد اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل پر رکھی، انہوں نے عبادت کے لیے خود کو فارغ رکھا اور تمام دنیاوی اسباب سے منہ موڑ لیا تو انہوں نے کتنی زیادہ کتابیں لکھیں، کس قدر وصیتیں کیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دین میں ان کے لیے کیسے مخلص مُعاوِنِین

www.dawateislami.net

اور دوست مہیا کر دیئے تھے کہ خلافِ اہلِ سنت و جماعت کے اعتقاد والے عابدوں اور زاہدوں وغیرہ کو ان میں ایک ذرّہ بھی نصیب نہیں ہوا جیسے کرامیہ وغیرہ۔ اس لیے کہ ان کے عقائد کی بنیاد ہی اصولِ حقہ کے خلاف پر تھی۔

اور ہم اہلِ سنت وجماعت جب تک اپنے ائمہ وبزرگانِ دین کے نقش قدم پر چلتے رہے تو مدارس وعبادت گاہوں سے مُعَزَّز ومکرم ہو کر نکلتے رہیں گے۔ کبھی علم کے امام بنیں گے جیسے حضرت استاد ابو اسحاق، حضرت ابو حامد، حضرت ابوطیب، حضرت ابنِ فُورَک، ہمارے شیخ امامُ الحرمین جُوَیْنی اور ان جیسے دیگر حضرات اور کبھی سچے عبادت گزار بنیں گے جیسے حضرت ابو اسحاق شیرازی، حضرت ابو سعید صوفی اور حضرت نصر مَقْدِسی رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی اَجْمَعِیْن۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جو علم اور دنیا سے بے رغبتی میں دوسروں سے فوقیت لے گئے مگر اب دل کمزور ہو گئے اور ہم ان چیزوں میں جا پڑے جن کا نقصان نفع سے کہیں زیادہ ہے، نتیجہ یہ نکلا کہ ہم دین کے معاملے میں پستی کا شکار ہو گئے، ہمتیں کمزور ہو گئیں، برکات اٹھ گئیں اور عبادتوں کی لذت وحلاوت ختم ہو گئی۔ اب نہیں لگتا کہ کسی کو خالص عبادت یا علم وحقیقت نصیب ہو جائے اور آج ہم میں جو تھوڑی بہت روشنی ہے یہ ہمارے اسلاف ومشائخ جیسے حضرت حارث محاسبی، حضرت محمد بن ادریس شافعی، حضرت مُزَنی اور حضرت حَرْمَلہ وغیرہ رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن دینی پیشواؤں کے باقی ماندہ طریقوں پر چلنے کا نتیجہ ہے۔ یہ ہستیاں ایسی ہیں جیسا کسی شاعر نے کہا:

رَعَی اللهُ قَوْمًا قَدْ رَعَوْا حَقَّ رَبِّهِمْ ... فَلَا نَقَضُوْا عَهْدًا وَلَا اَخْلَفُوْا عَهْدَا

وَ مَا صَحِبُوا الْاَیَّامَ اِلَّا تَعَفُّفًا ... وَ مَا وَجَدُوْا مِنْ حُبِّ سَیِّدِهِمْ بُدًّا

اَفَاضِلُ صِدِّیْقُوْنَ اَهْلُ وِلَایَةٍ ... اِلٰی سَیِّدِ السَّادَاتِ قَدْ جَعَلُوا الْقَصْدَا

www.dawateislami.net

تَحَلَّلَ عَقْدُ الصَّبْرِ مِنْ کُلِّ صَابِرٍ   وَ مَا حَلَّتِ الْاَیَّامُ مِنْ صَبْرِهِمْ عَقْدًا

ترجمہ: (۱)...اللہ عَزَّوَجَلَّ ان لوگوں کی حفاظت فرمائے جنہوں نے اپنے ربّ تعالیٰ کے حق کی حفاظت کی، انہوں نے کوئی عہد توڑا نہ کسی عہد کو پسِ پشت ڈالا۔(۲)...انہوں نے پاکیزہ زندگی گزاری اور اپنے رب کی محبت کے سوا کوئی چارہ نہیں پایا۔(۳)... یہ حضرات بڑے فاضل، صِدّیق اوراولیا ہیں جن کے ارادوں کا مرکز بادشاہوں کا بادشاہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے۔(۴)... ہر صابر کے صبر کا بندھ ٹوٹ گیا مگر زمانے کے حوادث ان کے صبر کی ایک گرہ بھی نہ کھول سکے۔

ہم مسلمان ابتدائے اسلام میں بادشاہ تھے اب بس ایک بازاری کی سی حیثیت رہ گئی، ہم شہسوار تھے مگر اب پیدل ہو گئے، اب خطرہ ہے کہیں راستے سے ہی نہ اتر جائیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ مصائب پر ہماری مدد فرمائے اور یہ جو تھوڑی سی دین کی رَمَق (یعنی کچھ اثر) باقی ہے اسے ہم سے سَلْب نہ فرمائے۔ بے شک وہ جواد و کریم ہے، احسان فرمانے والا مہربان ہے اور نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی قوت و طاقت بلند و برتر اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی توفیق سے ہے۔

تفویض کا بیان

تمام جہتوں سے واقف

تفویض یعنی اپنے ہر معاملے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کرنے کے لیے دو بنیادی باتوں میں غور کرو۔

❀...**پہلی بات:** تم یہ تو جانتے ہو کہ اختیار اسی کے پاس درست ہوتا ہے جو ہر کام کی تمام جہتوں یعنی ظاہر و باطن اور اس کے حال و انجام سے واقف ہو ورنہ اندیشہ ہے کہ

www.dawateislami.net

وہ خیر و بھلائی کے بجائے ہلاکت وخرابی کو اختیار کر لے گا۔ مثلاً تم کسی دیہاتی یا چرواہے کو درہم دے کر یہ ہرگز نہیں کہوگے کہ اس میں سے کھوٹے اور کھرے الگ الگ کر دو کیونکہ اسے ان کا علم ہی نہیں ہے اور یوں ہی اگر تم سنار کے بجائے کسی عام بازار والے سے یہ پوچھو تب بھی یہی مشکل پیش آسکتی ہے لہٰذا ضروری ہو گا کہ تم سونے چاندی کی پہچان رکھنے اور ان کے اسرار وخواص جاننے والے کسی سنار سے ان کی جانچ کراؤاور تمام امور کو ہر جہت سے شامل ہونے والا علم صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کو ہے لہٰذا اُس کے سوا کوئی بھی حقیقی تدبیر واختیار کا مستحق نہیں ہے، اسی وجہ سے ربّ تعالٰی نے ارشاد فرمایا:

وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ يَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ (پ۲۰، القصص:۶۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے ان کا کچھ اختیار نہیں۔

پھر ارشاد فرمایا:

وَ رَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ۝۶۹ (پ۲۰، القصص:۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا رب جانتا ہے جو اُن کے سینوں میں چھپا ہے اور جو ظاہر کرتے ہیں۔

ایک بزرگ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْه کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے اشارہ ہوا کہ مانگ تجھے دیا جائے گا۔ وہ توفیق یافتہ تھے، عرض گزار ہوئے: ہر معاملے کو ہر طرح سے جاننے والا ہر لحاظ سے ناواقف بندے سے فرماتا ہے کہ مانگ تجھے دیا جائے گا، بھلا میں کیا جانوں کہ میرے لیے کیا بہتر ہے جو میں اس کا سوال کروں؟ پس میرے لیے تو ہی پسند فرما۔

سب سے بہتر تدبیر والا

❁...**دوسری بات:** کوئی شخص تم سے کہے کہ میں تمہارے سارے کام کر دوں گا اور

www.dawateislami.net

تمہاری تمام ضرورتوں کی بہترین تدبیر کروں گا، تم اپنے سارے معاملات میرے حوالے کر کے بے فکر ہو جاؤ اور وہ شخص تمہارے نزدیک اپنے وقت کا سب سے بڑا عالِم، سب سے مضبوط، سب سے زیادہ عقلمند، قابل بھروسا، سچا، پختہ اور سب سے زیادہ وفادار ہو تو کیا تم اس کی اس بات کو اپنے لیے غنیمت اور بہت بڑی نعمت نہیں سمجھو گے ؟ اور کیا تم اس کے احسان مند نہیں ہو گے ؟ کیا تم اس کی بہت زیادہ تعریف اور شکریہ ادا نہیں کرو گے ؟ پھر اگر وہ تمہارے لیے کوئی ایسی چیز منتخب کر لے جس میں تمہیں کوئی بہتری نظر نہ آتی ہو تو پھر بھی تم پریشان نہیں ہو گے بلکہ اس شخص کی تدبیر پر مطمئن ہو جاؤ گے اور تمہیں یقین ہو گا کہ یہ شخص میرے لیے بہتر چیز کا انتخاب ہی کرے گا اور تمہارے لیے بھلا ہی سوچے گا اگرچہ بعد میں انجام کچھ بھی ہو مگر کیا تمہیں اس پر مکمل اعتماد نہیں ہو گا ؟ جب ایک بندے پر تمہارے اعتماد کا یہ حال ہے تو پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اپنے کام تمام جہانوں کے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد نہیں کرتے حالانکہ زمین اور آسمانوں کی تدبیر فرمانے والا وہی ہے، سب سے بڑھ کر عالِم، سب سے بڑھ کر قادر، سب سے بڑھ کر مہربان اور تمام اغنیا سے غنی تر ہے، وہ اپنے عمدہ علم اور حسنِ تدبیر سے تمہارے لیے وہ مُنْتَخَب فرماتا ہے جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا، اپنے معاملات اس کے سپرد کر دو اور ان کاموں میں لگ جاؤ جو تمہاری آخرت کے لیے مددگار ہوں اور جب رب تعالیٰ تمہارے لیے کوئی ایسا کام مُنْتَخَب فرما لے جس کے راز تک تمہیں رسائی نہ ہو تو تم اس کے فیصلے پر راضی اور مطمئن ہو جاؤ کیونکہ اس کا انجام جو بھی ہو گا اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے لیے بہتر ہی ہو گا۔ اس میں اچھی طرح غور کرو اللہ عَزَّوَجَلَّ توفیق عطا فرمائے۔

www.dawateislami.net

قضائے الٰہی پر راضی رہنے کا بیان

دنیا و آخرت کا فائدہ

اس کے حصول کے لیے فقط دو بنیادی باتوں پر غور کرو یہ تمہیں کافی ہوں گی۔

پہلی بات: قضائے الٰہی پر راضی رہنے کی صورت میں دنیا و آخرت دونوں میں فائدہ ہے: دنیا کا فائدہ یہ ہے کہ دل کی فراغت نصیب ہو جاتی اور بیکار کے غم سے جان چھوٹ جاتی ہے۔ ایک بزرگ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے فرمایا: جب تقدیر حق ہے تو پھر غم و فکر بیکار ہے۔ اس قول کی اصل ایک حدیثِ مبارک ہے۔ چنانچہ

مروی ہے کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابنِ مسعود رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے فرمایا: ”لِیَقِلَّ هَمُّكَ، مَا قُدِّرَ یَکُنْ، وَمَا لَمْ یُرْزَقْ، لَمْ یَاْتِكَ یعنی تمہاری فکر کم ہونی چاہیے کیونکہ جو مقدر ہو چکا وہ ہو کر رہے گا اور جو مقدر میں نہیں وہ تمہیں پہنچ نہیں سکتا۔“(1)

آخرت کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور ثواب نصیب ہو گا، ارشادِ باری تعالٰی ہے:

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ (پ۷، المآئدۃ: ۱۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کی صورت میں دنیا میں رنج و غم اور پریشانی کا سامنا اور آخرت میں گناہوں کے بوجھ اور عذاب کا خوف ہے کیونکہ اس کا فیصلہ نافذ ہو کر

---

(1)...شعب الایمان، باب فی التوکل...الخ، ۶۸/۲، حدیث: ۱۱۸۸ بتغیر قلیل

www.dawateislami.net

رہنا ہے تمہاری فکر یا ناراضی اسے بدل نہیں سکتی، جیسا کہ ایک شاعر نے کہا:

مَا قَدْ قُضِیَ یَا نَفْسُ فَاصْطَبِرِیْ لَهٗ　　وَ لَكِ الْاَمَانُ مِنَ الَّذِیْ لَمْ یُقْدَرِ

وَ تَحَقَّقِیْ اَنَّ الْمُقَدَّرَ کَائِنٌ　　حَتْمًا عَلَیْكِ صَبَرْتِ اَمْ لَمْ تَصْبِرِیْ

ترجمہ: اے نفس! جو مقدر ہو چکا اس پر صبر کر اور جو مقدر نہیں ہوا اس میں تیرے لیے امان ہے۔ اور یہ یقین کر لے کہ جو مقدر ہو چکا وہ ضرور ہو کر رہے گا چاہے تو صبر کر یا بے صبری۔

لہٰذا عقلمند شخص قلبی سکون اور ثوابِ جنت کو چھوڑ کر بیکار کا غم نہیں پالتا جو آخرت میں بوجھ اور عذاب کا سبب بنے۔

خطرات کا اندیشہ

دوسری بات: قضائے الٰہی پر ناراضی کی صورت میں بہت بڑے خطرے، نقصان بلکہ کفر و نفاق کا ڈر ہے سوائے یہ کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ محفوظ فرمائے۔ ذرا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان پر غور کرو:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۶۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

(پ۵، النسآء: ۶۵)

آیتِ مبارکہ میں رسولِ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلے پر راضی نہ رہنے والے کے لیے قسم ارشاد فرما کر ایمان کی نفی فرما دی تو جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ

www.dawateislami.net

کے فیصلے پر راضی نہ رہے اس کا کیا حال ہو گا؟

حدیثِ قدسی کی سخت وعید

حدیثِ قدسی میں ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: جو میرے فیصلے پر راضی نہیں ہوتا، میری طرف سے پہنچنے والی مصیبت پر صبر نہیں کرتا اور میری نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ میرے سوا کوئی اور معبود بنالے۔(1)

اس کی وضاحت میں ایک قول یہ بھی ہے: ''گویا رب تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ ایسا شخص میری تقدیر پر ناراض ہو کر میرے رب ہونے پر راضی نہیں ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ کوئی دوسرا رب بنالے جس سے وہ راضی ہو۔'' عقلمند کے لیے یہ بڑی وعید اور سخت ڈرانے والی بات ہے۔

رُبُوْبِیَّت و عُبُوْدِیَّت

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا: عبودیت کیا ہے اور ربوبیت کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: رب تعالیٰ فیصلہ فرمائے اور بندہ راضی رہے اور اگر ربّ تعالیٰ فیصلہ فرمائے اور بندہ راضی نہ ہو تو وہاں ربوبیت ہے نہ عبودیت۔

پس اس بنیادی بات پر غور کرو اور اپنا محاسبہ کرو شاید اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد و توفیق سے سلامت رہو۔

1...معجم کبیر، ۲۲/ ۳۲۰، حدیث: ۸۰۷

تفسیر القرطبی، سورۃ البروج، تحت الآیۃ: ۲۲، ۱۰/ ۲۱۰

www.dawateislami.net

صبر کا بیان

صبر ایک کڑوی دوا اور ناپسندیدہ گھونٹ ہے مگر ہے بہت برکت والی شے، یہ نفع بخش چیزوں کو لاتی اور نقصان دہ چیزوں کو تم سے دور کرتی ہے اور جب دوا ایسی خوبیوں والی ہو تو عقلمند انسان خود پر جبر کر کے اسے پی لیتا اور اس کی کڑواہٹ و تیزی کو برداشت کرتا ہے اور کہتا ہے: کڑواہٹ ایک لمحے کی اور راحت سال بھر کی ہے۔

صبر کی اقسام

صبر کے بہت سے فائدے ہیں۔ پہلے صبر کی اقسام جان لو، صبر کی چار قسمیں ہیں: (۱)...عبادت پر صبر (۲)...گناہوں سے صبر (۳)...زائد از ضرورت حلال سے صبر اور (۴)...مصائب و آلام پر صبر۔

اگر بندہ صبر کی کڑوی دوا برداشت کر کے ان چار مواقع پر صبر کرے گا تو اسے عبادت اور اس کی منازل یعنی دنیا میں استقامت اور آخرت میں کثیر ثواب نصیب ہو گا، وہ دنیا میں گناہوں اور ان کی نحوستوں سے اور آخرت میں ان کے بوجھ سے بچ جائے گا اور دنیا کی ایسی طلب سے بھی محفوظ ہو جائے گا جو یہاں محض مصروفیت اور آخرت میں عذاب کا سبب بنے۔ پھر کسی بھی مصیبت میں مبتلا ہونے پر اس کا اجر ضائع نہیں ہو گا بشرطیکہ صبر کرے۔ یوں اسے صبر کی وجہ سے عبادت، اس کا ثواب اور اس کی مُعَزَّز منازِل مل جائیں گی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے زہد و تقویٰ اور بڑے ثواب کی دولت انعام میں ملے گی۔ مختصر یہ کہ صبر کے اتنے فائدے ہیں جن کی تفصیل اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے۔

www.dawateislami.net

بے صبری کے بڑے نقصانات

بلاشبہ صبر نقصان دہ چیزوں کو دور کرتا ہے، پہلے بندے کو دنیا میں جزع و فزع کی مشقت سے راحت مل جاتی ہے اور پھر آخرت میں بے صبری کے بوجھ اور عذاب سے بچ جاتا ہے اور اگر بندہ صبر کرنے میں کمزور واقع ہو اور شکوہ شکایت کے راستے پر چلے تو اس کا ہر نفع ضائع ہو جائے گا اور ہر مصیبت گلے پڑ جائے گی کیونکہ جب وہ عبادت کرنے میں مشقت نہیں اٹھا سکے گا تو عبادت نہیں کر پائے گا اور اگر بالفرض کر بھی لے تو اسے محفوظ رکھنے کے معاملے میں صبر نہیں کرپائے گا تو اُسے ضائع کر دے گا یا پھر عبادت میں استقامت پر صبر نہیں کرے گا تو استقامت کے بلند درجات سے محروم رہے گا یا پھر گناہ سے دور رہنے پر صبر نہیں کرے گا تو اس میں مبتلا ہو جائے گا یا ضرورت سے زائد حلال سے بے صبری کرے گا تو اس میں مشغول ہو جائے گا یا مصیبت پر صبر نہیں کرے گا تو صبر کے ثواب سے محروم ہو جائے گا۔

دوہری مصیبت

بسا اوقات بے صبری اتنی بڑھتی ہے کہ اس کے سبب بندہ عوض سے محروم ہو جاتا ہے، یوں اسے دو مصیبتیں پہنچتی ہیں: (۱)...دنیا میں اُس شے سے اور آخرت میں اجر و ثواب سے محرومی اور (۲)...ناپسندیدہ بات میں گرفتاری اور صبر سے محرومی۔ منقول ہے کہ "حِرْمَانُ الصَّبْرِعَلَى الْمُصِيْبَةِ اَشَدُّ مِنَ الْمُصِيْبَةِ یعنی مصیبت پر صبر سے محروم ہو جانا مصیبت سے زیادہ سخت ہے۔" ایسی چیز کو اختیار کرنے کا کیا فائدہ جو پاس موجود شے کو دور کر دے اور جو دور اور مفقود ہے اس کو لے کر نہ آئے، لہٰذا جب تم سے

www.dawateislami.net

ایک شے فوت ہو جائے تو کوشش کرو کہ دوسری فوت نہ ہو۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ایک شخص کو تسلی دیتے ہوئے بڑی جامع بات ارشاد فرمائی: ''اِنْ صَبَرْتَ جَرَتْ عَلَیْكَ الْمَقَادِیْرُ وَ اَنْتَ مَاْجُوْرٌ وَ اِنْ جَزِعْتَ جَرَتْ عَلَیْكَ الْمَقَادِیْرُ وَ اَنْتَ مَاْزُوْرٌ یعنی اگر تم صبر کروگے تو تم پر تقدیر جاری ہوگی مگر اجر وثواب پاؤ گے اور اگر بے صبری کا مظاہرہ کیا تب بھی تقدیر جاری ہے مگر تمہیں گناہ ملے گا۔''

صحیح تدبیر اور سیدھا راستہ

پھر میں کہتا ہوں: گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر خالص توکل کے ذریعے دل کو اس کی پسندیدہ چیزوں سے دور کرنا اور نفس کو پختہ عادات سے روکنا نیز امور کا راز جانے بغیر اُن کی تدبیر ترک کر کے انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کر دینا، نفس کو حکمِ الٰہی پر ناراضی اور جزع وفزع سے روکنا حالانکہ نفس اس کی جلدی کرتا ہے اور ناپسند کرنے کے باوجود نفس کو رضا مندی کی لگام دینا اور صبر کا گھونٹ پلانا یہ سب اگرچہ ایک تلخ معاملہ، سخت علاج اور بھاری بوجھ ہے لیکن یہی صحیح تدبیر اور سیدھا راستہ ہے اور اس کا انجام اچھا اور احوال نیک بختی پر مشتمل ہیں۔

مہربان باپ اور بیمار بیٹے کی مثال

تم اس مہربان مالدار باپ کے بارے میں کیا کہتے ہو جو اپنے بیٹے کو جس کی آنکھیں دکھ رہی ہوں تر کھجور اور سیب کھانے سے منع کرے اور اسے ایک سخت طبیعت نگران کے سپرد کر دے جو پورا دن اس بچے کو اپنے پاس روکے رکھے اور ڈانٹتا

www.dawateislami.net

رہے اور یونہی وہ باپ اپنے بیٹے کو پچھنے لگوانے کے لیے پچھنے لگانے والے کے پاس لے جائے جو کٹ وغیرہ لگا کر اسے تکلیف دے۔ کیا وہ باپ یہ سارے کام بیٹے کے ساتھ کنجوسی کی وجہ سے کرتا ہے؟ یہ کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ یہی شخص پڑوسیوں اور دیگر لوگوں پر خوب خرچ کرتا ہے یا پھر یہ بیٹا اُس کے نزدیک کوئی مقام و مرتبہ نہیں رکھتا؟ یہ بھی کیسے ممکن ہے حالانکہ اس کی ساری جمع پونجی اس بیٹے ہی کے لیے ہے۔ یا اِس فعل سے باپ کا ارادہ بیٹے کو محض مشقت و تکلیف پہنچانا ہے؟ یہ بھی کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ وہی بیٹا اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا پھل ہے کہ اگر ہوا کا تیز جھونکا بھی بیٹے کو لگ جائے تو باپ کو رنج ہوتا ہے۔ جب ایسا بالکل نہیں ہے تو سمجھ جاؤ کہ باپ جانتا ہے کہ اس تکلیف میں میرے بیٹے کی اصلاح و درستی ہے اور اس تھوڑی سی مشقت کی وجہ سے اسے بہت زیادہ بھلائی اور بڑا نفع حاصل ہوگا۔

طبیب اور مریض کی مثال

یونہی اس ماہر خیر خواہ اور شفیق طبیب کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو مریض کو پانی پینے سے منع کر دیتا ہے حالانکہ مریض پیاسا ہوتا ہے اور اس کا کلیجہ جل رہا ہوتا ہے مگر طبیب اسے کڑوی دوا پلاتا ہے جو مریض کے نفس و طبیعت پر گراں ہوتی ہے، کیا تمہیں یہ لگتا ہے کہ طبیب مریض کو کسی دشمنی یا ایذا رسانی کے لیے یہ دوا دے رہا ہے؟ ہر گز نہیں، بلکہ یہ طبیب کا احسان اور مہربانی ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر مریض کی خواہش ایک لمحے کے لیے بھی پوری کر دی تو وہ ہلاک ہو جائے گا اور اسے پرہیز کروانے میں اس کی شفا اور بقا ہے۔

www.dawateislami.net

تمہاری بہتری اور بھلائی

لٰہذا اے انسان! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ تم سے ایک روٹی یا ایک درہم روک لے تو یقین کر لو کہ جو تم چاہتے ہو وہ اُسی کے قبضے میں ہے اور وہ تمہاری مطلوبہ چیز تمہیں دینے پر قادر ہے اور وہ فضل وجود فرمانے والا ہے، وہ تمہارے حال کو جانتا ہے اس پر کچھ بھی پوشیدہ نہیں پس شے کا فقدان ہے نہ وہ عاجز ہے اور نہ ہی اُس پر کچھ مخفی ہے، وہ ان باتوں سے پاک ومُنَزَّہ ہے، بے شک وہ سب سے بڑھ کر غنی، سب سے زیادہ قدرت والا، سب سے زیادہ علم والا اور سب سے زیادہ جود و کرم والا ہے لٰہذا اِس حقیقت پر یقین رکھو کہ اُس کا تم سے کچھ روکنا تمہاری بہتری و بھلائی ہی کے لیے ہے۔ عطا نہ کرنے کی وجہ عجز یا بخل کیسے ہو سکتا ہے جبکہ وہ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًاۗ (پ۱، البقرۃ: ۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے جس نے تمہارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے۔

اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف بخل کیسے منسوب ہو سکتا ہے جبکہ اس نے تو اپنی معرفت جیسی عظیم دولت بھی تمہیں عطا فرمائی جس کے سامنے ساری دنیا ہیچ ہے۔

پیاروں پر مشقتوں کی زیادتی

ایک مشہور حدیث میں ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''میں اپنے دوستوں کو دنیا کی نعمتوں سے اس طرح دور رکھتا ہوں جس طرح مہربان چرواہا اپنے اُونٹوں کو خارش زدہ اُونٹوں سے دور رکھتا ہے۔''(1)

---

(1)...حلیۃ الاولیاء، مقدمۃ المصنف، ۱/۴۲، حدیث: ۲۰، الزھد لاحمد، ص۹۹، حدیث: ۳۴۱، ۳۴۲

www.dawateislami.net

اور جب ربّ تعالیٰ تمہیں کسی سختی و تکلیف میں مبتلا فرمائے تو جان لینا کہ اسے تمہاری تکلیف یا امتحان کی حاجت نہیں ہے، وہ تمہاری حالت اور تمہاری کمزوری کو خوب جانتا ہے اور وہ تم پر لطف و مہربانی بھی فرماتا ہے، کیا تم نے سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ اَللّٰہُ اَرْحَمُ بِعَبْدِہِ الْمُؤْمِنِ مِنَ الْوَالِدَۃِ الشَّفِیْقَۃِ بِوَلَدِھَا یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ بچے پر شفقت کرنے والی ماں سے زیادہ اپنے مومن بندے پر مہربان ہے۔"[1]

جب تمہیں یہ معلوم ہو گیا تو سمجھ جاؤ کہ جو تکلیف تمہیں آئی ہے اس میں تمہارے لیے بہتری ہی ہے جسے تم نہیں جانتے مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سب سے مُعزَّز بندے ہونے کے باوجود حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو آزمائشیں زیادہ آتی ہیں یہاں تک کہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ قَوْمًا اِبْتَلَاھُمْ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ جب کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو انہیں آزمائشوں میں مبتلا فرما دیتا ہے۔"[2]

محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی فرمایا ہے: "اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ یعنی لوگوں میں سب سے کڑی آزمائش انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی ہوتی ہے پھر شہدا کی پھر درجہ بدرجہ دیگر لوگوں کی۔"[3]

تم نظرِ رحمت میں ہو

جب تم دیکھو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تم سے دنیا روک رہا ہے یا پھر تم پر مصائب و آلام بڑھا

---

1 ...بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الوالد وتقبیلہ ومعانقتہ، ۴/ ۱۰۰، حدیث: ۵۹۹۹

2 ...مسند امام احمد، حدیث محمود بن لبید، ۹/ ۱۶۳، حدیث: ۲۳۷۰۲

3 ...ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، ۴/ ۱۷۹، حدیث: ۲۴۰۶، دون ذکر "الشھداء"

www.dawateislami.net

رہا ہے تو یقین کر لو کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں عزت اور بلند مقام والے ہو اور وہ تمہیں اپنے دوستوں کے طریقے پر چلا رہا ہے، بے شک تم اُس کی نظرِ رحمت میں ہو اور وہ اس کا محتاج نہیں، کیا تم اس کا یہ فرمانِ عالیشان نہیں سنتے:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (پ۲۷، الطور: ۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بے شک تم ہماری نگہداشت میں ہو۔

بلکہ تم خود پر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے اس احسان کو پہچانو کہ وہ تمہاری صلاح و خیر کے لئے تمہاری حفاظت فرماتا، تمہارا اجر و ثواب بڑھاتا اور اپنے ہاں تمہیں مُعزَّز و نیک لوگوں والا مقام و مرتبہ عطا فرماتا ہے۔ پس تم کتنے ہی قابلِ تعریف انجام اور قابلِ عزت عطائیں دیکھتے ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل و احسان سے توفیق عطا فرمائے۔

فصل تدبیر کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے کا بیان

اس مقام پر خلاصہ یہ ہے کہ اگر تم نے یقینی طور پر جان لیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ غنی ہے، تمہاری ضرورت کے رزق کا ضامن ہے جس سے تم زندہ رہ کر اس کی عبادت بجالا سکو اور یہ کہ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ جو چاہے اور جیسے چاہے کرے اور وہ ہر حال بلکہ ہر آن تمہاری ضرورت سے باخبر ہے تو تمہیں اس کے سچے وعدے اور ضمانت پر بھروسا ہو جائے گا اور تمہارا دل مطمئن ہو جائے گا پھر تم اسباب اور گزر بسر کے ذرائع سے رُک جاؤ گے اور اپنے دل سے ان کا خیال نکال دو گے کیونکہ ذاتِ باری تعالیٰ سے ہٹ کر یہ ذرائع تمہیں بے پروا کر سکتے ہیں نہ تمہیں کافی ہو سکتے ہیں۔ اس لیے کہ خوراک کا کھانا اور پینا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی آسان فرماتا ہے، پھر وہی ہے جو کھانے میں لذت و ذائقہ پیدا

www.dawateislami.net

فرماتا ہے، پھر وہی ان کا نفع و قوت تمہیں دے کر ان کا ضرر و بوجھ تم سے دور کرتا ہے اور اگر وہ چاہے تو ان اسباب کے بغیر بھی تمہیں (کھانے پینے سے) بے پرواکر دے اور کافی ہو جائے پس سارا معاملہ اسی وَحْدَہٗ لَاشَرِیْک کی طرف لوٹتا ہے تو تم اسی پر بھروسا کرو۔

اگر مگر کے چکر سے بچو

یونہی تم اپنے تمام کاموں کی تدبیر بھی اس کے حوالے کر دو جو زمین اور آسمانوں کی تدبیر فرمانے والا ہے اور اپنی سوچ کو ہر اس سے چیز سے آزاد کر دو جس تک تمہارے علم کی رسائی ہے نہ نظر کی جیسے یہ سوچنا کہ کام کل ہو گا یا نہیں؟ کیسے ہو گا؟ اور خود کو ''شاید'' اور ''اگر مگر'' کے چکر سے بھی باز رکھو کیونکہ اس میں وقت کا ضیاع اور دل کی پریشانی ہے، ہو سکتا ہے کل ایسے حالات پیدا ہو جائیں جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ ہوں اور جو کچھ تم نے سوچ بچار کر رکھا ہو گا اور اس میں جو قیمتی وقت لگایا ہو گا سب بیکار ہو جائے گا بلکہ تمہیں نقصان و خسارہ اٹھانا پڑے گا جس پر تمہیں ندامت ہو گی کہ دل خواہ مخواہ بے فائدہ شے میں لگا رہا۔ ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اسی بات کو کچھ یوں بیان کیا ہے:

سَبَقَتْ مَقَادِیْرُ الْاِلٰهِ وَ حُكْمُهٗ   فَاَرِحْ فُؤَادَكَ مِنْ لَعَلَّ وَ مِنْ لَوْ

ترجمہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تقدیریں اور اس کا فیصلہ ہو چکا لہٰذا اپنے دل کو ''شاید'' و ''اگر'' کے چکر سے صاف رکھو۔

ایک اور شاعر نے کہا:

سَهِرَتْ اَعْيُنٌ وَنَامَتْ عُيُوْن   فِىْ اُمُوْرٍ تَكُوْنُ اَوْ لَا تَكُوْنُ

اِنَّ رَبًّا كَفَاكَ مَا كَانَ بِالْاَمْسِ   سَيَكْفِيْكَ فِىْ غَدٍ مَا يَكُوْنُ

www.dawateislami.net

ترجمہ: کچھ آنکھیں کاموں کی سوچ بچار میں جاگتی اور سوتی ہیں کہ پتا نہیں ہوں گے یا نہیں؟ سنو! بے شک جو رب عَزَّوَجَلَّ گزرے ہوئے کل میں تمہیں کافی تھا وہ آنے والے کل میں بھی تمہیں کافی ہو گا۔

ایک شاعر نے کہا:

سَیَکُوْنُ مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْ وَقْتِہٖ ۔۔۔ وَ اَخُو الْجَھَالَۃِ مُتْعَبٌ وَّ مَحْزُوْنُ

فَلَعَلَّ مَا تَخْشَاہُ لَیْسَ بِکَائِنٍ ۔۔۔ وَ لَعَلَّ مَا تَرْجُوْہُ لَیْسَ یَکُوْنُ

ترجمہ: جو ہونے والا ہے وہ اپنے وقت پر ہی ہو گا جبکہ جاہل و بے خبر شخص مشقت و غم برداشت کرتا ہے۔ تو جس کا تجھے ڈر ہے شاید وہ واقع نہ ہو اور جس کی تجھے اُمید ہے شاید وہ بھی نہ ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ تم اپنے نفس سے کہو: اے نفس! ہمیں وہی ملے گا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے، وہی ہمارا مولیٰ ہے اور ایمان والوں کو اسی پر بھروسا کرنا چاہیے، وہ ہمیں کافی ہے اور بہترین کارساز ہے کیونکہ وہ ایسا قدیر ہے جس کی قدرت کی انتہا نہیں، ایسا حکیم ہے جس کی حکمت کی انتہا نہیں اور ایسا رحیم ہے جس کی رحمت کی انتہا نہیں اور جو ایسی شان والا ہو وہی اس لائق ہے کہ تم اس پر بھروسا کرو اور اپنے تمام امور اس کے سپرد کر دو پس تم پر تفویض (یعنی معاملات کو سپردِ خدا کرنا) لازم ہے۔

ناراضی کا کوئی فائدہ نہیں

یونہی تم اپنے دل میں یہ بات بٹھا لو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے لیے جو فیصلہ فرمایا ہے وہی تمہارے زیادہ موافق اور تمہارے لیے سب سے بہتر ہے کیونکہ ہمارا علم اس کی کیفیت و راز تک پہنچنے سے قاصر ہے اور تم کہو کہ اے نفس! جو مقدر ہو چکا وہ ضرور

www.dawateislami.net

ہو کر رہے گا لہٰذا ناراض ہونے کا کوئی فائدہ نہیں، بھلائی اسی میں ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کرتا ہے لہٰذا ناراضی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اے نفس! کیا تو یہ نہیں کہتا کہ "میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رب ہونے پر راضی ہوں" تو پھر تُو اس کی قضا و فیصلے پر کیسے ناراض ہوتا ہے حالانکہ قضا رُبُوبِیَّت کی شان اور اُس کا حق ہے لہٰذا اس کی قضا پر راضی رہنا تجھ پر لازم ہے۔

مصیبت آنے پر کیا کریں؟

جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے اور تمہیں وہ بری لگے تو اس وقت اپنے نفس کی نگہبانی کرو اور اپنے دل کو قابو میں رکھو تاکہ وہ بے چین ہو نہ اس سے شکوہ شکایت کا ظہور ہو بالخصوص مصیبت پہنچتے ہی ایسا کرو کیونکہ صبر و تحمل کا اصل موقع یہی ہوتا ہے اور اُس وقت میں نفس بے صبری کی طرف جلد بڑھتا ہے تو تم اپنے نفس سے کہو کہ اے نفس! یہ مصیبت تو واقع ہو چکی، اب اسے دور کرنے کی کوئی تدبیر نہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے بڑی مصیبت کو بھی دور فرما چکا ہے، بلاشبہ مصیبتوں اور بلاؤں کی اقسام بہت زیادہ ہیں اور عنقریب یہ مصیبت بھی دور ہو جائے گی، یہ تو ایک بادل ہے جو چھٹ جائے گا لہٰذا اے نفس! تو واقع ہونے والی مصیبت کو دور کر سکتا ہے نہ ہی بے صبری کا کوئی فائدہ ہے تو تھوڑی دیر کے لیے صبر کا دامن تھام لے اس کے بدلے تجھے طویل خوشی اور بہت زیادہ ثواب نصیب ہو گا اور حقیقت یہ ہے کہ صبر و تحمل کے ساتھ کوئی مصیبت مصیبت نہیں رہتی پس تم اپنی زبان کو "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ" کہنے اور دل کو اُس شے کی یاد میں لگا دو جس کی بدولت تمہیں بارگاہِ الٰہی سے اجر حاصل ہو اور پختہ ارادے والے حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا بڑے بڑے مصائب پر صبر کرنا یاد رکھو۔

www.dawateislami.net

جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی وقت تم سے دنیا یا رزق کو روک دے تو تم کہو: اے نفس! اللہ عَزَّوَجَلَّ تیرے حال کو تجھ سے زیادہ جانتا ہے اور وہ تجھ پر سب سے زیادہ مہربان بھی ہے، جب وہ کتے کو گھٹیا ہونے کے باوجود روزی دیتا ہے بلکہ کافر کو اپنا دشمن ہونے کے باوجود کھلاتا ہے تو میں تو اس کا بندہ، اسے پہچاننے اور ایک ماننے والا ہوں تو کیا وہ مجھے ایک روٹی بھی نہیں دے سکتا؟ اے نفس! اچھی طرح جان لے کہ اس نے تجھ سے رزق کسی بڑے فائدے کے لیے ہی روکا ہے اور عنقریب اللہ عَزَّوَجَلَّ تنگی کے بعد آسانی فرمائے گا پس تھوڑا صبر کرلے پھر تو اُس کی عمدہ کاریگری کی حیرت انگیزی دیکھے گا، کیا شاعر کی یہ بات نہیں سنتے؟

تَوَقَّعْ صُنْعَ رَبِّكَ سَوْفَ يَأْتِيْ بِمَا تَهْوَاهُ مِنْ فَرَجٍ قَرِيْب

وَ لَا تَيْأَسْ اِذَا مَا نَابَ خَطْبٌ فَكَمْ فِي الْغَيْبِ مِنْ عَجَبٍ عَجِيْب

ترجمہ: اپنے ربّ تعالیٰ کے کام کا انتظار کر عنقریب تجھے تیری خواہش کے مطابق کشادگی ملے گی۔ اور جب کوئی مصیبت و پریشانی نزدیک آئے تو مایوس مت ہونا کیونکہ غیب کے خزانوں میں بہت سے عجائبات ہیں۔

ایک اور شاعر نے کہا:

اَلَا يَا اَيُّهَا الْمَرْءُ الَّذِي الْهَمُّ بِهِ بَرَّحْ

اِذَا اشْتَدَّتْ بِكَ الْعُسْرٰى فَفَكِّرْ فِيْ اَلَمْ نَشْرَحْ

فَعُسْرٌ بَيْنَ يُسْرَيْنِ اِذَا كَرَّرْتَهُ فَافْرَحْ

ترجمہ: (۱)...اے غموں میں قید شخص! (متوجہ ہو) (۲)...جب تجھے زیادہ تنگی ہو تو سورہ الم نشرح میں غور کر تو دیکھے گا کہ (۳)...ایک تنگی کا ذکر دو آسانیوں کے درمیان ہے جب تو اسے بار

www.dawateislami.net

بار پڑھے گا تو خوش ہو جائے گا۔

جب تم اس طرح کی باتوں کو یاد کرو گے اور بار بار ان کی مشق کرو گے تو مصائب وآلام تم پر آسان ہو جائیں گے بشرطیکہ تھوڑا عرصہ تم ہمت و کوشش سے کام لو۔

اس مقام پر پہنچ کر تم نے ان چار عوارض اور ان کی مشقت سے جان چھڑالی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک تم توکّل کرنے والوں اور اپنے معاملات سپردِ خدا کرنے والوں میں سے ہو گئے جو اس کی قضا پر راضی اور اس کی طرف سے آنے والی مصیبت پر صابر ہیں، تم نے دنیا میں اپنے دل وبدن کی راحت اور آخرت میں بڑا ثواب اور ذخیرہ حاصل کر لیا اور بارگاہِ الٰہی میں عزت و محبت کے مقام پر فائز ہو گئے، تمہارے لیے دونوں جہاں کی بھلائیاں اکٹھی ہو گئیں اور عبادت کا راستہ آسان ہو گیا کیونکہ کوئی رکاوٹ رہی نہ کوئی مشغولیت اور تم نے اس مشکل گھاٹی کو عبور کر لیا۔ دعا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ حسنِ توفیق سے ہماری اور تمہاری مدد فرمائے کیونکہ سارا معاملہ اسی کے قبضہ واختیار میں ہے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ نیکی کرنے کی قوت اور گناہ سے بچنے کی طاقت بلند وبرتر اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے۔

پانچویں گھاٹی: عبادت پر ابھارنے والی چیزوں کا بیان

اے میرے اسلامی بھائی! جب تمہارے لیے عبادت کا راستہ واضح اور آسان ہو گیا، تمام عوارض اور رکاوٹیں دور ہو گئیں تو اب تمہیں اس راہ پر چلنا بھی ضروری ہے مگر درست سفر اسی وقت ہو گا جب تم خوف اور امید کو جان لو گے اور کما حقہ دونوں کو اپناؤ گے۔

www.dawateislami.net

خوف کیوں ضروری ہے؟

خوف کو اپنانا دو وجہ سے ضروری ہے:

...پہلی وجہ: تاکہ گناہوں سے رکنا اور بچنا نصیب ہو جائے کیونکہ نفس بہت زیادہ برائی کا حکم دیتا، شر کی طرف مائل ہوتا اور فتنوں کا شوق رکھتا ہے، اسے بہت زیادہ ڈرا دھمکا کر ہی ان باتوں سے روکا جا سکتا ہے، فطری طور پر یہ ایسا آزاد ہے جس میں حیا ہے نہ وفا بلکہ یہ ایسا ہی ہے جیسا اس کے بارے میں ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا:

اَلْعَبْدُ یُقْرَعُ بِالْعَصَا وَ الْحُرُّ تَکْفِیْہِ الْمَلَامَۃُ

ترجمہ: غلام کو لاٹھی سے سیدھا کیا جاتا ہے جبکہ آزاد شخص کے لیے ملامت ہی کافی ہوتی ہے۔

لہٰذا نفس کو قولی، فعلی اور فکری طور پر خوف کے کوڑے سے سیدھا رکھو۔ منقول ہے کہ ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے نفس نے انہیں گناہ کی طرف بلایا تو وہ صحرا میں گئے اور کپڑے اتار کر تپتی ریت پر لوٹ پوٹ ہونے لگے اور اپنے نفس سے کہا: اے رات کے مردار اور دن کے بیکار! اس گرمی کو چکھ، جہنم کی گرمی تو اس سے بھی زیادہ ہے۔

...دوسری وجہ: تاکہ تم نیکیوں پر خود پسندی میں مبتلا ہو کر ہلاک نہ ہو جاؤ بلکہ نفس کو مذمَّت، عیب اور نقص و کمی وغیرہ کے ذریعے رُسوا کرتے رہو کیونکہ نفس کی برائیوں میں بڑے خطرات ہیں۔

حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (خوف کی تعلیم دینے کے لئے) اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "لَوْ اَنِّیْ وَ عِیْسٰی اُخِذْنَا بِمَا اکْتَسَبَتْ ھَاتَانِ لَعُذِّبْنَا عَذَابًا لَمْ یُعَذِّبْہُ اَحَدٌ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ یعنی اگر میری اور عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کی پکڑ ان

www.dawateislami.net

دو کے کئے پر کی جاتی تو ہمیں ایسا عذاب دیا جاتا جیسا تمام جہانوں میں کسی کو نہ دیا گیا ہو۔“[1]

بزرگوں کا خوفِ خدا

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ہم میں سے کوئی شخص اس بات سے بے خوف نہیں ہو سکتا کہ ”اس نے اپنی زندگی میں کوئی گناہ کیا اور اس کے سبب بخشش کا دروازہ بند ہو چکا ہو تو اس کے بعد کے نیک اَعمال کسی شمار میں نہ آرہے ہوں۔“

حضرت سیِّدُنا اِبْنِ سماک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے نفس کو یوں ڈانٹ پلائی: اے نفس! تو باتیں زاہدوں والی کرتا ہے اور عمل منافقوں والا کرتا ہے پھر بھی جنت کی لالچ رکھتا ہے، تجھ پر افسوس ہے، جنت والے لوگ دوسرے ہیں جو ایسے اعمال کرتے ہیں جیسے تو نہیں کرتا۔

ایسے واقعات کا یاد کرنا اور انہیں دُہراتے رہنا بندے کے لئے ضروری ہے تاکہ وہ عبادت پر خود پسندی میں مبتلا نہ ہو اور گناہ سے باز رہے اور توفیق دینے والا اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہی ہے۔

امید کیوں ضروری ہے؟

تمہارے لیے امید کا شعور اور اِسے سمجھنا دو وجہ سے ضروری ہے:

❁...پہلی وجہ: نیکیوں کا شوق پیدا کرنے کے لیے اور وہ یوں کہ نیکی بہت بھاری ہوتی ہے، شیطان اس سے روکتا ہے، خواہش نفس بدی کی طرف بلاتی ہے، نفس کے معاملے میں عام اہلِ غفلت کا حال سامنے ہے، کوئی ڈھکا چھپا نہیں ہے جبکہ نیکی کرنے پر

1...ابن حبان، کتاب الرقاق، باب الخوف والتقوی، ۲/۲۷، حدیث: ۶۵۶ بتغیر قلیل

www.dawateislami.net

ملنے والا ثواب آنکھ سے اوجھل ہے اور اُس تک پہنچنا نفس کو بعید لگتا ہو پس جب حالت ایسی ہو تو نفس نیکی کی طرف کماحقہ رغبت اور شوق نہیں رکھتا لہٰذا کسی ایسی شے کی ضرورت ہے جو ان رکاوٹوں کا مقابلہ کر کے نفس کو نیکی پر ابھارے اور وہ شے ان رکاوٹوں کے برابر بلکہ ان سے بڑھ کر ہونی چاہیے اور وہ چیز اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے قوی اُمید اور بہترین ثواب اور اچھی جزا کی انتہائی رغبت ہے۔

ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: غم کھانے سے روکتا ہے، خوف گناہوں سے روکتا ہے، اُمید عبادات کی ہمت پیدا کرتی ہے اور موت کی یاد غیر ضروری شے سے بے رغبت کرتی ہے۔

✽...دوسری وجہ: تاکہ اُمید تمہارے لیے سختیوں اور مشقتوں کو برداشت کرنا آسان کر دے۔ جان لو کہ جو اپنے مطلوب و مقصود کو پہچان لیتا ہے اس کے لئے کوشش کرنا آسان ہو جاتا ہے، جیسے کوئی شے پسند آجائے اور اسے پانے کا بھرپور شوق ابھرنے لگے تو بندہ اس کے لیے ہر مشقت برداشت کرتا ہے اور کسی تکلیف کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ یونہی جو کسی سے سچی محبت کرتا ہے تو وہ راہ میں آنے والی مشکلات سے بھی محبت کرتا ہے حتّٰی کہ وہ ان مشکلات میں کئی طرح کی لذت محسوس کرتا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ چھتے سے شہد نکالنے والا مکھیوں کے ڈنک کی پروا نہیں کرتا کیونکہ اُس کے ذہن میں شہد کی مٹھاس ہوتی ہے، یونہی مزدوری کرنے والا لمبے اور طویل وشدید گرم دن میں بھاری بوجھ اٹھا کر اونچی سیڑھیوں پر چڑھنے کی پروا نہیں کرتا کیونکہ پتا ہے کہ شام کو اس کے بدلے میں دو درہم ملیں گے۔ یونہی کسان سارا سال سردی گرمی، محنت و مشقت اور تھکاوٹ کی پروا کیے بغیر کام کرتا ہے کیونکہ جانتا ہے کہ

www.dawateislami.net

اس سے اسے غلہ ملے گا۔

اے میرے اسلامی بھائی! مجاہدہ کرنے والے عابدین کا بھی یہی حال ہے کہ جنت کے آرام وآسائش، اس کی نعمتوں جیسے جنتی محلات، حوریں، جنتی کھانے، جنتی مشروب، جنتی زیور ولباس اور وہ سب کچھ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اہلِ جنت کے لیے تیار کر رکھا ہے جب یہ حضرات انہیں یاد کرتے ہیں تو عبادت کی مَشَقَّت برداشت کرنا، دنیاوی لذتوں کا ختم ہونا اور تکالیف اٹھانا ان کے لے آسان ہو جاتا ہے۔

حکایت: جنتوں کا جگمگانا

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے شاگردوں نے جب آپ کا خوفِ خدا، مجاہدات اور غمِ آخرت میں بے حال ہونا دیکھا تو عرض کی: استادِ محترم! اگر آپ مجاہدہ کچھ کم کریں گے تب بھی اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی مراد کو پہنچ جائیں گے۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں یہ مجاہدہ کیسے نہ کروں حالانکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جنتی اپنی اپنی منزلوں میں ہوں گے کہ اتنے میں ایک نور کی تجلی ہوگی جس سے آٹھوں جنتیں جگمگا اٹھیں گی، جنتی سمجھیں گے یہ رب عَزَّوَجَلَّ کا نور ہے تو سب سجدے میں گر جائیں گے تو انہیں کہا جائے گا: اپنے سروں کو اٹھاؤ، جیسا تم سمجھ رہے ہو ویسا نہیں ہے بلکہ یہ تو جنتی لڑکی کا نور ہے جو اپنے شوہر کے لیے مسکرائی ہے۔ پھر آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ اشعار پڑھے:

مَا ضَرَّ مَنْ كَانَتِ الْفِرْدَوْسُ مَسْكَنَهُ ۔۔۔ مَاذَا تَحَمَّلَ مِنْ بُؤْسٍ وَّ اِقْتَارِ

تَرَاهُ يَمْشِيْ كَئِيْبًا خَائِفًا وَجِلاً ۔۔۔ اِلَى الْمَسَاجِدِ يَمْشِيْ بَيْنَ اَطْمَارِ

يَا نَفْسُ مَالَكِ مِنْ صَبْرٍ عَلَى لَهَبٍ ۔۔۔ قَدْ حَانَ اَنْ تُقْبِلِيْ مِنْ بَعْدِ اِدْبَارِ

www.dawateislami.net

ترجمہ:(۱)... مصیبت و تنگ حالی برداشت کرنا اسے نقصان نہیں دیتا جس کا ٹھکانا جنت الفردوس ہو۔(۲)... تم اُسے غم میں ڈوبا، خوفزدہ، گھبرایا ہوا اور پُرانے کپڑوں میں مسجدوں کی طرف جاتا دیکھو گے۔(۳)... اے نَفْس! تو دوزخ کی آگ کیسے برداشت کرے گا جبکہ پھرنے کے بعد پلٹنے کا وقت آچکا ہے۔

سرکش چوپائے کا علاج

میں کہتا ہوں: جب بندگی کا مدار دو چیزوں پر ہے ایک عبادت کی بجا آوری اور دوسرا گناہوں سے بچنا تو یہ مقصد بُرائی کا حکم دینے والے نفس کی موجودگی میں اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب اسے ترغیب و ترہیب اور خوف واُمید کے ذریعے اس طرف متوجہ رکھا جائے کیونکہ سَرکَش چوپایہ یوں ہی قابو میں رہتا ہے جب ایک شخص آگے سے کھینچے اور دوسرا پیچھے سے ہانکے اور اگر وہ چوپایہ کسی گڑھے میں گر جائے تو ایک طرف سے کوڑے مارے جاتے ہیں تو دوسری طرف سے سبز چارہ دکھایا جاتا ہے تب کہیں جاکر وہ اس گڑھے سے نکلتا ہے۔ یونہی شریر بچہ مدرسے اس صورت میں جاتا ہے کہ اس کے والدین اسے کئی طرح کا لالچ دیں اور استاد اپنے رُعب اور دبدبے میں رکھے۔ بالکل اِسی طرح نفس بھی ایک سَرکَش چوپایہ ہے جو دنیا کے گڑھے میں گرا ہوا ہے پس خوف اس کے لئے کوڑا اور ہانکنے والا ہے اور ثواب کی اُمید اس کے لئے سبز چارہ اور آگے بڑھانے والا ہے اور یہ نفس شریر بچے کی مانند ہے جسے عبادت و تقویٰ کے مکتب لے جانا ہے پس دوزخ اور عذاب کا ذکر اس میں ڈر پیدا کرتا ہے اور جنت و ثواب اس میں اُمید و رغبت پیدا کرتے ہیں۔

www.dawateislami.net

اسی لیے عبادت وریاضت کے طلبگار بندے پر لازم ہے کہ وہ نفس کو ان دو چیزوں خوف اور امید کا شعور دلائے ورنہ یہ سرکش نفس عبادت کی طرف ہرگز نہیں آئے گا۔اسی مفہوم کے ساتھ قرآن کریم نے ثواب کے وعدہ وترغیب اور عذاب کی وعید اوراُس سے ڈرانے کو بیان کیا اور ان دونوں باتوں میں خوب مبالغہ فرمایا ہے پس قرآن کریم نے عزت والے ثواب کا ایسا ذکر کیا جس سے صبر نہ کیا جاسکے اور دردناک عذاب کو یوں بیان فرمایا جسے برداشت کرنے کی طاقت ہی نہیں لہٰذا تم خوف وامید کے ان معانی کو خود پر لازم کرلو تاکہ تمہیں مراد میں کامیابی ملے اور عبادت میں مشقت برداشت کرنا آسان ہوجائے۔اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل سے توفیق عطا فرمائے۔

خوف وامید کی حقیقت، تعریف اور حکم

اگر تم پوچھو کہ خوف اورامید کی حقیقت اور ان کا حکم کیا ہے؟ تو جان لو کہ ہمارے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک خوف اورامید کا تعلق خیالات سے ہے اور بندے کے اختیار میں صرف ان دونوں کے مقدمات ہیں۔خوف کی تعریف ومقدمات درج ذیل ہیں:

خوف کی تعریف

حضرات علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''اَلْخَوْفُ رَعْدَةٌ تَحْدُثُ فِی الْقَلْبِ عَنْ ظَنِّ مَكْرُوْهٍ یَنَالُهٗ یعنی ناپسندیدہ خیال آنے پر دل میں پیدا ہونے والے لرزے کو خوف کہتے ہیں۔'' خشیت بھی اسی کی مثل ہے لیکن ''خشیت'' ایک طرح کی ہیبت اور عظمت کا تقاضا کرتی ہے۔

www.dawateislami.net

خوف کی ضد ”جرأت“ ہے لیکن کبھی یہ ”امن“ کے مقابلے میں بھی بولا جاتا جیسے کہتے ہیں: خَائِفٌ وَّ اٰمِنٌ وَّ خَوْفٌ وَّ اَمْنٌ (یعنی ڈرنے والا اور بے خوف، خوف اور بے خوفی) کیونکہ بے خوف ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ پر جرأت کرتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جرأت ہی خوف کی ضد ہے۔

خوف کے چار مقدمات

خوف کے درج ذیل چار مقدمات ہیں:

پہلا مقدمہ: اپنے گزرے ہوئے کثیر گناہوں اور ان کثیر جھگڑوں کو یاد کرنا جن میں تم پر مطالبات ہیں اور ان کی ادائیگی سے چھٹکارے کا تمہیں علم نہیں۔

دوسرا مقدمہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شدید پکڑ اور عذاب کو یاد کرنا جسے سہنے کی تم میں طاقت نہیں۔

تیسرا مقدمہ: عذابِ الٰہی کے سامنے اپنی کمزوری کو یاد کرنا۔

چوتھا مقدمہ: اپنے اوپر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قادر ہونے کو یاد کرنا کہ وہ جب چاہے جیسے چاہے کر سکتا ہے۔

امید کی تعریف

اَلرَّجَاءُ فَھُوَ اِبْتِھَاجُ الْقَلْبِ بِمَعْرِفَۃِ فَضْلِ اللہِ سُبْحَانَہٗ وَاسْتَرْوَاحُہٗ سِعَۃَ رَحْمَتِہٖ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل کو پہچان کر دل میں خوشی کی لہر دوڑنے اور رحمتِ الٰہی کی وسعت سے راحت پانے کو اُمید کہتے ہیں۔ اُمید کا یہ معنیٰ قلبی خیالات سے تعلق رکھتا ہے جس پر بندے کو اختیار نہیں۔ البتہ اس لحاظ سے اختیار میں ہے کہ بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل اور وسیع

www.dawateislami.net

رحمت کو یاد کرے اور کبھی دل میں پیدا ہونے والے خیال کو رب تعالیٰ کی مرضی پر معلق کرنے کو "اُمید" کہتے ہیں مگر اس مقام پر پہلا معنٰی ہی مراد ہے اور وہ قلبی خوشی ومسرت کے لحاظ سے فضل ورحمت کو یاد کرنا ہے اور امید کی ضد مایوسی ہے اور مایوسی کہتے ہیں: اَلْيَأْسُ وَهُوَ تَذَكِّرَةُ فَوَاتِ رَحْمَةِ اللهِ وَفَضْلِهِ وَقَطْعُ الْقَلْبِ عَنْ ذٰلِكَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل ورحمت نہ ملنے کو یاد کرنا اور دل میں اس کی اُمید نہ رکھنا۔" اور یہ محض گناہ ہے۔

اُمید کا شرعی حکم

اُمید رکھنا کبھی فرض اور کبھی مستحب ہوتا ہے۔ اگر بندے کے لئے اُمید کے علاوہ مایوسی سے بچنے کا کوئی اور راستہ نہ ہو تو اُس وقت اُمید فرض ہوتی ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو یہ مستحب کے درجے میں ہے مگر ساتھ ہی دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم اور وسیع رحمت کا عقیدہ بھی اجمالی طور پر پختہ ہونا ضروری ہے۔

اُمید کے چار مقدمات

امید کے درج ذیل چار مقدمات ہیں:

پہلا مقدمہ: کسی کی سفارش اور تمہارے سوال کے بغیر تمہیں رب تعالیٰ کا جو فضل پہنچ چکا اسے یاد کرنا۔

دوسرا مقدمہ: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے فضل وکرم سے جس بڑے ثواب اور عظیم عزت کا وعدہ فرمایا ہے اسے یاد کرنا اور اس لحاظ سے نہیں کہ یہ عزت وثواب عمل کی بدولت ہے کیونکہ اگر اَجر وثواب عمل کی حیثیت سے ملے تو وہ بہت تھوڑا اور معمولی ہوگا۔

تیسرا مقدمہ: اُن کثیر دینی ودنیاوی نعمتوں کو یاد کرنا جو بن مانگے اور بغیر حق داری

www.dawateislami.net

کے مدد و مہربانی کی صورت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ فی الحال فرما رہا ہے۔

چوتھا مقدمہ: رحمتِ الٰہی کی وسعت اور اُس کی رحمت کے اُس کے غضب پر حاوی ہونے کو یاد کرنا اور اِس بات کو پیشِ نظر رکھنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ رحمٰن ورحیم، غنی وکریم اور اپنے مومن بندوں پر بہت مہربان ہے۔

جب تم خوف اور امید کے ان مقدمات کو یاد کرتے رہو گے تو ہر حال میں تمہیں خوف اور امید کا احساس ہوتا رہے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل ورحمت سے توفیق عطا فرمائے۔

فصل: خوف وامید کی گھاٹی میں احتیاط کی ضرورت

بے احتیاطی کا انجام

خوف وامید کی اس گھاٹی کو عبور کرنے کے لے تمہیں مکمل احتیاط، بچاؤ اور انتہائی رعایت کی ضرورت ہے کیونکہ یہ خطرناک اور مشکل گزر گاہ ہے اور یہ دو خطرناک اور ہلاکت خیز راستوں کے درمیان واقع ہے ان میں سے ایک بے خوفی کا اور دوسرا ناامیدی کا راستہ ہے جبکہ خوف وامید کی راہ ان دو خطرناک راستوں کے درمیان ہے جب تم پر حد سے زیادہ امید کا غلبہ ہو جائے گا تو یقیناً خوف ختم ہو جائے گا اور تم بے خوفی کے راستے پر چل پڑو گے اور فرمانِ الٰہی ہے:

فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ (پ۹، الاعراف: ۹۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔

اور اگر تم پر خوف کا غلبہ ہو گیا یہاں تک کہ امید ختم ہو گئی تو تم مایوسی کے راستے

www.dawateislami.net

پر آجاؤ گے اور ربّ تعالٰی کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

لَا یَایْــٴَـسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ (پ۱۳، یوسف: ۸۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

احتیاط کا انعام

اور اگر تم امید وخوف کے راستے پر سفر کرو اور دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو تو یہی سیدھا راستہ ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اولیاء اور برگزیدہ بندوں کی راہ ہے جن کی تعریف اس نے یوں بیان فرمائی ہے:

اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَ یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ﴿۹۰﴾ (پ۱۷، الانبیآء: ۹۰)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں۔

خوف واُمید کے تین راستے

اس گھاٹی میں تمہارے سامنے تین راستے واضح ہوگئے: (۱)...بے خوفی وجرأت کا راستہ (۲)...مایوسی وناامیدی کا راستہ اور (۳)...ان دونوں کے درمیان خوف اور امید کا راستہ۔ پس اگر تم اس درمیانی راستے سے ایک قدم بھی دائیں بائیں ہوئے تو ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو جاؤ گے۔ پھر معاملہ یہ ہے کہ ان دو ہلاکت خیز راستوں پر چلنے والے اور ان کی طرف بلانے والے بھی بہت ہیں اور درمیانی راستے کے مقابلے میں ان پر چلنا بہت آسان ہے کیونکہ اگر تم بے خوفی کی جانب نظر کرو گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وسیع رحمت، کثیر عنایت اور جود وکرم اس قدر نظر آئے گا کہ تمہیں بالکل ہی خوف

www.dawateislami.net

نہیں رہے گا یوں تم اسی پر قناعت کر کے اس سے مانوس ہو جاؤ گے اور اگر تم صرف خوف کی طرف نظر کرو گے تو تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر، اس کی ہیبت، اس کے ساتھ معاملے کی نزاکت اور اپنے نیک و برگزیدہ بندوں کے ساتھ اس کے جلال کا معاملہ دیکھو گے تو تم فوراً ہی مایوسی وناامیدی کا شکار ہو جاؤ گے۔

درمیانی راستہ اپناؤ

بیان کردہ صورتِ حال کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ تم صرف رحمتِ الٰہی کی وسعت کو نہ دیکھو کہ اس پر قناعت کر کے بے خوف ہو جاؤ اور یوں ہی فقط اس کی ہیبت وجلال کو نہ دیکھو کہ مایوس وناامید ہو جاؤ بلکہ تم خوف وامید دونوں کی طرف نظر رکھو اور دونوں جانبوں سے تھوڑا تھوڑا حصہ لے کر ان کے درمیان ایک باریک راہ پر چلو تاکہ سلامت رہو کیونکہ محض امید کا راستہ بہت آسان اور کشادہ ہے جبکہ اس کا انجام تمہاری بے خوفی اور نقصان ہے، یونہی محض خوف کا راستہ بھی بہت کشادہ ہے اور اس کا انجام تمہاری گمراہی ہے اور ان دونوں کے مابین ایک راستہ اعتدال ومیانہ روی کا ہے اور وہ خوف وامید دونوں کا راستہ ہے اگرچہ یہ بہت باریک اور مشکل ہے۔ بے شک یہ سلامتی والا اور واضح راستہ ہے جو تمہیں بخشش، احسان، جنت، رضائے الٰہی اور رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات تک لے جاتا ہے۔ کیا اس راستے پر چلنے والوں کے بارے میں تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان نہیں سنا:

يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا ۫

(پ۲۱، السجدۃ: ۱۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے۔

اور مزید ارشاد فرمایا:

www.dawateislami.net

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (پ۲۱، السجدۃ: ۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا رکھی ہے صلہ اُن کے کاموں کا۔

ان چند باتوں پر خوب غور کرو اور اچھی طرح تیار ہو کر اس راستے پر چل پڑو کیونکہ خوف ورجا کا مقام حاصل کرنا آسان نہیں ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

راہِ خوف وامید پر چلنے کے تین اصول

جان لو کہ اس راستے پر چلنا، سست وسرکش نفس کو نیکیوں پر ابھارنا اور اسے اس کی من پسند چیزوں سے روک کر عبادات میں لگانا جو اس پر بہت بھاری ہیں اسی وقت ممکن ہے جب تم درج ذیل تین اصولوں پر کاربند ہو جاؤ اور بغیر غفلت و سُستی کے انہیں ہمیشہ پیشِ نظر رکھو:

﴿1﴾... اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ترغیب وترہیب والے فرامین کو یاد کرنا۔

﴿2﴾... پکڑ کرنے اور معاف کرنے میں دستورِ الٰہی کو یاد کرنا۔

﴿3﴾... روزِ محشر اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کو جو ثواب یا عذاب دے گا اسے یاد کرنا۔

ان میں سے ہر اصول کی تفصیل کے لیے کئی کئی صفحات درکار ہیں اور اس کے لیے ہم نے "تَنْبِیْهُ الْغَافِلِیْن" کے نام سے ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور پیشِ نظر کتاب میں ہم صرف اتنی بات کریں گے جو مقصود کے لیے کافی ہو گی، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔

محبت دنیا کی تعریف

دنیا کی وہ محبت جو اُخروی نقصان کا باعث ہو (قابل مذمت اور بری ہے)۔(احیاء العلوم، ۳/ ۲۴۹)

www.dawateislami.net

خوف ورجا کے راستے کا پہلا اصول

اے بندے! شوق وامید اور ڈر وخوف پر مشتمل آیات میں غور کرو۔

امید کے بارے میں فرامینِ الٰہی

یہاں اُمید کے متعلق آٹھ فرامینِ باری تعالیٰ بیان کیے جاتے ہیں:

﴿1﴾...

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ (پ۲۴، الزمر: ۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

﴿2﴾...

وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪ۙ (پ۴، اٰل عمران: ۱۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے۔

﴿3﴾...

غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ (پ۲۴، المؤمن: ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا۔

﴿4﴾...

وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ (پ۲۵، الشوریٰ: ۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے در گزر فرماتا ہے۔

﴿5﴾...

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ (پ۷، الانعام: ۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تمہارے رب نے اپنے ذمۂ کرم پر رحمت لازم کرلی ہے۔

www.dawateislami.net

﴿6﴾...

وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ

(پ۹، الاعراف: ۱۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے تو عنقریب میں نعمتوں کو ان کے لیے لکھ دوں گا جو ڈرتے ہیں۔

﴿7﴾...

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ(۱۴۳)

(پ۲، البقرة: ۱۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر (رحم) والا ہے۔

﴿8﴾...

وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا(۴۳)

(پ۲۲، الاحزاب: ۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

یہ اور ان جیسی دیگر آیاتِ طیبہ اُمید والی آیات مبارکہ ہیں۔

خوف کے بارے میں فرامینِ باری تعالیٰ

یہاں خوف و تدبیر کے متعلّق سات آیاتِ کریمہ بیان کی جاتی ہیں:

﴿1﴾...

یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ(۱۶) (پ۲۳، الزمر: ۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے بندو تم مجھ سے ڈرو۔

﴿2﴾...

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ(۱۱۵) (پ۱۸، المؤمنون: ۱۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔

www.dawateislami.net

﴾3﴿...

اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ یُّتۡرَكَ سُدًی ﴿ؕ۳۶﴾ (پ۲۹، القیامۃ: ۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔

﴾4﴿...

لَیۡسَ بِاَمَانِیِّكُمۡ وَلَاۤ اَمَانِیِّ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ ؕ مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ ۙ وَلَا یَجِدۡ لَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا ﴿۱۲۳﴾ (پ۵، النسآء: ۱۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: کام نہ کچھ تمہارے خیالوں پر ہے اور نہ کتاب والوں کی ہوس پر جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار۔

﴾5﴿...

وَهُمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ﴿۱۰۴﴾ (پ۱۶، الکھف: ۱۰۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔

﴾6﴿...

وَبَدَا لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمۡ یَكُوۡنُوۡا یَحۡتَسِبُوۡنَ ﴿۴۷﴾ (پ۲۴، الزمر: ۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اُنھیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔

﴾7﴿...

وَقَدِمۡنَاۤ اِلٰی مَا عَمِلُوۡا مِنۡ عَمَلٍ فَجَعَلۡنٰهُ هَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا ﴿۲۳﴾

(پ۱۹، الفرقان: ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر اُنھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرّے کر دیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

www.dawateislami.net

دعا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت کے صدقے ہمیں سلامت رکھے۔(اٰمین)

خوف وامید کی جامع آیات

یہاں وہ آیاتِ طیبات ذکر کی جاتی ہیں جن میں خوف اور اُمید دونوں کا بیان ہے:

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

نَبِّئْ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۹﴾ (پ۱۴، الحجر: ۴۹)

ترجمۂ کنزالایمان: خبر دو میرے بندوں کو کہ بے شک میں ہی ہوں بخشنے والا مہربان۔

اس سے اگلی آیت میں ارشاد فرمایا:

وَ اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿۵۰﴾ (پ۱۴، الحجر: ۵۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میرا ہی عذاب دردناک عذاب ہے۔

امید کے فوراً بعد عذاب کا ذکر فرمایا تاکہ تم پر صرف امید ہی غالب نہ آجائے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

شَدِیْدِ الْعِقَابِ ۙ (پ۲۴، المؤمن: ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: سخت عذاب کرنے والا۔

اس کے ساتھ ہی فرمایا:

ذِی الطَّوْلِ ؕ (پ۲۴، المؤمن: ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بڑے انعام والا۔

یعنی احسان اور فضل والا۔ یہ اس لیے فرمایا کہ کہیں تم مکمل طور پر خوف میں ہی نہ جکڑے جاؤ۔

اس سے زیادہ حیرت انگیز یہ فرمانِ عالیشان ہے:

وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ (پ۳، اٰل عمران: ۳۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے۔

www.dawateislami.net

اس کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ﴿۳۰﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور (اللہ) بندوں پر مہربان ہے۔ (پ۳، اٰل عمرٰن: ۳۰)

اور اس سے بھی بڑھ کر حیرت انگیز یہ ارشادِ الٰہی ہے:

مَنۡ خَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ ترجمۂ کنزالایمان: جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے۔ (پ۲۶، قٓ: ۳۳)

دیکھو اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ''ڈرنے'' کو اپنی صفاتِ جبّار، مُنۡتَقِم اور متکبِّر کے ساتھ بیان کرنے کے بجائے صفتِ ''رحمٰن'' (یعنی بہت رحم فرمانے والا) کے ساتھ بیان فرمایا تاکہ خوف کے ساتھ رحمت کا بھی ذکر ہو اور صرف خوف تمہارے دل کو فنا نہ کر دے۔ یوں سمجھو کہ اس آیت میں خوف بیان فرما کر بالکل بے خوفی سے تمہیں بچایا اور رحمت کا ذکر فرما کر تمہارے لیے تسکین کا سامان فرمایا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے: ''تم اپنی مہربان ماں سے کیوں نہیں ڈرتے؟'' یا ''تم اپنے شفیق باپ سے کیوں خوف نہیں کرتے؟'' یا ''تم رحم دل حاکم سے کیوں نہیں ڈرتے؟'' اس قسم کی گفتگو کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تم خوف و امن کا درمیانی راستہ اختیار کرو اور بالکل بےخوفی اور بالکل مایوسی کی طرف نہ جاؤ۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں قرآنِ حکیم میں غور و فکر کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا بنائے، بے شک وہ جواد و کریم ہے۔

خوف ورجا کے راستے کا دوسرا اصول

ابلیس کی تباہی و بربادی

دوسرا اصول پکڑ کرنے اور معاف کرنے میں دُستورِ الٰہی کو یاد کرنا ہے۔ اگر جانبِ

www.dawateislami.net

خوف کو دیکھیں تو سب سے پہلے شیطان ہے جس نے 80 ہزار سال اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی۔ منقول ہے کہ "ایک قدم بھی ایسی جگہ نہیں جہاں اس نے رب تعالیٰ کو سجدہ نہ کیا ہو۔" مگر پھر اس نے ایک حکم کا انکار کیا تو بارگاہِ ایزدی سے دھتکار دیا گیا اور اس کی 80 ہزار برس کی عبادت اس کے منہ پر مار کر قیامت تک کے لیے معلون کر دیا گیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دردناک عذاب اس کا مقدر ٹھہرا۔

سیّدُنا جبریل کی گریہ وزاری

مروی ہے کہ صادق وامین آقا، دو عالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کو کعبہ معظمہ کے پردوں سے لپٹ کر گریہ وزاری کرتے اور یہ دعا کرتے دیکھا کہ "الٰہی! میرا نام نہ بدلنا اور میرے جسم کو تبدیل نہ فرمانا۔"

سیّدُنا ابُو البشر کا واقعہ

پھر دیکھو کہ حضرت سیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے صفی اور نبی ہیں جنہیں ربِّ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا، فرشتوں سے انہیں سجدہ کروایا اور انہیں فرشتوں کی گردنوں پر سوار کر کے اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائی، انہوں نے ایک بار وہاں سے کھالیا جس کی اجازت نہ تھی تو ایک ندا کی گئی: "جو ہماری نہ مانے وہ ہمارے جوارِ رحمت میں نہیں رہ سکتا۔" پھر آپ کا تخت اٹھانے والے فرشتوں کو حکم دیا کہ "انہیں ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف اتار دیں۔" حتّٰی کہ انہوں نے آپ کو زمین پر پہنچا دیا۔ مروی ہے کہ آپ اپنی لغزش کی معافی کے لیے دو سو سال تک روتے رہے اور جو تکلیف و آزمائش پہنچنا تھی وہ اُن کو پہنچی اور ان کی اولاد میں ہمیشہ

www.dawateislami.net

کے لئے سختیاں وپریشانیاں رکھ دی گئیں۔

شَیْخُ الْمُرسَلِیْن کا واقعہ

پھر دیکھو کہ حضرت سیِّدُنا نوح عَلَیْہِ السَّلَام جو شَیخ المرسلین ہیں، آپ نے حق کی خاطر کس قدر مشقتیں برداشت کی ہیں مگر آپ کی مبارک زبان سے نہ کہنے والا صرف ایک کلمہ نکلا تو ربّ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ(۴۶) (پ۱۲،ھود:۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ نادان نہ بن۔

بعض روایات میں یہاں تک آیا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا کے سبب آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے 40 سال تک اپنا سر آسمان کی جانب نہیں اٹھایا۔

اَبُو الانبیا کا واقعہ

پھر حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کے واقعہ میں نظر کرو کہ آپ سے صرف ایک لغزش ہوئی تو کس قدر خوفزدہ ہوئے اور کتنی عاجزی کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہوئے:

وَ الَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓــٴَـتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِؕ(۸۲) (پ۱۹، الشعرآء:۸۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا۔[1]

1... انبیاء معصوم ہیں، گناہ ان سے صادر نہیں ہوتے، ان کا استغفار اپنے رب کے حضور تواضُع ہے اور امت کے لئے طلبِ مغفرت کی تعلیم ہے۔(تفسیر خزائن العرفان، پ۱۹، الشعرآء، تحت الآیۃ:۸۲)

www.dawateislami.net

حتّٰی کہ روایت میں آتا ہے کہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام شدتِ خوف سے روتے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو بھیجتا، وہ حاضر ہو کر عرض کرتے: اے ابراہیم! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایک دوست اپنے دوست کو آگ کا عذاب دے گا؟ تو حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام ارشاد فرماتے: یَا جِبْرِیْلُ اِذَا ذَکَرْتُ خَطِیْئَتِیْ نَسِیْتُ خُلَّتَہٗ یعنی اے جبریل! جب مجھے اپنی لغزش یاد آتی ہے تو (شدتِ خوف سے) اُس کی دوستی کو بھول جاتا ہوں۔

کلیمِ خدا کا واقعہ

پھر حضرت سیِّدُنا موسیٰ کَلِیْمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کے واقعہ پر غور کرو کہ آپ نے غصہ سے ایک قبطی کو گھونسا مار دیا تو کس قدر خوف کا اظہار اور استغفار کیا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی:

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ (پ۲۰، القصص: ۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے رب میں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو مجھے بخش دے۔

بلعم بن باعورا کا عبرتناک قصہ

حضرت سیِّدُنا موسیٰ کَلِیْمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام ہی کے زمانے میں بلعم بن باعورا نامی ایک شخص تھا، اس کا مرتبہ یہ تھا کہ نظر اٹھاتا تو عرش کو دیکھ لیتا مگر (ربِّ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر غالب آئی اور) اس کا حشر وہ ہوا جسے قرآن پاک نے کچھ اس طرح بیان فرمایا:

وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْۤ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿۱۷۵﴾ (پ۹، الاعراف: ۱۷۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب انھیں اس کا احوال سناؤ جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں تو وہ ان سے صاف نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں ہو گیا۔

www.dawateislami.net

اس کی ہلاکت وبربادی کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ صرف ایک بار دنیا اور اہل دنیا کی طرف مائل ہوا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دوستوں میں سے ایک دوست (حضرت سیِّدُنا موسیٰ کَلِیْمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام) کی صرف ایک حرمت کو ترک کیا تو اس کی معرفت چھین لی گئی اور اسے دھتکارے ہوئے کتے کی طرح کر دیا گیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ

(پ۹، الاعراف: ۱۷۶)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے۔

پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہلاکت و گمراہی کے سمندر میں غرق کر دیا۔

میں نے ایک عالم صاحب کو فرماتے سنا کہ گمراہ ہونے سے پہلے بلعم بن باعورا کی مجلس میں اس کی گفتگو لکھنے والے طلبا کے لئے 12 ہزار سیاہی کی دواتیں رکھی جاتی تھیں مگر پھر ایسا گمراہ ہوا کہ پہلا وہ شخص بن گیا جس نے اس مسئلے پر کتاب لکھی کہ دنیا بنانے والا کوئی نہیں ہے (یعنی خدا تعالیٰ ہی کا انکار کر بیٹھا)۔

ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے غضب، اس کی ناراضی، اس کے دردناک عذاب اور ایسی ذلت وخواری سے اُس کی پناہ مانگتے ہیں جسے سہنے کی ہم میں طاقت نہیں۔

غور کرو کہ دنیا کی محبت اور اس کی نحوست خاص طور پر علما کو کس طرح نقصان پہنچاتی ہے، لہٰذا ہوشیار ہو جاؤ کیونکہ معاملہ پرخطر ہے، عمر مختصر ہے اور عمل میں کوتاہی ہے جبکہ اعمال کی جانچ کرنے والا دیکھ رہا ہے۔ اگر وہ اچھے اعمال پر ہمارا خاتمہ فرمائے اور ہماری لغزشوں کو معاف فرما دے تو اس کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔

www.dawateislami.net

خَلِیْفَۃُ اللہ کا واقعہ

پھر زمین میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خلیفہ حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام کے واقعہ پر غور کرو کہ اُن سے صرف ایک لغزش ہوئی تو وہ اس پر اتنا روئے کہ آنسوؤں سے زمین پر گھاس اُگ آئی اور آپ نے یہ عرض کی: اِلٰھِیْ اَمَا تَرْحَمُ بُکَائِیْ وَتَضَرُّعِیْ یعنی اے میرے معبود! کیا تو میری گریہ وزاری پر رحم نہیں فرمائے گا؟ تو ندا فرمائی گئی: اے داوٗد! تم اپنی لغزش بھول گئے اور گریہ وزاری کو یاد رکھا۔

سیِّدُنا یونس عَلَیْہِ السَّلَام کا واقعہ

حضرت سیِّدُنا یونس عَلَیْہِ السَّلَام کے واقعہ پر غور کرو کہ آپ نے صرف ایک مرتبہ بے محل غصہ کیا (اور کفر اور اہل کفر سے بغض کے سبب حکم الٰہی کا انتظار کئے بغیر ہجرت کر گئے) تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو 40 دن تک سمندر کی گہرائی میں مچھلی کے پیٹ میں رکھا جہاں آپ یہ ندا کرتے تھے:

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖۗ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۷﴾ (پ۱۷، الانبیآء: ۸۷)

ترجمۂ کنزالایمان: کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔

فرشتوں نے یہ ندا سنی تو عرض کی: اے ہمارے معبود اور ہمارے مالک! کسی نامعلوم جگہ سے جانی پہچانی آواز آرہی ہے۔ ربّ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ میرا بندہ یونس ہے۔ فرشتوں نے اِس معاملے میں سفارش کی۔ اس سب کے باوجود اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مچھلی کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کا نام بدل کر ذُوالنُّون کر دیا پھر ارشاد فرمایا:

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَاۤ

ترجمۂ کنزالایمان: پھر اسے مچھلی نے نگل لیا اور

www.dawateislami.net

اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ (پ۲۳، الصّٰفّٰت: ۱۴۳تا۱۴۴)

وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا تو اگر وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا ضرور اس کے پیٹ میں رہتا جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے۔

پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان پر اپنے احسان اور نعمت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَوْلَاۤ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ (پ۲۹، القلم: ۴۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر اس کے رب کی نعمت اس کی خبر کو نہ پہنچ جاتی تو ضرور میدان پر پھینک دیا جاتا الزام دیا ہوا۔

سیِّدُ الانبیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ذکرِ خیر

اے کمزور بندے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اس خفیہ تدبیر پر غور کر اور یونہی ذرا آگے بڑھ کر دیکھ کہ تمام نبیوں، سب رسولوں بلکہ تمام مخلوق سے بڑھ کر عزت والے اپنے محبوب کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ربّ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا:

فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ (پ۱۲، ھود: ۱۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تو قائم رہو جیسا تمہیں حکم ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے اور اے لوگو سرکشی نہ کرو بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

حتّٰی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ وَاَخَوَاتُهَا یعنی مجھے سورۂ ھود اور اس جیسی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔“[1] ایک قول کے مطابق اِس فرمانِ نبوی سے مراد مذکورہ آیتِ طیبہ اور اس جیسی دیگر آیاتِ مقدسہ ہیں۔

1... ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الواقعۃ، ۵/ ۱۹۳، حدیث: ۳۳۰۸ ملتقطاً

مصنف عبد الرزاق، کتاب فضائل القرآن، باب تعلیم القرآن وفضلہ، ۳/ ۲۲۵، حدیث: ۶۰۱۶

www.dawateislami.net

ربّ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ (پ۲۴، المؤمن: ۵۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو۔

یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی مغفرت کے ذریعے احسان کا تذکرہ فرمایا:

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿۲﴾ الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿۳﴾ (پ۳۰، الم نشرح: ۲،۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔

ایک دوسرے مقام پر یہ بھی ارشاد فرمایا:

لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (پ۲۶، الفتح: ۲) ترجمۂ کنزالایمان: تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

اس کے بعد حضور نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رات میں نماز پڑھتے رہتے یہاں تک کہ آپ کے مبارک قدم سوج جاتے۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان عرض کرتے: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ ایسا کرتے ہیں حالانکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دیئے ہیں؟ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے: ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''[1]

خوف کی تعلیم

حضور نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (خوف کی تعلیم دینے کے لئے) اپنی شہادت اور ساتھ والی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''لَوْ اَنِّیْ وَعِیْسٰی

1... بخاری، کتاب التفسیر، باب لیغفر لک اللہ... الخ، ۳/ ۳۲۸، حدیث: ۴۸۳۶، ۴۸۳۷

www.dawateislami.net

اُخِذْنَا بِمَا كَسَبَتْ هَاتَانِ لَعُذِّبْنَا عَذَابًا لَمْ يُعَذَّبْهُ اَحَدٌ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ یعنی اگر میری اور عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کی پکڑ ان دو کے کئے پر کی جاتی تو ہمیں ایسا عذاب دیا جاتا جیسا تمام جہانوں میں کسی کو نہ دیا گیا ہو۔"(1)

یوں ہی پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رات کو نماز پڑھتے اور روتے ہوئے یہ دعا کرتے: "اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ یعنی میں تیرے عذاب سے تیرے عفو و درگزر کی پناہ مانگتا ہوں اور تیرے غضب سے تیری رِضا کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری پکڑ سے تیری رحمت کی پناہ مانگتا ہوں، میں تیری ایسی تعریف نہیں کرسکتا جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی۔"(2)

صحابۂ کرام و امتِ مرحومہ کا معاملہ

پھر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو دیکھو کہ جو اس اُمَّت کے سب سے بہتر زمانے کے لوگ ہیں، ایک مرتبہ اُن سے دورانِ مزاح کوئی بات صادر ہوگئی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا

ترجمۂ کنز الایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اترا اور ان جیسے نہ

---

1 ...ابن حبان، کتاب الرقاق، باب الخوف والتقوی، ۲/ ۲۷، حدیث: ۶۵۶ نحوہ

2 ...مسلم، کتاب الصلاۃ، باب مایقال فی الرکوع والسجود، ص۲۵۲، حدیث: ۴۸۶

شعب الایمان، باب فی الصیام، ۳/ ۳۸۵، حدیث: ۳۸۳۷

www.dawateislami.net

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ (پ۲۷، الحدید: ۱۶)

ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہوگئے اور ان میں بہت فاسق ہیں۔

پھر اِس امت پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کے باوجود اُس نے اِن کے لیے حدود و سزائیں، بڑی تدبیریں اور آداب مقرر فرمائے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا یونُس بن عُبَیْد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمایا کرتے: یہاں کسی کے پانچ درہم چوری[1] کرنے پر اپنا بہترین عضو (ہاتھ) کٹ جانے کے بعد آخرت میں اس کے عذاب سے بے فکر مت ہونا۔

ہم رحیم و کریم رب عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ محض اپنے فضل و کرم کا سلوک فرمائے بے شک وہ سب سے بڑھ کر مہربان ہے۔

جانبِ امید میں معاملۂ الٰہی

دوسرا اصول پکڑ کرنے اور معاف کرنے میں دستورِ الٰہی کو یاد کرنا ہے۔ اگر جانبِ اُمید کی طرف نظر کریں تو تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بے پایاں و وسیع رحمت کا تذکرہ کرو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ رحمت باری تعالیٰ کی وسعت کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ وہ ایک لمحے کے ایمان کی وجہ سے 70 برس کا کفر مٹا دیتا ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ (پ۹، الانفال: ۳۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تم کافروں سے فرماؤ اگر وہ باز رہے تو جو ہو گزرا وہ انہیں معاف فرما دیا جائے گا۔

---

[1] ...احناف کے نزدیک: دس درہم کی چوری اور دیگر شرائط پائے جانے کی صورت میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (علمیہ)

www.dawateislami.net

جادو گروں کا واقعہ

فرعون کے جادو گروں کا واقعہ دیکھو کہ وہ حضرت سیِّدُنا موسٰی عَلَیْہِ السَّلَام سے جنگ کرنے آئے تھے اور انہوں نے خدا عَزَّوَجَلَّ کے دشمن فرعون کی قسم کھائی تھی مگر جب ایمان لائے تو سچے دل سے پکار اٹھے:

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ ترجمۂ کنز الایمان: ہم ایمان لائے جہان کے رب پر۔

(پ۹، الاعراف: ۱۲۱)

دیکھو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کا ایمان قبول فرمالیا اور زمانہ کفر میں اُن سے جو کچھ سرزد ہوا تھا سب معاف فرما دیا اور یہی نہیں بلکہ انہیں جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شہیدوں کی سرداری عطا فرمادی۔

یہ ان کا حال تھا جنہوں نے کفر، گمراہی اور فساد میں زندگی گزاری مگر لمحہ بھر کو ربّ تعالٰی کو پہچان کر اسے ایک مان لیا، تو اس کا کیا حال ہو گا جس نے اپنی ساری زندگی اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ایک مانتے ہوئے گزار دی اور دونوں جہاں میں اس کے سوا کسی کو اس لائق نہ سمجھا۔

اصحابِ کہف کا تذکرہ

کیا تم اصحابِ کہف کو نہیں دیکھتے کہ وہ اپنی زندگی کا طویل عرصہ کفر پر قائم رہے[1] اور انہوں نے کہا:

رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ترجمۂ کنز الایمان: ہمارا رب وہ ہے جو آسمان

[1]...البدایۃ والنہایۃ، ۲/۱۸

www.dawateislami.net

لَنۡ نَّدۡعُوَاۡ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلٰـهًا (پ۱۵، الکھف: ۱۴) اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی معبود کو نہ پوجیں گے۔

اور وہ بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کا ایمان قبول فرما کر انہیں کس قدر عزت بخشی، چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَ نُقَلِّبُهُمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ۖ (پ۱۵، الکھف: ۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم ان کی داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں۔

بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی عزت کو بڑھانے کے لیے انہیں ہیبت و جلالت کا لباس پہنا دیا حتّٰی کہ تمام مخلوق سے بڑھ کر عزت والے اپنے محبوبِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (کے ذریعے لوگوں) سے یوں فرمایا[1]:

لَوِ اطَّلَعۡتَ عَلَيۡهِمۡ لَوَلَّيۡتَ مِنۡهُمۡ فِرَارًا وَّ لَمُلِئۡتَ مِنۡهُمۡ رُعۡبًا ﴿۱۸﴾ (پ۱۵، الکھف: ۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: اے سننے والے اگر تو انہیں جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور ان سے ہیبت میں بھر جائے۔

صرف یہی نہیں بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے پیچھے آنے والے کتے کو بھی کس قدر عزت دی کہ اس کا ذکر اپنی پیاری کتاب میں فرمایا، اسے دنیا میں ان کے ساتھ (غار میں) چھپا دیا اور آخرت میں بطورِ اعزاز اسے بھی جنت میں داخل فرمائے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ

1... ظاہر یہ ہے کہ اس میں خطاب مسلمانوں سے ہے نہ کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کیونکہ حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے تو رب (تعالیٰ) کو دیکھا اور نہ گھبرائے تو اصحابِ کہف تو پھر بندے ہیں، رب (تعالیٰ ارشاد) فرماتا ہے: مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَ مَا طَغٰی میرے حبیب نے مجھے دیکھ کر پلک بھی نہ جھپکایا اور وہ نہ بہکے، نیز بعض روایات میں ہے کہ حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے معراج میں اصحاب کہف کو ملاحظہ فرمایا۔ (نور العرفان، پ۱۵، الکھف، تحت الآیہ: ۱۸)

www.dawateislami.net

نے یہ فضل اس کتے پر فرمایا جس نے کوئی عبادت نہیں کی بلکہ چند قدم اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پہچاننے اور ایک ماننے والے لوگوں کے ساتھ چلا تھا اور اُن لوگوں کا یہ چند دن کا عمل تھا تو اس بندۂ مومن پر فضل وعنایت کا کیا حال ہو گا جو 70 سال تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ایک مان کر اس کی عبادت کرتا رہے، اس پختہ ارادے کے ساتھ کہ 70 ہزار سال بھی زندگی ملی تو ربّ تعالیٰ کی بندگی میں ہی بسر کروں گا۔

محبوب بندوں پر محبت بھرا خفگی کا اظہار

﴿1﴾... اے بندے! کیا تم نے نہیں سنا کہ جب حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام نے گنہگاروں کے لیے ہلاکت کی دعا کی تو ربّ تعالیٰ نے ان پر کیسے محبت بھری خفگی فرمائی۔

﴿2﴾... یوں ہی جب قارون نے حضرت سِیِّدُنا موسیٰ کَلِیْمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام سے مدد مانگی اور آپ نے انکار فرما دیا تو اللہ ربّ العزت نے آپ کو محبت بھری خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: قارون نے آپ سے مدد مانگی اور آپ نے مدد نہ کی؟ مجھے اپنی عزت کی قسم! اگر وہ مجھ سے مدد مانگتا تو میں ضرور اس کی مدد کرتا اور اسے معاف کر دیتا۔

﴿3﴾... اسی طرح دیکھو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا یونس عَلَیْہِ السَّلَام کو آپ کی قوم کے معاملے میں (جبکہ آپ حکمِ الٰہی کا انتظار کئے بغیر ہجرت فرما گئے اور آپ کے پیچھے قوم نے توبہ کرلی) کیسا محبت کے ساتھ خفگی کا اظہار فرمایا کہ ''آپ کو کدو کا پیڑ خشک ہونے کا غم ہے جسے میں نے ایک ساعت میں اُگایا اور ایک ساعت میں خشک کر دیا مگر ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کا غم نہیں فرماتے۔'' پھر دیکھو کہ کس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی قوم کا عذر قبول فرمالیا اور ان سے اپنا بڑا عذاب پھیر دیا حالانکہ عذاب انہیں گھیر چکا تھا۔

﴿4﴾... پھر ذرا اِس معاملے پر غور کرو جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضور سیِّدُ الْمُرْسَلِیْن صَلَّی اللہ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر محبت بھری خفگی کا اظہار کرتے ہوئے نصیحت فرمائی، واقعہ یہ ہے کہ ایک بار آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باب بَنِی شَیْبَہ سے اندر تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو ہنستے دیکھا، ارشاد فرمایا: ”تم کیوں ہنستے ہو، آئندہ میں تمہیں ہنستے ہوئے نہ دیکھوں۔“ یہ فرما کر ابھی حجرِ اَسْوَد تک پہنچے تھے کہ فوراً اُن کی طرف واپس آئے اور ارشاد فرمایا: ابھی میرے پاس حضرت جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ سے ارشاد فرماتا ہے: ”آپ میرے بندوں کو میری رحمت سے مایوس کیونکر کریں گے؟ آپ اُن سے فرمادیجئے کہ بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔“[1]

بندوں پر مہربانیاں

حضور نبیِّ رحمت، شَفیعِ اُمَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اَللّٰہُ اَرْحَمُ بِعَبْدِہِ الْمُؤْمِنِ مِنَ الْوَالِدَۃِ الشَّفِیْقَۃِ بِوَلَدِھَا یعنی اپنے بچے پر شفقت کرنے والی ماں سے بھی زیادہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے مومن بندے پر رحم فرمانے والا ہے۔“[2]

ایک مشہور حدیث مبارک میں ہے: بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاس سو رحمتیں ہیں، رب تعالٰی نے اِن میں سے ایک رحمت انسانوں، جنوں اور جانوروں کے مابین تقسیم فرمادی تو ان کی باہمی محبتیں، شفقتیں اور مہربانیاں اسی ایک رحمت کے سبب ہیں جبکہ باقی 99 رحمتیں اُس نے اپنے لیے رکھی ہیں جن سے وہ قیامت میں اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔[3]

جب اس نے اپنی ایک رحمت سے دنیا میں تم پر کرم و محبت سے بھرپور یہ ساری

1... معجم کبیر، ۱۳، ۱۴/۷۳، حدیث: ۲۴۸، بتغیر، معجم اوسط، ۲/۷۸، حدیث: ۲۵۸۳، بتغیر

2... بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد... الخ، ۴/۱۰۰، حدیث: ۵۹۹۹ بتغیر قلیل

3... مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ... الخ، ص ۱۴۷۲، حدیث: ۲۷۵۲

عطائیں کی ہیں کہ تمہیں اپنی معرفت عطا کی، اس اُمَّتِ مَرحومہ میں پیدا کیا، طریقہ اہلِ سنَّت و جماعت کی پہچان نصیب کی اور وہ تمام ظاہری و باطنی نعمتیں جو تمہارے پاس موجود ہیں اُن سے نوازا تو اس کے فضلِ عظیم سے اس بات کی بھی اُمید ہے کہ وہ اپنی نعمتوں کی تکمیل فرمائے گا کیونکہ احسان کو شروع کرنے والا اُسے پورا بھی فرماتا ہے اور وہ تمہیں باقی 99 رحمتوں سے بھی وافر حصہ عطا فرمائے گا۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے فَضْلِ عظیم سے محروم نہ کرے، بے شک وہ بڑا مہربان بادشاہ اور بڑا رحیم وجَوَاد ہے اور ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

خوف ورجا کے راستے کا تیسرا اصول

خوف واُمید کے بارے میں تیسرا اصول اُس ثواب یا عذاب کو یاد کرنا ہے جس کے متعلق وعدہ یا وعید آئے ہیں۔ اس حوالے سے ہم چار احوال بیان کریں گے: (۱)...موت (۲)...قبر (۳)...قیامت اور (۴)...جنت ودوزخ۔ اس کے علاوہ ان میں سے ہر مقام پر فرمانبرداروں ونافرمانوں اور کوشش کرنے والوں اور کوتاہی کرنے والوں کے لیے جو خطرات ہیں ان کا بھی ذکر کریں گے۔

موت کا بیان

کلمہ ضرور پڑھوں گا

میں اس بارے میں دو شخصوں کا حال بیان کرتا ہوں، ان میں سے ایک کا قصہ یوں ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابنِ شُبْرُمَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا امام شعبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ساتھ ایک مریض کی عیادت کے لیے گیا، ہم نے دیکھا

www.dawateislami.net

کہ وہ حالتِ نزع میں ہے اور پاس بیٹھا ایک شخص اسے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے کی تلقین کر رہا ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اس شخص سے کہا: مریض کے ساتھ نرمی کرو۔ اتنے میں مریض بول اٹھا کہ ''یہ مجھے تلقین کرے یا نہ کرے میں کلمہ ضرور پڑھوں گا۔'' پھر اس نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ	ترجمۂ کنز الایمان: اور پرہیز گاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے۔
(پ۲۶، الفتح: ۲۶)	

حضرت سیِّدُنا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے کہا: تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہیں جس نے ہمارے رفیق کو نجات بخشی۔

تین گناہوں کے سبب بُرا خاتمہ

دوسرے شخص کی حکایت کچھ یوں ہے کہ حضرت سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیاض عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَہَّاب کے ایک شاگرد کی وفات کا وقت آیا تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اُس کے سرہانے بیٹھ کر سورہ یٰسٓ شریف کی تلاوت کرنے لگے، شاگرد نے کہا: استاد صاحب! یہ نہ پڑھیں۔ پھر آپ نے اسے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے کی تلقین کی تو (مَعَاذَ اللہ) اس نے کہا: میں یہ بھی نہیں کہوں گا، میں اس سے بیزار ہوں۔ یہ کہہ کر وہ مر گیا تو حضرت سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ واپس اپنے مکان پر آئے اور 40 دن تک روتے رہے اور گھر سے باہر نہ نکلے پھر آپ نے اُس شاگرد کو خواب میں دیکھا کہ اسے گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے، آپ نے اس سے پوچھا: کس سبب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھ سے معرفت چھین لی حالانکہ تو میرے شاگردوں میں سب سے

www.dawateislami.net

زیادہ علم والا تھا؟ اس نے کہا: تین عیبوں کے سبب، ان میں سے پہلا چغلی ہے کہ میں اپنی ساتھیوں کو کچھ بتاتا تھا اور آپ کو کچھ بتاتا تھا، دوسرا حسد ہے کہ میں ان سے حسد کرتا تھا اور تیسرا یہ ہے کہ مجھے ایک بیماری تھی، جب میں نے طبیب سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: سال میں ایک پیالہ شراب کا پی لیا کرو ورنہ یہ بیماری ختم نہیں ہو گی۔ اس لئے میں سال میں ایک بار شراب پیا کرتا تھا۔

ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی سے اس کی پناہ مانگتے ہیں بے شک ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے۔

قابلِ رشک موتیں

اب مزید دو شخصوں کا حال بیان کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے متعلق آتا ہے کہ آپ نے حالتِ نزع میں آسمان کی جانب دیکھا تو مسکرا دیئے اور یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ایسی ہی بات کے لیے کامیوں کو کام کرنا چاہیے۔

(پ۲۳، الصّٰفّٰت: ۶۱)

اسی طرح کا واقعہ میں نے امامُ الحرمین حضرت سیِّدُنا ابو المَعالی عبد الملک جُوَینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی سے سنا کہ حضرت سیِّدُنا امام ابو بکر بن فُورَک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بیان فرمایا: زمانہ طالبِ علمی میں میرا ایک ساتھی تھا جو ابھی ابتدائی طالبِ علم تھا، بہت محنتی، مُتَّقِی اور عبادت گزار تھا مگر باوجود محنت کے آگے نہیں بڑھ پاتا تھا تو ہمیں اس پر تَعَجُّب ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ بیمار ہوا تو خانقاہ میں صوفیا کے درمیان اپنی جگہ میں رہنے لگا اور شفاخانے میں نہیں گیا اور بیماری کے باوجود سخت عبادت و ریاضت میں مشغول رہا جس

www.dawateislami.net

کے سبب اس کی حالت مزید خراب ہو گئی، میں اس کے پاس تھا کہ اچانک اس نے آسمان پر اپنی نظریں جمالیں اور کہا: ”اے اِبْنِ فُوْرَک! ایسی ہی بات کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔“ اور اُسی وقت اس کا انتقال ہو گیا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ۔

ماپ تول میں کمی کا وبال

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: میرا ایک پڑوسی تھا میں اس کی موت کے وقت اس کے پاس گیا تو وہ مجھے دیکھ کر کہنے لگا: اے مالک! اس وقت میرے سامنے آگ کے دو پہاڑ ہیں اور مجھے زبردستی ان پر چڑھنے کا کہا جا رہا ہے۔ حضرت سیِّدُنا مالک بن دِینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار کہتے ہیں کہ میں نے اس کے گھر والوں سے اس کا حال دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: اس شخص نے ماپنے کے دو پیمانے رکھے ہوئے ہیں، ایک سے خرید تا تھا اور دوسرے سے بیچتا تھا۔ میں نے وہ دونوں پیمانے منگوائے اور ایک کو دوسرے پر مار کر توڑ دیئے۔ پھر اس سے دریافت کیا: اب کیسا حال ہے؟ اس نے کہا: مجھ پر معاملہ اور زیادہ سخت ہو تا جا رہا ہے۔

قبر کا بیان

نگاہِ شوق اور عشق بھرا دل

قبر اور بعدِ موت کے حالات سے متعلق دو اشخاص کا حال بیان کرتا ہوں۔ پہلا واقعہ یہ ہے کہ ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابو عبد اللہ! آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے مجھ سے منہ پھیرتے ہوئے کہا: یہ کنیت

www.dawateislami.net

سے بلانے کا وقت نہیں۔ میں نے پھر پوچھا: اے سفیان! آپ کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواب میں یہ اشعار پڑھے:

نَظَرْتُ اِلٰی رَبِّیْ عِیَانًا فَقَالَ لِیْ　　هَنِیْـئًا رِضَائِیْ عَنْکَ یَابْنَ سَعِیْد

لَقَدْ کُنْتَ قَوَّامًا اِذَا اللَّیْلُ قَدْ دَجَا　　بِعَبْرَةٍ مُشْتَاقٍ وَ قَلْبٍ عَمِیْد

فَدُوْنَکَ فَاخْتَرْ اَیَّ قَصْرٍ تُرِیْدُهٗ　　وَ زُرْنِیْ فَاِنِّیْ عَنْکَ غَیْرُ بَعِیْد

ترجمہ:(۱)...میں نے اپنے پروردگار کو بالکل واضح دیکھا، اس نے مجھے فرمایا: اے ابن سعید! تجھے میری رضا مبارک ہو۔(۲)...تو تاریک راتوں میں نگاہِ شوق اور عشق بھرے دل کے ساتھ قیام کرتا تھا۔(۳)...اب مَحَلّات تیرے سامنے ہیں تو جو چاہے لے لے اور میرے دیدار سے لُطف اندوز ہو کہ میں تجھ سے دور نہیں۔

وقت کا کھیل

دوسرا واقعہ اُس شخص کا ہے جسے کسی نے خواب میں دیکھا کہ رنگ بدلا ہوا ہے اور دونوں ہاتھ گردن میں بندھے ہیں، اس سے پوچھا گیا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے جواب میں یہ شعر پڑھا:

تَوَلّٰی زَمَانٌ لَعِبْنَا بِهٖ　　وَ هٰذَا زَمَانٌ بِنَا یَلْعَبُ

ترجمہ: وہ وقت گزر گیا جس سے ہم کھیلتے تھے اور یہ وہ وقت ہے جو ہم سے کھیل رہا ہے۔

شہید کی جنازے میں شرکت

بعدِ موت کے احوال سے متعلق دو اور آدمیوں کا حال بھی ذہن میں رکھو، ایک تو یہ کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں: میرا ایک لڑکا شہید ہو گیا مگر وہ مجھے کبھی خواب میں

www.dawateislami.net

نظر نہ آیا، جس رات امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز کا وصال ہوا اس رات وہ مجھے خواب میں نظر آیا تو میں نے پوچھا: بیٹا! کیا تم مُردے نہیں ہو؟ تو اس نے جواب دیا: نہیں بلکہ مجھے شہادت نصیب ہوئی ہے اور میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں زندہ ہوں اور مجھے رزق دیا جاتا ہے۔ میں نے کہا: آج کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا: آج آسمان والوں میں یہ ندا کی گئی: ''سنو! آج ہر نبی، صِدّیق اور شہید حضرت عمر بن عبد العزیز کے جنازہ میں شرکت کرے۔'' لہٰذا میں بھی ان کی نمازِ جنازہ میں شرکت کے لئے آیا تھا پھر نماز سے فارغ ہو کر آپ کو سلام کرنے چلا آیا۔

دوزخ کی سانس نے بوڑھا کر دیا

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا ہشام بن حسّان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: میرا ایک چھوٹا بچہ فوت ہو گیا، میں نے اسے خواب میں دیکھا تو وہ بوڑھا تھا، میں نے پوچھا: بیٹا! یہ بڑھاپا کیسا؟ اس نے کہا: جب فلاں شخص ہمارے پاس آیا تو اُسے دیکھ کر دوزخ نے ایک غصہ بھری سانس لی جس کے سبب ہم سب بوڑھے ہو گئے۔

ہم جہنم کے دردناک عذاب سے عظمت والے ربّ کی پناہ مانگتے ہیں۔

قیامت کا بیان

مہمان اور مجرم

جہاں تک قیامت کی بات ہے تو اس کے متعلق اس فرمانِ باری تعالیٰ میں غور کرو:

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰى

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر اور

www.dawateislami.net

جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ (پ۱۶، مریم: ۸۵، ۸۶) مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے۔

کوئی شخص قبر سے اُٹھے گا تو اُس کی قبر پر بُراق کھڑا ہو گا اور تاج اور حُلّے موجود ہوں گے پس وہ تاج اور اعلیٰ لباس زیبِ تن کرے گا اور بُراق پر سوار ہو کر نعمتوں بھری جنتوں کی طرف روانہ ہو گا اور اس کے اِعزاز وَاِکرام کی خاطر اس کو پیدل نہیں چلنے دیا جائے گا جبکہ کوئی شخص اپنی قبر سے نکلے گا تو عذاب کے فرشتے اور آگ کی بیڑیاں قبر پر موجود ہوں گی اور بد بخت کو دوزخ کی طرف پیدل بھی چلنے نہیں دیں گے بلکہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی و غضب سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔ (اٰمین)

نیکی والوں پر مُواخذہ نہیں

میں نے بعض علمائے کرام سے یہ روایت سنی ہے کہ حضور نبیِّ غیب دان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا کچھ لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو اُن کے لئے سبز پروں والی سواریاں ہوں گی۔ وہ ان پر سوار ہوں گے تو وہ انہیں اُڑا کر میدانِ محشر میں لے جائیں گی حتّٰی کہ جب وہ جنت کی دیواروں تک پہنچیں گے تو فرشتے انہیں دیکھ کر ایک دوسرے سے پوچھیں گے: یہ کون ہیں؟ جواب ملے گا: ہم نہیں جانتے، شاید یہ لوگ اُمتِ محمدیہ میں سے ہوں۔ پھر کچھ فرشتے ان کے پاس جا کر پوچھیں گے: تم کون ہو اور کس اُمَّت سے ہو؟ وہ جواب دیں گے: ہم اُمتِ محمدیہ میں سے ہیں۔ فِرشتے پوچھیں گے: کیا تمہارا حساب ہو چکا؟ وہ کہیں گے: نہیں۔ پھر دریافت کریں گے: کیا تمہارے اَعمال کا وزن ہو چکا؟ وہ جواب دیں گے: نہیں۔ فِرشتے پوچھیں گے: کیا تم اپنے اَعمال نامے پڑھ چکے؟ وہ کہیں گے:

www.dawateislami.net

نہیں۔ پھر فرشتے ان سے کہیں گے: واپس لوٹ جاؤ کہ یہ سارے کام پیچھے ہوں گے۔ اِس پر وہ لوگ کہیں گے: کیا تم نے ہمیں کچھ دیا تھا جس پر ہمارا حساب ہوگا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ فرشتوں سے کہیں گے: دنیا میں ہم کسی شے کے مالک ہی نہیں تھے کہ عدل کرتے اور ظلم نہ کرتے، ہم نے تو بس اپنے ربّ تعالیٰ کی عبادت کی ہے حتّٰی کہ اس نے ہمیں بُلایا تو ہم آگئے۔ اتنے میں ایک ندا آئے گی: میرے بندوں نے سچ کہا، نیکی کرنے والوں پر کوئی مواخذہ نہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ بخشنے والا مہربان ہے۔[1]

کیا تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان نہیں سنا:

اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ (پ۲۴، حم السجدة: ۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا جو آگ میں ڈالا جائے گا وہ بھلا یا جو قیامت میں امان سے آئے گا۔

کس قدر عظیم ہوگا وہ شخص جو قیامت کی ان ہولناکیوں، زلزلوں اور سختیوں کو دیکھے گا مگر بے خوف ہوگا اس کے دل میں کوئی گھبراہٹ داخل ہوگی نہ اُس کے دل پر کوئی بوجھ ہوگا۔ دعا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اور تمہیں ان سعادت مندوں میں داخل فرمائے اور یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے کوئی مشکل نہیں۔

جنت ودوزخ کا بیان

ان کے مُتَعلِّق قرآنِ کریم کی ان دو آیتوں میں غور کرو:

﴿1﴾ ...

وَ سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّ كَانَ سَعْیُكُمْ

ترجمۂ کنزالایمان: اور انھیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی ان سے فرمایا جائے گا یہ

[1] ... بریقة محمودية، الثامن والعشرون حب المال للحرام، ۳/ ۲۶

www.dawateislami.net

مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ (پ۲۹، الدھر: ۲۱، ۲۲) تمہارا اصلہ ہے اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی۔

دوسری آیت میں دوزخیوں کا حال بیان کرتے ہوئے ان کا قول بیان فرمایا:

﴿2﴾...

رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ (پ۱۸، المؤمنون: ۱۰۷، ۱۰۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ہمارے رب ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں رب فرمائے گا دُتکارے (ذلیل ہو کر) پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

مروی ہے کہ "اس وقت وہ کتے بن جائیں گے اور جہنم میں بھونکتے پھریں گے۔" ہم دردناک عذاب سے رَءُوف ورحیم رب کی پناہ مانگتے ہیں۔

سب سے بڑی مصیبت

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: ہم نہیں جانتے کہ جنت سے محرومی بڑی مصیبت ہے یا دوزخ میں ڈال دیا جانا کیونکہ جنت سے کسی صورت صبر نہیں اور دوزخ کو برداشت کرنے کی کسی میں ہمت نہیں، مگر نعمتوں کا فوت ہونا دوزخ کا عذاب برداشت کرنے سے ہر حال میں آسان ہے۔

پھر سب سے بڑی مصیبت تو دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے کیونکہ اگر اس سے نکلنے کی کبھی کوئی صورت ہوتی تب تو معاملہ کچھ آسان ہوتا مگر وہ تو ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے، بھلا کس دل میں اسے برداشت کرنے کی طاقت ہے اور کس جان میں اسے سہنے کی سکت ہے؟ اسی لئے حضرت سیِّدُنا عیسیٰ رُوْحُ اللّٰہ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: جہنم میں ہمیشہ رہنے والوں کا تذکرہ ڈرنے والوں کے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔

www.dawateislami.net

سیّدُنا حسن بصری عَلَیْهِ الرَّحْمَه کی تمنا

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی کے سامنے ذکر ہوا کہ جو شخص سب سے آخر میں جہنم سے باہر آئے گا اس کا نام ہناد ہو گا اور اسے ایک ہزار سال تک عذاب دیا گیا ہو گا، وہ یہ کہتا ہوا جہنم سے باہر آئے گا: یَاحَنَّان، یَامَنَّان! (یعنی اے مہربان! اے احسان فرمانے والے)۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی رو پڑے اور فرمایا: کاش! میں ہناد ہوتا۔ لوگوں نے اس بات پر تعجب کیا تو آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے فرمایا: تم پر افسوس! کیا وہ ایک دن جہنم سے نکل نہیں جائے گا؟

میں کہتا ہوں: سارے معاملے کی اصل ایک بنیادی بات ہے جو کمر توڑ دیتی، چہرے زرد کرتی، دل ٹکڑے کرتی، جگر پگھلاتی اور آنکھوں سے آنسو جاری کرتی ہے اور وہ بات ہے معرفتِ الٰہی کے چھن جانے کا خوف۔ یہی ڈرنے والوں کے ڈر کی انتہا ہے اور اسی پر رونے والوں کی آنکھیں روتی ہیں۔

کہیں ایمان و معرفت چھن نہ جائیں

بعض بزرگوں رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ نے فرمایا: غم تین ہیں: (۱)... عبادت قبول نہ ہونے کا غم (۲)... گناہ کی بخشش نہ ہونے کا غم اور (۳)... معرفتِ الٰہی چھن جانے کا غم۔ جبکہ مُخْلِصِین فرماتے ہیں: حقیقت میں تمام غموں کی اصل ایک ہی غم ہے اور وہ ہے معرفت چھن جانے کا غم اور اس کے علاوہ سارے غموں کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ ان کا ختم ہونا ممکن ہے۔

حضرت سیِّدُنا یوسف بن اسباط رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ

www.dawateislami.net

میں حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کے پاس گیا تو وہ ساری رات روتے رہے، میں نے پوچھا: کیا آپ کا یہ رونا گناہوں پر ہے؟ تو انہوں نے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا: بارگاہِ الٰہی میں گناہ تو اس سے بھی کم حیثیت رکھتے ہیں، میں تو اس خوف سے رو رہا ہوں کہ کہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھ سے اسلام کی دولت نہ سلب فرمالے۔

ہم احسان فرمانے والے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں کسی مصیبت میں مبتلا نہ فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے ہم پر اپنی بڑی نعمت تمام فرمائے اور ہمیں ملتِ اسلام پر موت عطا فرمائے، بے شک وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

بُرے خاتمہ کا معنٰی اور اس کا سبب ہم نے اپنی کتاب ''احیاءُ العلوم'' میں ذکر کیا ہے اسے وہاں سے مطالعہ کرلو، یہاں اُسے ذکر کرنا طوالت کا باعث ہے، جو چند باتیں بیان ہوئی ہیں ان پر غور کرو کیونکہ بسا اوقات تفصیل بیان کی جائے تو مقصود رہ جاتا ہے اور کئی طرح کے وہم پیدا ہو جاتے ہیں، اسی پر غور کرلو امید ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد و توفیق سے فلاح پا جاؤ۔

درمیانی راستہ زیادہ بہتر ہے

اگر تم سوال کرو کہ کون سا راستہ زیادہ بہتر ہے خوف کا یا امید کا؟ تو جواب یہ ہے کہ نہ خوف کا نہ امید کا بلکہ ان دونوں کا درمیانی راستہ زیادہ بہتر ہے۔ منقول ہے کہ جس پر رجا یعنی امید کا غلبہ ہو گا وہ مرجئہ[1] ہو جائے گا، بسا اوقات اُس پر خرّمی[2] ہو

1... وہ لوگ جو کہتے ہیں جب ایمان ہو تو گناہ کوئی نقصان نہیں دیتے جیسے کفر میں نیکی کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ (التعریفات للجرجانی، باب المیم، ص۱۴۶)

2... خرّمیہ بَابَکْ خُرّمی کے پیروکاروں کو کہا جاتا ہے، بَابَکْ ایک زندیق شخص تھا اس نے اور...

www.dawateislami.net

نے کا اندیشہ بھی ہوتا ہے اور جس پر خوف غالب ہو گا وہ حَرُوری[1] ہو جائے گا۔ مراد یہ ہے کہ بندہ صرف ایک جانب کو اختیار نہ کرے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ حقیقی امید حقیقی خوف سے جدا نہیں ہو سکتی اور حقیقی خوف حقیقی امید کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ ساری امید اہلِ خوف کے لیے ہے، بے خوفی سے انہیں کوئی واسطہ نہیں اور سارا خوف اہلِ امید کے لیے ہے، مایوسی وناامیدی سے انہیں کوئی تعلّق نہیں۔

خوف واُمید میں ترجیح کی صورت

اگر تم پوچھو کہ کیا کسی مخصوص حالت میں خوف اور امید میں سے کسی ایک کو ترجیح ہو سکتی ہے؟ تو جان لو کہ اگر بندہ صحت و تندرستی کی حالت میں ہو تو خوف زیادہ بہتر ہے اور بیماری و کمزوری کی حالت میں امید بہتر ہے، خاص طور پر جب سفرِ آخرت پر روانگی کا وقت ہو تو رحمتِ الٰہی سے امید غالب ہونی چاہیے۔ میں نے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام سے ایسا ہی سنا ہے۔ میں کہتا ہوں: وجہ یہ ہے کہ حدیثِ قدسی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ”میں ان لوگوں کے پاس ہوتا ہوں جن کے دل میرے خوف سے ٹوٹ چکے ہیں۔“[2] ایسی صورت میں امید کا غلبہ بہتر ہے کیونکہ دل ٹوٹا ہوا ہے اور قوت و صحت

......اس کے پیروکاروں نے مُحرّمات کو حلال و مباح ٹھہرالیا تھا۔ مامون رشید کے دور میں ان کا بہت رعب و دبدبہ قائم ہو چکا تھا یہاں تک کہ انہوں نے کثیر بلادِ عجم طبرستان، رَے وغیرہ پر غلبہ پالیا تھا اور بالآخر بَابَکْ خُرَّمی کو مُعْتَصِم بِاللہ کے دور میں قتل کر دیا گیا۔ اس نے ۲۰۱ھ میں یا اس سے پہلے خروج کیا تھا اور اس کا قتل ۲۲۲ھ میں ہوا۔ (فتح الباری لابن حجر، ۷/۸۶،۸۷۔ ۱۳/۲۳۲)

1 ...یہ خوارج کا ایک فرقہ ہے جو کوفہ کے قریب ایک مقام حَرُوراء کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے حَرُوْرِیَّہ کہلایا۔ (النهاية لابن اثير، باب الحاء مع الراء، ۱/ ۳۵۲)

2 ...حلية الاولياء، وهب بن منبه، ۴/ ۳۴، رقم: ۴۶۶۴

www.dawateislami.net

کے وقت اس پر خوف غالب رہا اور اسی لیے بوقتِ موت ایسوں سے کہا جاتا ہے:

اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا ترجمۂ کنزالایمان: کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو۔

(پ۲۴، حم السجدۃ: ۳۰)

تمنا اور امید میں فرق ہے

اگر تم کہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حسنِ ظن کے بارے میں کثیر روایات آئی ہیں اور اس کی ترغیب بھی دی گئی ہے پھر تو امید غالب ہونی چاہیے؟ تو یاد رکھو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حسنِ ظن کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نافرمانی سے بچا جائے، اس کے عذاب سے ڈرا جائے اور اس کی عبادت میں خوب کوشش کی جائے۔ دیکھو یہاں ایک بنیادی بات اور عمدہ نکتہ ہے جس میں کثیر لوگوں کو مغالطہ ہو جاتا ہے، وہ نکتہ ہے امید اور تمنا میں فرق کیونکہ امید کی حقیقت اور بنیاد ہوتی ہے جبکہ تمنا کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی، اسے یوں سمجھو کہ ایک شخص کھیتی باڑی کرے، اس کی دیکھ بھال میں کوشش اور محنت کرے پھر فصل کاٹے اور کہے: "مجھے امید ہے کہ سو بوری فصل ہو جائے گی۔" تو یہ رَجاء اور اُمید ہے۔ اس کے برعکس دوسرا شخص وہ ہے جس نے موقع پر بیج نہیں ڈالا اور ایک دن بھی کھیتی باڑی کا کام نہیں کیا بلکہ گھر پر ہی سویا رہا اور سارا سال غفلت میں گزار دیا جب فصل کاٹنے کا وقت آیا تو کہنے لگا: "اُمید ہے مجھے سو بوری غلّہ حاصل ہو جائے گا۔" اب تم اس سے کہو گے: تُو یہ امید کیسے کر سکتا ہے یہ تو فقط آرزو اور تمنا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ تو اِسی طرح جب بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں خوب کوشش کرتا اور نافرمانی سے بچتا ہے پھر کہتا ہے: "میں امید کرتا ہوں اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے اس تھوڑے عمل کو قبول فرمائے گا، کمی کوتاہی کو پورا فرمائے گا، عظیم ثواب عطا کرے گا اور لغزشوں کو

www.dawateislami.net

معاف فرمادے گا اور مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اچھا گمان ہے۔" یہ اس کی جانب سے حقیقی امید ہے۔ اس کے برخلاف اگر وہ غافل ہو، عبادات کو چھوڑ دے، گناہوں کا ارتکاب کرے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا و ناراضی اور اس کے وعدہ اور وعید کی کچھ پروانہ کرے پھر یہ کہنا شروع کر دے کہ "میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے امید کرتا ہوں کہ وہ مجھے جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ عطا فرمائے گا۔" تو یہ فقط اس کی لاحاصل آرزو و تمنا ہے جسے اس نے حسنِ ظن اور امید کا نام دے دیا ہے مگر در حقیقت یہ خطا اور گمراہی ہے۔

اسی مفہوم کو شاعر نے یوں بیان کیا:

تَرْجُو النَّجَاةَ وَ لَمْ تَسْلُكْ مَسَالِكَهَا اِنَّ السَّفِيْنَةَ لَا تَجْرِىْ عَلَى الْيُبْسِ

ترجمہ: تم نجات کی امید رکھتے ہو مگر اُس کے راستوں پر نہیں چلتے، سنو! کشتی خشکی پر نہیں چل سکتی۔

بے جا آرزوئیں لگانے والا

بیان کردہ بات کی وضاحت حضور نبی اکرم، رَسُوْلِ مُحْتَشَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ عالیشان سے ہوتی ہے: 'اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَ تَمَنّٰى عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ الْاَمَانِيَّ' یعنی عقلمند وہ ہے جو اپنا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور احمق وہ ہے جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بے جا آرزوئیں لگا بیٹھے۔ (1)

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: بے شک کچھ لوگوں کو مغفرت

1... ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الموت... الخ، ۴/۴۹۶، حدیث: ۴۲۶۰

جامع صغیر، ص ۴۰۲، حدیث: ۶۴۶۸

www.dawateislami.net

کی آرزوؤں نے غافل کر دیا حتّٰی کہ جب وہ دنیا سے جاتے ہیں تو ان کے پاس ایک نیکی بھی نہیں ہوتی، بندہ کہتا ہے: میں اپنے ربّ تعالٰی سے اچھا گمان رکھتا ہوں۔ مگر وہ جھوٹا ہوتا ہے کہ اگر وہ اچھا گمان رکھتا تو اچھا عمل بھی کرتا، پھر آپ نے یہ آیاتِ مبارکہ تلاوت فرمائیں:

﴿1﴾...

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ (پ۱۶، الکھف: ۱۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

﴿2﴾...

وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۲۳﴾ (پ۲۴، حمٓ السجدۃ: ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ ہے تمہارا وہ گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا اور اس نے تمہیں ہلاک کر دیا تو اب رہ گئے ہارے ہوؤں میں۔

رحمت نیکوں سے قریب ہے

جعفر ضبعی بیان کرتا ہے کہ میں نے عبادت گزار حضرت ابو مُیَسَّرہ رَحۡمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کو دیکھا کہ کثرتِ عبادت کی وجہ سے ان کی پسلیاں نظر آتی تھیں تو میں نے عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم کرے! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ انہیں جلال آگیا اور فرمایا: "کیا تم نے مجھ میں کوئی ناامیدی والی بات دیکھی ہے؟ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے۔" ان کی اس بات نے مجھے رُلا دیا۔

جب حضراتِ انبیاء ورسل عَلَیۡہِمُ السَّلَام اور اولیا وابدال عَلَیۡہِمُ الرَّحۡمَہ عبادت میں اس

www.dawateislami.net

قدر مشقت کرنے اور گناہوں سے بچنے کے باوجود اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے تھے تو بتاؤ کیا انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حسنِ ظن نہیں تھا؟ کیوں نہیں، انہیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وسیع رحمت پر پختہ یقین اور اس کے جود و کرم پر تم سے بھی زیادہ حسنِ ظن تھا مگر وہ جانتے تھے کہ عبادت میں محنت و کوشش کے بغیر حسنِ ظن نہیں بلکہ جھوٹی آرزو اور دھوکا و غفلت ہے۔ اس بنیادی بات سے عبرت پکڑو، صالحین کے حالات پر غور کرو اور خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور توفیق دینے والا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔

فصل — پانچویں گھاٹی کا خلاصہ

عبادت پر ابھارنے والی باتوں یعنی خوف واُمید کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تم ایک طرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کو دیکھو جو اس کے غضب پر غالب اور تمام اَشیاء کو گھیرے ہوئے ہے اور یہ کہ تم اُس اُمتِ مرحومہ میں سے ہو جو باری تعالیٰ کو بڑی پیاری ہے پھر تم اس کے فَضلِ عظیم اور کمالِ جود و کرم کا تصوُّر کرو اور یہ کہ اُس نے تمہارے لئے جو کتاب اُتاری ہے اُس کا آغاز ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم'' سے فرمایا ہے اور اِس پر بھی نظر رکھو کہ اس کریم رب نے کسی سفارشی اور گزشتہ خدمت کے بغیر تمہیں بے شمار ظاہری و باطنی نعمتوں اور مہربانیوں سے نوازا ہے تو دوسری طرف اس کے کمالِ جَلال و عظمت، اس کی عظیم قدرت و ہیبت نیز اس کے شدید غضب وناراضی کا بھی تصوُّر کرو جس کے آگے آسمان اور زمین بھی نہیں ٹھہر سکتے، پھر معاملے کی نزاکت اور خطرے کے باوجود اپنی انتہائی غفلت، کثیر گناہوں اور سنگدلی کا بھی تصور کرو اور یہ کہ تمام عُیُوب اور پوشیدہ باتیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علم و نگاہ میں ہیں۔ پھر تم اس کے پیارے وعدے اور اُس ثواب کو ذہن میں لاؤ جس کی حقیقت تک انسانی سوچوں کو رسائی نہیں،

www.dawateislami.net

پھر اس کی شدید وعید اور اُس دردناک عذاب کو بھی خیال میں لاؤ جسے انسانی قلوب برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

الغرض کبھی تم اس کے فضل و کرم کو دیکھو، کبھی اس کے عذاب کا تصور کرو، کبھی اس کی رحمت و مہربانی پر نظر ڈالو اور کبھی اپنی زیادتیوں اور جُرموں کو دیکھو تو یہ تمام باتیں تمہارے اندر خوف و رَجاء کی کیفیت پیدا کر دیں گی اور تم درمیانی راہ پر چل پڑو گے اور بے خوفی اور نااُمیدی کی ہلاکت خیزی سے بچ جاؤ گے، ان دونوں وادیوں میں سرگرداں ہونے والوں اور ہلاک و برباد ہونے والوں کے ساتھ سرگرداں اور ہلاک ہونے سے محفوظ رہو گے اور حدِّ اعتدال والی شراب سے سرشار ہو گے پھر نہ تو صرف رَجاء (اُمید) کی ٹھنڈک سے ہلاک ہو گے اور نہ خوف کی آگ میں جلو گے۔ یہاں پہنچ کر تم اپنے مقصود سے ہمکنار ہو جاؤ گے اور دونوں باطنی بیماریوں سے بچ جاؤ گے، پھر تم اپنے نَفْس کو طاعت و بندگی پر آمادہ پاؤ گے اور وہ غفلت اور سُستی چھوڑ کر دن رات عبادت میں مصروف ہو جائے گا اور گناہوں اور ذلیل حرکتوں سے پوری طرح کنارہ کش ہو جائے گا۔ چنانچہ

حضرت سیِّدُنا نَوف بِکالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: نوف جب جنت کو یاد کرتا ہے تو اُس کا شوق بڑھ جاتا ہے اور جب دوزخ کو یاد کرتا ہے تو اس کی نیند اُڑ جاتی ہے۔

پس جب تمہاری یہ حالت ہو جائے گی تو تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے برگزیدہ اور ان خاص عبادت گزاروں میں سے ہو جاؤ گے جن کا تعارف ربّ تعالیٰ نے یوں کروایا ہے:

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝۹۰ (پ۱۷، الانبیآء: ۹۰)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں۔

www.dawateislami.net

اور اب تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اِذن اور اس کے حُسنِ توفیق سے اس خطرناک گھاٹی کو عبور کرلیا، اب تمہیں دنیا میں بہت صفائی اور حلاوَت نصیب ہوگئی اور تم نے آخرت کے لئے ذخیرۂ عظیم اور اجرِ کثیر حاصل کرلیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ وہ اپنی توفیق سے ہماری اور تمہاری مدد فرمائے، بے شک وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا اور سب سے بڑھ کر نوازنے والا ہے۔ نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی قوت عظمت والے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی توفیق سے ہے۔

چھٹی گھاٹی: عبادت کو خراب کرنے والی چیزوں کا بیان

اخلاص کی ضرورت واہمیت

عبادت کو خراب کرنے والی پہلی چیز اخلاص کا نہ ہونا (ریاکاری) ہے۔ اے میرے اسلامی بھائی! اللہ عَزَّوَجَلَّ حسنِ توفیق سے تمہاری اور ہماری مدد فرمائے۔ راستے کی پہچان اور اُس پر ثابت قدمی سے چلنے کے بعد اپنی کوشش (عبادت وبندگی) کو کھرا کرنا اور اُسے خراب وبرباد کرنے والی چیزوں سے بچانا تم پر لازم ہے اور اخلاص کو اپنانا، احسانِ الٰہی کو یاد رکھنا اور اخلاص کی ضد (ریاکاری) سے بچنا دو وجہ سے ضروری ہے:

پہلی وجہ: ایسا کرنے میں بہت فائدہ ہے اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے اچھی قبولیت اور ثواب کے حصول میں کامیاب ہونا ہے۔

دوسری وجہ: ایسا نہ کرنے میں عذاب اور خطرے کا سامنا ہے تو یوں عمل مردود ہوکر سارا یا تھوڑا ثواب ضائع ہوجائے گا جیسا کہ مشہور حدیث پاک میں مروی ہے کہ

www.dawateislami.net

حضور نبی رحمت، شفیع اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اَنَا اَغْنَی الْاَغْنِیَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا فَاَشْرَكَ فِیْہِ غَیْرِیْ فَنَصِیْبِیْ لَهٗ فَاِنِّیْ لَا اَقْبَلُ اِلَّا مَا كَانَ لِیْ خَالِصًا یعنی میں تمام بے نیازوں سے بڑھ کر شرک سے بے نیاز ہوں جس نے کسی عمل میں میرے غیر کو شریک کیا[1] تو میرا حصہ بھی اس کے لئے ہے، میں صرف وہی عمل قبول فرماتا ہوں جو صرف میرے لئے ہو۔

منقول ہے کہ بروزِ قیامت جب بندہ اپنے عمل کا ثواب تلاش کرتا ہوگا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس سے ارشاد فرمائے گا: کیا تجھے مجالس و محافل میں وُسعت نہیں دی گئی تھی؟ کیا تو دنیا میں سردار نہیں تھا؟ کیا تجھے خرید و فروخت میں فراخی نہیں ملی تھی؟ کیا تیری عزت نہیں کی گئی تھی؟

اخلاص نہ ہونے کی صورت میں اسی قسم کے دیگر خطرات و نقصانات ہیں۔

ریاکاری کی دو رسوائیاں اور دو مصیبتیں

میں کہتا ہوں: ریاکاری کے خطرات میں سے دو رسوائیاں اور دو مصیبتیں ہیں:

دو رُسوائیاں

﴿1﴾... پہلی رسوائی پوشیدہ ہے، یہ فرشتوں کے سامنے ہوتی ہے کہ فرشتے بڑے جوش سے بندے کے اعمال لے کر اوپر جاتے ہیں مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ”ان اعمال کو سِجِّین میں پھینک دو کیونکہ اس نے یہ میرے لئے نہیں کئے۔“ پس اس وقت بندہ اور عمل دونوں رُسوا ہوتے ہیں۔

---

[1]... مسلم، کتاب الزھد، باب من اشرک فی عملہ غیر اللہ، ص ۱۵۹۴، حدیث: ۲۹۸۵

www.dawateislami.net

﴿2﴾… دوسری رسوائی علانیہ ہے اور وہ روزِ محشر ساری مخلوق کے سامنے ہوگی۔ حضور نبی اَکرم، نُوْرِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ریاکار کو قیامت کے دن چار ناموں سے پکارا جائے گا: اے کافر! اے دھوکے باز! اے فاجر! اے خسارہ اٹھانے والے! تیری کوشش رائیگاں گئی اور تیرا اجر برباد ہو گیا، آج تیرے لئے کچھ نہیں ہے، آج ان کے پاس اجر تلاش کر جن کے لئے تو عمل کیا کرتا تھا۔[1]

ایک روایت یہ بھی ہے کہ "قیامت کے دن ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا جسے تمام مخلوق سنے گی کہ کہاں ہیں وہ جو لوگوں کی عبادت کرتے تھے! کھڑے ہو جاؤ اور ان سے اپنا اجر لو جن کے لئے تم نے عمل کیا تھا کیونکہ میں ملاوٹ والا عمل قبول نہیں کرتا۔"[2]

دو مصیبتیں

﴿1﴾… پہلی مصیبت جنت سے محرومی ہے کیونکہ حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جنت نے کلام کیا اور کہا: میں ہر بخیل اور ریاکار پر حرام ہوں۔[3]

اس حدیث مبارک کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ بخیل سے مراد سب سے بدترین بخیل ہو یعنی وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کہنے میں بخل کرے جبکہ ریاکار سے مراد سب سے بدترین ریاکار ہو اور وہ منافق ہے جو ایمان و توحید کا دکھاوا کرتا ہے۔

دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص بخل اور ریاکاری سے باز نہ آئے اور اپنا

❶… مسند الفردوس، ۲/۳۵۶، حدیث: ۶۹۰۱

❷… جمع الجوامع، قسم الاقوال، حرف الھمزۃ، ۱/۳۳۶، حدیث: ۲۴۷۶

❸… تاریخ ابن عساکر، ۵۲/۱۵۱، رقم: ۶۱۳۳، محمد بن بشر

www.dawateislami.net

لحاظ نہ کرے تو ایسی صورت میں دو خطرے ہیں:(۱)...بخل اور ریاکاری کی نحوست اس پر آپڑے اور وہ کفر کے گڑھے میں جاگرے اور جنت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جائے(۲)...دوسرا خطرہ سلبِ ایمان ہے جو بندے کو دوزخ کا مستحق بنا دیتا ہے۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی اور اس کے سخت غضب سے اُس کی پناہ چاہتے ہیں۔

روزِ محشر کا پہلا فیصلہ

﴿2﴾... دوسری مصیبت دوزخ میں جانا ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ محبوبِ خدا، تاجدارِ انبیا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے قاریٔ قرآن، راہِ خدا میں جہاد کرنے والے اور مالدار کو بلایا جائے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ قاری سے فرمائے گا: کیا میں نے اپنے رسول پر نازل کردہ کتاب تجھے نہیں سکھائی تھی؟ وہ عرض کرے گا: ہاں سکھائی تھی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ پوچھے گا: پھر تو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں رات کی مختلف گھڑیوں اور دن میں صبح شام اِسے پڑھتا تھا۔ ربّ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے: تو نے جھوٹ کہا۔ پھر ربّ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: بلکہ تو چاہتا تھا کہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ دنیا میں کہہ لیا گیا۔ پھر مالدار کو پیش کیا جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: کیا میں نے تجھے اتنی فراخی نہیں دی کہ تو کسی کا محتاج نہ رہا؟ وہ عرض کرے گا: جی! بالکل دی تھی۔ ربّ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میری تجھ پر عطا کے مقابل تو نے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں اس کے ذریعے صلہ رحمی اور صدقہ خیرات کرتا تھا۔ ربّ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا اور فرشتے بھی

www.dawateislami.net

کہیں گے: تو جھوٹا ہے پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: تیری نیت یہ تھی کہ کہا جائے: فلاں بہت سخی ہے اور وہ کہہ لیا گیا۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں قتل ہونے والے کو حاضر کیا جائے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے پوچھے گا: تو نے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: مجھے تیری راہ میں جہاد کا حکم ملا تو میں نے جہاد کیا یہاں تک کہ قتل ہو گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: تو جھوٹا ہے۔ فرشتے بھی کہیں گے: تو جھوٹ کہتا ہے پھر ربّ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: بلکہ تو چاہتا تھا کہ لوگ کہیں: فلاں بہت بہادر ہے۔ اور وہ کہہ لیا گیا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا ہاتھ اپنے گھٹنے پر مارتے ہوئے فرمایا: اے ابو ہریرہ! مخلوق میں سب سے پہلے انہی کے ذریعے دوزخ کی آگ بھڑکائی جائے گی۔[1]

دوزخ چیخ اٹھا

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا: دوزخ اور اہل دوزخ ریاکاروں کی وجہ سے چیخ اٹھیں گے۔ عرض کی گئی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! دوزخ کیونکر چیخے گا؟ ارشاد فرمایا: اس آگ کی تپش کے سبب جس سے ریاکاروں کو عذاب دیا جائے گا۔

قیامت کے دن لاحق ہونے والی اِن رسوائیوں میں اہلِ بصیرت کے لئے درسِ عبرت ہے اور اپنے فضل سے ہدایت دینے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔

اخلاص اور اس کی قسمیں

اگر تم کہو کہ ”آپ ہمیں اخلاص اور ریاکاری کی حقیقت، ان کا حکم اور عمل میں ان

1 ...ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الریاء والسمعۃ، ۴/۱۶۹، حدیث: ۲۳۸۹

www.dawateislami.net

کے اثر کے بارے میں بتائیں تو جان لو کہ ہمارے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ اخلاص دو طرح کا ہوتا ہے:(۱)... عمل میں اخلاص اور (۲)... طلبِ ثواب میں اخلاص۔

عمل میں اخلاص

عمل میں اخلاص یہ ہے کہ عمل سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب، اس کے حکم کی تعظیم اور اس کے فرمان کی بجا آوری کا ارادہ ہو اور اس پر ابھارنے والی شے درست عقیدہ ہے اور اس کی ضد نفاق ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے عمل سے غَیْرُ اللّٰه کا قرب پانے کا ارادہ کیا جائے۔

ہمارے شیخ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے فرمایا: نفاق اس فاسد عقیدے کا نام ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں منافق کے دل میں پایا جاتا ہے۔ اس کا تعلُّق ارادوں سے نہیں ہے اس کی ایک وجہ ہے جسے ہم اس کے مقام پر بیان کریں گے۔

طلبِ ثواب میں اخلاص

طلبِ ثواب میں اخلاص کا مطلب ہے: نیک عمل سے آخرت کے نفع کا ارادہ کرنا۔ ہمارے شیخ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے فرمایا: ”کسی نیک کام سے آخرت کے نفع کا ارادہ کرنا کہ عمل مشکل ہونے کی صورت میں اُس سے پیچھے نہ ہٹا جائے بس اُس عمل کے ذریعے نفع کی امید لگی رہے۔“ اس قول میں بیان کردہ قیودات و شرائط کی وضاحت ہم کر چکے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا عیسٰی رُوْحُ اللّٰه عَلَیْهِ السَّلَام کے حواریوں نے ان سے پوچھا: خالص عمل کون سا ہے؟ آپ عَلَیْهِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: ”وہ عمل جسے تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے کرو اور یہ نہ چاہو کہ کوئی اس پر تمہاری تعریف کرے۔“ آپ عَلَیْهِ السَّلَام کا یہ فرمان ریاکاری چھوڑنے کا تقاضا کرتا ہے اور اِسے خصوصیت کے ساتھ اس وجہ سے ذکر کیا

www.dawateislami.net

کہ اخلاص کو تباہ کرنے میں یہ سب سے مضبوط سبب ہوتی ہے۔

اخلاص کی تعریفات

سَیِّدُ الطائفہ حضرت سَیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: اَلْاِخْلَاصُ تَصْفِیَۃُ الْاَعْمَالِ مِنَ الْمُکَدَّرَاتِ یعنی اعمال کو تمام خرابیوں سے پاک رکھنے کا نام اخلاص ہے۔

حضرت سَیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب نے فرمایا: اَلْاِخْلَاصُ دَوَامُ الْمُرَاقَبَۃِ وَنِسْیَانُ الْحُظُوْظِ کُلِّھَا یعنی تمام خوشیوں اور نفسانی تقاضوں کو بُھلا کر ہمہ وقت باری تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے کو اخلاص کہتے ہیں۔ اخلاص کا یہ مکمل بیان ہے۔

اخلاص کی نبوی تعریف

اخلاص کے بارے میں کثیر اقوال ہیں مگر حقیقت واضح ہونے کے بعد ان کو نقل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تمام اَوَّلین وآخرین کے سردار حضرت محمد مصطفٰے، احمد مجتبیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اخلاص کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تَقُوْلُ رَبِّیَ اللہُ ثُمَّ تَسْتَقِیْمُ کَمَا اُمِرْتَ تو کہے میرا ربّ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے اور پھر اس پر اس طرح ثابت قدم رہے جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے۔[1] یعنی اپنے نفس وخواہش کی پیروی مت کر اور صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کر اور اس کی عبادت میں ثابت قدم رہ جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا ہر چیز سے اپنی نگاہ پھیر لی جائے اور یہی حقیقی اخلاص ہے۔

---

1 ...اتحاف السادۃ المتقین، کتاب النیۃ والاخلاص والصدق، الباب الثانی، ۱۳/۱۰۶

www.dawateislami.net

ریا اور اس کی اقسام

اخلاص کی ضد ریاکاری ہے اور ریا کہتے ہیں: عَمَلِ آخرت سے دنیا کے نفع کا ارادہ کرنا۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱)...خالص ریاکاری اور (۲)...ملاوٹ والی ریاکاری۔

خالص ریاکاری یہ ہے کہ اُخروی عمل سے صرف دنیا کا نفع مقصود ہو اور ملاوٹ والی ریا یہ ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں کا نفع مقصود ہو۔

عمل میں اخلاص، ریا اور نفاق کی تاثیر

جہاں تک اعمال میں اخلاص و ریا کی تاثیر کا تعلق ہے تو عمل کا اخلاص یہ ہے کہ تم اپنے فعل کو عبادت بناؤ اور طلبِ ثواب میں اخلاص یہ ہے کہ تم اپنے فعل کو مقبول، کثیر ثواب و تعظیم والا بناؤ اور نفاق عمل کو ضائع کر دیتا ہے اور اسے عبادت بننے سے خارج کر دیتا ہے جس (عبادت) پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے ثواب کا وعدہ ہے۔

کیا عارف سے ریا ممکن ہے؟

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک خالص ریاکاری عارف کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔ البتہ ملاوٹ والی ریاکاری ممکن ہے جو نصف ثواب کو باطل کر دے گی جبکہ بعض علمائے کرام کے نزدیک عارف سے خالص ریاکاری بھی صادر ہو سکتی ہے اور اس سے عمل کے دُگنے ثواب کا نصف ضائع ہو جائے گا جبکہ ملاوٹ والی ریاکاری چوتھائی ثواب سے محروم کر دے گی۔

ہمارے شیخ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اگر آخرت کا تصور قائم ہو تو عارف سے خالص ریاکاری کا صدور نہیں ہو سکتا اور بھول طاری ہونے کی صورت

www.dawateislami.net

میں خالص ریا ممکن ہے۔اور مختار یہ ہے کہ عمل میں ریاکاری کی تاثیر یہ ہے کہ یہ عمل کو قبولیت سے روکتی اور ثواب میں کمی لاتی ہے اور نصف یا چوتھائی کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ان مسائل کی وضاحت کافی طویل ہے اور ہم نے اپنی کتاب ''احیاء العلوم'' اور ''اَسْرَارُ مُعَامَلَاتِ الدِّیْن'' میں ان باتوں کی بڑی تفصیل بیان کی ہے۔

اخلاص کے احکام

اگر تم سوال کرو کہ اخلاص کا مقام کیا ہے، یہ کس عبادت میں پایا جاتا ہے اور کہاں واجب ہے ؟تو یاد رکھو کہ بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک اعمال کی تین قسمیں ہیں:(۱)...وہ اعمال جن میں دونوں طرح کا اخلاص پایا جاتا ہے، یہ اپنی اصل میں ظاہری عبادات ہیں۔(۲)...وہ اعمال جن میں دونوں طرح کا اخلاص نہیں ہوتا، یہ اصل کے اعتبار سے باطنی اعمال ہیں۔(۳)...وہ اعمال جن میں طلبِ ثواب کا اخلاص تو پایا جاتا ہے مگر عمل کا اخلاص نہیں پایا جاتا اور یہ وہ مباح امور ہیں جنہیں تیاریِ آخرت کے لیے اپنایا جاتا ہے۔

ہمارے شیخ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے فرمایا: عمل کا اخلاص ظاہری عبادات میں سے ہر اُس عمل میں پایا جاتا ہے جو غَیْرُ اللّٰه کی طرف پھر سکتا ہو جبکہ باطنی عبادات میں سے یہ اکثر میں پایا جاتا ہے۔جہاں تک طلبِ ثواب کے اخلاص کی بات ہے تو فرقہ کَرَّامیہ والوں کے نزدیک: ''یہ باطنی عبادات میں نہیں پایا جاتا کیونکہ باطنی عبادات کی اطلاع اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کو نہیں ہوتی یوں ان میں ریاکاری کی کوئی صورت نہیں لٰہذا طلبِ ثواب والے اخلاص کی کوئی حاجت نہیں۔'' جبکہ ہمارے شیخ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: اگر بندہ باطنی عبادت سے دنیاوی نفع کا ارادہ کرے تو یہ ریاکاری ہی ہے۔

www.dawateislami.net

میں کہتا ہوں: معلوم ہوا کہ کثیر باطنی عبادات میں دونوں طرح کا اخلاص پایا جاتا ہے یونہی نوافل میں بھی عمل شروع کرتے وقت دونوں طرح کا اخلاص ہونا ضروری ہے جبکہ زادِ آخرت کے لیے جن مباح امور کو اپنایا جاتا ہے ان میں طلبِ ثواب کا اخلاص تو پایا جاتا ہے مگر عمل کا اخلاص نہیں پایا جاتا کیونکہ حقیقت میں یہ مباحات عبادت نہیں ہوتے بلکہ عبادت کے لیے ایک قسم کی تیاری ہوتے ہیں۔

عمل میں اخلاص کا وقت

اگر تم یہ کہو کہ یہ تو دونوں قسم کے اخلاص کا موقع محل تھا، اب عمل میں ان کا وقت بھی بتا دیجئے تو یاد رکھو کہ عمل کا اخلاص تو فعل کے ساتھ لازمی جڑا ہوتا ہے اس سے مُؤَخَّر نہیں ہوتا جبکہ طلبِ ثواب کا اخلاص بسا اوقات عمل کے بعد بھی ہو سکتا ہے اور بعض علما عمل سے فراغت کے وقت اس کے پائے جانے کا اعتبار کرتے ہیں لہٰذا اگر عمل اخلاص پر ختم ہوتا ہے تو اخلاص والا اور ریاکاری پر ختم ہوتا ہے تو ریاکاری والا شمار ہو گا بعد میں اس کا مداوا نہیں ہو سکتا جبکہ فرقہ کَرَّامیہ والوں کا کہنا ہے: جب تک ریاکاری سے مقصود نفع حاصل نہ ہو جائے تب تک اس عمل میں اخلاص کو قائم رکھنا ممکن ہے اور اگر دنیاوی مطلوب حاصل ہو گیا تو اب اخلاص ضائع ہو گیا۔

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: فرائض کے معاملے میں تو موت تک اخلاص کا ہونا ممکن ہے جبکہ نوافل میں ایسا نہیں ہے، ان میں فرق یہ ہے کہ فرائض میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بندے کو داخل فرمایا ہے لہٰذا امید ہے کہ وہ ذات اس معاملے میں آسانی اور فضل فرمائے جبکہ نوافل بندے نے خود اپنے اوپر لازم کیے ہیں لہٰذا اُس سے اُس شے کے حق کا مطالبہ کیا جائے گا جسے اُس نے خود پر لازم کیا ہے۔

www.dawateislami.net

میں کہتا ہوں: اس مسئلے میں ایک فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ اگر عمل کے شروع میں ہی ریاکاری کر چکا یا پھر عمل اخلاص سے عاری رہا تو ہماری بیان کردہ صورتوں کی روشنی میں وہ اس کا مداوا اور تلافی کر سکتا ہے۔ ان باریک مسائل میں مختلف لوگوں کے موقف اس لیے بیان کیے کیونکہ دورِ حاضر میں عمل کرنے والوں کی قِلّت اور اس راستے پر چلنے والوں کی رغبت کے کم ہونے سے ہم واقف ہیں اور مقصد یہ ہے کہ عبادت کا آغاز کرنے والے کو آسانی ہو جائے کہ اگر اسے اپنے مرض کی دوا ایک قول میں نہ ملے تو دوسرے میں مل جائے کیونکہ اعمال کی بیماریاں اور آفات مختلف ہیں۔ تم غور کرو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ سمجھ جاؤ گے۔

ہر عمل کے لیے علیحدہ اخلاص

اگر تم سوال کرو کہ کیا ہر عمل کے لیے الگ الگ اخلاص کی ضرورت ہوتی ہے؟ تو جان لو کہ اس بارے میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ ہر عمل کے لیے الگ اخلاص ہونا ضروری ہے جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ عبادتوں کے مجموعے کو اخلاص شامل ہو سکتا ہے۔ تو عمل کے کئی ارکان ہوتے ہیں جیسے نماز اور وضو تو ان دونوں کے لیے ایک ہی اخلاص کافی ہے کیونکہ صحیح یا خراب ہونے میں یہ ایک دوسرے سے جُڑے ہوئے ہیں تو گویا یہ ایک ہی شے ہو گئے۔

ریا کی ایک خفیہ قسم

اگر تم پوچھو کہ کوئی بندہ اپنے عمل سے یہ ارادہ کرے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے دنیا کی بھلائی عطا فرمائے اور وہ مخلوق سے اپنی تعریف، شہرت یا کسی نفع کی چاہت بالکل نہ رکھے

www.dawateislami.net

توکیا یہ ریاکاری ہو گی؟ تو یاد رکھو کہ یہ خالص ریاکاری ہے کیونکہ ہمارے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے فرمایا: ریاکاری میں مراد و مقصود کا اعتبار ہوتا ہے، یہ اعتبار نہیں ہوتا کہ مراد کس سے مانگی جارہی ہے۔ پس اگر نیک عمل سے تمہاری مراد دنیا کا نفع ہو گی تو یہ ریاکاری ہے خواہ تم یہ مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مانگو یا لوگوں سے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾ (پ۲۵، الشوریٰ: ۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

اور دیکھنے کے معنٰی کے لحاظ سے لفظ "ریا" اور اُس سے بننے والے الفاظ کا اعتبار نہیں ہے اور اِس بُرے ارادے کو اس لفظ سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اکثر دکھاوے کے طور پر واقع ہوتا ہے اور دکھاوا لوگوں اور ان کے دیکھنے کی وجہ سے ہے، پس اِسے سمجھ لو۔

ریا سے بچانے والی نیتیں

اگر تم یہ سوال کرو کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دنیا اِس لیے طلب کی جائے تاکہ لوگوں سے مانگنے سے بچا جائے اور عبادت پر دل جمعی نصیب ہو تو کیا یہ بھی ریاکاری ہو گی؟ تو جان لو کہ مال کی کثرت اور عزت و مرتبہ بندے کو لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے سے نہیں بچا سکتی بلکہ یہ چیز قناعت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کفالت پر پختہ یقین سے حاصل ہوتی ہے۔ رہی بات عبادتِ الٰہی پر دل جمعی کی تو اگر بارگاہِ الٰہی سے

www.dawateislami.net

دنیا طلبی میں بندے کی نیت یہی ہو تو اب یہ ریاکاری نہیں ہوگی۔ یونہی ہر وہ نیت جس کا تعلق آخرت سے ہو وہ ریاکاری نہیں ہوگی، اگر بندہ کسی نیک عمل سے آخرت کے کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو یہ ریاکاری نہیں ہوگی کیونکہ یہ امور اس نیت کی وجہ سے نیکی بن جائیں گے اور اعمالِ آخرت میں شمار ہوں گے اور نیکی کا ارادہ ریاکاری نہیں ہوا کرتا۔

قابلِ تعریف نیتیں

یونہی اگر تم اپنے عمل سے یہ ارادہ کرو کہ لوگوں کے نزدیک تمہاری عزت ہو یا پھر ائمہ ومشائخ تم سے محبت کریں اور اس سے تمہارا مقصود اپنی بلندی یا دنیا کی طلب نہ ہو بلکہ یہ ہو کہ تمہیں مذہبِ حق کی مدد حاصل ہو جائے جس سے تم اہلِ بدعت کا رد کرو، علم پھیلاؤ اور لوگوں کو عبادت پر ابھارو تو یہ تمام نیتیں درست اور قابلِ تعریف ہیں، ان میں سے کوئی بھی نیت ریاکاری نہیں کیونکہ حقیقت میں ان سے مقصود آخرت کا معاملہ ہے۔

تنگدستی سے نجات کا وظیفہ

میں نے اپنے بعض مشائخ سے پوچھا کہ بعض اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کا معمول رہا ہے کہ وہ تنگدستی کے دنوں میں سورۂ واقعہ کی تلاوت کرتے ہیں تو کیا اس سے یہ مراد ونیت نہیں ہوتی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی اس تنگدستی کو دور فرمادے اور دنیا کو ان پر فراخ فرمادے؟ تو آخرت کے عمل سے سامانِ دنیا کا ارادہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟ تو انہوں نے جو جواب عطا فرمایا اُس کا مفہوم یہ تھا کہ ان بزرگوں کی مراد یہ ہوتی تھی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں قناعت عطا فرمائے یا پھر اتنا رزق عطا فرمائے کہ عبادت پر آسانی اور تعلیم و تعلُّم پر قوت حاصل ہو جائے اور یہ نیت نیک اِرادوں میں سے ہے دنیا کے اِرادوں میں سے نہیں۔

www.dawateislami.net

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ رزق کے معاملے میں سختی اور تنگدستی کے وقت سورۂ واقعہ پڑھنے سے متعلِّق حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے احادیث وآثار وارد ہیں، حتّٰی کہ بوقتِ وصال جب حضرت سیِّدُنا ابنِ مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس بات پر ملامت کی گئی کہ آپ نے اپنی اولاد کے لیے کوئی مال نہیں چھوڑا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: میں ان کے لیے سورۂ واقعہ چھوڑے جا رہا ہوں۔

صوفیائے کرام کا اصل سرمایہ

حدیثِ مبارک میں اس کی اصل موجود ہے جب ہی ہمارے علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اسے اختیار کیا ورنہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ انہیں دنیاوی معاملے کی تنگی یا فراخی سے کوئی سروکار نہیں ہوتا بلکہ یہ حضرات تو دنیا کی تنگی کو غنیمت جانتے ہیں، اس میں ایک دوسرے پر فوقیت لے جانے میں لگے رہتے ہیں اور اس تنگی کو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظیم نعمت شمار کرتے ہیں۔ جب انہیں دنیاوی کشادگی دی جاتی ہے تو ڈر جاتے ہیں حالانکہ اکثر لوگ اسے احسان و نعمت شمار کرتے ہیں۔ یہ نُفوسِ قدسیہ اس بات سے اس لیے ڈرتے ہیں کہ ہو سکتا ہے یہ فراخی ان کے لیے امتحان اور مصیبت ہو اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ وہ اکثر بھوک کی حالت میں رہتے ہیں، مُتَقَدِّمِیْن صوفیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے فرمایا: اَلْجُوْعُ رَأْسُ مَالِنَا یعنی بھوک ہمارا اصل سرمایہ ہے۔ پس یہ اہلِ تصوف کے مذہب کی بنیاد ہے اور میرا اور میرے مشائخ کرام کا بھی یہی مذہب ہے اور ہمارے اسلاف کرام کا طریقہ بھی یہی رہا ہے اور جہاں تک تعلق ہے بعد والوں کا اس معاملے میں کوتاہی و سستی کرنے کا تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

www.dawateislami.net

میں نے رزق کے معاملے میں اسلاف کا طریقہ اس لیے بیان کیا تاکہ کوئی مخالف جہالت کے سبب ان کو حقیر گمان نہ کرے اور عبادت کا آغاز کرنے والے خوش عقیدہ شخص کو کوئی غلط فہمی نہ ہو اور وہ یہ نہ کہے کہ ''اہلِ علم اور اصحابِ صبر و ریاضت کو لائق نہیں تھا کہ وہ دنیا کی خاطر وظیفے کریں۔'' اور اُسے یہ پتا ہی نہ ہو کہ یہ چیز سنت سے ثابت ہے۔ پھر اس سے مقصود بھی حصولِ قناعت اور آخرت کی تیاری ہے، کسی خواہش یا تنگدستی کا خوف ہرگز نہیں ہے۔ اکثر اوقات تم سورۂ واقعہ پڑھنے کے بعد دل میں قناعت محسوس کرو گے اور کمزوری اور زیادہ کھانے کی حرص کو بھی مفقود پاؤ گے نیز تمہیں اپنے اندر کھانے پینے سے بے نیازی بھی محسوس ہو گی، جس نے اس کا تجربہ کیا وہ ان باتوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اس تحقیق کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں توفیق عطا فرمائے۔

خود پسندی کا بیان

عبادت کو خراب کرنے والی دوسری شے خود پسندی (یعنی اپنے آپ کو اچھا سمجھنا) ہے، تمہارے لیے اس سے بچنا بھی درج ذیل دو وجہ سے ضروری ہے:

توفیق سے محرومی

پہلی وجہ: خود پسندی کی وجہ سے بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد و توفیق سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ خود پسندی میں مبتلا ہونے والا ذلت و رسوائی اٹھاتا ہے اور جب بندے سے مدد اور توفیقِ الٰہی کا تعلّق ٹوٹ جائے تو بندہ بہت تیزی سے ہلاکت کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی لیے حضور سرورِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ثَلَاثٌ

www.dawateislami.net

مُهْلِكَاتٌ شُحٌّ مُطَاعٌ وَهَوًى مُتَّبَعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ یعنی تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں: (۱)... بخل جس کی اطاعت کی جائے، (۲)... خواہشِ نفس جس کی پیروی کی جائے اور (۳)... انسان کا خود کو اچھا جاننا۔"(1)

نیک عمل کی بربادی

دوسری وجہ: خود پسندی نیک عمل کو برباد کر دیتی ہے۔ اسی لیے حضرت سیِّدُنا عیسیٰ رُوْحُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا: اے حواریو! کتنے ہی چراغوں کو ہوا نے بجھا دیا اور کتنے ہی عبادت گزاروں کو خود پسندی نے برباد کر دیا۔

جب بندے کا مقصود اور فائدہ عبادت ہے اور خود پسندی بندے کو اس سے محروم کر دیتی ہے حتّٰی کہ بندہ ایک نیکی بھی نہیں کر پاتا اور اگر بالفرض کر بھی لے تو اُسے خود پسندی برباد کر دیتی ہے حتّٰی کہ بندہ خالی ہاتھ رہ جاتا ہے تو ضروری ہے کہ اس برائی سے بچا جائے۔ یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی توفیق دینے اور بچانے والا ہے۔

خود پسندی کی حقیقت اور حکم

اگر تم پوچھو کہ خود پسندی کی حقیقت، اس کا مفہوم، اس کا اثر اور حکم کیا ہے؟ تو سنو کہ خود پسندی کی حقیقت اپنے نیک عمل کو بڑا سمجھنا ہے۔ ہمارے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کے نزدیک اس کی تفصیل یہ ہے کہ "بندہ عمل کی بزرگی کے حصول کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بجائے کسی شے، نفس یا لوگوں کی طرف منسوب کرے۔" نیز وہ فرماتے ہیں: بسا اوقات بندہ نفس، مخلوق اور شے تینوں کا ذکر کر کے خود پسندی کرتا

1... شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ، ۱/۴۷۱، حدیث: ۷۴۵، معجم اوسط، ۴/۱۲۹، حدیث: ۵۴۵۲

www.dawateislami.net

ہے کبھی دو کا کرتا ہے اور کبھی ایک کا کرتا ہے۔

خود پسندی کی ضد احسان کو یاد کرنا ہے اور وہ یوں کہ بندہ سمجھے یہ عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی توفیق سے ہوا ہے اور اُسی نے اسے بزرگی عطا فرمائی اور اِس کے ثواب وقدر کو بڑھایا ہے۔ خود پسندی کے اسباب پائے جانے کے وقت ایسا کرنا فرض اور دیگر اوقات میں نفل ہے۔

عمل میں خود پسندی کا اثر

بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام فرماتے ہیں: خود پسند کے نیک اعمال کو ضائع کرنے کے معاملے میں انتظار کیا جاتا ہے اگر وہ مرنے سے پہلے توبہ کرلے تو اعمال محفوظ رہتے ہیں ورنہ ضائع کر دیئے جاتے ہیں اور فرقہ کرامیہ کے بڑوں میں سے محمد بن صدر کا بھی یہی موقف ہے اور اس کے نزدیک عمل کا ضائع ہونا یہ ہے کہ عمل سے تمام اچھے نام اٹھا لیے جاتے ہیں یہاں تک کہ بندہ اس عمل پر کسی ثواب کا مستحق ہوتا ہے نہ تعریف کا اور ایک قول یہ ہے کہ خود پسندی کی وجہ سے صرف عمل کا ثواب دگنا ہونے سے رہ جاتا ہے۔

خود پسندی اور لوگوں کی تین اقسام

اگر تم سوال کرو کہ صاحبِ معرفت بندے پر یہ معاملہ کیسے مشتبہ ہو سکتا ہے کہ عملِ صالح کی توفیق، اس کی بزرگی اور ثواب کا بڑھنا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے فضل واحسان سے ہوتا ہے؟ تو جان لو کہ یہاں ایک عمدہ نکتہ اور بہترین ذخیرہ ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

﴿1﴾... وہ لوگ جو ہر حال میں خود پسندی کا شکار رہتے ہیں اور وہ مُعتَزِلَہ اور قَدَرِیَّہ ہیں، یہ لوگ اپنے افعال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کوئی احسان نہیں مانتے اور اس کی مدد، خاص

www.dawateislami.net

توفیق اور لطف و کرم کے منکر ہیں اور یہ اس شبہ کی وجہ سے ہے جو ان پر غالب آگیا۔

﴿2﴾... وہ لوگ جو ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا احسان مانتے ہیں، یہ استقامت والے حضرات ہوتے ہیں۔ یہ کسی بھی عمل میں خود پسندی نہیں کرتے اور ایسا اُس بصیرت کی وجہ سے ہے جس سے انہیں عزت دی گئی اور اُس تائید و مدد کی وجہ سے ہے جس کے ساتھ انہیں خاص کیا گیا۔

﴿3﴾... وہ لوگ جو عام اہلِ سنت ہیں، یہ جب بیدار ہوتے ہیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا احسان مانتے ہیں اور جب غفلت میں ہوں تو خود پسندی کا شکار ہو جاتے ہیں اور ایسا عارضی غفلت، عبادت میں سستی اور بصیرت میں کمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

افعالِ قَدَرِیَّہ و مُعْتَزِلَہ کی کیفیت

اگر تم پوچھو کہ قدریہ اور معتزلہ کے افعال واعمال کی کیفیت کیا ہے؟ تو جان لو کہ اس بارے میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ "ان کی بدعقیدگی کی وجہ سے ان کے سب اعمال بے کار ہیں۔" اور دوسرا قول یہ ہے کہ جب عقیدہ تقریباً مسلمانوں والا ہو تو تھوڑی بہت خرابی سے اعمال برباد نہیں ہوتے جب تک کہ ہر عمل میں خود پسندی نہ پائی جائے جیسا کہ اہلِ سنت کا عقیدہ ہر عمل میں خود پسندی سے رکاوٹ نہیں بنتا یہاں تک کہ انہیں بھی احسانِ خداوندی کی یاد سے خاص کیا جاتا ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر تم سوال کرو کہ ریاکاری اور خود پسندی کے علاوہ بھی کوئی برائی ہے جو عمل کو برباد کر دے؟ تو جواب یہ ہے کہ ہاں، ان دو کے علاوہ بھی کئی برائیاں ہیں مگر ان دو کو ہم

www.dawateislami.net

نے اس لیے خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ اعمال کو برباد کرنے میں ان کا بنیادی کردار ہے۔

10 چیزوں سے اعمال کو بچاؤ

ایک بزرگ رَحۡمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے فرمایا: بندے پر لازم ہے کہ عمل میں 10 چیزوں سے محفوظ رہے: (۱)... نفاق (۲)... ریاکاری (۳)... میل جول (۴)... احسان جتانا (۵)... تکلیف دینا (۶)... شرمندگی (۷)... خودپسندی (۸)... حسرت (۹)... سستی وکاہلی اور (۱۰)... لوگوں کی ملامت کا خوف۔

پھر ہمارے شیخ رَحۡمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے ان میں سے ہر ایک کی ضد اور ان کی وجہ سے اعمال میں ہونے والے نقصان کو بیان فرمایا کہ نفاق کی ضد عمل کا اخلاص، ریاکاری کی ضد طلبِ ثواب کا اخلاص، میل جول کی ضد تنہائی و گوشہ نشینی، احسان جتانے کی ضد عمل کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کر دینا، تکلیف دینے کی ضد عمل کی حفاظت کرنا، شرمندگی کی ضد نفس کو مضبوط رکھنا، خودپسندی کی ضد احسانِ الٰہی کو یاد کرنا، حسرت کی ضد نیکی و بھلائی کو غنیمت جاننا، سستی وکاہلی کی ضد توفیقِ الٰہی کو بڑا سمجھنا اور لوگوں کی ملامت کے خوف کی ضد اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا ہے۔

یاد رکھو کہ نفاق عمل کو برباد کرتا ہے، ریاکاری عمل کو مردود کر دیتی ہے، احسان جتانا اور تکلیف دینا اسی وقت صدقہ کو ضائع کر دیتا ہے جبکہ بعض حضرات کے نزدیک یہ دونوں صدقہ کے دگنے اجر سے محروم کر دیتے ہیں، ندامت و شرمندگی بالاتفاق عمل کو ضائع کر دیتی ہے، خودپسندی عمل کے ثواب کو دگنا ہونے سے روک دیتی ہے اور حسرت، سستی اور ملامت کا خوف عمل کی قدر و منزلت کو گھٹا دیتے ہیں۔

(حُجَّۃُ الْاِسْلَام امام غزالی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡوَالِی فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں: اہلِ علم کے نزدیک

www.dawateislami.net

مقبول یا مردود ہونے کا تعلُّق تعظیم (بڑا جاننے) اور استخفاف (ہلکا سمجھنے) کی مختلف صورتوں سے ہے اور عمل کا ضیاع فعل اور سببِ فعل سے حاصل ہونے والے منافع کا باطل ہونا ہے۔ پھر کبھی اصل ثواب باطل ہوتا ہے اور کبھی وہ ثواب باطل ہو جاتا جو اصل پر دُگنا ہو کر ملتا ہے اور ثواب اُس نفع کو کہتے ہیں جس کا تقاضا اصلِ فعل اور اس کے قرائن و اَحوال کرتے ہیں اور دُگنا کہتے ہیں اس نفع پر زیادہ ملنے کو اور عمل کی قدر و قیمت اُس اضافے کو کہتے ہیں جو قرائن و احوال کے تقاضے کے باعث حاصل ہوتا ہے جیسے کسی نیک بندے کے ساتھ بھلائی کرنا، پھر والدین کے ساتھ بھلائی کرنا اِس سے بھی بڑھ کر ہے اور پھر کسی نبی عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا اِن سب سے بڑھ کر۔ پس کبھی عمل میں قدر و منزلت تو ہوتی ہے مگر ثواب دگنا نہیں ہوتا۔ ان معانی کے بارے میں یہ ہماری تحقیق کا خلاصہ ہے اسے اچھی طرح سمجھ لو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

فصل: ریاکاری و خود پسندی اور ان کے خطرات کا بیان

رکاوٹوں اور نقصان دہ چیزوں سے پُر اس خطرناک گھاٹی کو انتہائی احتیاط کے ساتھ عبور کرنا تم پر لازم ہے کیونکہ جس کے پاس عبادات کا سامان ہے اُس نے گزشتہ گھاٹیوں کو عبور کیا اور مشقتوں کو برداشت کیا تب کہیں جا کر اُسے عزیز و پیارا سامانِ عبادت حاصل ہوا اور اب اِس سامان کو خطرہ اِسی گھاٹی میں ہے، اس لیے کہ یہاں ایسی رکاوٹیں ہیں جہاں سامان چھننے کا ڈر ہے اور ایسی نقصان دہ چیزیں ہیں جن سے عبادات کو برباد کرنے والی آفتوں کے ظہور کا خوف ہے۔ پھر ان میں سب سے عام اور زیادہ خطرناک ریاکاری اور خود پسندی کی رکاوٹیں ہیں، ہم ان میں سے ہر ایک کے متعلق

www.dawateislami.net

انتہائی مفید اصول ذکر کریں گے اور تمہارے لیے ان کو کھول کر بیان کریں گے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو اِن کی رعایت تمہیں کفایت کرے گی۔

ریاکاری سے حفاظت کے چار اصول

پہلا اصول

ریاکاری سے بچاؤ کے لیے سب سے پہلے باری تعالیٰ کے اس فرمانِ عالیشان کو یاد رکھو:

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ۬ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾ (پ۲۸، الطلاق: ۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کے برابر زمینیں حکم ان کے درمیان اُترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

یہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ گویا یہ ارشاد فرما رہا ہے: زمین، آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے میں نے بنایا ہے اور ان میں میری کاریگری کے بہترین اور عمدہ نمونے ہیں اور میں نے تیرے دیکھنے پر اکتفا کیا ہے تاکہ تو جان لے کہ میں قادر بھی ہوں اور عالِم بھی، جبکہ تیری حالت یہ ہے کہ کوتاہیوں اور عیبوں سے بھرپور صرف دو رکعت پڑھتا ہے مگر تو اس پر اکتفا نہیں کرتا کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں، تیرے عمل کو جانتا ہوں، تیری تعریف کرتا ہوں اور تیرا عمل قبول کرتا ہوں بلکہ تو چاہتا ہے کہ لوگ تیرا عمل جانیں اور اس کی وجہ سے تیری تعریف کریں، کیا یہ وفاداری ہے؟ کیا یہ عقلمندی ہے؟ کیا کوئی عاقل اِسے اپنے لئے پسند کرتا ہے؟ افسوس ہے تجھ پر! کیا تو ناسمجھ ہے؟

www.dawateislami.net

دوسرا اصول

جس شخص کے پاس کوئی قیمتی پتھر ہو جسے بیچ کر وہ ایک لاکھ دینار حاصل کر سکتا ہو مگر وہ اسے ایک پیسے کا بیچ دے تو کیا یہ بہت بڑی بے وقوفی اور بڑا نقصان نہیں؟ اور اس کا یہ فعل اس کی پست ہمتی اور کم علمی کی دلیل نہیں؟ اور یہ اس کی کمزور رائے اور بے عقلی کا ثبوت نہیں؟ ضرور اس کی کم عقلی کا ثبوت ہے۔ یونہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا و خوشنودی اور ثواب کے مقابلے میں بندے کا لوگوں کی جانب سے تعریف کا خواہش مند ہونا لاکھوں دراہم بلکہ دنیا و مافیہا کے مقابلے میں ایک پیسے کے گھٹیا ہونے سے بھی زیادہ گھٹیا ہے۔ کیا یہ کھلا نقصان نہیں کہ تم ایسی حقیر تعریفوں کے بدلے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے ملنے والی نایاب عزت و کرامت سے خود کو محروم کر دو۔

دنیا و آخرت دونوں مل جائیں گے

جب ریاکاری کا عمل نقصان دہ اور گھٹیا ہے تو تم صرف آخرت کا ارادہ کرو دنیا خود تمہارے پیچھے آئے گی بلکہ صرف رب عَزَّوَجَلَّ کا ارادہ کرو وہ تمہیں دنیا و آخرت دونوں عطا فرما دے گا کیونکہ دونوں اسی کے قبضے میں ہیں جیسا کہ اس کا فرمانِ عالی شان ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ (پ۵، النسآء: ۱۳۴) ترجمۂ کنزالایمان: جو دنیا کا انعام چاہے تو اللہ ہی کے پاس دنیا و آخرت دونوں کا انعام ہے۔

اور حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ آخرت کے عمل پر دنیا تو عطا فرماتا ہے مگر دنیا کے عمل پر آخرت عطا نہیں فرماتا۔"[1]

1 ...الزھد لابن مبارک، باب ھوان الدنیا علی اللہ، ص ۱۹۳، حدیث: ۵۴۹، "عمل" بدلہ "نیة"

www.dawateislami.net

پس جب تم اپنی نیت کو خالص کر لو گے اور تمہاری توجہ صرف آخرت پر ہو گی تو تمہیں دنیا و آخرت دونوں مل جائیں گی اور اگر تم نے صرف دنیا کا ارادہ رکھا تو اُخروی اجر سے اسی وقت محروم ہو جاؤ گے، بعض اوقات تمہاری چاہت کے مطابق دنیا ہاتھ نہیں آتی اور اگر آ بھی جائے تو باقی نہیں رہتی یوں تم دنیا و آخرت دونوں کے خسارے کا شکار ہو جاؤ گے تو اے عقل رکھنے والے! غور کر لے۔

تیسرا اصول

جن لوگوں کو دکھانے اور ان کی خوشنودی کی خاطر تم عمل کر رہے ہو اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ تم انہیں دکھانے کے لیے عمل کر رہے ہو نہ کہ اخروی فضیلت کے لیے تو انہیں تم پر غصہ آ جائے گا، تمہیں ذلیل کریں گے اور اپنی نظروں سے گرا دیں گے تو عقلمند سے کیسے مُتصوَّر ہے کہ وہ ایسے کے لیے عمل کرے کہ جب اسے معلوم ہو جائے کہ یہ میری خوشنودی کا طلبگار ہے تو وہ اس پر غصہ ہو جائے اور اس کو کمتر جانے۔ لہٰذا اے کمزور انسان! اس ذات کے لیے عمل کرو، اسے اپنی کوششوں کا مرکز بناؤ اور اس کی رضا کی طلب کرو جو تم سے محبت کرے، تمہیں عزت دے اور تمہیں انعام عطا کرے حتّٰی کہ تمہیں راضی کر کے ہر ایک سے بے نیاز کر دے۔ اگر عقل ہے تو خبر دار ہو جاؤ۔

چوتھا اصول

جس شخص کے پاس کوشش کا ایسا سرمایہ موجود ہو جس کے ذریعہ وہ دنیا میں سب سے بڑے بادشاہ کی رضا و خوشنودی حاصل کر سکتا ہو مگر وہ بادشاہ کو چھوڑ کر جھاڑو لگانے والے گھٹیا شخص کی خوشنودی کا طالب بنے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ

www.dawateislami.net

یہ شخص بے وقوف و احمق ہے اور درست فیصلہ کرنے سے عاری اور بدنصیب ہے۔ ایسے سے کہا جائے گا: جب عظیم بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنا تیرے لئے ممکن تھا تو اسے ترک کر کے ایک جھاڑو لگانے والے کی خوشنودی حاصل کرنے کی تجھے کیا ضرورت تھی؟ پھر بادشاہ کی ناراضی کی وجہ سے وہ جھاڑو لگانے والا بھی تجھ سے ناراض ہو گیا لہٰذا تو سب ہی سے محروم رہا پس یہی حال ریاکار کا ہوتا ہے پھر یہ کہ حقیر، کمزور اور بے وقعت مخلوق کی خوشنودی حاصل کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے حالانکہ بندہ ربّ عَزَّوَجَلَّ کی رضا حاصل کرنے پر بھی قادر ہے جو کہ تمام مخلوق کی رضا کے مقابلے میں کافی ہے۔

بے انتہا خسارہ و محرومی

بالفرض اگر تمہاری بصیرت اور ہمت کم ہو کہ لامحالہ مخلوق کی خوشنودی کے طلبگار ہو تو پھر بھی تمہیں اپنی نیت و کوشش صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے خالص کرنی چاہیے کیونکہ دل اور پیشانیاں اسی کے قبضے میں ہیں وہ دلوں کو تمہاری طرف پھیر دے گا، لوگوں کو تمہارا گرویدہ بنا دے گا اور ان کے سینوں کو تمہاری محبت سے بھر دے گا یوں تم لوگوں کے نزیک اس مقام تک پہنچ جاؤ گے جہاں تک اپنی کوشش سے پہنچنا تمہارے لئے ممکن نہیں تھا اور اگر تم نے ایسا نہ کیا بلکہ اپنے عمل سے ربّ تعالیٰ کے بجائے مخلوق کی خوشنودی طلب کی تو ربّ تعالیٰ دلوں کو تم سے پھیر دے گا، لوگوں کو تم سے متنفر کر دے گا اور وہ تم سے ناراض ہو جائیں گے۔ یوں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور مخلوق دونوں کی ناراضی کا سامنا کرنا پڑے گا پس اب اس سے بڑھ کر خسارہ اور محرومی اور کیا ہو سکتی ہے۔

www.dawateislami.net

نیتوں سے انجام میں فرق

حضرت سیّدُنا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کہا کرتا تھا: خدا کی قسم! میں ایسی عبادت کروں گا جس سے میرا چرچا ہو۔ اس غرض سے وہ سب سے پہلے مسجد میں جاتا اور سب سے آخر میں نکلتا، نماز کے وقت میں لوگ اُسے نماز پڑھتے ہی دیکھتے، وہ ہمیشہ روزے سے رہتا اور ذکر کے حلقوں میں شرکت کرتا۔ سات مہینے تک اس کا یہی معمول رہا مگر وہ جب بھی کہیں سے گزرتا تو لوگ کہتے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس ریاکار کو اٹھالے۔'' ایک دن اس نے خود کو ملامت کرتے ہوئے کہا: ''میری تو سب عبادت اکارت گئی اب میں صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے عبادت کروں گا۔'' چنانچہ وہ اتنی ہی عبادت کرتا رہا اور اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا صرف اپنی نیت بدل کر نیکی کی طرف موڑ دی، اس کے بعد جب وہ لوگوں کے پاس سے گزرتا تو لوگ کہتے: اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر رحم فرمائے، اب یہ نیکی پر گامزن ہے۔ پھر حضرت سیّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ (پ۱۶، مریم: ۹۶)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت کردے گا۔

یعنی ربّ تعالیٰ ان سے محبت فرمائے گا اور لوگوں کے دلوں میں بھی ان کی محبت ڈال دے گا۔ یقیناً کہنے والے نے سچ ہی کہا ہے:

یَا مُبْتَغِیَ الْحَمْدِ وَ الثَّوَابَا فِیْ عَمَلٍ تَبْتَغِیْ مُحَالَا
قَدْ خَیَّبَ اللهُ ذَا رِیَاءٍ وَ اَبْطَلَ السَّعْیَ وَالْکَلَالَا

www.dawateislami.net

مَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّ اَخْلَصَ مِنْ خَوْفِهِ الْفَعَالَا

اَلْخُلْدُ وَ النَّارُ فِيْ يَدَيْهِ فَرَائِهِ يُعْطِكَ النَّوَالَا

وَ النَّاسُ لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا فَكَيْفَ رَائَيْتَهُمْ ضَلَالَا

ترجمہ: (۱)...اے اپنے عمل سے لوگوں کی تعریف اور جزا تلاش کرنے والے! تو ناممکن کے پیچھے پڑا ہے۔(۲)...بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ریاکار کو نامراد کرتا اور اس کی کوشش وتھکاوٹ کو برباد کردیتا ہے۔(۳)... جسے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے ملنے کی امید ہے وہ اس کے خوف سے خالص عمل کرتا ہے۔(۴)...جنت ودوزخ اسی کے قبضہ میں ہیں لہٰذا اسی کو اپنا عمل دکھاوہ تجھے عطاؤں سے نوازے گا۔(۵)...اور لوگ کسی چیز کے مالک نہیں ہیں پھر تو ان کے لیے بیکار کا دکھاوا کیوں کرتا ہے؟

خود پسندی سے بچانے والے اصول

خود پسندی سے بچاؤ کے لیے بھی ہم کچھ اصول بیان کرتے ہیں:

پہلا اصول

بلاشبہ بندے کے عمل کی قدر و قیمت اسی وقت ہوتی ہے جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے راضی ہو کر اسے قبول فرمالے ورنہ اس کی مثال اس مزدور کی سی ہوگی جو سارا دن دو درہموں کے لیے کام کرتا ہے اور اس چوکیدار کی طرح ہوگی جو دو پیسوں کے لیے تمام رات جاگ کر گزار دیتا ہے یونہی کاریگر اور مختلف پیشوں سے وابستہ افراد دن رات کام کرتے ہیں اور ان کا صلہ گنتی کے چند روپے ہوتا ہے تو اگر تم اپنے عمل کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف پھیر دو اور صرف ایک ہی دن کا روزہ رکھو تو تمہارے اجر کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ ترجمۂ کنزالایمان: صابروں ہی کو ان کا ثواب

www.dawateislami.net

حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ (پ۲۳، الزمر: ۱۰) بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

اور حدیثِ قدسی میں فرمایا: "اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ یعنی میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسا اجر تیار کر رکھا ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی آدمی کے دل پر اس کا کھٹکا گزرا۔"[1]

یہ تمہارا وہی دن ہے جس کی قیمت بہت مشقت اٹھانے کے باوجود دو درہم تھی مگر صبح سے رات تک روزہ رکھنے سے کس قدر قیمتی ہو گیا۔

وقت کی قدر و قیمت کیسے بڑھائیں؟

اگر تم ایک رات اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو تو دیکھو کہ ربّ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (پ۲۱، السجدۃ: ۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا رکھی ہے صلہ اُن کے کاموں کا۔

یہ وہی رات ہے جس کی قیمت دو درہم یا دو پیسے تھی مگر اب کتنی قدر و قیمت والی ہو گئی بلکہ وہ گھڑی جس میں تم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے دو رکعت ادا کیں بلکہ وہ سانس جس میں تم نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ کہا تو دیکھو ربّ تعالیٰ کیا ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىٕكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ (پ۲۴، المؤمن: ۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اچھا کام کرے مرد خواہ عورت اور ہو مسلمان تو وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے وہاں بے گنتی رزق پائیں گے۔

---

1 ... بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة، ۲/ ۳۹۱، حدیث: ۳۲۴۴

www.dawateislami.net

تمہاری سانسوں میں سے یہ سانس اور یہ گھڑی وہی تھی جس کی دنیاوالوں کے نزدیک کوئی قدر تھی نہ تمہارے نزدیک، تم نے ایسی کتنی ہی ساعتیں اور کتنی ہی سانسیں بے کار وبرباد کر دیں مگر جب یہی وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے گزرا تو اُس نے اپنے فضل سے اس کی قدر بڑھادی اور قیمت کو زیادہ کر دیا تو اب عقلمند پر لازم ہے کہ وہ اپنے عمل کو کمتر اور کم قیمت سمجھے اور اسے صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کا احسان مانے کہ اس نے اس عمل کو اس قدر عزت بخشی اور بہت بڑی جزاعطا فرمائی ہے اور بندہ اپنے فعل کو اس بات سے بچائے رکھے کہ باری تعالیٰ کی پسند ومرضی کے خلاف صادر ہو اور خود کو حاصل ہونے والی قدر وقیمت جاتی رہے اور وہ اُنہی ذلیل وحقیر چند درہموں یا تھوڑے پیسوں کی طرف لوٹ جائے۔

قدر وقیمت مختلف ہونے کی مثال

اس کی مثال یہ ہے کہ انگور کے خوشے اور خوشبودار پھولوں کے گلدستے کی قیمت بازار میں ایک روپیہ ہے اگر کوئی بادشاہ کو یہ تحفے میں پیش کر دے تو بادشاہ اس سے خوش ہو جائے گا اور اپنی خوشی کے مطابق اسے ایک ہزار دینار سے بھی نواز دے گا، دیکھو اس محبت کی وجہ سے اس کی قیمت ایک ہزار دینار کو پہنچ گئی اور اگر بادشاہ اس سے خوش نہ ہو اور اس کا تحفہ قبول نہ کرے تو اس بندے کو وہی ایک دو روپے جیسی گھٹیا قیمت ہاتھ آئے گی۔ جو باتیں ہم نے کی ہیں وہ بھی ایسی ہی ہیں، خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احسان کو دیکھو اور اپنے اعمال کو ان چیزوں سے بچاؤ جو انہیں عیب دار کر کے بارگاہ الٰہی میں مردود بنا دیں۔

www.dawateislami.net

دوسرا اصول

تم جانتے ہو کہ جب دنیاوی بادشاہ کسی شخص پر کھانے پینے، لباس یا چند فانی درہم ودینار کی نوازش کرتا ہے تو وہ شخص دن رات بادشاہ کی خدمت میں لگا رہتا ہے حالانکہ اس میں اسے ذلت وکمتری کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے پھر بھی وہ بادشاہ کی خدمت کے لیے کھڑا رہتا ہے حتّٰی کہ اس کے پاؤں سُن ہو جاتے ہیں، جب بادشاہ سواری پر سوار ہوتا ہے تو وہ اُس کے آگے پیچھے دوڑتا ہے، کبھی پوری رات اس کے دروازے پر چوکیدار بن کے کھڑا رہتا ہے، کبھی اس کے دشمن سے جنگ کرتا ہے اور اسے ختم کرنے کے لیے اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار ہو جاتا ہے حالانکہ اس کا کوئی بدل نہیں، یہ ساری تکلیفیں اور مشقتیں وہ فقط دنیا کے حقیر وذلیل نفع کے لیے برداشت کرتا ہے حالانکہ حقیقت میں وہ نفع بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہوتا ہے، بادشاہ تو صرف ایک سبب ہے۔ اب دیکھو کہ تمہارا وجود ہی نہیں تھا تمہیں تمہارے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے پیدا فرمایا، پھر تمہاری بہترین پرورش فرمائی، پھر تمہارے دین اور دنیا میں تمہیں اس قدر ظاہری وباطنی نعمتیں عطا فرمائیں کہ تمہارا وہم وگمان بھی ان کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَاؕ ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے۔ (پ۱۳، ابراھیم: ۳۴)

پھر یہ دیکھو کہ تم دو رکعتیں ادا کرتے ہو حالانکہ ان میں بھی کئی عیب ہوتے ہیں اور ان پر تمہیں آخرت میں بہترین بدلہ اور کئی قسم کی عزتیں دینے کا وعدہ کیا گیا ہے پھر بھی تم ان دو رکعتوں کو بڑا جانتے اور ان پر خوش ہوتے ہو۔ اگر غور کرو تو تمہیں

www.dawateislami.net

معلوم ہو جائے گا کہ یہ اترانا عقلمند کی شان کے لائق ہر گز نہیں ہے۔

تیسرا اُصول

کوئی ایسی شان والا بادشاہ ہو کہ تمام بادشاہ وامرا اس کی خدمت کرتے ہوں، شُرَفا اور بڑے بڑے سردار اس کے سامنے دست بستہ کھڑے رہتے ہوں، عقلمند و دانا لوگ اس کے کام میں لگے ہوں، علما و دانشور اس کی تعریف کر کے فخر محسوس کرتے ہوں اور قوم کے بڑے اور سردار اُس کے آگے پیچھے گھومتے ہوں ایسا بادشاہ دہ عنایت ومہربانی کرتے ہوئے اگر کسی دیہاتی یا سبزی فروش کو اپنے پاس حاضری کی اجازت دے، اُس کی خدمت و تعریف کا اُن بادشاہوں، سرداروں اور بڑوں سے مقابلہ کرے، اُسے اپنی نشست گاہ کے قریب ممتاز جگہ عطا کرے اور اُس کی خدمت کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھے اگرچہ وہ ناقص و عیب زدہ ہو تو کیا یہ نہیں کہا جائے گا کہ ”اس معمولی شخص پر بادشاہ نے بڑا احسان کیا ہے اور بڑی عنایت فرمائی ہے۔“ پھر اگر یہ معمولی شخص اپنی عیب دار خدمت کے سبب بادشاہ پر احسان جتائے اور اپنی خدمت کو بڑا سمجھنے لگے اور اس کی وجہ سے خود پسندی کرے تو کیا یہ نہیں کہا جائے گا کہ ”یہ تو بڑا بے وقوف اور پاگل ہے جسے کسی شے کی عقل نہیں۔“

سب سے بڑی بادشاہی

جب مذکورہ بات ثابت ہو گئی تو سمجھنا چاہیے کہ ہمارا معبود تو ایسا بادشاہ ہے کہ زمین وآسمان اور ان میں موجود ہر شے اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہ ایسا معبود ہے کہ زمین وآسمان کی ہر چیز چاہتے نہ چاہتے اسے سجدہ کرتی ہے اور اس کی بارگاہ کے

www.dawateislami.net

خادموں میں حضرت جبریل امین، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل عَلَیۡہِمُ السَّلَام، عرش اُٹھانے والے اور عرش کے ارد گرد ملائکہ کے سردار فرشتے اور رحمت کے فرشتے اور وہ تمام ملائکہ مُقرَّبِین ہیں جن کی تعداد اللہ رَبُّ الْعٰلَمِیْن کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ان کے مقامات بڑے بلند، ان کے نُفُوس پاک اور ان کی عبادات بہت بڑی اور زیادہ ہیں، پھر بھی یہ اسی بارگاہِ عالی کے خادِم ہیں۔ یونہی حضرت سیِّدُنا نوح، حضرت سیِّدُنا ابراہیم، حضرت سیِّدُنا موسٰی، حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیۡہِمُ السَّلَام اور تمام جہانوں سے بہتر حضرت سیِّدُنا محمد مصطفٰے، احمد مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر تمام انبیاو رسل عَلَیۡہِمُ السَّلَام بھی اپنے اعلیٰ مراتب، عظیمُ الشان مناقب، باوقار مقامات اور عالی شان عبادات کے باوجود اِسی بارگاہ میں جھکنے والے ہیں۔ اسی طرح حضرات علمائے کرام، ائمہ عظام، نیکوکار اور عبادت گزار بھی اپنے قابلِ فخر عظیم مراتب، پاکیزہ اجسام اور کثیر خالص عبادات کے باوجود اسی بارگاہ کے خُدّام ہیں۔

نوازشوں کے باوجود خود پسندی

دربارِ الٰہی کے ادنیٰ خادم دنیا کے بادشاہ اور زبردست لوگ ہیں جو عاجزی اور نرم دلی کے ساتھ خود کو حقیر جانتے ہوئے اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہیں، اس کے سامنے جھک کر اپنے چہرے خاک پر رکھتے ہیں، گریہ وزاری کے ساتھ اپنی حاجتیں اس کے سامنے پیش کرتے ہیں، سر سجدے میں رکھ کر اس کے معبود ہونے اور اپنے ناقص ہونے کا اعتراف کرتے ہیں حتّٰی کہ وہ کبھی ان پر رحمت کی ایک نظر فرمادیتا ہے، اپنے فضل سے ان کی کوئی حاجت پوری کردیتا ہے یا پھر اپنے بے پایاں کرم سے ان کی کوئی کوتاہی معاف فرمادیتا ہے۔ پس غور کرو کہ ایسی عظمت و جلال اور بادشاہی و کمال کے

www.dawateislami.net

ہوتے ہوئے اُس نے تمہیں حقیر و عیب زدہ ہونے کے باوجود اپنے دروازے پر حاضری کی اجازت دے رکھی ہے حالانکہ تمہاری حیثیت یہ ہے کہ اگر تم اپنے شہر کے سردار سے داخلے کی اجازت مانگو تو وہ اکثر تمہیں اجازت نہیں دیتا، اگر اپنے محلے کے امیر سے بات کرنا چاہو تو اکثر وہ تم سے بات نہیں کرتا اور اگر تم اپنے بادشاہ کو سجدہ بھی کردو[1] تب بھی اکثر وہ تمہاری طرف توجہ نہیں کرتا۔ جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں اجازت دے رکھی ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، اس کی ثنا کرو، اس سے بات کرو بلکہ کھل کر اپنی پریشانی اس پر پیش کرو، اپنی حاجتیں اس سے طلب کرو اور اپنے سخت معاملات میں اُس کی مدد چاہو۔ پھر یہ کہ وہ تمہاری عیب زدہ دو رکعتوں سے بھی راضی ہو جاتا ہے بلکہ ان پر اس قدر ثواب عطا فرماتا ہے کہ کوئی انسان سوچ بھی نہیں سکتا مگر پھر بھی تم اپنی ان دو رکعتوں پر خود پسندی میں مبتلا ہو، ان کو بہت کچھ سمجھتے ہو اور بڑا جانتے ہو اور اس معاملہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اِحسان پر نظر نہیں رکھتے تو تم کتنے بُرے خادم اور کیسے جاہل انسان ہو؟ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی سے مدد کی درخواست ہے اور اِس جاہل نَفْس کی شکایت اسی کی بارگاہ میں ہے اور اسی پر بھروسا ہے۔ اِس بات کو اچھی طرح پلّے باندھ لو۔

فصل: فضلِ الٰہی بھلا کر اپنے عمل کو اچھا جاننے والا

بے وقوفی و نادانی

اب ایک اور طریقے سے سمجھو کہ اگر کوئی بہت بڑا بادشاہ تحائف نذر کرنے کی

1 ... بطورِ مثال ایسا کہا ہے ورنہ حکم یہ ہے کہ سجدۂ تعظیمی حرام اور سجدۂ عبادت کفر و شرک ہے۔ (علمیہ)

www.dawateislami.net

اجازت دے اور اس کی خدمت میں امیر وکبیر، سردار وحاکم، بڑے بڑے عقل مند اور دولت مند لوگ قیمتی ہیروں، نفیس ذخیروں اور عمدہ مال و دولت کے تحائف پیش کرنے لگیں پھر اگر کوئی سبزی فروش کوئی معمولی سبزی یا کوئی دیہاتی انگور کا گُچھا لے کر آئے جس کی قیمت ایک دانق یا رتی بھر ہو پھر وہ ان بڑے بڑے لوگوں اور دولت مندوں کے مجمع میں شامل ہو جائے جو بہترین تحائف لے کر آئے ہوں اور بادشاہ اس فقیر سے اس کا تحفہ قبول کر لے اور اسے پسندیدگی اور قبولیت کی نگاہ سے دیکھے اور اس کے لئے بہترین شاہی خِلعت اور عزت و احترام کا حکم دے تو کیا یہ اس کا انتہائی فضل وکرم اور احسان نہ ہو گا؟ اس کے بعد یہ فقیر اگر بادشاہ پر احسان جتانے لگے، اپنے تحفے کو اچھا اور بڑا سمجھے اور بادشاہ کے احسان کو بھول جائے تو کیا اسے دیوانہ، بدحواس یا بے وقوف اور بدتمیز اور انتہائی نادان نہیں کہا جائے گا؟

خود پسندی سے بچانے والا تصوُّر

جب رات میں تم دو رکعتیں پڑھنے کھڑے ہو تو تصور کرو کہ اس رات میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لیے کتنے ہی خُدَّام زمین کے مختلف گوشوں، جنگلوں، سمندروں، پہاڑوں اور شہروں میں کھڑے ہیں ان میں اِستقامت والے، صِدِّیقین، خوفِ خدا والے، دیدارِ الٰہی کا شوق رکھنے والے، ریاضت ومجاہدہ کرنے والے، عاجزی کرنے والے اور دنیا سے بے رغبت لوگ شامل ہیں۔ غور کرو کہ اس وقت بارگاہِ خداوندی میں خوفِ خدا سے لرزتی جانوں، پاک بدنوں، رونے والی آنکھوں، آباد دلوں، پاک سینوں اور صاف ستھرے اعضاء سے کس قدر صاف ستھری اور خالص عبادت وخدمت

www.dawateislami.net

پیش ہو رہی ہو گی اور رہی تمہاری نماز تو اگرچہ تم نے اس کو اچھی طرح ادا کرنے میں اخلاص و پختگی کے ساتھ اپنی طاقت بھر کوشش کی ہو گی لیکن پھر بھی اس شہنشاہِ اعظم کی بارگاہ میں پیش ہونے کے قابل کہاں ہے اور اُن عبادات کے مقابلے میں اِس کی کیا حیثیت ہے جو وہاں پیش ہو رہی ہیں کیونکہ تم نے اسے غافل دل سے ادا کیا جس میں طرح طرح کے عُیوب شامل تھے، بدن گناہوں سے آلودہ وناپاک تھا اور زبان فُضول اور گناہ بھری باتوں سے لتھڑی ہوئی تھی پھر ایسی نماز اس کی عالی شان بارگاہ میں پیش ہونے کے قابل کہاں تھی اوراِس میں کہاں یہ صلاحیت تھی کہ اِسے ربُّ العِزت کی بارگاہ میں نذر کیا جائے؟

کیا کبھی ایسی کوشش کی؟

ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اے نادان! غور کر کیا تو نے کبھی اپنی کوئی نماز آسمان کی طرف بھیجنے میں ایسی کوشش کی جیسی تو امیروں کے گھر کھانا بھیجنے میں کرتا ہے؟ اور حضرت سیِّدُنا ابو بکر وَرَّاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں: "میں جب بھی نماز سے فارغ ہوتا ہوں تو اِس نماز پر اُس عورت سے زیادہ شرمندہ ہوتا ہوں جو بدکاری سے فارغ ہو کر شرمندہ ہو۔"

پھر ربِّ کریم سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی نے محض اپنے فضل و کرم سے ان دو رکعتوں کی قدر بڑھادی اور ان پر بہت بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا حالانکہ تم اس کے بندے ہو، اس کا دیا ہوا کھاتے ہو اور تم نے یہ عمل بھی اس کی توفیق اور عمل کو آسان فرمانے کی بدولت کیا ہے، اس کے باوجود تم اِس پر خود پسندی کرتے ہو اور اپنے اوپر اللہ عَزَّوَجَلَّ

www.dawateislami.net

کا احسان بھول رہے ہو۔ خدا کی قسم! یہ تو سب سے بڑی خود پسندی ہے، اس کا صُدور کسی بے عقل جاہل، ناسمجھ غافل اور بھلائی سے محروم مردہ دل سے ہی ہو سکتا ہے۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے فضل و کرم کا واسطہ دے کر بہترین سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

فصل خوابِ غفلت سے بیداری کی دعوت

اِس گھاٹی کے تین اہم امور

اِس ساری گفتگو کے بعد میں یہ کہوں گا: اے بندے! اس گھاٹی میں خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ ورنہ خسارہ اُٹھاؤ گے، یہ گھاٹی سخت دشوار گزار، نہایت کڑوی اور زیادہ نقصان دہ ہے جو تمہیں اس راہ میں پیش آنی ہے کیونکہ پچھلی تمام گھاٹیوں کے نتیجے کی انتہا یہیں ہوتی ہے۔ اگر تم یہاں سے بچ گئے تو غنیمت اور فائدہ حاصل کرو گے ورنہ تمام محنت رائگاں جائے گی، امیدیں خاک میں مل جائیں گی اور عُمر ضائع ہو جائے گی۔ یہاں آکر اس گھاٹی میں تین امور جمع ہو گئے ہیں:

(۱)... معاملہ انتہائی باریک ہے (۲)... نقصان سخت ہے اور (۳)... خطرہ بڑا ہے۔

معاملے کی باریکی یہ ہے کہ اعمال میں ریاکاری اور خود پسندی کی راہیں بہت باریک اور انتہائی پوشیدہ ہیں، ان پر دینی اُمور میں بصیرت رکھنے والا نہایت عقلمند، بیدار دل اور ہوشیار آدمی ہی آگاہ ہو سکتا ہے اور ان کو جاننا جاہل و نادان اور خوابِ غفلت میں پڑے شخص کے بس کی بات نہیں۔

عیب دار کپڑا اور فکرِ آخرت

میں نے نیشاپور میں اپنے بعض عُلَمائے کرام رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیہِم سے سنا کہ حضرت

www.dawateislami.net

سیِّدُنا عطا سلمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے انتہائی مضبوطی اور خوبصورتی سے ایک کپڑا بُن کر تیار کیا، پھر اسے اُٹھا کر بازار لے گئے اور ایک کپڑا فروش کو دکھایا مگر اس نے قیمت بہت تھوڑی لگائی اور کہا: اس میں تو یہ یہ عیب ہیں۔ آپ نے کپڑا لیا اور بیٹھ کر بہت زیادہ روئے، دوکاندار کو اپنے کئے پر ندامت ہوئی، اُس نے معذرت کی اور آپ کی منہ مانگی قیمت پر کپڑا لینے کے لئے تیار ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: بات وہ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو، یہ میرا پیشہ ہے اور میں نے اس کپڑے کو تیار کرتے ہوئے اس کی خوبصورتی اور مضبوطی میں اپنی تمام تر کوشش صرف کر دی حتّٰی کہ اس میں کوئی عیب نظر نہ آیا پھر جب میں نے اسے عیوب کو جاننے والے ماہر پر پیش کیا تو اس نے اِس میں وہ عیب بتائے جن سے میں غافل تھا تو پھر کل جب رَبُّ الْعٰلَمِیْن کے سامنے ہمارے اعمال پیش کیے جائیں گے تو ان میں کس قدر عیب اور کوتاہیاں ظاہر ہوں گی جن سے آج ہم بے خبر ہیں۔

ایک لفظ کی ریاکاری

ایک بزرگ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک رات میں سحر کے وقت سڑک کے کنارے واقع اپنے گھر کے ایک کمرے میں سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کر رہا تھا، جب میں نے سورت ختم کی تو مجھے کچھ اونگھ آگئی، میں نے دیکھا کہ ایک شخص آسمان سے اُترا، اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا جو اس نے میرے سامنے پھیلا دیا، میں نے دیکھا تو اس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اور ہر کلمے کے نیچے دس نیکیاں لکھی تھیں مگر ایک کلمہ مٹا ہوا تھا اور اس کے نیچے کچھ بھی نہیں لکھا تھا، میں نے کہا: خدا کی قسم! میں نے یہ کلمہ بھی تلاوت کیا تھا مگر مجھے نہ وہ کلمہ نظر آرہا ہے نہ اس کا ثواب؟ اُس شخص نے کہا: تم نے سچ کہا یقیناً تم نے

www.dawateislami.net

اس کی تلاوت کی تھی اور ہم نے اسے لکھا بھی تھا مگر ہم نے عرش کی جانب سے ایک پکارنے والے کی ندا سنی کہ ''اس کلمے کو مٹا دو اور اس کا ثواب ساقط کر دو'' چنانچہ ہم نے اسے مٹا دیا۔ یہ سن کر میں خواب میں ہی رونے لگا اور کہا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا: سڑک سے ایک شخص گزرا تو تم نے اسے سنانے کے لئے یہ کلمہ اونچی آواز سے پڑھا تھا پس اِس کا ثواب جاتا رہا۔

دو حج کا ضیاع

دوسرا اہم معاملہ نقصان کی شدت و سختی ہے اور وہ یہ ہے کہ ریاکاری اور خود پسندی کی آفت ایک ہی لمحے میں حملہ آور ہوتی ہے اور بعض اوقات 70 سال کی عبادت کو بھی برباد کر دیتی ہے۔ چنانچہ، منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک شخص کے مہمان بنے تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: کھانا اس تھال میں مت لانا جو میں پہلے حج کے موقع پر لایا تھا بلکہ اس تھال میں لانا جو میں دوسرے حج کے موقع پر لایا تھا۔ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: بیچارے کی اس ایک بات نے دونوں حج ضائع کر دیئے۔

شمار نہ ہو سکنے والا ثواب

دوسرا یہ کہ تھوڑی سی عبادت جو ریاکاری اور خود پسندی کی آفت سے محفوظ ہو بارگاہِ الٰہی میں اس کی بے انتہا قدر و قیمت ہے اور بہت بڑی عبادت جس میں یہ آفات داخل ہو جائیں تو اس کی کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی سوائے یہ کہ ربّ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کا تدارُک فرما دے۔ چنانچہ

www.dawateislami.net

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ ''مقبول عمل ہر گز کم نہیں ہوتا اور مقبول عمل کم ہو بھی کیسے سکتا ہے؟''

حضرت سیّدُنا امام نخعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے پوچھا گیا: فلاں فلاں عمل کا ثواب کتنا ہے؟ آپ نے فرمایا: عمل جب قبول ہو جائے تو اس کا ثواب شمار نہیں کیا جا سکتا۔

ایک گھڑی 70 سال سے بڑھ گئی

حضرت سیّدُنا وہب بن منبہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: تم سے پہلے ایک شخص تھا جس نے 70 سال تک روزہ رکھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی، وہ ایک ہفتے کے بعد روزہ افطار کرتا تھا، اس نے ربّ تعالٰی سے ایک حاجت کا سوال کیا تو وہ پوری نہیں ہوئی، اس پر وہ اپنے نفس کو ملامت کرنے لگا کہ ''یہ تیری ہی وجہ سے ہے اگر تیرے پاس کوئی بھلائی ہوتی تو تیری حاجت پوری کر دی جاتی۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے یہ پیغام دیا: ''اے اِبْنِ آدم! تیری یہ گھڑی جس میں تو نے اپنے نفس پر عتاب کیا تیری پچھلی ساری عبادت سے بہتر ہے۔''

ہیرا ہزار کوڑیوں سے بہتر

عقلمند کو اس کلام پر غور کرنا چاہیے کہ کیا یہ نقصان نہیں کہ ایک شخص 70 سال عبادت کی مشقت برداشت کرتا ہے اور دوسرا لمحہ بھر غور و فکر کرتا ہے تو اس کا لمحہ بھر غور و فکر 70 سال کی عبادت سے افضل ہو جاتا ہے، کیا یہ بڑا نقصان نہیں کہ تم 70 سال کی عبادت سے بہتر عمل یعنی لمحہ بھر غور و فکر کرنے پر قادر ہو مگر پھر بھی اسے بلاوجہ چھوڑ دو؟ کیوں نہیں! یہ واقعی بڑا نقصان ہے اور اس سے بے خبر رہنا اس سے بھی بڑا

www.dawateislami.net

خسارہ ہے۔ جس خصلت کی اتنی بڑی قیمت ہو اور ساتھ میں خطرات بھی موجود ہوں تو پھر ضروری ہے کہ اس خصلت کو ختم کرنے والی ہر چیز سے بچا جائے۔ ایسی باریکیوں پر عقلمندوں ہی کی نگاہ پڑتی ہے، وہ پہلے اِن اَسرار کو پہچاننے کا اہتمام کرتے ہیں اور بعد میں اُس کی رِعایت و حفاظت کا خیال رکھتے ہیں، اُن کی نگاہ اعمال کی ظاہری کثرت پر نہیں ہوتی، وہ کہتے ہیں کہ ''حیثیت تو خلاصہ و نچوڑ کی ہے کثرت کی نہیں۔'' اور یہ بھی کہتے ہیں: ایک ہِیرا ہزار کوڑیوں سے بہتر ہے۔

اس کے برعکس اس معاملے میں کم علم لوگوں کی نگاہ قاصر ہے، وہ ان معانی اور دلوں میں چھپے عیوب سے بے خبر ہیں اور رکوع و سجود میں مشغول ہو کر اور خود کو کھانے پینے وغیرہ سے روک کر اپنی جانوں کو تھکا دیتے ہیں، انہیں تعداد اور کثرت نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور وہ اعمال کے مغز و نچوڑ پر نظر نہیں رکھتے، ایسے اخروٹوں کی کثرت کا کیا فائدہ جن میں گودا نہ ہو؟ اور ایسے مکانوں کو بلند کرنے میں کیا نفع جن کی بنیادیں مضبوط نہ ہوں۔ ان حقائق کو اصحابِ کشف علما ہی جان سکتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

جلال و عظمت، انعامات اور عیوب و آفات

چھٹی گھاٹی میں تیسرا اہم معاملہ خطرے کا بڑا ہونا ہے، اس کے کئی پہلو ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ تمہارا معبود ایسا بادشاہ ہے جس کی بادشاہت و عظمت کی کوئی انتہا نہیں اور اس کی تم پر لاتعداد و بے شمار نعمتیں ہیں اور دوسری طرف تمہارا بدن ہے جو کثیر عیبوں اور بہت سی آفات سے بھرا پڑا ہے جبکہ معاملہ خطرناک ہے کہ اگر نفس

www.dawateislami.net

کی جلدی کی وجہ سے تم سے لغزش واقع ہو تو تمہیں عیب دار بدن اور برائی کی طرف مائل اور برائی کا حکم دینے والے نفس سے ایسا عمل صادر کرنا پڑے گا جو صحیح سالم اور ستھرا ہو، ربُّ العٰلَمِیْن کے جلال وعظمت کے لائق اور اس کی کثیر نعمتوں اور احسانات کا شکرانہ بن سکے اور اس کی بارگاہ میں پسند و قبولیت کے مقام میں واقع ہو۔ ورنہ تم ایسے عظیم نفع سے محروم ہو جاؤ گے جس سے محرومی کی سکت کسی نفس کو نہیں بلکہ بعض اوقات اس معاملے میں تمہیں ایسی مصیبت پہنچتی ہے جسے تم برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کی قسم! یہ ایک بڑی پریشانی اور عظیم کیفیت ہے۔

(یہاں تین باتیں ہیں:(۱)...بادشاہ کا جلال وعظمت(۲)...انعامات واحسانات(۳)...نفس کے عیوب وآفات)

جہاں تک بادشاہِ حقیقی کے عظمت وجلال کی بات ہے تو ملائکہ مُقَرَّبِیْن دن رات اس کی عبادت پر کمر بستہ ہیں، بعض جب سے پیدا ہوئے ہیں تب سے حالتِ قیام میں، بعض رکوع میں، بعض سجدے میں اور بعض تسبیح و تہلیل میں مشغول ہیں، نہ قیام کرنے والے کا قیام پورا ہوتا ہے نہ رکوع کرنے والے کا رکوع، نہ سجدے کرنے والے کا سجدہ اور نہ تسبیح و تہلیل کرنے والوں کی تسبیح و تہلیل پوری ہوتی ہے اور یہ روزِ حشر تک اسی حالت میں رہیں گے اور صور پھونکے جانے کے وقت جب اس عبادت سے فارغ ہوں گے تو سب کے سب کہیں گے: سُبْحٰنَكَ مَاعَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ یعنی تو پاک ہے، ہم تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکے۔

اب ذرا تمام رسولوں کے سردار، تمام جہانوں میں سب سے بہتر، ساری مخلوق سے زیادہ علم والے اور سب سے افضل ہستی حضرت محمد مصطفٰے، احمد مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

www.dawateislami.net

وَسَلَّم کو دیکھو کہ بارگاہ الٰہی میں عرض کررہے ہیں: ''لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ یعنی میں تیری ایسی تعریف نہیں کرسکتا جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''(1) مطلب یہ کہ میں تیری ایسی تعریف کرنے سے قاصر ہوں جس کا تو اہل ہے تو پھر ویسی عبادت کیسے کرسکتا ہوں جس کا تو حق دار ہے۔ یونہی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک موقع پر یہ ارشاد فرمایا: ''کوئی بھی اپنے عمل سے جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ بھی نہیں؟ ارشاد فرمایا: میں بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے گا۔(2)

بے شمار انعامات واحسانات

جہاں تک بات ہے بادشاہِ حقیقی کے انعامات واحسانات کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ (پ۱۴، النحل: ۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انھیں شمار نہ کرسکو گے۔

اور حدیثِ مبارک میں ہے کہ ''لوگوں کے اعمال کے تین دفتر ہوں گے، نیکیوں کا دفتر، گناہوں کا دفتر اور نعمتوں کا دفتر پھر نیکیوں کا نعمتوں سے مقابلہ کیا جائے گا تو ہر نیکی کے مقابل ایک نعمت لائی جائے گی حتّٰی کہ نیکیاں ختم ہوجائیں گی اور بُرائیاں اور گناہ بچ جائیں گے تو ان کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ جو چاہے فرمائے۔''(3)

1...مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، ص ۲۵۲، حدیث: ۴۸۶

2...بخاری، کتاب الرقاق، باب القصد والمداومۃ علی العمل، ۴/۲۳۸، حدیث: ۶۴۶۷

3...مسند بزار، مسند ابی حمزۃ انس بن مالک، ۱۳/۹۹، حدیث: ۶۴۶۲ بتغیر

www.dawateislami.net

عیوب وآفات میں خطرناکی

باقی رہے نفس کے عیوب وآفات تو ان کا بیان پہلے ہی ہو چکا اور معاملے کی خطرناکی یہ ہے کہ آدمی نفس کے عیبوں اور آفتوں سے بے خبر رہتے ہوئے 70 سال تک عبادت میں محنت کرتا اور تکلیف اُٹھاتا ہے تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عبادت میں سے کوئی ایک عمل بھی قبول نہیں ہوتا اور کبھی کئی سال کی تھکاوٹ ومحنت ایک لمحہ سے برباد ہو جاتی ہیں اور سب سے خطرناک معاملہ یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بندے کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور بندہ اُس کی عبادت لوگوں کو دکھانے کے لئے کر رہا ہوتا ہے، یوں وہ اپنا ظاہر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے اور باطن ودل لوگوں کے لئے بنا دیتا ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُسے ایسا دھتکارتا ہے کہ لوٹنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔ ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

عتاب ورحمت بھری حکایت

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی کی وفات کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کرکے ارشاد فرمایا: اے حسن کیا تجھے یاد ہے ایک دن تو مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ لوگوں کی نظریں تیری طرف اُٹھیں تو تُو نے ان کے لئے اپنی نماز کو اور اچھا کر لیا، اگر تیری نماز کی ابتدا اخلاص میرے لئے نہ ہوتی تو آج میں تجھے اپنی بارگاہ سے دھتکار دیتا اور ایک ہی بار میں تجھے اپنے قرب سے دور کر دیتا۔

بزرگوں کی باتیں

جب اہلِ بصیرت نے اس معاملے کی باریکی اور سختی میں غور وفکر کیا تو اپنے

www.dawateislami.net

معاملے میں ڈر گئے حتّٰی کہ ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنے اس عمل کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے تھے جو لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ چنانچہ

﴿1﴾... حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا فرماتی ہیں: میرا جو بھی عمل ظاہر ہو جائے میں اسے کسی گنتی میں نہیں لاتی۔

﴿2﴾... ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اپنی نیکیاں ایسے چھپاؤ جیسے اپنے گناہوں کو چھپاتے ہو۔

﴿3﴾... ایک دوسرے بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اگر تم نیکیاں چھپانے کے لیے کوئی جگہ بنا سکتے ہو تو ایسا کر لو۔

﴿4﴾... حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا سے پوچھا گیا: آپ کو کس چیز پر سب سے زیادہ نفع کی اُمید ہے؟ ارشاد فرمایا: اپنے عمل کے بڑے حصہ سے مایوس ہونے پر۔

﴿5﴾... ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا محمد بن واسع اور حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا اکٹھے ہوئے تو حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار نے کہا: یا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت ہو گی یا پھر جہنم۔ تو حضرت سیِّدُنا محمد بن واسع رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: یا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ہو گی یا جہنم۔ حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار نے فرمایا: مجھے آپ جیسے اُستاد کی ضرورت ہے۔

﴿6﴾... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی فرماتے ہیں: میں نے 30 سال تک عبادت کی تو میں نے دیکھا کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے: اے ابو یزید! ربّ تعالٰی کے خزانے تو عبادت سے بھرے ہوئے ہیں اگر تو اس کی بارگاہ تک پہنچنا چاہتا ہے تو مسکینی اور انکساری اختیار کر۔

www.dawateislami.net

﴿7﴾... حضرت سیِّدُنا استاد ابو الفضل رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرمایا کرتے تھے: میں جانتا ہوں کہ میری عبادات مقبول نہیں۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: میں جانتا ہوں کہ مقبول ہونے کے لیے عمل کن چیزوں کا محتاج ہے اور یہ بھی خبر ہے کہ میں ان چیزوں کو نہیں بجالاتا تو یوں مجھے پتا ہے کہ میری عبادات مقبول نہیں۔ عرض کی گئی: تو پھر آپ عبادات کیوں کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اس اُمید پر کہ کسی دن اللہ عَزَّوَجَلَّ میری اصلاح فرمادے تو نفس نیکی کا عادی بن چکا ہو اور پھر مجھے نفس کو عبادت کی طرف پھیرنا نہ پڑے۔

یہ حال ان لوگوں کا ہے جو مجاہدات کرنے اور مشکلات کو عبور کرنے والے تھے۔ اسی کے لیے ایک شاعر نے کہا:

فَاطْلُبْ لِنَفْسِكَ صُحْبَةً مَّعَ غَيْرِهِمْ وَقَعَ الْاِيَاسُ وَخَابَتِ الْاٰمَال

هَيْهَاتَ تُدْرِكُ بِالتَّوَانِيْ سَادَةً كَدُّوا النُّفُوْسَ وَ سَاعَدَ الْاِقْبَال

ترجمہ: اپنے نفس کے لیے اِن نفوسِ قدسیہ کے علاوہ کوئی صحبت تلاش کر کیونکہ مایوسی پھیل چکی اور امیدوں پر پانی پھر گیا۔ ہائے فسوس! تو سستی کے ساتھ اُن سرداروں سے ملنا چاہتا ہے جنہوں نے اپنی جانوں کو تھکا دیا اور توفیق اُن کی مددگار رہی۔

پھر مجھے خیال ہوا کہ میں یہاں صادق و مصدوق آقا صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی وہ حدیثِ مبارک بیان کروں جسے میں نے کئی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ

دل کو ہلا دینے والی روایت

حضرت سیِّدُنا ابنِ مبارک حضرت سیِّدُنا خالد بن معدان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے حضرت سیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے عرض کی: مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے خود پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے

www.dawateislami.net

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہو اور اُسے حفظ کیا ہو اور وہ حدیث اپنی شدت واہمیت کی وجہ سے آپ کو روز یاد آئی ہو۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ پھر کافی دیر تک روتے رہے، اس کے بعد فرمایا: ہائے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت اور ہائے آپ کی ملاقات کا شوق! پھر فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ میں رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ سواری پر سوار ہوئے اور مجھے بھی اپنے پیچھے سوار کرلیا پھر ہم چلے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی نگاہ آسمان کی جانب اُٹھائی اور کہا: تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے جو اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔ اے معاذ! میں نے عرض کی: لَبَّیْكَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْن یعنی اے تمام رسولوں کے سردار! میں حاضر ہوں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں تجھ سے ایسی بات بیان کرنے لگا ہوں کہ اگر تو اُسے یاد رکھے تو تجھے نفع دے گی اور اگر تو نے اُسے ضائع کر دیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں تیری حُجَّت ختم ہو جائے گی۔

اے مُعاذ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے زمین اور آسمان کی پیدائش سے پہلے سات فرشتوں کو پیدا فرمایا اور ہر آسمان کے دروازے پر اس دروازے کی قدر و منزلت کے مطابق ایک ایک فرشتے کو دربان مقرر فرمایا، پس کِرَامًا کَاتِبِیْن بندے کے اَعمال لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو اُن میں سورج کی سی روشنی اور چمک ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ پہلے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں اور کِرَامًا کَاتِبِیْن اُس کے عمل کو بہت زیادہ اور خالص سمجھتے ہیں پھر جب وہ دروازے پر پہنچتے ہیں تو دربان فرشتہ اُن سے کہتا ہے: اس عمل کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو۔ میں غیبت پر مقرر فرشتہ ہوں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایسے آدمی کا عمل اوپر نہ جانے دوں جو لوگوں کی غیبت کرتا ہے، وہ

www.dawateislami.net

مجھے چھوڑ کر دوسروں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

پھر دوسرے دن فرشتے ایسے اعمال لے کر اوپر جاتے ہیں جن میں نور ہوتا ہے فرشتے اسے بہت زیادہ اور پاکیزہ سمجھتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ دوسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو دربان فرشتہ کہتا ہے: ٹھہر جاؤ اور اس عمل کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو کیونکہ اس عمل سے اس کی نیت دنیا کمانے کی تھی، مجھے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے حکم دیا ہے کہ میں کسی ایسے آدمی کا عمل اوپر نہ جانے دوں جو مجھے چھوڑ کر غیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ پھر فرشتے شام تک اُس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

کِرَامًا کَاتِبِیْن بندے کے اعمال لے کر اوپر جاتے ہیں اور اُن سے بڑا خوش ہوتے ہیں، اُن میں صدقہ، روزہ اور بہت سی نیکیاں ہوتی ہیں، فرشتے ان کو بہت زیادہ اور پاکیزہ خیال کرتے ہیں، پھر جب وہ تیسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو دربان فرشتہ کہتا ہے: ٹھہر جاؤ اور اس عمل کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو، میں تکبر والوں پر مقرر فرشتہ ہوں، میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں کسی ایسے آدمی کا عمل اُوپر نہ جانے دوں جو مجھے چھوڑ کر غیر کی طرف متوجہ ہو یہ آدمی مجلسوں میں لوگوں پر بڑائی مارتا ہے۔

یوں ہی فرشتے بندے کے اعمال لے کر اُوپر جاتے ہیں، وہ اعمال ستاروں کی طرح چمک رہے ہوتے ہیں اور اُن میں تسبیح کی آواز ہوتی ہے، اُن میں نماز، روزہ اور حج و عمرہ ہوتا ہے، جب فرشتے ان اعمال کو لے کر چوتھے آسمان پر جاتے ہیں تو وہاں مقرر فرِشتہ اُن سے کہتا ہے: ٹھہر جاؤ اور اس عمل کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو، میں خود پسندی والوں کا فرشتہ ہوں، میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایسے آدمی کا عمل اوپر نہ جانے دوں جو مجھے چھوڑ کر غیر کی طرف متوجہ ہوتا

www.dawateislami.net

ہے، اس آدمی نے جب بھی کوئی عمل کیا اُس میں خود پسندی کا شکار ہو گیا۔

اسی طرح فرشتے کسی بندے کے اعمال لے کر اوپر جاتے ہیں وہ اعمال اس طرح آراستہ ہوتے ہیں جیسے دلہن سُسرال جانے کے وقت سجتی ہے، ان اعمال میں جہاد وحج جیسے اعمال ہوتے ہیں۔ اُن کی چمک سورج جیسی ہوتی ہے۔ جب فرشتے انہیں لے کر پانچویں آسمان تک پہنچتے ہیں تو دربان فرشتہ کہتا ہے: میں حسد کرنے والوں کا فرشتہ ہوں، یہ آدمی لوگوں پر اُن چیزوں میں حسد کرتا تھا جو اُن کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے فضل سے دی ہیں، یہ آدمی خدا تعالیٰ کی پسند پر ناراض تھا۔ میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں ایسے شخص کا عمل اُوپر نہ جانے دوں جو اسے چھوڑ کر دوسروں کی طرف متوجہ ہوا۔

اور فرشتے کسی بندے کا عمل لے کر اوپر جاتے ہیں، اُن میں کامل وضو، بہت سی نمازیں، روزے، حج اور عمرہ ہوتا ہے وہ چھٹے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں تو دروازے پر مقرر نگہبان فرشتہ کہتا ہے: میں رحمت کا فرشتہ ہوں، اِن اعمال کو عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو کیونکہ یہ آدمی کبھی کسی انسان پر رَحم نہیں کرتا تھا اور کسی بندے کو مصیبت پہنچتی تھی تو خوش ہوتا تھا۔ میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں اُس کے اعمال اوپر نہ جانے دوں جو مجھے چھوڑ کر غیروں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

یوں ہی فرشتے ایک بندے کا عمل لے کر اوپر چڑھتے ہیں جس میں بہت سا صَدَقہ، نماز، روزہ، جہاد اور پرہیز گاری ہوتی ہے، اُن کی آواز گرج کے جیسی اور چمک بجلی کی چمک جیسی ہوتی ہے، پھر جب وہ ساتویں آسمان پر پہنچتے ہیں تو اس آسمان پر مقرر فرشتہ کہتا ہے: میں تذکرہ وشہرت پر مقرر فرشتہ ہوں، اِس عمل والے نے اپنے عمل سے مجلسوں میں تذکرہ، دوستوں میں بلندی اور بڑے لوگوں کے نزدیک جاہ پسندی کی نیت

www.dawateislami.net

کی تھی، میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں اس کے عمل کو اُوپر نہ جانے دوں کہ یہ مجھے چھوڑ کر دوسروں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ہر وہ عمل جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے خالص نہ ہو وہ ریاکاری ہے اور رِیاکار کا عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ قبول نہیں فرماتا۔

اِسی طرح کِرَاماً کَاتِبِیْن بندے کے اَعمال یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عمرہ، اچھا اخلاق، خاموشی اور ذکرِ الٰہی لے کر اوپر جاتے ہیں اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے اُن کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ تمام رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ تک پہنچ کر اس کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بندے کے عمل کے نیک اور خالص ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: تم میرے بندے کے عمل کے محافظ ہو جبکہ میں اُس کے دل کی نگرانی کرنے والا ہوں۔ اس نے اپنے اس عمل سے میرا ارادہ کیا نہ اِسے میرے لئے خالص کیا اور اس عمل سے اس کی جو نیت تھی میں اسے خوب جانتا ہوں، اس پر میری لعنت ہے، اس نے بندوں کو بھی دھوکا دیا اور تم کو بھی دھوکا دیا مگر یہ مجھے دھوکا نہیں دے سکتا کیونکہ میں غیبوں کا جاننے والا ہوں، دلوں کے خیالات سے واقف ہوں، کوئی چھپی چیز مجھ سے پوشیدہ نہیں اور کوئی بھی دور چیز مجھ سے دور نہیں، میرا علم حال کے متعلق بھی اُسی طرح ہے جیسے مستقبل کے متعلق ہے اور گزری ہوئی چیزوں کے ساتھ میرا علم اُسی طرح ہے جیسا کہ باقی وموجودہ چیزوں کے ساتھ اور پہلے لوگوں کو بھی میرا علم ویسے ہی محیط ہے جیسا بعد والوں کو محیط ہے، میں ہر پوشیدہ در پوشیدہ کو خوب جانتا ہوں، پھر بھلا میرا بندہ مجھے دھوکا کیسے دے سکتا ہے؟ وہ تو صرف بے خبروں کو دھوکا دیتا ہے جبکہ میں تو غیبوں پر بھی باخبر ہوں، اس بندے پر میری لعنت ہے۔ اب ساتوں فرشتے اور ساتھ جانے والے تین ہزار ملائکہ کہتے

www.dawateislami.net

ہیں: اے ہمارے ربّ! اس پر تیری لعنت اور ہماری بھی لعنت۔ پھر آسمان والے کہتے ہیں: اِس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت۔

اس کے بعد حضرت سیِّدُنا مُعاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت زیادہ روئے اور بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس سے خلاصی اور نجات کی کیا صورت ہے؟ ارشاد فرمایا: اے مُعاذ! یقین کے ساتھ اپنے نبی کی پیروی کرو۔ میں نے عرض کی: آپ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں اور میں مُعاذ بن جَبَل، مجھے نجات اور خلاصی کس طرح نصیب ہوگی؟ ارشاد فرمایا: اے مُعاذ! اگر تیرے عمل میں کوئی کوتاہی ہو تو لوگوں کی آبروریزی کرنے سے اپنی زبان کو روک لینا بالخصوص قرآنِ کریم ہمیشہ پڑھنے اور اُس پر عمل کرنے والے اپنے حافظ بھائیوں سے اور تجھے اپنے نفس کے عیبوں کا علم لوگوں کی آبروریزی سے ضرور روکے گا، اپنے مسلمان بھائیوں کی مذمت کرکے خود کو صاف ستھرا مت بنانا، اپنے بھائیوں کو گِرا کر خود کو بلند مت کرنا، اپنے عمل میں ریاکاری نہ کرنا کہ لوگوں میں پہچانے جاؤ، دنیا میں ایسے مشغول نہ ہونا کہ تمہیں آخرت کا معاملہ بھول جائے، اگر تمہارے پاس دو شخص ہوں تو ایک سے سرگوشی مت کرنا، لوگوں میں بڑائی حاصل کرنے کی کوشش نہ کرنا کہ دنیا اور آخرت کی بھلائیاں تم سے منہ موڑلیں گی، اپنی مجلس میں فحش گوئی نہ کرنا ورنہ لوگ تمہاری بداخلاقی کی وجہ سے تم سے گُریز کرنے لگیں گے اور اپنی زبان سے لوگوں کی عزت کا پردہ چاک مت کرنا ورنہ تمہیں جہنم کے کتے پھاڑ ڈالیں گے جس کا بیان اس فرمانِ الٰہی میں ہے: وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾ (پ۳۰، النّٰزعٰت: ۲) اس کی تفسیر میں ایک معنی یہ ہے: ”جہنم میں کتے ہڈیوں سے گوشت نوچ ڈالیں گے۔“

www.dawateislami.net

حضرت سیِّدُنا مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان باتوں کی کون طاقت رکھ سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: اے مُعاذ! میں نے جو باتیں تم سے بیان کی ہیں یہ اُس کے لئے آسان ہیں جس کے لئے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آسان فرما دے اور تمہیں اِن میں سے یہ بات کافی ہے کہ "تم لوگوں کے لئے وہ پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور اُن کے لئے وہ ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو تو یوں تم سلامتی اور نجات پا جاؤ گے۔"[1][2]

حضرت سیِّدُنا خالد بن مَعْدان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قرآنِ پاک کی تلاوت اتنی کثرت سے نہیں کرتے تھے جتنی کثرت سے یہ حدیث شریف بیان کیا کرتے تھے۔

اے بندے! تم نے یہ حدیث پاک سن لی، دیکھو! اس کا مضمون بہت عظیم ہے، خطرہ بڑا ہے اور انجام دردناک ہے جس سے ہوش اُڑ جاتے اور دل حیرت میں ڈوب جاتے ہیں، سینوں میں اِسے اٹھانے کی طاقت نہیں اور نُفُوس اس کی دہشت سے گھبرا رہے ہیں پس رونے اور عاجزی کرنے والوں کے ساتھ تم بھی دن رات اپنے اُس مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گریہ وزاری اور تَضَرُّع وعاجزی کرتے رہو جو تمام جہانوں کا

1... سیِّدُنا امام جلالُ الدین سُیُوطی شافعی، حافظ ابنِ جوزی، حافظ مُنذری صاحبِ الترغیب و الترہیب اور امام ذہبی عَلَیْہِمُ الرَّحْمَہ نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے اور موضوع حدیث لوگوں کے سامنے اس کی موضوعیت کے اظہار کے لیے تو بیان کی جاسکتی ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لیے کہ یہ حدیث موضوع و من گھڑت ہے۔ ورنہ اس کو بیان کرنا حرام ہے۔

(اللآلئ المصنوعة، ٢/ ٢٨٤۔ الموضوعات، ٣/ ١٦١۔ الترغیب والترھیب، ١/ ٥١۔ تلخیص کتاب الموضاعات، ص٣١٠)

2... الترغیب والترھیب، المقدمة، الترھیب من الریاء... الخ، ١/ ٤٨، حدیث: ٥٩

www.dawateislami.net

معبود ہے کیونکہ اس معاملے سے نجات رحمتِ الٰہی سے ہی ممکن ہے اوراس سمندر سے سلامتی اُسی کی نظر اور عنایت سے مل سکتی ہے لہٰذا غافلوں والی نیند سے بیدار ہو جاؤ، اس معاملے کی حقیقت سمجھو اور اس خوفناک گھاٹی میں اپنے نفس سے جہاد کرو۔ اُمید ہے اس طرح تم ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہونے سے بچ جاؤ گے اور ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مدد کی التجا ہے کیونکہ وہی سب سے بہتر مددگار ہے اور وہی بلند وبالا، سب سے بڑھ کر مہربان ہے اور نیکی کرنے کی قوت اور گناہ سے بچنے کی طاقت بلند و برتر اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے۔

فصل عبادت میں اخلاص کا بیان

اپنے نفس کو نصیحت

اس مقام پر خلاصہ یہ ہے کہ جب تم اچھی طرح غور و فکر کرو گے تو اطاعتِ الٰہی کی قدر اور لوگوں کے عاجز و کمزور اور ناسمجھ ہونے کو دیکھ لو گے تو پھر تم اپنے دل سے مخلوق کی طرف متوجہ نہیں ہو گے لہٰذا بندوں کی جانب سے تعریف و توصیف اور تعظیم سے بے نیاز ہو جاؤ کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں، اپنی عبادت سے اِن میں سے کسی شے کا ارادہ مت کرو اور جب تم دنیا کی ذلت و حقارت اور جلدی مٹ جانے کو دیکھو گے تو اپنی عبادت سے اِس کا بھی ارادہ نہیں کرو گے اور تم اپنے نفس سے کہو: اے نفس! تمام جہانوں کے رب کی تعریف، اس کا شکر اور اس کی جانب سے ملنی والی عزت بہتر ہے یا عاجز و جاہل مخلوق کی تعریف جو تیرے عمل کی حقیقت کو جانتے ہیں نہ اس میں اُٹھائی جانے والی تکالیف کو پہچانتے ہیں اور وہ تیرے عمل اور اس کی مَشَقَّت کے

www.dawateislami.net

معاملے میں تیرے حق کو نہیں سمجھتے بلکہ وہ تو بسا اوقات تجھ پر ایسے کو فضیلت دے دیتے ہیں جو تجھ سے ہزار درجہ کم ہوتا ہے اور وہ ایسے ہیں کہ اگر تجھے ان کی شدید حاجت ہوتی ہے تو وہ تجھے بُھلا دیتے ہیں اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تب بھی ان کے ہاتھ میں ہے ہی کیا اور ان کی قدرت کہاں تک ہے؟ پھر یہ کہ وہ بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے قبضے میں ہیں وہ جب چاہے جہاں چاہے انہیں پھیر دے، لہٰذا اے میرے نفس! سمجھ جا اور مخلوق کی خاطر اپنی قیمتی عبادت کو ضائع مت کر اور اس ذات کی تعریف وعطا سے محروم نہ ہو جس کی تعریف کُل فخر اور اس کی عطا ہر ذخیرہ ہے۔ کسی کہنے والے نے سچ کہا:

سَهْرُ الْعُيُوْنِ لِغَيْرِ وَجْهِكَ بَاطِلٌ وَبُكَاءُهُنَّ لِغَيْرِ وَصْلِكَ ضَائِعٌ

ترجمہ: تیری رضا کے بغیر آنکھوں کی شب بیداری باطل اور تیری ملاقات کے علاوہ ان کا رونا بیکار ہے۔

اور یوں کہو کہ اے نفس! ہمیشہ کی جنت بہتر ہے یا دنیا کی حرام اشیاء اور اس کا تھوڑا اور فانی سامان؟ ابھی تو تجھے قدرت ہے کہ تو اپنی عبادت کے ذریعے اِس دائمی نعمت (جنت) کو حاصل کر سکتا ہے لہٰذا کم ہمت، کمزور ارادے اور گھٹیا افعال والا مت بننا، کیا تو دیکھتا نہیں جب کبوتر بلندی پر اُڑنے والا ہو تو اس کی قدر وقیمت بڑھ جاتی ہے لہٰذا تو بھی اپنی ساری ہمت بلند پروازی میں لگا دے اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالی کر لے کہ وہی ایک ایسا ہے جس کے قبضے میں سارا معاملہ ہے لہٰذا تو بے وقعت شے کے پیچھے اپنی عبادت ضائع مت کر۔

بندے پر فضل ورحمت

اے بندے! یوں ہی جب تم اچھی طرح غور کرو گے تو اس عبادت میں اپنے اوپر

www.dawateislami.net

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتیں اور اس کے عظیم احسانات دیکھو گے کہ اسی نے تمہیں قدرت دی، عبادت کا سامان دیا اور رُکاوٹوں کو تم سے دور کیا حتّٰی کہ تم عبادت کے لئے فارغ ہو گئے، پھر اس نے توفیق و تائید کو تمہارے ساتھ خاص کیا اور عبادت کو تم پر آسان کر دیا اور اِس کے اچھے ہونے کو تمہارے دل میں ڈالا یہاں تک کہ تم نے اس پر عمل کیا۔ پھر یہ بھی دیکھو کہ اُس ربّ تعالیٰ نے اپنی عظمت و جلالت، تم سے اور تمہاری عبادت سے بے نیازی اور تم پر اپنی کثیر نعمتوں کے باوجود تمہارے لئے اس تھوڑے عمل پر بڑی تعریف اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے جس کے تم مستحق نہیں۔ پھر اس پر وہ تمہیں شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہے اور اس کی بدولت تمہاری تعریف کرتا اور تم سے محبت فرماتا ہے پھر یہ دیکھو کہ سب کچھ اسی کے عظیم فضل کی وجہ سے ہے کسی اور وجہ سے نہیں، ورنہ تمہارا کیا حق بنتا ہے اور تمہارے اس عیب دار حقیر عمل کی قدر و قیمت ہی کیا ہے؟

کھوٹی پونجی کی قبولیت

الغرض اپنے نفس سے کہو: اے نفس! اپنے رحیم و کریم اور پاک پروردگار کے اس احسان کو یاد کر جو اس نے عبادت کو بجالانے میں تجھ پر کیا اور اپنے عمل کو خود پسندی کی نگاہ سے دیکھنے سے شرم کر بلکہ ہم پر ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل واحسان ہے لہٰذا اس عبادت کے حصول پر تیرا کام اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ایسی عاجزی وانکساری ہو کہ وہ تیری عبادت قبول فرمالے، کیا تو نے اس کے خلیل حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی وہ بات نہیں سنی جو انہوں نے اپنے ربّ کے گھر کی تعمیر کے بعد کہی تھی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فضل پر کیسے عاجزی وانکساری کرتے ہوئے اس کے قبول ہونے کی دعا کی تھی کہ:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّاؕ-اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ ترجمۂ کنزالایمان: اے رب ہمارے ہم سے

www.dawateislami.net

الْعَلِیْمُ ﴿۱۲۷﴾ (پ۱، البقرة: ۱۲۷) قبول فرما بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا۔

اور جب اپنی دعا سے فارغ ہوئے تو عرض کی:

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے۔ (پ۱۳، ابراھیم: ۴۰)

اے نفس! پھر اگر اُس نے تیری اِس کھوٹی پونجی کو قبول فرما کر تجھ پر احسان کیا تو اُس نے اپنی نعمت کو مکمل کر دیا اور احسانِ عظیم فرمایا۔ یہ سعادت و غلبہ، عزت و رِفعت، خِلعَت و نعمت اور ذخیرہ و بزرگی کتنی اچھی ہے اور اگر تیری حالت اس کے برعکس ہو تو تیرے نقصان و خسارہ اور حرمان نصیبی پر افسوس۔

سب سے بڑا تحفہ

اے بندے! بیان کردہ طریقے میں مشغول ہو جاؤ، اگر تم اس پر ہمیشگی واستقامت رکھو گے، عبادت سے فراغت کے وقت دل میں اس کی تکرار کرو گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مدد مانگو گے تو یہ طریقہ تمہیں مخلوق اور نفس کی طرف متوجہ ہونے سے پھیر دے گا، تمہیں ریاکاری اور خود پسندی سے دور کر دے گا، تمہیں خالص باری تعالیٰ کے لیے عبادتوں پر ابھارے گا اور تمام حالات میں تم پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احسان کو یاد کرنے میں لگائے رکھے گا۔ یوں تمہیں انتہائی اُمید افزا و پاکیزہ عبادات حاصل ہوں گی جن میں کوئی عیب نہ ہو اور ایسی نیکیاں میسر آئیں گی جن میں کوئی کدورت نہ ہو، ایسی مقبول عبادتیں نصیب ہوں گی جن میں کوئی خرابی نہ ہو اور بالفرض اگر ایسی عبادت زندگی میں ایک ہی دفعہ حاصل ہو اور پھر کبھی میسر نہ آئے تو بلاشبہ اصل میں یہی بڑی عبادت ہے۔ مجھے قسم ہے! اگرچہ ایسی عبادات کی تعداد کم ہو مگر ان کے معنیٰ بہت

www.dawateislami.net

زیادہ، قدر و قیمت بہت بڑی، نفع بہت زیادہ اور انجام بہت اچھا ہے۔ ایسی توفیق بہت کم ملتی ہے اور اس چیز کے ساتھ بندے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل بہت بڑا ہے۔ اب بتاؤ کہ اس تحفے سے بڑا تحفہ کونسا ہو سکتا ہے جسے تمام جہانوں کا ربّ عَزَّوَجَلَّ قبول فرمالے، اس سے اچھی کوشش کونسی ہو سکتی ہے جسے ربُّ الْعٰلَمِیْن جَلَّ جَلَالُہٗ قبول کر کے اُس پر بندے کی تعریف فرمائے اور اس سے زیادہ عزت والی پونجی کونسی ہو گی جسے سارے جہانوں کا ربّ عَزَّوَجَلَّ چن لے اور اس سے راضی ہو جائے۔

اے کمزور انسان! اس بات سے ڈرو کہ کہیں خَسارہ پانے والے نہ ہو جاؤ اور اگر معاملہ بیان کردہ طریقے پر چل پڑا تو تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مخلص، اس کے احسان کو یاد رکھنے اور اس پر راضی رہنے والے بندے بن جاؤ گے، اس خوفناک گھاٹی کو اپنے پیچھے چھوڑ کر اس کی آفتوں سے سلامتی میں آجاؤ گے، اس کی بھلائیوں اور فوائد سے دامن بھر کر اس کی سعادتوں اور بزرگیوں پر ہمیشہ کے لئے فائز ہو جاؤ گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی اپنے فضل واحسان سے توفیق دینے اور بچانے والا ہے اور نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی قوت بلند و برتر اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے۔

ساتویں گھاٹی — حمد و شکر کی گھاٹی

شکر کی ضرورت و اہمیت

اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں اور ہمیں توفیق دے، ان چھ گھاٹیوں کو عبور کرنے اور آفتوں سے محفوظ عبادت کر کے مقصود میں کامیابی پانے کے بعد تم پر لازم ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ

www.dawateislami.net

کی اس عظیم نعمت اور کریم احسان پر اس کی حمد و شکر بجالاؤ اور ایسا کرنا تم پر دو وجہ سے لازم ہے: (۱)... نعمت پر ہمیشگی کے لئے اور (۲)... اس میں اضافہ و ترقی کے لئے۔

جہاں تک نعمت پر ہمیشگی کی بات ہے تو شکر کی وجہ سے نعمتیں قید ہو کر ہمیشہ کے لیے باقی رہتی ہیں اور شکر کو ترک کر دینے سے نعمتیں بھی چلی جاتی ہیں۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْؕ (پ۱۳، الرعد: ۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدل دیں۔

ایک مقام پر فرمایا:

فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ (پ۱۴، النحل: ۱۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تو وہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگی تو اللہ نے اسے یہ سزا چکھائی کہ اسے بھوک اور ڈر کا پہناوا پہنایا بدلہ ان کے کئے کا۔

نیز ارشاد فرماتا ہے:

مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْؕ (پ۵، النساء: ۱۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ۔

نعمتوں کو باندھ لو

حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ لِلنِّعَمِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَقَیِّدُوْهَا بِالشُّكْرِ یعنی نعمتیں بھی جنگلی جانوروں کی طرح ہوتی ہیں

www.dawateislami.net

تو تم انہیں شکر (کی رسی کے) ساتھ باندھ لو۔[1]

جہاں تک نعمتوں میں اضافہ و ترقی کی بات ہے تو جب شکر کے ساتھ نعمت کو قید کر لیا جائے گا تو اس کا پھل زیادہ ہو جائے گا جیسا کہ درج ذیل ارشاداتِ باری تعالیٰ ہیں:

﴿1﴾...

لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ (پ۱۳، ابراھیم: ۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا۔

﴿2﴾...

وَ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى (پ۲۶، محمد: ۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جنہوں نے راہ پائی اللہ نے ان کی ہدایت اور زیادہ فرمائی۔

﴿3﴾...

وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَاؕ (پ۲۱، العنکبوت: ۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔

پھر یہ کہ حکمت والا آقا جب دیکھتا ہے کہ غلام اس کی نعمت کا حق ادا کر رہا ہے تو وہ اس پر اور بھی انعام کرتا ہے اور اسے اس کا اہل سمجھتا ہے ورنہ اُس سے نعمت منقطع و ختم کر دیتا ہے۔

نعمتوں کی اقسام

نعمتوں کی بھی دو قسمیں ہیں: ﴿1﴾... دنیاوی نعمتیں اور ﴿2﴾... دینی نعمتیں۔

[1]... موسوعة ابن ابی الدنیا، الشکر للہ، ۱/ ۴۷۳، الرقم: ۲۷، بتغییر، ھذا قول عمر بن عبد العزیز

www.dawateislami.net

دنیاوی نعمتیں بھی دو طرح کی ہیں:(۱)... نفع کی نعمت (کچھ ملنا) اور (۲)... دفع کی نعمت (کچھ دور ہونا)۔

نفع کی نعمت یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں فائدے اور نفع بخش چیزیں عطا فرمائے، اس کی پھر دو قسمیں ہیں:(۱)... سلامتی وعافیت کے لحاظ سے خلقت وپیدائش کا کامل و درست ہونا اور (۲)... کھانے، پینے، لباس اور نکاح وغیرہ خواہشات ولذّات کا حاصل ہونا۔

دفع کی نعمت یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ فاسد اور تکلیف دہ چیزوں کو تم سے دور کر دے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں:(۱)...جسمانی معذوریوں، تمام آفات اور بیماریوں سے تمہیں محفوظ رکھنا اور (۲)...رُکاوٹوں سے پہنچنے والے ضرر وتکلیف کو تم سے دور کرنا اور انسانوں، جِنوں، درندوں یا شیر وغیرہ میں جو تمہیں نقصان دینے کا ارادہ کرے اسے تم سے دور رکھنا۔

دینی نعمتوں کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱)...توفیق کی نعمت کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں پہلے اسلام پھر سنت اور پھر عبادت کی توفیق بخشی اور (۲)... عصمت (یعنی حفاظت) کی نعمت کہ پہلے تمہیں کفر وشرک سے بچایا اور پھر بدعت وگمراہی سے اور پھر تمام گناہوں سے محفوظ رکھا۔

ان نعمتوں کی تفصیل وہی عالِم ومالک جَلَّ جَلَالُہٗ شمار کر سکتا ہے جس نے تمہیں یہ نعمتیں دی ہیں جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ (پ۱۳، ابراھیم: ۳۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے۔

قیمتی ہیرا اور نادر نکتہ

تم پر ان تمام نعمتوں کا احسان فرمانے کے بعد ان کا باقی رہنا اور ہر طرف سے

www.dawateislami.net

بڑھتے رہنا اُس ربّ تعالیٰ کا ایسا احسان ہے جہاں تمہارا وہم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا اور یہ تمام کی تمام ایک ہی شے سے تعلق رکھتی ہیں اور وہ ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد اور اُس کا شکر اور جب کوئی خصلت ایسی قدر و قیمت والی ہو اور اس میں یہ تمام فوائد ہوں تو غفلت کو پَسِ پُشت ڈال کر فوراً اسے اپنا لینا چاہیے۔ یہ ایک قیمتی ہیرا اور نادر نکتہ ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل ورحمت اور احسان سے توفیق عطا فرمائے۔

حمد و شکر کی حقیقت، تعریف اور حکم کا بیان

حمد و شکر میں فرق

اگر سوال پوچھا جائے کہ حمد و شکر کی حقیقت، ان کی تعریف اور ان کا حکم کیا ہے؟ تو یاد رکھو کہ علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام نے حمد و شکر میں فرق کیا ہے، حمد تسبیح و تہلیل کی صورتوں میں سے ہے لہٰذا یہ ظاہری کوششوں سے ہو گی اور شکر صبر اور تفویض یعنی امور کو سپردِ الٰہی کرنے کی صورتوں سے ہے لہٰذا یہ باطنی کوششوں سے ہو گا اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ شکر کفرانِ نعمت یعنی ناشکری کے مقابل ہے اور حمد ملامت و مذمت کے مقابل ہے، حمد عام اور اکثر ہے جبکہ شکر خاص اور کم پایا جانے والا ہے۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ (پ۲۲، سبا: ۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے۔

ثابت ہوا کہ شکر اور حمد دو الگ الگ معانی رکھتے ہیں۔

www.dawateislami.net

حمد و شکر کی تعریفات

اچھے کام پر کسی کی تعریف و ثنا کرنا حمد کہلاتا ہے۔ ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے کلام سے یہی سمجھ آتا ہے جبکہ شکر کی تعریف میں علمائے کرام نے بہت کلام فرمایا ہے۔ چنانچہ

حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: علانیہ و پوشیدہ ہر حال میں تمام اعضاء سے ربّ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرنا شکر کہلاتا ہے۔

ہمارے ایک شیخ نے بھی اسی طرح کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ''ظاہر و باطن میں اطاعتِ الٰہی بجالانا شکر ہے۔'' پھر انہوں نے اس تعریف کو اختیار فرمایا کہ ''ظاہر و باطن میں گناہوں سے بچنا شکر ہے۔''

ان کے علاوہ ایک بزرگ نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانیوں سے اپنے دل، زبان اور اعضاء کی اس طرح حفاظت کرنا کہ کسی بھی صورت ان سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہ ہو۔'' اس قول اور اس سے پہلے والے قول میں فرق یہ ہے کہ ان بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ''حفاظت'' کو نافرمانیوں سے اجتناب پر ایک زائد معنٰی بنا دیا جبکہ نافرمانی سے اجتناب یہی ہوتا ہے کہ ''نافرمانی کی طرف لے جانے والے اسباب پائے جائیں تو نافرمانی نہ کی جائے۔'' اور یہاں فی نفسہٖ کوئی جداگانہ معنٰی نہیں پایا جاتا جس میں مشغول ہو کر بندہ ناشکری سے بچا رہے۔

ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''شکر یہ ہے کہ نعمت کے مقابلہ میں نعمت دینے والے کی ایسی تعظیم کی جائے جو اس کی نافرمانی اور ناشکری سے روک دے۔'' اور اگر تم کہو کہ احسان کے مقابلے میں احسان کرنے والے کی تعظیم کرنا تو یہ بھی درست ہے اور وہ احسان یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بندے کو شکر کی توفیق دی اور یہ بہت اچھا

www.dawateislami.net

ہے۔ اس میں کافی تفصیل ہے جسے ہم نے اپنی کتاب ''احیاء العلوم'' وغیرہ میں بیان کیا ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ بندے کی طرف سے شکر ایسی تعظیم کو کہتے ہیں جو اسے احسان کرنے والے کی نافرمانی سے روک دے اور ایسا احسان اور شکر میں شکر کرنے والے کے حال کی خوبی اور ناشکری میں ناشکرے کے حال کی خرابی کو یاد رکھنے سے ہوتا ہے۔

حُجَّةُ الْاِسلام کی رائے

میں کہتا ہوں: نعمت دینے والا اپنی نعمت کی بنا پر کم از کم اس بات کا حقدار ہے کہ اس نعمت کے ساتھ نافرمانی کی طرف نہ بڑھا جائے، کتنا بُرا ہے وہ شخص جو انعام کرنے والے کی نعمت کو اسی کی نافرمانی کے لئے ہتھیار بنالیتا ہے۔ جب معاملہ ایسا ہے تو پھر حقیقت میں بندے پر اتنا شکر فرض ہے کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کو یاد کرنے کے لحاظ سے اُس کی ایسی تعظیم ہو جو بندے اور نافرمانی کے مابین حائل ہو جائے۔'' جب اس نے ایسا کرلیا تو وہ شکر کی اصل کو پہنچ گیا۔ پھر ان نعمتوں کے مقابلے میں عبادت واطاعت کی خوب کوشش ہے کیونکہ یہ بھی نعمت کے حقوق میں سے ہے۔ الغرض نافرمانی سے بچنا بے حد ضروری ہے اور توفیق دینے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔

مصیبت پر شکر یا صبر؟

اگر تم سوال کرو کہ شکر کا مقام کیا ہے؟ تو جان لو کہ شکر کا مقام نعمتیں ہیں، جس قدر دنیاوی یا دینی نعمتیں ہوں اسی قدر ان پر شکر ہو، باقی رہا دنیاوی زندگی میں جان، مال یا اہل وعیال میں مصیبتوں اور تکلیفوں کا آنا تو ان کے بارے میں علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اختلاف ہے کہ آیا ان پر بھی شکر کرنا بندے کے لیے ضروری ہے یا

www.dawateislami.net

نہیں؟ بعض علمانے فرمایا: پریشانیاں ہونے کی حیثیت سے ان پر شکر کے بجائے صبر ضروری ہے کیونکہ شکر نعمت پر ہوتا ہے کسی دوسری شے پر نہیں۔

مصیبت کے پہلو میں نعمتیں

مذکورہ قول کے برعکس بعض علما فرماتے ہیں: ہر تکلیف کے پہلو میں کئی نعمتیں موجود ہوتی ہیں لہٰذا ان تکالیف سے جڑی نعمتوں پر شکر لازم ہے نہ کہ خاص تکلیف پر۔ ایسی نعمتوں کے بارے میں حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: میں جب بھی کسی مصیبت میں گرفتار ہوا تو اس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی چار نعمتیں دیکھیں: ایک یہ کہ وہ میرے دین میں نہیں آئی، دوسری یہ کہ اس سے بڑی نہیں آئی تیسری یہ کہ میں قضائے الٰہی پر راضی رہا اور چوتھی یہ کہ اس پر مجھے ثواب کی امید ہے۔

اور ایک قول یہ ہے: انہی نعمتوں میں سے ہے کہ یہ مصیبت و سختی دور ہو جانے والی ہے ہمیشہ رہنے والی نہیں اور یہ بھی ایک نعمت ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے کسی اور کی طرف سے نہیں اور اگر وہ تکلیف کسی بندے کے سبب تمہیں پہنچے تو وہ اُس کے خلاف تمہاری حجت ہو گی نہ کہ تمہارے خلاف اُس کی حجت (یعنی تمہیں فائدہ اور اُسے نقصان) لہٰذا بندے کے لیے مصیبت و سختی سے جڑی نعمتوں پر شکر ادا کرنا لازم ہے۔

مصیبت در حقیقت نعمت ہے

بعض علمائے کرام کا قول اس کے برعکس ہے اور یہی ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے نزدیک بھی سب سے بہتر ہے کہ دنیاوی تکلیفوں پر بندے کو شکر ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ تکالیف حقیقت میں نعمتیں ہوتی ہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ ان تکالیف کے

www.dawateislami.net

بدلے بندے کو آخرت میں کثیر ثواب، عظیم منافع اور عزت والے انعامات دیئے جائیں گے جن کے مقابلے میں ان تکالیف کی کوئی حیثیت نہیں اور اس سے بڑھ کر بھلا کونسی نعمت ہو سکتی ہے؟ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی تمہیں بدمزہ اور کڑوی دوا پلائے تاکہ خطرناک بیماری دور ہو جائے یا کسی بہت بڑی بیماری یا خوفناک خطرے کی وجہ سے کوئی تمہیں پچھنا یا بھری سِینگی[1] لگائے تو اِس کا نتیجہ جان کی صحت، بدن کی سلامتی اور زندگی کی بہار ہوگا تو اُس کا تمہیں کڑوی دوا پلا کر تکلیف دینا یا پچھنے و سینگی کا زخم لگانا حقیقت میں ایک بہت بڑا احسان اور عظیم نعمت ہوگی اگرچہ اس کی ظاہری صورت ناپسندیدہ ہے، طبیعت اس سے نفرت کرتی اور نفس وحشت محسوس کرتا ہے مگر پھر بھی تم اُس آدمی کا شکریہ ادا کرتے ہو بلکہ تم سے جتنا ہو سکتا ہے اُس سے حُسنِ سلوک کرتے ہو پس یہی حکم اِن مصیبتوں اور سختیوں کا بھی ہے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ آقائے دو عالَم، شہنشاہِ اُمَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مصائب پر بھی ایسے ہی حمد و شکر بجالاتے تھے جیسے خوش کرنے والی چیزوں پر کیا کرتے تھے چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں حمد کی: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا سَاءَ وَسَرَّ یعنی ہر خوش و ناخوش کرنے والی بات پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد ہے۔[2]

کون سی نعمت خیر ہے؟

اور کیا تم نے ربّ تعالٰی کا یہ فرمان نہیں دیکھا:

1... یہ درد کے علاج کا ایک مخصوص طریقہ ہے جس میں سوراخ کیا ہوا سینگ درد کی جگہ رکھ کر منہ کے ذریعے جسم کی گرمی کھینچتے ہیں۔ (فیضان سنت، احکام روزہ، ۱/ ۱۰۵۳)

2... تخریج نہیں ملی۔ (علمیہ)

www.dawateislami.net

فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا (پ۴، النسآء:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔

جس چیز کو اللہ عَزَّوَجَلَّ بھلائی اور خیر فرما دے وہ تمہارے وہم و گمان میں آنے والی بھلائی سے زیادہ ہے، اس قول کی تائید یہ بات بھی کرتی ہے کہ نعمت کا خیر ہونا یہ نہیں کہ اُس سے لذت حاصل ہو اور طبیعت کے تقاضے پر نفس اس کی خواہش کرے بلکہ خیر یہ ہے کہ نعمت درجہ کی بلندی کو زیادہ کرے اور اسی لئے نعمت کو ''زیادہ ہونے'' کے معنٰی میں استعمال کیا جاتا ہے، لہٰذا جب تکلیف بندے کی عزت و شرف میں بلندی کا سبب بنے تو حقیقت میں وہ نعمت ہی ہوتی ہے اگرچہ بظاہر اسے سختی و تکلیف شمار کیا جائے۔

شکر والا افضل یا صبر والا؟

اگر تم سوال کرو کہ شکر کرنے والا افضل ہے یا صبر کرنے والا؟ تو یاد رکھو کہ ایک قول کے مطابق شکر کرنے والا افضل ہے۔ دلیل یہ فرمانِ باری تعالٰی ہے:

وَ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ (پ۲۲، سبا:۱۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے۔

یہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے شکر والوں کو سب سے خاص فرمایا ہے اور ایک مقام پر حضرت سیِّدُنا نوح عَلَیْہِ السَّلَام کے متعلق ارشاد فرمایا:

اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ﴿۳﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۳) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ بڑا شکر گزار بندہ تھا۔

اور حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کے بارے میں فرمایا:

www.dawateislami.net

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ
(پ۱۴، النحل: ۱۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اس کے احسانوں پر شکر کرنے والا۔

اور شکر اس لیے بھی افضل ہے کہ اس میں عافیت اور انعام پایا جاتا ہے اور اسی لیے کسی نے کہا: "مجھے مصیبت میں مبتلا ہو کر صبر کرنے سے زیادہ پسند یہ ہے کہ مجھے نعمت دی جائے اور میں اس پر شکر ادا کروں۔"

صبر کی افضیلت پر دلائل

بعض کے نزدیک: صبر کرنے والا افضل ہے کیونکہ صبر میں بہت مشقت ہوتی ہے لہٰذا اس کا ثواب زیادہ اور درجہ بہت بلند ہو گا۔ صبر کرنے والوں کے متعلق فرامینِ باری تعالیٰ:

﴿1﴾...

اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ
(پ۲۳، صٓ: ۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہم نے اسے صابر پایا کیا اچھا بندہ۔

﴿2﴾...

اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ (پ۲۳، الزمر: ۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

﴿3﴾...

وَاللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۴۶﴾
(پ۴، اٰل عمرٰن: ۱۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور صبر والے اللہ کو محبوب ہیں۔

www.dawateislami.net

حضرت مصنف کی رائے

میں کہتا ہوں: حقیقت میں صبر کرنے والا ہی شکر کرنے والا ہوتا ہے اور شکر کرنے والا ہی صبر کرنے والا ہوتا ہے کیونکہ شکر گزار آزمائش و سختی کے گھر میں ہے جہاں سختی کے سوا کوئی چارہ نہیں اور اُسے بہر صورت اس پر صبر کرنا ہو گا اور پریشانی و بے صبری سے بچنا ہو گا کیونکہ شکر کہتے ہیں: نعمت دینے والے کی ایسی تعظیم کرنا جو اس کی نافرمانی سے روک دے جبکہ بے صبری نافرمانی ہے۔

یوں ہی صبر کرنے والا بھی نعمت سے خالی نہیں ہوتا جیسا کہ گزر چکا کہ بیان کردہ معنٰی کے مطابق سختی بھی حقیقت میں نعمت ہے لہٰذا اگر وہ صبر کرے تو یہ بھی در حقیقت شکر ہو گا کیونکہ اُس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم کی خاطر خود کو بے صبری سے روکا ہے اور شکر بھی بالکل یہی ہوتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایسی تعظیم جو نافرمانیوں سے روک دے اور شکر کرنے والا خود کو ناشکری سے روکتا ہے تو وہ گناہ سے صبر کرتا ہے، خود کو شکر پر ابھارتا اور اطاعت پر ڈٹا رہتا ہے تو یوں وہ حقیقت میں صبر کرنے والا ہو گیا اور صابر نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم کی حتّٰی کہ اِس تعظیم نے اُسے پہنچنے والی مصیبت پر بے صبری سے روک دیا اور صبر پر اُبھارا تو یوں وہ در حقیقت شکر کرنے والا ہو گیا۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نفس کی چاہت کے باوجود اُسے ناشکری سے روکنا ایک سختی ہے جس پر شکر گزار صبر کرتا ہے اور صبر و نافرمانی سے بچنے کی توفیق بھی ایک نعمت ہے جس پر صبر کرنے والا شکر ادا کرتا ہے لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ صبر و شکر ایک دوسرے سے جُدا نہیں کیونکہ ان دونوں پر اُبھارنے والی بصیرت ایک ہی ہے اور ہمارے بعض علما کے مطابق وہ استقامت کی بصیرت ہے، انہی وجوہات کی بنا پر ہم نے

www.dawateislami.net

کہا: صبر اور شکر ایک دوسرے سے جُدا نہیں۔

گفتگو کا یہ خلاصہ اچھی طرح سمجھ لو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

فصل حمد و شکر کے واجب ہونے کا بیان

دو بنیادی باتیں

اے بندے! اس گھاٹی کو عبور کرنے میں اپنی پوری کوشش لگا دے جس کا بوجھ آسان، فائدہ بڑا اور نچوڑ و خلاصہ پسندیدہ ہے۔ اب یہاں دو بنیادی باتوں پر غور کرو۔

پہلی بنیادی بات: نعمت اسی کو دی جاتی ہے جو اس کی قدر و قیمت جانتا ہو اور وہ قدر جاننے والا شکر گزار ہی ہے، ہماری اس بات کی دلیل ربّ عَزَّوَجَلَّ کا وہ فرمان ہے جس میں کفار کی بات بیان کر کے ان کا رد کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ (پ۷، الانعام: ۵۳)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہم میں سے کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو۔

ان جاہلوں کا خیال تھا کہ عظیم نعمت اور قیمتی احسان اسی پر ہوتا ہے جس کے پاس مال زیادہ ہو اور وہ حسب و نسب میں اعلیٰ ہو۔ کفار نے کہا: ان غلام و آزاد فقیروں کو کیا ہو گیا، یہ سمجھتے ہیں ہم جیسے معزز لوگوں کو چھوڑ کر یہ عظیم نعمت انہیں عطا کی گئی ہے۔ پھر تکبُّر کرتے اور مذاق اُڑاتے ہوئے کہنے لگے: ”کیا یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہم میں سے۔“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس روشن نکتے کے ساتھ انہیں جواب دیا:

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ (پ۷، الانعام: ۵۳)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو۔

www.dawateislami.net

قدر والے کو نعمت ملتی ہے

آیت کی وضاحت یہ ہے کہ کریم بادشاہ نعمت اسی کو دیتا ہے جو نعمت کی قدر وقیمت جانتا ہو اور قدر وقیمت وہی جانتا ہے جو دل وجان سے اس نعمت کی طرف بڑھے، غیر کے مقابلے میں اسی کو ترجیح دے اور اس کے حصول کی راہ میں آنے والی مشکلات کی پروانہ کرے اور ساتھ ہی ساتھ نعمت دینے والے کی چوکھٹ کو بطورِ شکر تھامے رکھے۔ ہمارے (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے) اَزَلی علم میں تھا کہ یہی کمزور لوگ اس نعمت (یعنی ایمان) کی قدر وقیمت جانتے ہیں اور شکر ادا کرنے والے ہیں لہٰذا اے کافرو! یہی لوگ تم سے زیادہ اس کے حقدار تھے، تمہارے جاہ وحشمت، مال ودولت اور دنیاوی حسب ونسب کا کوئی اعتبار نہیں، تم تو دین، حق اور معرفتِ الٰہی کے بجائے حسب ونسب ہی کو تمام تر نعمت سمجھتے ہو اور اسی کے ساتھ ایک دوسرے پر فخر وبڑائی کا مظاہرہ کرتے ہو، کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ تم اس دین، علم اور حق کو قبول کرنے کے قریب ہوتے بھی ہو تو اسی پر احسان جتاتے ہو جو اسے تمہارے پاس لایا اور اس نعمت سے تم اس لئے بھی محروم رہے کہ تم اسے حقیر سمجھتے ہو اور اس سے کوئی شَغَف نہیں رکھتے جبکہ وہ کمزور لوگ اس دین پر اپنی جانیں قربان کرتے ہیں، اس کی خاطر پوری ہمت لگادیتے ہیں اور اس راہ میں ان کا کچھ بھی ضائع ہو جائے یہ اس کی پروا کرتے ہیں نہ اپنے دشمنوں کو کسی خاطر میں لاتے ہیں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہی لوگ اس نعمت کی قدر وقیمت جانتے ہیں اور ان کے دلوں میں اس کی عظمت ایسی راسخ ہو گئی کہ اس کے لئے ہر شے قربان کرنا ان پر آسان ہو گیا، ہر سختی برداشت کرنا لذت وسُرور بن گیا اور انہوں نے اپنی تمام عُمر اس نعمت کی شکر گزاری میں بسر کرنے کا تہیہ کر لیا۔

www.dawateislami.net

پس اسی لئے یہ لوگ ہمارے علمِ اَزَلی میں اس عظیم نعمت اور قیمتی احسان کے اہل قرار پائے اور ہم نے تمہارے بجائے انہیں اس نعمت کے ساتھ خاص کر لیا۔

دینی نعمت کی قدر دانی

پھر میں کہتا ہوں: یونہی تم دیکھو گے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جن لوگوں کو کسی دینی نعمت علم یا عمل کے ساتھ خاص کیا حقیقت میں وہی لوگ اس نعمت کی قدر و قیمت کو زیادہ جاننے والے، اس کی زیادہ تعظیم کرنے والے، اس کے حصول میں زیادہ کوشش کرنے والے اور سب سے بڑھ کر اِس کی عزت کرنے والے اور سب سے زیادہ اس کا شکر ادا کرنے والے ہوں گے جبکہ بعض کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس سے محروم رکھا تو یہ انہیں تقدیر کے مطابق نعمت سے ان کی لاپرواہی اور تعظیم میں کوتاہی کی وجہ سے محروم رکھا ہے پھر اگر علم و عبادت کی تعظیم عوام اور بازاری لوگوں کے دلوں میں بھی ویسی ہی ہوتی جیسی کہ علما اور عبادت گزاروں کے دلوں میں ہے تو وہ کبھی بازاروں کو ترجیح نہ دیتے بلکہ بازاروں کو چھوڑنا ان پر آسان ہو جاتا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ جب کوئی فقیہ (عالِم) کسی ایسے مسئلے کو واضح کر لیتا ہے جو پہلے اس پر مشتبہ تھا تو اس کا دل کیسے خوشی سے جھوم اٹھتا ہے اور سُرور کتنا بڑھ جاتا ہے، اس کے دل میں اس کی قدر و منزلت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ اگر اسے لاکھوں دینار بھی دیئے جاتے تو وہ اتنا خوش نہ ہوتا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ فقیہ کو کوئی دینی مسئلہ اٹک جاتا ہے تو وہ سال بھر بلکہ 10 سال تک بلکہ 20 سال تک اس میں غور و فکر کرتا رہتا ہے مگر پھر بھی اکتاتا نہیں حتّٰی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے تو وہ اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بہت بڑا احسان اور عظیم نعمت سمجھتا ہے اور اس پر خود کو دولت مندوں سے بڑھ کر دولت

www.dawateislami.net

مند اور عزت داروں سے بڑھ کر عزت دار سمجھتا ہے بلکہ کبھی کبھی تو کسی بازاری یا کسی سُست طالبِ علم کو اپنے جیسا علم و محبت میں شوق ورغبت رکھنے والا سمجھ کر اس کے سامنے یہ مسئلہ بیان کر دیتا ہے مگر وہ بازاری یا سُست طالبِ علم اسے پوری طرح نہیں سنتا بلکہ کلام طویل ہونے کی صورت میں اُسے اکتاہٹ ہوتی ہے اور وہ سو جاتا ہے اور اگر وہ مسئلہ اس کے سامنے واضح کر بھی دیا جائے تب بھی وہ اسے کوئی بڑی بات نہیں سمجھتا۔

یہی حال اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رجوع کرنے والے کا ہوتا ہے، وہ رِیاضت اور نفس کو شہوتوں اور لذتوں سے محفوظ رکھنے کے لئے کس قدر محنت و کوشش کرتا ہے اور اعضاء کو بے جا حرکات و سکنات سے لگام دیئے رکھتا ہے، اس اُمید پر کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پوری طہارت اور آداب کے ساتھ دو رکعت کی توفیق عطا فرما دے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کس قدر گریہ وزاری کرتا ہے کہ شاید اللہ عَزَّوَجَلَّ قلبی صفائی اور حلاوت کے ساتھ گھڑی بھر مناجات نصیب کر دے پھر اگر وہ مہینے، سال بلکہ اپنی ساری زندگی میں ایک مرتبہ بھی یہ انداز پانے میں کامیاب ہو جائے تو اس کو بہت بڑا احسان اور عظیم ترین نعمت سمجھتا ہے اور بے حد خوش ہوتا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتا ہے اور وہ اِس کی خاطر اٹھائی گئی مشقتوں، شب بیداریوں اور لذتوں کو چھوڑنے کی کوئی پروا نہیں کرتا۔

غافل و عاجز لوگ

پھر تم ایسے لوگوں کو بھی دیکھو گے جو خود کو عبادتوں کا شوقین خیال کرتے ہیں اور چاہتے ہیں ہمیں خالص عبادت نصیب ہو جائے لیکن اگر ایسی عبادت کے لئے انہیں رات کے کھانے کا ایک لقمہ چھوڑنا پڑے یا کوئی فضول بات ترک کرنی پڑے یا پھر ایک ساعت کی نیند قربان کرنی پڑے تو ان کا نفس اس پر آمادہ نہیں ہوتا اور نہ ہی

www.dawateislami.net

ان کے دل اس پر راضی ہوتے ہیں اور اگر اتفاق سے اُن کو خالص عبادت حاصل ہو بھی جائے تو وہ اُسے کوئی بڑی شے سمجھتے ہیں نہ اُس کا کوئی زیادہ شکر ادا کرتے ہیں بلکہ اُنہیں خوشی اُس وقت ہوتی ہے اور اُن کی زبان سے حمد کا کلمہ اُس وقت نکلتا ہے جب اُنہیں کوئی درہم یا روٹی کا کوئی ٹکڑا مل جائے یا پسندیدہ سالن نصیب ہو جائے یا پھر بدن کی سلامتی کے لئے نیند آجائے تو اُس وقت کہتے ہیں: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ یہ اللہ کا احسان ہے۔'' پھر بھلا اِن جیسے غافل و عاجز لوگ اُن محنت و کوشش کرنے والے نیک بخت لوگوں کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ اسی لئے یہ بے چارے محروم جبکہ توفیقِ الٰہی پانے والے کامیاب و کامران ہیں پس اسی طرح ہدایت کے معاملے کو بھی اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن جَلَّ جَلَالُہٗ نے تقسیم فرما دیا ہے کہ وہی تمام جہانوں کو سب سے بہتر جانتا ہے اور یہ تفصیل ہے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے اس مبارک فرمان کی:

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰکِرِیْنَ ﴿۵۳﴾ ترجمۂ کنزالایمان: کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو۔ (پ۷، الانعام: ۵۳)

یاد رکھو تم جب بھی بھلائی سے محروم ہوتے ہو اپنے نفس ہی کی وجہ سے ہوتے ہو لہٰذا خوب کوشش کرو تاکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت کی قدر کو پہچانو اور کما حقُّہٗ اس کی تعظیم کرو پھر تم اس کے اہل ہو جاؤ گے اور پھر ربّ تعالیٰ نعمت کو تمہارے پاس باقی رکھ کر تم پر احسان فرمائے گا جیسا کہ اس نے نعمت دے کر احسان فرمایا بے شک وہ مہربان اور رحم فرمانے والا ہے، یہ بات ہم دوسری بنیادی بات میں بیان کرتے ہیں۔

لالچِ دنیا نے تباہ کر دیا

دوسری بنیادی بات: جو نعمت کی قدر نہیں جانتا نعمت اس سے چھین لی جاتی ہے

www.dawateislami.net

اور قدر نہ جاننے والا ناشکرا ہوتا ہے اور اس کا شکر بجا نہیں لاتا، اس کی دلیل ربّ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان ہے:

وَ اتۡلُ عَلَیۡهِمۡ نَبَاَ الَّذِیۡۤ اٰتَیۡنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانۡسَلَخَ مِنۡهَا فَاَتۡبَعَهُ الشَّیۡطٰنُ فَكَانَ مِنَ الۡغٰوِیۡنَ ﴿۱۷۵﴾ وَ لَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخۡلَدَ اِلَی الۡاَرۡضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الۡكَلۡبِ ۚ اِنۡ تَحۡمِلۡ عَلَیۡهِ یَلۡهَثۡ اَوۡ تَتۡرُكۡهُ یَلۡهَثۡ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا ۚ

(پ۹، الاعراف: ۱۷۵، ۱۷۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب انھیں اس کا احوال سناؤ جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں تو وہ ان سے صاف نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں ہو گیا اور ہم چاہتے تو آیتوں کے سبب اسے اٹھا لیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا تابع ہوا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تُو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے یہ حال ہے ان کا جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں۔

یہ آیت بلعم بن باعورا کے متعلق ہے، یہاں گویا کہ ربّ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ہم نے اس بندے پر دین کے معاملے میں بڑی اور عظیم نعمتیں فرمائیں اور اپنی بارگاہ میں بڑا اور بلند رُتبہ عطا کیا تو وہ ہمارے نزدیک جاہ و جلال اور بلند قدر و منزلت والا ہو گیا لیکن وہ ہماری نعمتوں کی قدر سے جاہل رہا اور کمتر و کمینی دنیا اور گھٹیا نفسانی خواہش کی طرف مائل ہو گیا، اس نے یہ بھی نہ جانا کہ دنیا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے چھوٹی دینی نعمت کے بلکہ مچھر کے پر برابر بھی اہمیت نہیں رکھتی اور وہ نعمتوں کی ناشکری میں اس کتے کی مانند ہو گیا جو عزت و ذلت اور بزرگی و حقارت کی پہچان ہی نہیں رکھتا، اُس کے نزدیک عزت روٹی کے ایک ٹکڑے میں ہوتی ہے جسے وہ کھالے یا دستر خوان کی

www.dawateislami.net

ایک ہڈی میں جسے اُس کی طرف پھینک دیا جائے، چاہے تم اُسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھاؤ یا اپنے سامنے گندگی اور مٹی میں کھڑا کر دو بہر صورت اس کی تمام تر لالچ اور نعمت وعزت روٹی کے ایک ٹکرے یا ہڈی میں ہوتی ہے۔

پس یہ بُرا بندہ بھی ایسا ہے کہ ہماری نعمتوں، عطاؤں اور عزتوں کی ناقدری وناشکری کی تو اس کی بصیرت کند ہو گئی، ہمیں چھوڑ کر غیر کی طرف متوجہ ہونے کے سبب مقام قرب میں اس کا ادب بُرا ہو گیا، ہماری نعمتوں کو بھول کر حقیر دنیا اور گھٹیا لذت کی طرف متوجہ ہو گیا تو پھر ہم نے اس پر اپنی تدبیر کی نگاہ ڈالی اور اسے انصاف کے میدان میں لا کھڑا کیا۔ پھر ہم نے اس کے متعلق اپنا زبردست فیصلہ جاری فرمایا تو اس سے اپنی تمام عزتیں اور خلعتیں سلب فرمالیں اور اس کے دل سے اپنی معرفت نکال دی پس وہ ہماری اُن تمام نعمتوں سے خالی ہو گیا جو ہم نے اُسے اپنے فضل سے عطا کی تھیں اور ایک بھگایا ہوا کتا یا دھتکارا ہوا شیطان ہو گیا۔ نَعُوْذُ بِاللہ ثُمَّ نَعُوْذُ بِاللہ مِنْ سَخَطِہٖ وَاَلِیْمِ عِقَابِہٖ اِنَّہٗ رَءُوْفٌ رَّحِیْم یعنی ہم بار بار اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی اور اس کے دردناک عذاب سے پناہ چاہتے ہیں بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت مہربان رحم فرمانے والا ہے۔

بادشاہ اور غلام کی مثال

یہاں اُس بادشاہ کی مثال سے بھی سمجھ سکتے ہو جو اپنے کسی غلام کو عزت دے، اُسے اپنے خاص کپڑے پہنائے، اپنا قرب بخشے اور اسے اپنے تمام خادموں اور دربانوں کا سردار بنا دے پھر اُسے اپنے دروازے پر موجود رہنے کا حکم دے اور دوسری طرف یہ فرمان جاری کرے کہ اِس کے لئے فلاں جگہ محل تعمیر کئے جائیں، بلند تخت بچھائے جائیں، طرح طرح کے کھانے چنے جائیں، اس کے لئے کنیزیں سجائی جائیں اور خوبرو

www.dawateislami.net

نوجوان دست بستہ کھڑے رہیں یہاں تک کہ جب وہ بادشاہ کی خدمت سے واپس لوٹے تو اُسے اُن محلات میں باعزت مخدوم بادشاہ کی حیثیت سے ٹھہرایا جائے۔ اب بادشاہ کی خدمت اور اپنے بادشاہ بننے کے درمیان دن کی ایک گھڑی یا اس سے بھی کم وقت رہتا ہو اور اسی دوران یہ غلام بادشادہ کے دروازے پر جانوروں کی دیکھ بھال کرنے والے کسی نوکر کو روٹی کا ٹکڑا کھاتے یا کسی کتے کو ہڈی چباتے ہوئے دیکھے تو بادشاہ کی خدمت کو چھوڑ کر اُن کو دیکھنے میں مشغول ہو جائے اور شاہی خلعت وعزت کی طرف سے توجہ ہٹا کر روٹی کھانے والے نوکر کی طرف دوڑے اور اپنا ہاتھ پھیلا کر اس سے روٹی کا ٹکڑا مانگنے لگے یا ہڈی کے لئے کتے سے مزاحمت کرنے لگے اور اُن پر رشک کرتے ہوئے ان کی اس حالت کو بڑا سمجھنے لگے تو کیا بادشاہ جب اس آدمی کو اِس حالت میں دیکھے گا تو یہ نہ کہے گا کہ اس بے وقوف اور کمینے شخص نے ہماری دی ہوئی عزت کا حق نہ پہچانا اور ہم نے اسے جو خِلعَت عطا کی، اپنی بارگاہ میں قرب دیا، اس پر اپنی خاص نظرِ عنایت کی اور اس کے لئے دولت کے ذخیرے اور کئی قسم کی نعمتیں مہیا کیں اِس نے ان کی قدر وقیمت کو سمجھا ہی نہیں، یہ تو بڑا جاہل ہے اور اِسے چیزوں کے درمیان تمیز ہی نہیں، اِس سے تمام انعام واکرام چھین لو اور اسے ہمارے دروازے سے دُور کر دو۔

پس یہی حال دنیا کی طرف مائل عالِم اور خواہش کی پیروی کرنے والے عبادت گزار کا ہوتا ہے حالانکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے عبادت، نعمتوں کی پہچان، شریعت اور احکام کی معرفت سے نوازا مگر وہ ان کی قدر وقیمت نہیں پہچانتا اور اس چیز کی طرف مائل ہوتا ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک انتہائی حقیر و کمتر ہے، یہ اس کی رغبت اور حرص رکھتا ہے اور اِس کے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے عطا کردہ علم وحکمت اور عبادت

www.dawateislami.net

وحقائق جیسی عظیم نعمتوں کے مقابلے میں اس دنیا کی محبت بڑی اور زیادہ ہو گئی ہے۔

نیز اُس بندے کا بھی یہی معاملہ ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کئی قسم کی توفیق عطا فرمائی، اُسے کئی طرح کی خدمت وعبادت سے زینت بخشی اور اکثر اوقات اس پر نظرِ رحمت فرمائی یہاں تک کہ فرشتوں کے سامنے اس پر فخر فرمایا، اسے اپنی بارگاہ میں سرداری ووجاہت عطا کی، اسے مقامِ شفاعت عطا فرمایا اور اسے عزت وشرف کی وہ منزل عطا فرمائی کہ اگر وہ دعا کرے تو ربّ تعالیٰ قبول فرمالے اور لَبَّیْكَ فرمائے، وہ مانگے تو ربّ تعالیٰ اسے عطا فرما کر غنی کر دے اور اگر ایک جہان کی شفاعت کرے تو ربّ تعالیٰ سب کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرما کر اسے راضی کر دے، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کسی چیز کی قسم کھائے تو وہ اسے پوری فرمادے، اس کے دل میں کسی چیز کا خیال آئے تو زبان پر سوال آنے سے پہلے ہی ربّ عَزَّوَجَلَّ اسے عطا فرمادے پس جس کی یہ حالت ہو مگر پھر وہ اِس نعمت دینے والے کی قدر پہچانے نہ ہی اس نعمت کے مرتبہ کو دیکھے بلکہ انہیں چھوڑ کر بے حیاوبے کار نفس کی خواہش کی طرف پھر جائے یا فانی وگھٹیا دنیا کی چمک کو مرکزِ نگاہ بنالے اور ان عزتوں، نعمتوں، تحفوں اور احسانوں کو نہ دیکھے اور نہ ہی آخرت کے عظیم ثواب اور دائمی نعمتوں کی طرف نظر کرے تو اس سے زیادہ حقیر اور بُرا انسان بھلا اور کون ہو سکتا ہے؟ اگر جانے تو اس کا خطرہ کس قدر بڑا؟ اور اگر سمجھے تو اس کا فعل کس قدر بے حیائی والا ہے؟ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنے عظیم فضل اور وسیع رحمت سے ہماری اصلاح فرمائے بے شک وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

نعمت کی تحقیر مت کرو

اے بندے! خود پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کی قدرومنزلت پہچاننے کے لئے تمہیں

www.dawateislami.net

پوری کوشش کرنا ضروری ہے پس اگر وہ تمہیں کوئی دینی نعمت عطا فرمائے تو دنیا اور اس کے سامان کی طرف توجہ کرنے سے بچو کیونکہ اگر تم اس طرف متوجہ ہوئے تو یہ رب تعالیٰ کی جانب سے ملنے والی دینی نعمت کے ساتھ ایک قسم کی تحقیر ہو گی، کیا تم نے نہیں سنا کہ ربّ عَزَّوَجَلَّ نے تمام رسولوں کے سردار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیا فرمایا ہے؟ وہ ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۸﴾

(پ۱۴، الحجر: ۸۷، ۸۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے کو دی اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو۔

آیتِ مبارکہ کی وضاحت یہ ہے کہ جسے بھی قرآنِ عظیم کی نعمت دی گئی اس پر لازم ہے کہ حقیر دنیا میں رغبت تو دور کی بات اُس کی طرف پسندیدگی کی نظر بھی نہ کرے اور اس عظیم نعمت پر شکر بجالائے کیونکہ یہ ایسی عزت وبزرگی ہے جس کے طفیل حضرت سیّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے چچا پر احسان کرنے کی تمنا کی مگر نہ فرمایا گیا اور اِسی بزرگی کے سبب حضور سیّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے چچا ابو طالب پر احسان کی تمنا فرمائی تو نہ ہوا۔ اس کے برعکس دنیا کا مال تو ایک مصیبت ہے جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر کافر، فرعون، مُلحِد وزِندیق اور جاہل وفاسق کو مبتلا کرتا ہے جو کہ اُس کی ذلیل ترین مخلوق ہیں اور وہ اِس گھٹیا دنیا کو ہر نبی، صِدِّیق اور

www.dawateislami.net

عالِم وعابد سے دور رکھتا ہے جو کہ اُس کی بہترین مخلوق ہیں اور بعض اوقات تو انہیں روٹی کا ٹکڑا اور کپڑے کا چیتھڑا بھی نصیب نہیں ہوتا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں احسان جتاتا ہے کہ اس نے انہیں دنیا کی گندگی سے آلودہ نہیں فرمایا۔ چنانچہ

اپنوں سے عیش وآرام کی دوری

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ اور حضرت سیِّدُنا ہارون عَلَیْہِمَا السَّلَام سے فرمایا: اگر میں چاہوں تو تمہیں ایسی زینت دوں جسے دیکھ کر فرعون جان لے کہ ایسی زینت اس کی طاقت سے باہر ہے اور میں ضرور ایسا کر سکتا ہوں مگر میں تم دونوں سے دنیا دور کر کے تمہیں اس سے بے پروا کر دوں گا اور میں اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہوں، میں انہیں دنیاوی نعمتوں سے ایسے ہی دور رکھتا ہوں جیسے مہربان چرواہا اپنے اونٹوں کو خارش زدہ اونٹوں سے دور رکھتا ہے، میں انہیں دنیا کے عیش وآرام سے اس لئے دور نہیں رکھتا کہ ان کی میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ میری جانب سے عزت وانعام کو پورے طور پر حاصل کریں۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَوْ لَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لِبُیُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّ سُرُرًا عَلَیْهَا یَتَّكِــٴُـوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ زُخْرُفًاؕ وَ اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر ہو جائیں تو ہم ضرور رحمٰن کے منکروں کے لیے چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتے جن پر چڑھتے اور ان کے گھروں کے لیے چاندی کے دروازے اور چاندی کے تخت جن پر تکیہ لگاتے اور طرح طرح کی آرائش اور یہ جو کچھ

www.dawateislami.net

الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾ (پ۲۵، الزخرف: ۳۳تا۳۵) ہے جیتی دنیاہی کا اسباب ہے اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیز گاروں کے لیے ہے۔

سب سے بڑی نعمت اسلام ہے

اے بندے! اگر تم کچھ بصیرت رکھتے ہو تو دونوں کے مابین فرق پر غور کرو اور کہو کہ ”تمام تعریفیں اس اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنے اولیاء واصفیاء والا احسان ہم پر بھی فرمایا اور اپنے دشمنوں والے فتنے کو ہم سے دور رکھا۔“ اور یہ اس لئے کہ ہم کثیر شکر، بڑی حمد، بڑے احسان اور عظیم نعمت کے ساتھ خاص ہو جائیں جو کہ اسلام ہے پس یہی پہلی اور آخری نعمت ہے جس کے شکر میں تم اپنے دن رات ایک کردو اور اگر تم اس کی قدر وقیمت سمجھنے سے عاجز ہو تو جان لو کہ اگر تمہیں دنیا کی ابتدا میں ہی پیدا کر دیا جاتا پھر تمہیں اسلام کی دولت سے نواز دیا جاتا اور تم اس ابتدائی وقت سے ابد تک اس کا شکر ادا کرتے رہتے تب بھی اس کا تھوڑا سا حق بھی ادا نہ کر پاتے کیونکہ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

علمِ مُصَنِّف اور اعترافِ حقیقت

میں کہتا ہوں: اس نعمت کی قدر سے متعلق جتنا میرا علم ہے اُسے یہاں بیان نہیں کیا جاسکتا، اگر میں اس کے بارے میں دس لاکھ صفحات بھی لکھ دوں تب بھی میرا علم اس سے زیادہ ہے، اس اعتراف کے ساتھ کہ میرا اس بارے میں علم ایک قطرہ اور لاعلمی سمندر کی حیثیت رکھتی ہے۔

نعمتِ ایمان ہی سب سے بڑھ کر ہے۔ کیا تم نے حضور سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن، خَاتَمُ النَّبِیِّیْن

www.dawateislami.net

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے ربّ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا:

مَا كُنۡتَ تَدۡرِىۡ مَا الۡكِتٰبُ وَلَا الۡاِيۡمَانُ (پ۲۵، الشوریٰ: ۵۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل۔

پھر دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ ؕ وَكَانَ فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكَ عَظِيۡمًا ﴿۱۱۳﴾ (پ۵، النسآء: ۱۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک قوم سے ارشاد فرمایا:

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيۡكُمۡ اَنۡ هَدٰٮكُمۡ لِلۡاِيۡمَانِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۷﴾ (پ۲۶، الحجرات: ۱۷)

ترجمۂ کنز الایمان: بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو۔

بڑی نعمت پر شکر گزاری

ایک مرتبہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی الْاِسْلَام یعنی سب تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے کہ اُس نے اسلام عطا فرمایا۔ تو ارشاد فرمایا: بے شک تم بہت بڑی نعمت پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعریف وحمد کر رہے ہو۔“[1]

جب خوشخبری لانے والا حضرت سیِّدُنا یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اُس سے پوچھا: تم حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو کس دین پر چھوڑ کر آئے

1 ...شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ وشکرھا، ۴/۱۱۹، حدیث: ۴۴۹۸

www.dawateislami.net

ہو؟ عرض کی: اسلام پر۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اب نعمت پوری ہوئی۔

منقول ہے کہ ادائے شکر میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو سب سے پیارا اور بہترین کلمہ یہ ہے کہ بندہ یوں کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَھَدَانَا لِلْاِسْلَام یعنی تمام تعریفیں اُس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے ہم پر انعام فرمایا اور ہمیں اسلام کی ہدایت بخشی۔

خفیہ تدبیر اور اقوالِ اسلاف

خبردار! شکر سے ہرگز غافل مت ہونا اور اسلام، معرفت، توفیق اور گناہوں سے حفاظت کے جس مقام پر اس وقت تم ہو اس سے دھوکا مت کھانا کیونکہ باوجود ان نعمتوں کے یہ مقام بے خوفی کا ہے نہ غفلت کا کیونکہ تمام امور انجام سے جُڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ

﴿1﴾... حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرمایا کرتے تھے: جو اپنے دین پر بے خوف ہو گا اُس سے دین چھین لیا جائے گا۔

﴿2﴾... ہمارے شیخ حضرت سیِّدُنا ابو بکر ورّاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق فرمایا کرتے تھے: جب تم کافروں کا حال اور ان کے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا سنو تو اپنے متعلق بے خوف مت ہو جانا کیونکہ معاملہ بہت خطرناک ہے اور تم نہیں جانتے کہ انجام کیا ہو گا اور تمہارے متعلق غیب میں کیا فیصلہ ہو چکا ہے، لہٰذا ان اوقات کی صفائی سے دھوکا مت کھانا کیونکہ ان کے نیچے گہری آفتیں موجود ہیں۔

عصمت میں آفت

﴿3﴾... ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اے عصمتوں سے دھوکا کھانے والو! ان

www.dawateislami.net

عصمتوں کے نیچے قسم قسم کی آفتیں ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ابلیس کو کئی طرح کی عصمت سے نوازا لیکن حقیقت میں وہ اس کی بارگاہ میں مردود تھا، یونہی ربّ تعالیٰ نے بلعم بن باعورا کو کئی قسم کی ولایت عطا فرمائی مگر درحقیقت وہ اس کے دشمنوں میں سے تھا۔

﴿4﴾... امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: بہت سے لوگ اپنے اوپر احسان کی وجہ سے دھوکے میں ہیں، بہت سے لوگ اپنے متعلق اچھی رائے کے باعث آزمائش میں ہیں اور بہت سے لوگ پردہ پوشی کے سبب فریب میں ہیں۔

نوازشات سے دھوکا نہ کھانا

﴿5﴾... حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے پوچھا گیا: بندہ سب سے بڑھ کر کس شے سے دھوکا کھاتا ہے؟ ارشاد فرمایا: مہربانیوں اور نوازشات سے۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ (پ۹، الاعراف: ۱۸۲)

ترجمۂ کنزالایمان: جلد ہم انھیں آہستہ آہستہ عذاب کی طرف لے جائیں گے جہاں سے انھیں خبر نہ ہوگی۔

مطلب یہ کہ ہم ان پر نعمتیں مکمل کرتے جاتے ہیں اور انہیں شکر بُھلائے رکھتے ہیں۔ جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے:

اَحْسَنْتَ ظَنَّكَ بِالْاَيَّامِ اِذْ حَسُنَتْ ... وَ لَمْ تَخَفْ سُوْءَ مَا يَاْتِيْ بِهِ الْقَدَرُ

وَسَالَمَتْكَ اللَّيَالِيْ فَاغْتَرَرْتَ بِهَا ... وَ عِنْدَ صَفْوِ اللَّيَالِيْ يَحْدُثُ الْكَدَرُ

www.dawateislami.net

ترجمہ: دِنوں کے اچھے ہونے پر تو انہیں اچھا سمجھتا ہے اور اُس بُرائی سے نہیں ڈرتا جو تقدیر لانے والی ہے۔ اور تو اپنی راتوں کی سلامتی سے دھوکا کھا جاتا ہے حالانکہ بے غبار راتوں میں پریشانی ظاہر ہوتی ہے۔

خوب جان لو جیسے جیسے تم بارگاہِ الٰہی سے قریب ہوتے جاؤ گے معاملہ اور بھی زیادہ سخت، خوفناک، پیچیدہ اور مشکل ہوتا جائے گا اور تم پر خطرہ بھی بہت بڑا ہو گا، کیونکہ ہر چیز بلندی پر پہنچنے کے بعد جب واپس پلٹتی ہے تو بڑی شدت کے ساتھ پلٹتی ہے، جیسا کہ شاعر نے کہا:

مَا طَارَ طَيْرٌ فَارْتَفَعَ اِلَّا كَمَا طَارَ وَقَعَ

ترجمہ: پرندہ جس طرح اڑ کر بلندی پر جاتا ہے اسی طرح واپس نیچے بھی آتا ہے۔

پس اس وقت کسی بھی حال میں بے خوف ہونے، شکر سے غفلت برتنے اور حفاظت کے معاملے میں گریہ وزاری چھوڑ دینے کی کوئی راہ نہیں۔

حفاظتِ ایمان کی دعا

﴿6﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمایا کرتے: تم کیسے بے خوف ہو سکتے ہو حالانکہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کی:

وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ (پ۱۳، ابراھیم: ۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا۔

اور حضرت سیِّدُنا یوسف صدّیق عَلَیْہِ السَّلَام نے دعا کی:

تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا (پ۱۳، یوسف: ۱۰۱)

ترجمۂ کنزالایمان: مجھے مسلمان اٹھا۔

www.dawateislami.net

﴿7﴾... حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی ہمیشہ یہ دعا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! سلامتی عطا فرما، سلامتی عطا فرما۔'' ایسا لگتا گویا آپ کشتی میں ہیں اور ڈوبنے کا خوف ہے۔

کہیں اسلام نہ چھن جائے!

﴿8﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن یوسف بن اسباط رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو پوری رات روتے دیکھا تو عرض کی: آپ گناہوں پر اس قدر روتے ہیں؟ انہوں نے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا: گناہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک اس تنکے سے بھی زیادہ معمولی ہیں، میں تو اس بات پر رو رہا ہوں کہ کہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھ سے اسلام نہ چھین لے۔ اَلْعِیَاذُ بِاللہ (اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ۔)

ناشکری لے ڈوبی

﴿9﴾... ایک عارف بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بلعم بن باعورا کے بارے میں پوچھا کہ وہ اتنی نشانیوں اور بزرگیوں کے بعد کیسے مردود ہو گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: جو کچھ میں نے اُسے دیا تھا اس پر اس نے ایک دن بھی میرا شکر ادا نہیں کیا اگر وہ ایک مرتبہ بھی میرا شکر ادا کر لیتا تو میں اس سے اپنی عطائیں سلب نہ فرماتا۔

اے بندے! جاگ جا اور شکر کی حفاظت کر اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عطا کردہ دینی احسانات پر اس کی حمد کر، ان میں سب سے بڑا احسان اسلام اور معرفتِ الٰہی ہے اور سب سے چھوٹا احسان تسبیح کرنے کی اور بے فائدہ بات سے بچنے کی توفیق ہے۔ اُمید

www.dawateislami.net

ہے وہ تجھ پر اپنی نعمتیں مکمل فرما دے اور زوال کی کڑواہٹ میں تجھے مبتلا نہ فرمائے، کیونکہ عزت کے بعد ذلت، قرب کے بعد دوری اور وصال کے بعد فراق دشوار ترین معاملہ ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ عزت وبزرگی والا اور رحمت ومہربانی فرمانے والا ہے۔

فصل: بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کے وجوب کا بیان

اعلیٰ خوبی اور ستھرا مرتبہ

اس مقام میں گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تم نے اپنے اوپر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن عظیم نعمتوں اور بڑے احسانات میں اچھی طرح غور وفکر کیا جنہیں تمہارا دل شمار کر سکتا ہے نہ تمہاری سوچ اُن کا احاطہ کر سکتی ہے حتّٰی کہ تم نے ان تمام مشکل گھاٹیوں کو پیچھے چھوڑ دیا تو تمہیں علوم وحقائق تک رسائی ہو گئی، گناہوں کی غلاظت سے پاک ہو گئے، عوائق وعوارض سے آگے بڑھ گئے، عبادت پر ابھارنے والی چیزیں پا گئے اور اِسے خراب کرنے والی چیزوں سے محفوظ ہو گئے۔ پس تمہیں کس قدر اعلیٰ خوبی اور ستھرا مرتبہ مل گیا کہ اس کی ابتدا بصیرت ومعرفت اور انتہا عزت وقرب ہے، اپنے اس مقام پر اپنی عقل وتوفیق کے مطابق غور کرو اور اپنی طاقت بھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو کہ وہ تمہاری زبان کو اپنی حمد وثنا میں مشغول رکھتا اور تمہارے دل کو اپنی عظمت سے پُر رکھتا ہے، تمہیں ایسا مقام عطا فرماتا ہے جو تمہارے اور اُس کی نافرمانی کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور تمہاری قوت وطاقت کے مطابق تمہیں اپنی عبادت پر اُبھارتا ہے، اس اعتراف کے ساتھ کہ تم اس کے انعام واحسان کے حق میں کوتاہی کرنے والے ہو۔

www.dawateislami.net

ولیوں کا اندازِ شکر

تمہیں جب بھی اس کے شکر میں غفلت، سستی یا لغزش ہو جائے تو جلدی سے لوٹ آؤ، مجاہدہ کرو، گریہ وزاری کرو اور وسیلہ تلاش کرتے ہوئے عرض کرو: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اے میرے مولا! جس طرح مستحق نہ ہونے کے باجود تو نے مجھ پر اپنے فضل سے احسان فرمایا تھا اُسی طرح مستحق نہ ہونے کے باوجود اب بھی اپنے فضل سے احسان کو پورا فرما۔“ اور تم اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو اُس کے اُن ولیوں کی طرح پکارو جنہوں نے ہدایت کا تاج پایا اور معرفت کی حلاوت چکھی تو اپنی جانوں کے متعلق دھتکار و اہانت کی تپش، گمراہی اور دوری کی وحشت اور زوال و معزولی کی کڑواہٹ سے خوف زدہ رہتے ہیں۔ وہ اس کے دروازے پر مدد طلب کرتے ہوئے گریہ وزاری کرتے ہیں، اُس کی طرف گڑگڑاتے ہوئے اپنے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور خلوتوں میں دھاڑیں مار مار کر پکارتے ہیں:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾

(پ۳، اٰل عمرٰن: ۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہے بڑا دینے والا۔

میں کہتا ہوں: اس دعا کا مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہم نے تیری طرف سے ایک نعمت پائی تو دوسری نعمت کے امیدوار بن گئے کیونکہ تو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے پس جیسے تو نے ابتدا میں ہم پر کمال انعام فرمایا اب انتہا میں بھی اُسے پورا

www.dawateislami.net

کرنے کی رحمت سے ہمیں نواز دے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی مخلوق میں اپنے منتخب مسلمان بندوں کو جو دعا سکھائی وہ یہ ہے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ۵ ترجمۂ کنزالایمان: ہم کو سیدھا راستہ چلا۔

(پ۱، الفاتحۃ:۵)

یعنی ہمیں سیدھی راہ پر ثابت قدمی اور استقامت عطا فرما۔ وَاللہُ اَعْلَمُ (اللہ عَزَّوَجَلَّ بہتر جانتا ہے۔)

بس یونہی بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کرتے رہو کیونکہ معاملہ بڑا خطرناک ہے۔

دنیا کے بنیادی مصائب

منقول ہے کہ حکماء نے غور وفکر کرکے دنیا کی پانچ چیزوں کو مصائب وآلام قرار دیا ہے: (۱)... حالتِ سفر میں بیماری (۲)... بڑھاپے میں غربت (۳)... جوانی میں موت (۴)... بینائی کے بعد اندھا ہونا اور (۵)... نعمتوں کی معرفت کے بعد ان کا انکار۔

کسی شاعر نے اس سے بھی اچھی بات کہی کہ:

لِكُلِّ شَیْءٍ اِذَا فَارَقْتَهٗ عِوَضٌ وَ لَيْسَ لِلّٰهِ اِنْ فَارَقْتَ مِنْ عِوَضِ

ترجمہ: تجھے ہر چیز کو چھوڑنے کا کوئی نہ کوئی عوض مل جائے گا لیکن اگر تو نے باری تعالیٰ کو چھوڑا تو اس کا کوئی عوض نہیں۔

ایک اور شاعر نے کہا:

اِذَا اَبْقَتِ الدُّنْيَا عَلَى الْمَرْءِ دِيْنَهٗ فَمَا فَاتَهٗ مِنْهَا فَلَيْسَ بِضَائِرِ

ترجمہ: اگر دنیا آدمی کو دین پر باقی رہنے دے تو پھر جتنی دنیا بھی ضائع ہو جائے کوئی نقصان نہیں۔

www.dawateislami.net

قیمتی و نایاب خزانے

لہٰذا خود پر ہونے والی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ہر نعمت اور اس کی مدد کا شکر ادا کرو جو اس نے تمہاری ان گھاٹیوں کے عبور کرنے میں فرمائی اور تمہیں ثابت قدم رکھا اور تمہیں چاہت و تمنا سے بڑھ کر عطا فرمایا۔ اگر تم نے ایسا کر لیا تو پھر یقیناً تم نے اس پُر خطر گھاٹی کو پیچھے چھوڑ دیا اور کامیابی میں تمہیں دو قیمتی اور نایاب خزانے ملے جو کہ استقامت اور زیادت ہیں۔ اب جو نعمتیں اس نے تمہیں عطا فرمائی ہیں وہ ہمیشہ رہیں گی ان کے زوال کا خوف نہ کرو بلکہ ربّ تعالیٰ تمہیں وہ نعمتیں بھی عطا فرمائے گا جو تمہارے پاس نہیں ہیں اور تم ان کی اچھی طرح طلب اور تمنا بھی نہیں کر سکتے اب ان کے فوت ہونے کا خوف بھی نہ کرو، اس وقت تم ان عارفین میں سے ہو جاؤ گے جو دین کو جاننے والے، توبہ کرنے والے، پاک، دنیا سے بے رغبتی رکھنے والے، عبادت کے لئے تنہائی اختیار کرنے والے، شیطان پر غصہ کرنے والے، دل اور تمام اعضاء سے تقویٰ کا حق ادا کرنے والے، چھوٹی امیدوں والے، خیر خواہی کرنے والے، عاجزی و انکساری والے، توکُّل والے، معاملات کو سپردِ خدا کرنے والے، قضا پر راضی رہنے والے، صبر والے، خوفِ خدا والے، رحمتِ الٰہی کے امیدوار، اخلاص والے، احساناتِ الٰہیہ کو یاد کرنے والے اور تمہارے مالک و مولیٰ ربّ العالمین عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے والے ہیں۔ اس کے بعد تم ان لوگوں میں سے ہو جاؤ گے جو سیدھی راہ پر قائم رہنے والے، مُعَزَّز اور صدّیقین ہیں۔

اس کلام پر غور کرو اور توفیق دینے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔

www.dawateislami.net

شکر گزار تھوڑے ہیں

اگر تم کہو کہ جب معاملہ اس قدر مشکل ہے تو اس درجہ کی عبادت کرنے والے اور اس مقام پر پہنچنے والے تو بہت کم ہوں گے، بھلا اس قدر محنت مشقت اور ان شرائط پر عمل کرنے کی طاقت کس میں ہے؟ تو جان لو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے، چار فرامینِ باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیے:

﴿1﴾...

وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿١٣﴾

(پ۲۲، سبأ: ۱۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے۔

﴿2﴾...

وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٢٤٣﴾

(پ۲، البقرۃ: ۲۴۳)

ترجمۂ کنز الایمان: مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔

﴿3﴾...

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٣﴾

(پ۲۱، العنکبوت: ۶۳)

ترجمۂ کنز الایمان: بلکہ اُن میں اکثر بے عقل ہیں۔

﴿4﴾...

وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢١﴾

(پ۱۲، یوسف: ۲۱)

ترجمۂ کنز الایمان: مگر اکثر آدمی نہیں جانتے۔

لیکن جس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے آسان فرمادے اس کے لیے آسان ہے، بس بندے کے ذمے کوشش کرنا ہے اور ہدایت عطا فرمانا رب عَزَّوَجَلَّ کے ذِمَّۂ کرم پر ہے۔

www.dawateislami.net

ربّ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ (پ۲۱،العنکبوت:۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان:اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

جب بندہ کمزور ہونے کے باوجود مجاہدے پر ڈٹ جائے تو پھر قدرت والے غنی وکریم ربّ عَزَّوَجَلَّ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

سختیاں آسان ہوجاتی ہیں

اگر تم کہو کہ عمر مختصر اور یہ گھاٹیاں مشکل اور طویل ہیں تو مختصر عمر میں ان شرائط کو پورا کرکے یہ گھاٹیاں کیسے عبور کی جاسکتی ہیں؟ تو سنو! میری عمر کی قسم! بے شک یہ گھاٹیاں طویل ہیں اور شرائط بھی سخت ہیں لیکن جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے کسی بندے کو چُن لیتا ہے تو اس پر ان گھاٹیوں کی طوالت کم کردیتا اور اس کی سختیاں آسان فرمادیتا ہے یہاں تک کہ بندہ انہیں عبور کرنے کے بعد کہتا ہے: ''یہ راہ کتنی قریب اور مختصر تھی اور یہ معاملہ کتنا نرم وآسان تھا۔'' اس معاملے میں اس انتہا پر ٹھہرتے ہوئے میں کہتا ہوں:

عَلَمُ الْمَحَجَّةِ وَاضِحٌ لِمُرِیْدِهٖ ۔۔۔ وَاَرَی الْقُلُوْبَ عَنِ الْمَحَجَّةِ فِیْ عَمٰی

وَلَقَدْ عَجِبْتُ لِهَالِكٍ وَ نَجَاتُهٗ ۔۔۔ مَوْجُوْدَةٌ وَ لَقَدْ عَجِبْتُ لِمَنْ نَجَا

ترجمہ: سیدھی راہ کی نشانی اپنے طلبگار کے لئے واضح ہے اور میں دلوں کو دیکھ رہا ہوں کہ سیدھی راہ سے اندھے ہیں۔ میں ہلاک ہونے والے پر تعجب کرتا ہوں حالانکہ اس کی نجات موجود ہے اور مجھے نجات پانے والے پر بھی تعجب ہے۔

یہاں تک کہ بعض لوگ ان گھاٹیوں کو70 سال میں طے کرتے ہیں، بعض20

www.dawateislami.net

سال میں، بعض 10 سال میں بعض ایک سال میں، بعض ایک مہینہ میں، بعض ایک ہفتے میں بلکہ بعض تو ایک ساعت میں طے کر لیتے ہیں یہاں تک کہ بعض تو ربّ تعالیٰ کی توفیقِ خاص اور عنایت سے ایک لمحہ میں اس مقام تک پہنچ جاتے ہیں۔

لمحے بھر میں مقام و مرتبہ

کیا تم نے اصحابِ کہف کا واقعہ ملاحظہ نہیں کیا کہ ایک قدم میں کس مقام پر پہنچ گئے، جب انہوں نے اپنے بادشاہ دقیانوس کے بدلتے تیور دیکھے تو کہا:

رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ (پ۱۵، الکھف: ۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: ہمارا رب وہ ہے جو آسمان اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی معبود کو نہ پوجیں گے ایسا ہو تو ہم نے ضرور حد سے گزری ہوئی بات کہی۔

پس اتنا کہنے کے بعد انہیں معرفت نصیب ہوگئی اور انہوں نے اس راہ کے حقائق کی بصیرت حاصل کرلی اور اس راہ کو پار کر کے اپنا معاملہ سپردِ خدا کرنے والے، توکُّل کرنے والے اور سیدھی راہ پر قائم رہنے والے بن گئے، کیونکہ انہوں نے کہا:

فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ (پ۱۵، الکھف: ۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: تو غار میں پناہ لو تمہارا رب تمہارے لیے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنادے گا۔

اور یہ سب چیزیں اصحابِ کہف کو ایک ساعت یا ایک لمحے میں نصیب ہوگئیں۔

پل بھر میں مقامِ معرفت

کیا تمہیں فرعون کے جادوگروں کا قصہ یاد نہیں کہ وہ پل بھر میں مقامِ معرفت

www.dawateislami.net

پر فائز ہو گئے، وہ اس طرح کہ جب انہوں نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ کَلِیْمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کا معجزہ دیکھا تو کہا:

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ (پ۱۹، الشعراء: ۴۸،۴۷)

ترجمۂ کنز الایمان: ہم ایمان لائے اس پر جو سارے جہان کا رب ہے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔

پس انہوں نے راستے کی بصیرت حاصل کر لی تو ایک لمحہ بلکہ اس سے بھی کم وقت میں اسے طے کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پہچاننے والے، اس کی قضا پر راضی، اس کی آزمائشوں پر صابر، اس کی نعمتوں پر شاکر اور اس کی ملاقات کے مشتاق بن گئے اور پکارے اٹھے:

لَا ضَیْرَ٘ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ (پ۱۹، الشعرآء: ۵۰)

ترجمۂ کنز الایمان: کچھ نقصان نہیں ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔

دنیا سے دین کی طرف

ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم پہلے ایک بادشاہ تھے، انہوں نے بادشاہت چھوڑ کر اس راہِ حق کا ارادہ کیا اور اتنی قلیل مدت میں اسے طے کر لیا جتنی دیر میں وہ ''بلخ'' سے ''مرو'' پہنچ جاتے حتّٰی کہ وہ اس مقام تک جا پہنچے کہ ایک شخص پُل کے اوپر سے گہرے پانی میں گر رہا تھا تو آپ نے فرمایا: ''ٹھہر جا۔'' تو وہ ہوا میں ہی رُک گیا اور اُس کی جان بچ گئی۔

رابعہ بصریہ کی زندگی میں انقلاب

حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا ایک عمر رسیدہ کنیز تھیں، انہیں

www.dawateislami.net

بصرہ کے بازار میں گھمایا جاتا تھا مگر عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے کوئی بھی خریدنے میں دلچسپی نہیں لیتا تھا۔ پھر ایک تاجر کو ان پر رحم آیا اور اس نے انہیں سو دِرہم میں خرید کر آزاد کر دیا اور حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْهَا نے اس راہِ آخرت کو اختیار کر لیا، ابھی ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ ان کے مرتبے کی بلندی کی وجہ سے بصرہ کے علماو مشائخ اور قُرّاء و اولیاء ان کی زیارت کو آنے لگے۔

بہر حال عنایت اور فَضْلِ خداوندی جس کے شامل حال نہ ہو اسے اس کے نفس کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور بسا اوقات وہ کسی ایک ہی گھاٹی کی کسی وادی میں 70 سال پڑا رہتا ہے اور اسے پار نہیں کر پاتا اور کتنی ہی بار چیختے چلاتے ہوئے کہتا ہے: ”یہ راستہ کتنا تاریک اور مشکل ہے، یہ معاملہ کتنا تنگ اور دشوار ہے۔“ جبکہ حقیقت میں تو معاملہ ایک ہی اصل کی طرف لوٹتا ہے اور وہ ہے عادل و حاکم اور زبردست جاننے والے ربّ تعالیٰ کا حکم۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر تم پوچھو کہ ایک بندے کو توفیقِ خاص نصیب ہوئی اور دوسرا محروم رہا ایسا کیوں ہے جبکہ بندہ ہونے میں دونوں برابر ہیں؟ تو سنو! اس سوال کے وقت جلال کے پردوں سے ایک فرمانے والا فرماتا ہے: ادب ملحوظ رکھو اور ربوبیت کے راز اور بندگی کی حقیقت پہچانو کیونکہ ربّ عَزَّوَجَلَّ جو بھی کرے اس سے پوچھا نہیں جائے گا اور بندوں سے پوچھا جائے گا۔

میں کہتا ہوں: دنیا میں اس راہِ سلوک کی مثال آخرت میں پُل صراط کی گھاٹی اور اس کی مسافت کو عبور کرنے کی طرح ہے، یونہی لوگوں کا حال بھی پُل صراط پار کرنے والوں کی طرح ہے کہ کوئی تو بجلی کی سی تیزی سے گزر جائے گا، کوئی تیز ہوا کے

www.dawateislami.net

جھونکے کی طرح پار ہو جائے گا، کوئی تیز رفتار گھوڑے کی سی فرلانگ بھرے گا، کوئی اُڑ کر جائے گا، کوئی پیدل چلے گا، کوئی گھسٹتا ہوا پار کرے گا حتّٰی کہ کوئلہ ہو جائے گا اور کوئی جہنم کی آواز سنے گا اور کسی کو آنکڑوں میں جکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ پس دنیا میں راہِ سلوک کا اپنے مسافروں کے ساتھ یہی حال ہے۔ تو یہ دو راستے ہیں: ایک دنیا کا اور دوسرا آخرت کا۔ آخرت کا راستہ نفوس (یعنی انسانی جانوں) کے لئے ہے جس کی ہولناکیوں کو آنکھ والے دیکھیں گے اور دنیا کا راستہ دلوں کے لئے جس کی ہولناکیاں صرف عقل و بصیرت والے ہی دیکھتے ہیں اور آخرت میں راستہ طے کرنے والوں کے احوال اس لئے مختلف ہوں گے کیونکہ دنیا میں ان کے احوال مختلف تھے۔

اس پر پورا غور کرو یہ بڑی اہم بات ہے۔

فصل دلوں سے طے ہونے والی روحانی راہِ آخرت کا بیان

نور کی طلب

اس باب میں ایک تحقیقی بات ذہن نشین کر لو کہ یہ راہِ آخرت طویل یا مختصر ہونے میں دنیاوی راستوں کی طرح نہیں ہے جس پر لوگوں کے جسم چلتے اور اپنی طاقت کے مطابق اُسے قدموں سے طے کرتے ہیں بلکہ یہ روحانی راستہ ہے جس پر دل سفر کرتے اور عقیدوں اور بصیرتوں کے مطابق افکار و نظریات اسے طے کرتے ہیں، اس کی اصل آسمانی نور اور نظرِ الٰہی ہے جو بندے کے دل پر پڑتی ہے تو بندہ حقیقت میں دونوں جہاں کا معاملہ دیکھ لیتا ہے۔ اس نور کی طلب میں بندہ بسا اوقات سو سال لگا دیتا ہے مگر اس کے

www.dawateislami.net

نام ونشان تک نہیں پہنچ پاتا اور یہ اس لیے کہ اس کے طلب کرنے میں غلطی، کوشش کرنے میں کوتاہی اور راستے سے عدمِ واقفیت ہوتی ہے جبکہ کوئی دوسرا بندہ 50 دن میں، کوئی 10 دن میں، کوئی ایک دن میں اور کوئی ربُّ الْعٰلَمِیْن کی عنایت سے ایک ہی لمحے میں یہ نور پالیتا ہے۔ ہدایت دینے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے لیکن بندے کو کوشش کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا اس پر حکم کی تعمیل ضروری ہے حالانکہ معاملہ تقسیم اور مقدر ہو چکا ہے اور ربّ عَزَّوَجَلَّ عدل کرنے والا حاکم ہے وہ جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر تم سوال کرو کہ یہ خطرہ کس قدر بڑا اور یہ معاملہ کتنا سخت تر ہے اور بندہ کمزور ہونے کے باوجود اس کا شدید محتاج ہے تو پھر اس قدر مشقت اور اتنی کڑی شرائط کیوں ہیں؟ تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں: تم اپنی بات میں بالکل سچے ہو بلاشبہ معاملہ سخت اور خطرہ بڑا ہے اور اسی لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍؕ ﴿۴﴾

(پ۳۰، البلد: ۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہم نے آدمی کو مشقت میں رہتا پیدا کیا۔

نیز ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًاۙ ﴿۷۲﴾

(پ۲۲، الاحزاب: ۷۲)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

www.dawateislami.net

اور اِسی لیے تمام جہانوں کے سردار، محبوبِ پروردگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”لَوْعَلِمْتُمْ مَا اَعْلَمُ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَّلَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا یعنی اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو ضرور زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے۔“[1]

کاش! میں پیدا نہ ہوا ہوتا

مروی ہے کہ ایک پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے: کاش! لوگ پیدا نہ ہوتے اور جب پیدا ہو ہی گئے ہیں تو کاش! جان لیتے کہ کس لیے پیدا کیے گئے ہیں۔

سلف صالحین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن بھی اسی طرح فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ

﴿1﴾... امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: خوفِ عذاب کے سبب میں چاہتا ہوں کہ میں سبزہ ہوتا جسے چوپائے کھا جاتے۔

﴿2﴾... امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کسی سے یہ آیتِ مبارکہ سنی:

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْــٴًـا مَّذْكُوْرًا ① (پ۲۹، الدھر: ۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا۔

تو ارشاد فرمایا: کاش! یہ حالت ایسی ہی رہتی (انسان پیدا ہوتا نہ پابندیوں میں آتا)۔

﴿3﴾... امینُ الامت حضرت سیِّدُنا ابو عُبَیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میری تمنا ہے کہ میں ایک مینڈھا ہوتا تو میرا گوشت ٹکڑے کر کے شوربا بنا لیا جاتا مگر میں پیدا نہ ہوا ہوتا۔

1... بخاری، کتاب الکسوف، باب الصدقۃ فی الکسوف، ۱/۳۵۷، حدیث: ۱۰۴۴
مسند امام احمد، ۸/۱۲۱، حدیث: ۲۱۵۷۲

www.dawateislami.net

﴿4﴾... حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: آدمی کو نادان پیدا کیا گیا ہے اگر آدمی میں نادانی نہ ہوتی تو کبھی زندگی سے لطف اندوز نہ ہوتا۔

﴿5﴾... حضرت سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیاض عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَہَّاب نے فرمایا: مجھے بڑے سے بڑے نیک بندے پر بھی رشک نہیں آتا، کیا یہ لوگ قیامت کی ہولناکیاں نہیں دیکھیں گے؟ مجھے تو اس پر رشک آتا ہے جو پیدا ہی نہ ہوا۔

﴿6﴾... حضرت سیِّدُنا عطا سلمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی نے فرمایا: اگر آگ بھڑکا کر کہا جائے کہ ”جو خود کو اس میں گرا دے گا وہ کچھ بھی نہ رہے گا۔“ تو مجھے ڈر ہے کہ اس تک پہنچنے سے پہلے ہی میں خوشی سے مر نہ جاؤں۔

اے بندے! تیرا کہنا درست ہے کہ معاملہ سخت ہے بلکہ معاملہ تمہارے وہم وگمان سے بھی بڑھ کر سخت اور بڑا ہے مگر تقدیرِ الٰہی میں یہ مقدر ہو چکا ہے اور اس کی تدبیر فرمانے والا غالب علم والا ہے، بندے کے لیے چھٹکارے کی راہ بس یہی ہے کہ وہ بندگی میں ساری کوشش لگا دے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گڑگڑاتا رہے امید ہے ربّ تعالٰی اس پر رحم فرما کر اپنے فضل سے اسے سلامتی نصیب فرما دے۔

دونوں جہان میں سلامتی وبادشاہت

رہا تمہارا یہ کہنا کہ اتنی مشقت وکڑی شرائط کیوں؟ تو یہ بات تمہاری طرف سے ایک بڑی غفلت کی نشاندہی کرتا ہے بلکہ تمہیں تو یہ کہنا چاہیے تھا کہ ”کمزور بندے کی طلب کے مقابلے میں اس کی حیثیت ہی کیا ہے؟ کیا تم جانتے ہو کہ کمزور بندے کی طلب کیا ہے؟ سنو! بندے کی کم از کم طلب دو چیزیں ہیں: (۱)... دونوں جہاں میں

www.dawateislami.net

سلامتی اور (۲)... دونوں جہاں میں بادشاہت۔"

جہاں تک دنیا کے فتنوں اور ہتھکنڈوں سے سلامتی کی بات ہے تو ان سے مُقَرَّب ملائکہ کی بھی آزمائش کی گئی ہے کیا تم نے ہاروت وماروت کا قصہ نہیں سنا؟[1] بلکہ یہاں تک مروی ہے کہ جب بندے کی روح آسمان تک لے جائی جاتی ہے تو آسمانوں کے فرشتے تعجب کرتے ہوئے کہتے ہیں: جس گھر میں ہمارے بہترین فرشتے بھی مبتلائے آزمائش ہوگئے یہ وہاں سے کیسے نجات پا گیا؟

رہی بات آخرت کی تو اس کی ہولناکیوں اور سختیوں سے حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام بھی پکار اٹھیں گے: "نَفْسِیْ نَفْسِیْ لَاۤ اَسْئَلُكَ الْیَوْمَ اِلَّا نَفْسِیْ یعنی ہائے میری جان، ہائے میری جان، اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! آج میں تجھ سے اپنی ہی امان چاہتا ہوں۔" حتّٰی کہ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے: اگر بروز قیامت کسی شخص کے پاس 70 انبیائے

1... سیِّدی اعلیٰ امام اہلسنت، مجدِدِ دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن نے "فتاویٰ رضویہ، جلد 26، صفحہ 397" پر ہاروت و ماروت کے بارے میں جو کلام فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ "ہاروت اور ماروت کا واقعہ جس طرح عوام میں مشہور ہے ائمۂ کرام اس کا شدید اور سخت انکار کرتے ہیں، اس کی تفصیل شفاء شریف اور اس کی شروحات میں موجود ہے، یہاں تک کہ امام اَجَلّ قاضی عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: "ہاروت اور ماروت کے بارے میں یہ خبریں یہودیوں کی کتابوں اور ان کی گھڑی ہوئی باتوں میں سے ہیں اور راجح یہی ہے کہ ہاروت اور ماروت دو فرشتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی آزمائش کے لیے مقرر فرمایا کہ جو جادو سیکھنا چاہے اسے نصیحت کریں کہ "اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ" (پ۱، البقرۃ: ۱۰۲) ہم تو آزمائش ہی کے لیے مقرر ہوئے ہیں تُو کفر نہ کر۔ اور جو ان کی بات نہ مانے وہ اپنے پاؤں پہ چل کے خود جہنم میں جائے، یہ فرشتے اگر اسے جادو سکھاتے ہیں تو وہ فرمانبرداری کر رہے ہیں نہ کہ نافرمانی کر رہے ہیں۔

(الشفاء، فصل فی القول فی عصمۃ الملائکۃ، الجزء الثانی، ص ۱۷۵، ۱۷۶)

www.dawateislami.net

کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام جتنا بھی عمل ہو اتب بھی وہ گمان کرے گا کہ وہ نجات نہیں پا سکتا۔[1]

پس جو ان فتنوں سے سلامت رہنا چاہے وہ اسلام کے ذریعے ان سے سلامتی کے ساتھ نکل سکتا ہے، پھر اسے ان ہولناکیوں میں سے کوئی بھی فتنہ نقصان نہیں دے گا اور وہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے گا، اُسے کوئی بھی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ اب بتاؤ کیا یہ کوئی معمولی طلب ہے؟

ولیوں کی شانیں

جہاں تک بادشاہت اور بزرگی کی بات ہے تو بادشاہت یہ ہے کہ بندہ اپنی مرضی اور تَصَرُّف کو نافذ کر سکے اور دنیا میں درحقیقت یہ مقام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں اور اُس کے حکم و فیصلے سے راضی برگزیدہ بندوں کے لیے ہے، بحر و بر اور تمام زمین ان کے لیے ایک قدم کی مسافت رکھتی ہے، پتھر اور ڈھیلے ان کے لیے سونا چاندی ہیں، جن و انس، چوپائے اور پرندے ان کے تابع فرمان ہوتے ہیں اور یہ نفوس قدسیہ جو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے کیونکہ یہ وہی چاہتے ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہتا ہے اور اُس کا چاہا ضرور ہوتا ہے، یہ مخلوق میں کسی سے نہیں ڈرتے اور ساری مخلوق ان سے ڈرتی ہے، یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے اور تمام مخلوق ان کی خدمت و غلامی کرتی ہے۔ دنیا کے بادشاہوں کو تو ان کا عُشرِ عَشِیر بھی نصیب نہیں بلکہ ان کی بادشاہت تو بہت تھوڑی اور ذلیل ہے جبکہ آخرت کی بادشاہت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا ۝۲۰ (پ۲۹، الدھر: ۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب تو ادھر نظر اٹھائے ایک چین دیکھے اور بڑی سلطنت۔

---

[1] ...مستدرک حاکم، کتاب الاھوال، ذکر اھل علیین، ۵/۸۱۱، حدیث: ۸۷۸۹

www.dawateislami.net

اُخروی بادشاہت بڑی سلطنت

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آخرت کی بادشاہت کو "بڑی سلطنت" فرمایا تو یہ سب سے بڑی ہے اور تم جانتے ہو کہ دنیا اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ قلیل (یعنی تھوڑی) ہے اور یہ اپنی ابتدا سے انتہا تک بھی قلیل ہے اور اس قلیل میں سے بھی ہمارا حصہ قلیل ہے۔ ہم میں سے کوئی اپنا مال و جان خرچ کر کے بھی قلیل دنیا سے قلیل مدت کے لیے قلیل حصہ پانے میں کامیاب ہو پاتا ہے اور اگر اُسے یہ حاصل ہو جائے تو لوگ اُسے عیب لگاتے بلکہ اُس سے حسد کرتے ہیں اور اس نے دنیا کی خاطر جو مال اور جان خرچ کی ہوتی ہے اس کو زیادہ نہیں سمجھتا۔ جیسا کہ اِمرءُ القیس کا یہ شعر بیان کیا جاتا ہے:

بَکٰی صَاحِبِیْ لَمَّا رَاَی الدَّرْبَ دُوْنَهٗ   وَاَیْقَنَ اِنَّا لَاحِقَانِ بِقَیْصَرَا

فَقُلْتُ لَهٗ لَا تَبْكِ عَیْنُكَ اِنَّمَا   نُحَاوِلُ مُلْكًا اَوْ نَمُوْتَ فَنُعْذَرَا

ترجمہ: میرے ساتھی نے جب روم کا داخلی راستہ اپنے سامنے دیکھا اور یقین کر لیا کہ ہم قیصرِ روم سے ملاقات کرنے والے ہیں تو رونے لگا۔ میں نے اُس سے کہا: تیری آنکھ نہ روئے، ہم حیلے سے بادشاہت حاصل کریں یا مر جائیں دنیا نے ہمیں عیب ہی لگانا ہے۔

تو غور کرو اس شخص کا کیا حال ہو گا جو ہمیشہ رہنے والی جنت میں بہت بڑی سلطنت چاہتا ہے، کیا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے دو رکعتیں پڑھنے یا دو درہم خرچ کرنے یا دو راتیں جاگنے کو بہت بڑا سمجھتا ہے؟ ہر گز نہیں، بلکہ اگر اس کے 10 لاکھ جسم، 10 لاکھ روحیں اور 10 لاکھ زندگیاں ہوں اور ہر زندگی دنیا کی عمر جتنی ہو پھر وہ ان تمام زندگیوں کو اس پیارے مطلوب (اُخروی سلطنت) میں لگا دے تب بھی یہ تھوڑا ہے۔ پھر اگر اس کے بعد اپنے مطلوب و مقصود میں کامیابی مل جائے تو یہ بہت بڑی غنیمت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف

www.dawateislami.net

سے اس پر بہت بڑا فضل ہے۔ اے کمزور انسان! غافلوں والی نیند سے بیدار ہو جا۔

فرمانبردار بندے کی 40 بزرگیوں کا بیان

پھر میں نے غور کیا کہ جب بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرتا، اس کی عبادت پر کمربستہ ہو جاتا اور ساری زندگی اسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جو کچھ عطا فرماتا ہے وہ 40 بزرگیاں ہیں جن میں سے 20 دنیا میں دی جاتی ہیں اور 20 آخرت میں عطا ہوتی ہیں۔

دنیا کی 20 بزرگیاں

﴿1﴾... اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا تذکرہ اور تعریف فرماتا ہے۔ کتنا معزز ہے وہ بندہ جس کا تذکرہ و تعریف تمام جہانوں کا پروردگار عَزَّوَجَلَّ فرمائے۔

﴿2﴾... اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے شکر کی توفیق عطا فرماتا اور اسے عزت و عظمت دیتا ہے۔ اگر تیرے جیسی کوئی کمزور مخلوق تیرا شکریہ ادا کرے اور تجھے عزت دے تو تُو اسے بزرگی سمجھتا ہے، پھر اوّلین و آخرین کا معبود ایسا کرے (تجھے عظمت سے نوازے) تو اس کا عالَم کیا ہو گا!۔

﴿3﴾... اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے محبت فرماتا ہے۔ اگر محلے کا رئیس یا شہر کا حاکم تجھ سے محبت کرے تو تُو اسے فخر سمجھے گا اور نازک مقامات پر اس کا فائدہ اٹھائے گا تو پھر ربُّ العٰلَمِیْن جَلَّ جَلَالُہٗ کی محبت کا عالَم کیسا ہو گا!۔

﴿4﴾... اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے اُمور کو اپنے ذِمَّۂ کرم پر لے کر ان کی تدبیر فرماتا ہے۔

﴿5﴾... اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے رزق کا کفیل ہو جاتا ہے اور ہلنے جلنے اور محنت و مَشَقَّت کے بغیر ہر حال میں اس تک رزق پہنچتا ہے۔

﴿6﴾... اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا مددگار ہوتا ہے، اس کے ہر دشمن اور بُرا چاہنے والے کو اس سے دور فرماتا ہے۔

www.dawateislami.net

﴿7﴾... اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا انیس ہو جاتا ہے پھر وہ کسی حال میں وحشت محسوس کرتا ہے نہ ہی اُسے کسی تغیُّر و تبدُّل کا خوف رہتا ہے۔

﴿8﴾... نفس کو عزت دی جاتی ہے۔ پھر اسے دنیا اور دنیا والوں کی خدمت کی ذلت نہیں پہنچتی بلکہ وہ اس بات پر بھی راضی نہیں ہوتا کہ دنیا کے بادشاہ اور زبردست لوگ اس کی خدمت کریں۔

﴿9﴾... اُسے بلند ہمتی عطا کی جاتی ہے، پھر وہ دنیا اور اہل دنیا کی آلودگیوں سے الگ ہو جاتا ہے، دنیا کے تماشوں اور خرافات کی طرف توجہ نہیں کرتا جیسا کہ عقلمند مرد بچوں اور عورتوں کے کھیلوں سے الگ رہتے ہیں۔

﴿10﴾... اُسے دل کی تونگری عطا ہوتی ہے۔ یوں وہ دنیا کے ہر غنی سے بے پروا ہو جاتا ہے، ہمیشہ خوش دل اور کُشادہ سینہ رہتا ہے اور کوئی سانحہ انہیں ڈراتا ہے نہ کسی چیز کا نہ ہونا انہیں بے چین کرتا ہے۔

﴿11﴾... اُسے دل کے نور سے نوازا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ علوم و اسرار اور ایسی حکمتوں تک پہنچ جاتا ہے جن کا تھوڑا سا حصہ بھی طویل عُمر اور بہت زیادہ جدوجہد کے بعد نصیب ہوتا ہے۔

﴿12﴾... شرحِ صدر عطا ہوتا ہے، پھر دنیا کے مصائب و آلام اور لوگوں کی مکاریوں اور عیاریوں سے اس کا سینہ تنگ نہیں ہوتا۔

﴿13﴾... لوگوں کے دلوں میں اس کی ہیبت و وَقعت بڑھا دی جاتی ہے تو پھر ہر نیک و بد اس کا احترام کرتا ہے اور ہر فرعون اور ظالم و جابر اس سے ڈرتا ہے۔

﴿14﴾... دلوں میں اس کی محبت ڈال دی جاتی، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے اپنا اور بندوں کا

www.dawateislami.net

محبوب بنا دیتا ہے پس تم دیکھو گے کہ دل اس سے فطری طور پر محبت کرتے ہیں اور بے اختیار اس کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔

﴿15﴾... اُسے ہر شے میں برکتِ عامہ عطا ہوتی ہے کہ اس کی گفتگو، جان، فعل، لباس، مکان میں برکت رکھ دی جاتی ہے حتّٰی کہ اُس کے پاؤں کے نیچے آنے والی مٹی، وہ جگہ جہاں وہ ایک دن ہی بیٹھا ہو اور وہ انسان جس نے اُسے دیکھا یا ایک گھڑی اُس کی صحبت اختیار کی ہو اُسے بھی بابرکت بنا دیا جاتا ہے۔

﴿16﴾... پانی اور زمین اس کے لئے مسخر کر دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ چاہے تو ہوا میں اُڑے، چاہے تو پانی پر چلے اور چاہے تو روئے زمین کو ایک گھڑی سے بھی کم میں طے کر لے۔

﴿17﴾... اللہ عَزَّوَجَلَّ درندوں، جنگلی جانوروں اور شیر وغیرہ کو اس کے زیرِ نگیں کر دیتا ہے تو جنگلی جانور اس کی بات مانتے ہیں اور سانپ بچھو اس کے قدموں میں لوٹتے ہیں۔

﴿18﴾... زمین کی کنجیاں اسے عطا کر دی جاتی ہیں، وہ جہاں چاہے ہاتھ مار کر خزانہ حاصل کر لے، ضرورت ہو تو زمین پر پاؤں مار کر پانی کے چشمے جاری کر دے اور جہاں بھی پڑاؤ کرے اور چاہے تو دستر خوان آجائے۔

﴿19﴾... دربارِ الٰہی میں اسے وجاہت و سرداری ملتی ہے پس مخلوق اس کی خدمت کرنے کو بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ بناتی ہے اور اس کی برکت و وجاہت کے طفیل اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنی حاجتوں کے پورا ہونے کا سوال کرتی ہے۔

﴿20﴾... اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی دعا قبول فرماتا ہے۔ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کچھ بھی مانگتا ہے تو وہ اُسے عطا فرماتا ہے، کسی کی سفارش کرتا ہے تو قبول کی جاتی ہے اور اگر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ

www.dawateislami.net

پر کسی چیز کی قسم کھالے تو ربّ تعالیٰ اسے پورا فرما دیتا ہے[1] حتّٰی کہ ان میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر پہاڑ کو اشارہ کریں تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے پس انہیں زبان سے سوال کرنے یا ہاتھ سے اشارہ کرنے کی حاجت نہیں پڑتی بس یہاں دل میں کسی شے کا خیال آیا وہاں وہ شے حاضر ہو گئی۔

یہ ہیں وہ 20 بزرگیاں جو فرمانبردار بندے کو دنیا میں عطا ہوتی ہیں۔

آخرت کی 20 بزرگیاں

آخرت میں فرماں برداروں کو دی جانے والی 20 بزرگیاں درج ذیل ہیں:

﴿21﴾...اللہ عَزَّوَجَلَّ سب سے پہلے اس پر موت کی سختیاں آسان فرماتا ہے، وہ سختیاں جن سے حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے دل بھی ڈر گئے یہاں تک کہ انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ ”وہ ان پر یہ سختیاں آسان فرما دے۔“ پس ان میں سے بعض موت کو ایسا خوشگوار پاتے ہیں جیسے پیاسے کے لئے ٹھنڈا پانی ہوتا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ طَیِّبِیْنَ ۙ (پ۱۴، النحل: ۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ستھرے پن میں۔

---

[1]... مُفَسِّر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی مراٰۃ المناجیح، جلد7، صفحہ 58 پر اس کی شرح میں فرماتے ہیں: اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ وہ بندہ اگر اللہ تعالیٰ کو قسم دے کر کوئی چیز مانگے کہ خدایا تجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی یہ کر دے تو رب تعالیٰ ضرور کر دے یہ ہے بندہ کی ضد اپنے رب پر۔ دوسرے یہ کہ اگر وہ بندہ خدا کے کام پر قسم کھا کر لوگوں کو خبر دے دے تو خدا اس کی قسم پوری کر دے مثلاً وہ کہہ دے کہ خدا کی قسم تیرے بیٹا ہوگا یا ربّ کی قسم آج بارش ہوگی تو ربّ تعالیٰ ان کی زبان سچی کرنے کے لیے یہ کر دے۔

www.dawateislami.net

﴿22﴾...اُسے ایمان اور معرفت پر ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے اور یہ خوف و گھبراہٹ والا معاملہ ہے اور اسی پر رونا اور گڑگڑانا چاہیے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ (پ۱۳، ابراھیم:۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں

﴿23﴾...خوشخبری وامان کے ساتھ راحت اور پھول بھیجے جاتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالٰی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝۳۰ (پ۲۴، حٰمٓ السجدۃ:۳۰)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

پس اُسے آخرت میں پیش آنے والے حالات کا خوف ہوتا ہے نہ دنیا میں جو کچھ چھوڑا اس کا غم۔

﴿24﴾...جنت میں ہمیشہ رہنا اور ربّ عَزَّوَجَلَّ کے جوارِ رحمت کا قرب نصیب ہوتا ہے۔

﴿25﴾...باطن میں اس کی روح کو نفع ہوتا کہ اُسے عزت واحترام اور نوازشات کے ساتھ فرشتوں پر بلند کیا جاتا ہے اور ظاہر میں اس کے بدن کو نفع ملتا ہے کہ جنازے کی تعظیم ہوتی، نمازِ جنازہ میں لوگ بکثرت آتے، اس کی تجہیز و تکفین میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، اس پر بڑے ثواب کی اُمید کرتے اور اُسے اپنے لئے سب سے بڑی سعادت و غنیمت تصور کرتے ہیں۔

www.dawateislami.net

﴿26﴾... سوالاتِ قبر کی آزمائش سے امان دی جاتی اور درست تلقین اِلقاہوتی ہے اور وہ اِس ہولناکی سے بے خوف ہو جاتا ہے۔

﴿27﴾... اس کی قبر کو کشادہ اور مُنَوَّر کر دیا جاتا ہے تو وہ قیامت تک کے لئے جنت کا باغ بن جاتی ہے۔

﴿28﴾... اس کی روح کو اُنسیت، خوشگواری اور عزت دی جاتی ہے، یوں کہ اسے سبز پرندوں کے پوٹوں میں نیکوکاروں کے ساتھ کر دیا جاتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اُنہیں اپنے فضل سے جو عطا فرماتا ہے اس پر شاد ہوتے اور خوشیاں مناتے ہیں۔

﴿29﴾... اُسے عزت وبزرگی کے ساتھ قبر سے اٹھایا جائے گا اور حُلّے اور تاج پہنا کر براق پر سوار کیا جائے گا۔

﴿30﴾... اُس کا چہرہ روشن اور منور ہو گا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وُجُوْهٌ يَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ (پ٢٩، القیامۃ:٢٢، ٢٣)

ترجمۂ کنز الایمان: کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وُجُوْهٌ يَّوْمَىٕذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ (پ٣٠، عبس:٣٨، ٣٩)

ترجمۂ کنزالایمان: کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے ہنستے خوشیاں مناتے۔

﴿31﴾... قیامت کی ہولناکیوں سے امن نصیب ہو گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِىْۤ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ

ترجمۂ کنزالایمان: توکیا جو آگ میں ڈالا جائے گا وہ بھلا یا جو قیامت میں امان سے آئے گا جو

www.dawateislami.net

اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾ جی میں آئے کرو بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

(پ۲۴، حٰمٓ السجدة: ۴۰)

﴾32﴿... نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور بعض کو اس کی نوبت ہی نہ آئے گی۔

﴾33﴿... حساب میں آسانی ہو گی اور بعض کا حساب بالکل بھی نہیں ہو گا۔

﴾34﴿... میزان میں نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گا اور بعض کو وزن کے لئے روکا ہی نہیں جائے گا۔

﴾35﴿... اُسے حضور شَفیعِ محشر، ساقیِ کوثر صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے حوض پر حاضری نصیب ہو گی، وہ اس سے ایک بار پیئے گا تو پھر کبھی پیاسا نہ ہو گا۔

﴾36﴿... وہ پل صراط پار کر کے جہنم سے بچ جائے گا حتّٰی کہ بعض بندے جہنم کی بھنک بھی نہیں سنیں گے اور ان کے لئے آگ بجھ جائے گی۔

﴾37﴿... میدانِ محشر میں شفاعت کرے گا جیسے حضرات انبیاء و مُرسلین عَلَيْهِمُ السَّلَام شفاعت فرمائیں گے۔

﴾38﴿... جنت میں ہمیشہ کی بادشاہت سے نوازا جائے گا۔

﴾39﴿... سب سے بڑی رضا و خوشنودی نصیب ہو گی۔

﴾40﴿... تمام جہانوں کے ربّ اور اولین و آخرین کے معبود جَلَّ جَلَالُهٗ کی بلا کیف ملاقات نصیب ہو گی۔

بزرگیاں شمار سے باہر ہیں

میں کہتا ہوں: یہ 40 بزرگیوں کی گنتی میرے ناقص علم اور سمجھ کے مطابق ہے اور

www.dawateislami.net

میں نے اس میں بھی بہت اجمال واختصار سے کام لیا ہے اور بنیادی چیزوں کو بیان کیا ہے۔ اگر میں ان بزرگیوں کی تفصیل بیان کروں تو کتاب میں اس کی سکت نہیں، کیا تم دیکھتے نہیں میں نے "ہمیشہ کی بادشاہت" کو ایک بزرگی شمار کیا ہے اگر میں اس کی تفصیل کردوں تو حور و قصور اور جنتی ملبوسات وغیرہ کے اعتبار سے صرف یہی ایک بزرگی 40 بزرگیوں کی تعداد سے بڑھ جائے۔ پھر ان میں سے ہر قسم کی اس قدر تفصیلات ہیں جن کا احاطہ صرف وہی کر سکتا ہے جو ہر چھپے اور ظاہر کو جاننے والا اور ان کا خالق و مالک جَلَّ جَلَالُہٗ ہے اور ہم اس کی معرفت کی خواہش کیونکر کر سکتے ہیں جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ (پ۲۱، السجدۃ: ۱۷)

ترجمۂ کنز الایمان: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا رکھی ہے۔

اور حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنت میں وہ چیزیں پیدا فرمائی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ (۱)

نہ ختم ہونے والی باتیں

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ (پ۱۶، الکھف: ۱۰۹)

ترجمۂ کنز الایمان: ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔

حضرات مُفَسِّرِین کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں: "یہ وہ باتیں ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ جنتیوں سے ازراہِ لطف و کرم فرمائے گا۔" جس کی شان ایسی ہو تو کیا اس کے 10

---

(1)... بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة، ۲/ ۳۹۱، حدیث: ۳۲۴۴

www.dawateislami.net

لاکھویں حصے کو بھی بشر کی سوچ پہنچ سکتی ہے اور مخلوق کا علم اُس کا احاطہ کر سکتا ہے؟ ہر گز نہیں! بلکہ سوچیں تھک چکیں اور عقلیں قاصر ہو چکیں اور حق یہ ہے کہ ہونا بھی یوں ہی چاہیے اور یہ عطا غالب علم والے کے عظیم فضل اور قدیم جود و نوال کے مطابق ہے۔ آگاہ رہو کہ اس عظیم مطلوب کے لیے عمل کرنے والے عمل اور کوشش کرنے والے کوشش کریں اور یقین رکھیں کہ ان کا یہ عمل و کوشش اس کے مقابلے میں انتہائی تھوڑا ہے جس کے وہ محتاج ہیں، جسے وہ طلب کرتے ہیں اور جس کے وہ درپے ہیں۔

چار ضروری باتیں

لوگوں کو جاننا چاہیے کہ بندے پر چار چیزیں لازم ہیں: (۱)...علم (۲)...عمل (۳)...اخلاص اور (۴)...خوف۔ سب سے پہلے راستے کا علم حاصل کرے ورنہ اندھا ہی رہے گا، پھر علم پر عمل کرے ورنہ حجاب میں رہے گا، پھر عمل میں اخلاص لائے ورنہ نقصان اُٹھائے گا پھر امان نصیب ہونے تک ہمیشہ ڈرتا اور آفات سے بچتا رہے ورنہ دھوکے میں پڑا رہے گا۔

حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے بالکل سچ فرمایا کہ ”سب لوگ مردے ہیں سوائے علما کے اور سب علما سو رہے ہیں سوائے عمل کرنے والوں کے اور سب عمل کرنے والے دھوکے میں ہیں سوائے اخلاص والوں کے اور اخلاص والے بہت بڑے خطرے میں ہیں۔“

چار لوگوں پر انتہائی تعجب ہے

میں کہتا ہوں: چار لوگوں پر انتہائی تعجب ہے:

www.dawateislami.net

﴿1﴾... اس بے علم عمل کرنے والے پر تعجب ہے کہ وہ آنے والے حالات کو جاننے کی کوشش کیوں نہیں کرتا؟ دلائل اور عبرتوں اور ڈر وخوف والی آیات میں غور وفکر کرکے اور دل میں اُٹھنے والے خیالات وخطرات سے بے قرار ہوکر موت کے بعد پیش آنے والے معاملات کو جاننے کا اہتمام کیوں نہیں کرتا؟ جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍۙ (پ۹، الاعراف: ۱۸۵)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا انھوں نے نگاہ نہ کی آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں اور جو جو چیز اللہ نے بنائی۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓىٕكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَۙ﴿۴﴾ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍۙ﴿۵﴾ (پ۳۰، المطففین: ۴،۵)

ترجمۂ کنزالایمان: کیاان لوگوں کو گمان نہیں کہ انھیں اٹھنا ہے ایک عظمت والے دن کے لیے۔

﴿2﴾... اس علم والے پر تعجب ہے جو عمل نہیں کرتا۔ وہ اسے یاد کیوں نہیں رکھتا جو یقینی طور پر جانتا ہے کہ اس کے سامنے بڑی ہولناک اور انتہائی مشکل گھاٹیاں ہیں۔ یہ بہت بڑی خبر ہے جس سے تم منہ پھیرے ہوئے ہو۔

﴿3﴾... اس عمل والے پر تعجب ہے جو مخلص نہیں۔ کیا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان میں غور نہیں کرتا:

فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا۠﴿۱۱۰﴾ (پ۱۶، الکھف: ۱۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

﴿4﴾... اس مخلص بندے پر تعجب ہے جو ڈرتا نہیں۔ کیا وہ ان معاملات پر غور نہیں

www.dawateislami.net

کرتا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے اولیا، برگزیدہ بندوں اور عبادت گزاروں کے ساتھ فرماتا ہے جو اُس کے اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں حتّٰی کہ اس نے اپنی مخلوق میں سب سے مُعَزَّز ہستی حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے فرمایا ہے:

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىٕنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ (پ۲۴، الزمر: ٦٥)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا۔

اور اس جیسی دیگر آیات بھی ہیں، حتّٰی کہ حضور نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمایا کرتے تھے: شَیَّبَتْنِیْ ھُوْدٌ وَاَخَوَاتُھَا یعنی مجھے سورۂ ہود اور اس جیسی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔[1]

راہِ عبادت کا خلاصہ و تفصیل

پھر پورے معاملے کا خلاصہ اور تفصیل وہ ہے جسے رَبُّ الْعَالَمِین جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنی پیاری کتاب کی ان چار آیات طیبہ میں بیان فرمادیا ہے:

﴿1﴾...

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ (پ۱۸، المؤمنون: ۱۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔

﴿2﴾...

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہر جان دیکھے کہ کل کے

1 ...معجم کبیر، ١٧/ ٢٨٦، حدیث: ٧٩٠

www.dawateislami.net

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ (پ۲۸، الحشر: ۱۸)

لیے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

﴿3﴾...

وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ (پ۲۱، العنکبوت: ۶۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔

پھر سب سے سچے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے ایک آیت میں سارے مضمون کا خلاصہ فرمادیا:

﴿4﴾...

وَ مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶﴾ (پ۲۰، العنکبوت: ۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو اپنے ہی بھلے کو کوشش کرتا ہے بے شک اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے۔

امام غزالی کی دعائیں

ہم قدم کی ہر لغزش اور قلم کی ہر کوتاہی کی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے معافی مانگتے ہیں اور اُس سے اپنے اُن اقوال کی مغفرت طلب کرتے ہیں جو ہمارے اعمال کے موافق نہیں، ہم اس سے اپنی ہر اس بات کی بخشش کا سوال کرتے ہیں جس کے متعلق ہم نے دعوٰی واظہار کیا کہ "یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین کا علم ہے" حالانکہ اس میں کوتاہی تھی، ہم اُس سے ہر اس خیال کی معافی مانگتے ہیں جس نے ہمیں کسی عبارت، شعر اور علمی فائدے کو خوبصورت ومزین کرنے پر ابھارا۔ اے میرے بھائیو! ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ

www.dawateislami.net

ہمیں اور تمہیں اپنے علم پر عمل کرنے اور خالص اسی کی رضا چاہنے والا بنا دے اور ہمارے علم کو ہم پر وبال نہ بنائے بلکہ جب اعمال ہمیں لوٹائے جائیں تو اس وقت اس علم کو نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دے بے شک وہ جواد و کریم ہے۔

ہم نے راہِ آخرت کو طے کرنے کے سلسلے میں یہی کچھ بیان کرنے کا ارادہ کیا تھا اور ہم نے مقصود کو پورا کیا، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ مَوْلُوْدٍ دَعَا اِلٰى اَفْضَلِ مَعْبُوْدٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا یعنی اور سب سے بہتر معبود کی طرف بلانے والے سب سے بہتر پیدا ہونے والے حضرت سیِّدُنا محمد مصطفٰے، احمد مجتبیٰ اور آپ کے آل واصحاب پر بے حد درود اور خوب سلام ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ ربّ تعالیٰ کی مدد و توفیق سے کتاب "منہاج العابدین" مکمل ہوئی۔

....

آسمانوں میں شہرت رکھنے والے بندے

فرمانِ مصطفٰے: دنیا میں بھوکے رہنے والے لوگوں کی اَرواح کو اللّٰه عَزَّوَجَلَّ قبض فرماتا ہے اور ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ اگر غائب ہوں تو انہیں تلاش نہیں کیا جاتا، موجود ہوں تو پہچانے نہیں جاتے، دنیا میں پوشیدہ ہوتے ہیں مگر آسمانوں میں ان کی شہرت ہوتی ہے، جب جاہل و بے علم شخص انہیں دیکھتا ہے تو بیمار گمان کرتا ہے جبکہ وہ بیمار نہیں ہوتے بلکہ انہیں اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کا خوف دامن گیر ہوتا ہے قیامت کے دن یہ لوگ عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (مسند الفردوس، ۱/ ۲۳۵، حدیث: ۱۶۵۹)

www.dawateislami.net

تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
26	راہِ عبادت کی چھٹی گھاٹی	04	اجمالی فہرست
27	راہِ عبادت کی ساتویں گھاٹی	07	کتاب پڑھنے کی نیتیں
27	عبادت کا پھل	08	تعارُفِ علمیہ (از امیر اہلسنت مدَّ ظِلُّہٗ)
30	پہلی گھاٹی: علم کا بیان	10	مصنف ایک نظر میں
30	علم و عبادت کی شان	11	پہلے اسے پڑھ لیجئے!
31	علم عبادت سے افضل	15	آغازِ سخن
32	علم کے مقدم ہونے کی پہلی وجہ	15	کتاب کی ابتدا
24	باطنی عبادتوں کا علم	15	جنت کا راستہ
24	باطنی عبادات پر پانچ فرامینِ الٰہی	17	جب مطلوب بڑا ہو تو۔۔۔!
36	بڑا دھوکا اور بُری غفلت	18	مِنْہاجُ العابدین لکھنے کی وجہ
36	ظاہری و باطنی اعمال کا باہمی تعلق	19	عبادت کا بیان
37	بدبخت علم سے محروم	19	آسمانی اشارہ اور توفیقِ الٰہی
38	علم کے مقدم ہونے کی دوسری وجہ	20	سب سے پہلے
38	تین علوم کا سیکھنا فرض ہے	21	خوف و گھبراہٹ کی ضرورت
39	ضروری علمِ توحید	22	راہِ عبادت کی پہلی گھاٹی
40	ضروری علمِ سر	22	راہِ عبادت کی دوسری گھاٹی
40	ضروری علمِ شریعت	23	راہِ عبادت کی تیسری گھاٹی
40	ایک سوال اور اس کا جواب	24	مشکل ترین معاملہ
42	مُعَلِّم کی ضرورت	24	راہِ عبادت کی چوتھی گھاٹی
42	علم کا نفع و فائدہ	25	راہِ عبادت کی پانچویں گھاٹی

www.dawateislami.net

علم کی شدت و سختی	43	دعائے شدت	62
شیطان کا ایک وار	44	رحمت کا واسطہ	63
علم کی گھاٹی کا خلاصہ	44	درود شریف و استغفار	63
دوسری گھاٹی: **توبہ کا بیان**	47	تیسری گھاٹی: **رکاوٹوں کا بیان**	64
توبہ لازم ہونے کی پہلی وجہ	47	پہلی رکاوٹ: دنیا	64
گناہوں کی نحوست	47	سلامتی والی آخرت اپنالو	64
توبہ لازم ہونے کی دوسری وجہ	48	حکمت سے منور دل	65
سچی توبہ کا مطلب	49	زہد اور اس کی اقسام	66
توبہ کی چار شرائط	49	زہد میں ارادے کی اہمیت	67
توبہ کے تین مقدمات	51	خوشبو میں لپٹا مردار	68
کیا صرف ندامت توبہ نہیں؟	52	دنیا سے بے رغبتی کا حکم	69
گناہوں سے مکمل کون بچ سکتا ہے؟	53	دنیا آگ یا مردار کیسے ہو سکتی ہے؟	70
گناہ پھر ہو سکتا ہے تو توبہ کیوں کی جائے؟	54	مکمل کنارہ کشی کیسے ممکن ہے؟	72
		دوسری رکاوٹ: مخلوق	73
گناہ کی تین اقسام	54	لوگوں سے پانچ مطالبے	73
حق تلفیوں کا ازالہ کیسے ہو؟	55	گوشہ نشینی کا زمانہ	74
فضل و احسان کی امید	56	ایک زمانہ ایسا آئے گا	75
توبہ کی گھاٹی میں دشواری	57	گوشہ نشینی جائز ہو گئی	76
تاخیرِ توبہ کا نقصان	58	گوشہ نشینی میں راحت	77
دل کی سیاہی کی علامت	59	جان پہچان کم رکھو	78
40سال روتے رہے	59	ناآشناؤں کو دعا	78
توبہ میں جلدی کرو	59	دوستوں سے اذیت ملی	79
فصل: **توبہ کا طریقہ**	61	حکمت بھری نصیحتیں	79

www.dawateislami.net

بناوٹی زینت	80	شیطان کے لئے بڑا خطرہ	100
ناگوار جواب کی وضاحت	81	شیطان کو بھگانے کے دو طریقے	101
عارف کی بات پر بے ہوشی	81	شیطان سے جنگ کرنے کا طریقہ	103
گوشہ نشینی کا حکم	83	شیطانی مکر و فریب کی پہچان	103
عوامی پیشوا اور گوشہ نشینی	85	**خیالات اور وسوسوں کا بیان**	104
عوام میں رہنے کا سبب	85	الہام اور وسوسہ	104
گوشہ نشینوں کو تنبیہ	86	فرشتہ و شیطان کی تقرُّری	105
میل جول میں دو ضروری چیزیں	86	خیالات کی چار اقسام	105
لوگوں کے ساتھ رہنے کے آداب	87	خیالات کی حیثیت	106
یہ کتنا مشکل ہے!	88	تین ضروری باتیں	107
گوشہ نشینی کے متعلق احادیث میں تطبیق	89	پہلی بات کی تفصیل	107
		دوسری بات کی تفصیل	108
تین صورتوں کا احتمال	90	تیسری بات کی تفصیل	110
ابدالوں کی شان و عظمت	91	شیطان کی چکر بازی	111
ایک سوال اور اس کا جواب	93	شیطان کے سات حملے	112
خانقاہوں میں گوشہ نشینی	93	چوتھی رکاوٹ: نفس	115
اہلِ خانقاہ سے تعلُّقات	94	ہر مصیبت کی جڑ	116
اُخروی مسافروں کے محفوظ قلعے	95	نفس یکبارگی زیر نہیں ہوتا	118
دوستوں سے ملاقات کی شرائط	96	خواہشِ نفس کو توڑنے کے تین طریقے	119
بہترین یا خطرناک مجلس	97		
گوشہ نشینی پر ابھارنے والی چیزیں	97	**تقوٰی کا بیان**	120
کلامِ الٰہی کی لذت و شیرنی	98	تقوٰی کی 12 خوبیاں	120
تیسری رکاوٹ: شیطان	99	عبادت کا تقوٰی سے تعلق	123

www.dawateislami.net

عزت پرہیز گاری میں ہے	124	غارت گر شیر	145
اعمال کی قبولیت کا ضامن	125	اُخروی آفتوں کو یاد کیجئے	145
تقوٰی کی ضرورت واہمیت	126	زبان کو روکو ورنہ۔۔۔!	146
راستے دکھادیں گے	127	جائز گفتگو کیوں نہ کی جائے؟	146
تقوٰی کا معنٰی	128	چوتھی فصل: **دل کا بیان**	147
قرآنِ کریم میں تقوٰی کے معانی	129	اصلاحِ دل کے پانچ اصول	147
تقوٰی کے تین درجے	130	وہ خبر دار ہے	148
صوفیا کے نزدیک تقوٰی	131	دلوں پر نظر	148
تقوٰی کی شرعی تعریف	132	پیشوا کا صحیح ہونا ضروری ہے	149
نفس تقوٰی کا عادی کیسے ہو؟	133	جواہرات کی تجوری	150
اعضاء کے تقوٰی کا بیان	135	دل کے پانچ احوال	150
پہلی فصل: **آنکھ کا بیان**	135	دل پر بھرپور توجہ ضروری ہے	152
شہوت کا بیج بونے والی	136	اصلاحِ دل کے متعلق کتب	154
نگاہیں جھکانے کا فائدہ	137	**دل کی آفات اور ان کے علاج کا بیان**	155
دوسری فصل: **کان کا بیان**	139		
تیسری فصل: **زبان کا بیان**	141	چار آفتیں اور چار خوبیاں	155
زبان سے متعلق پانچ اصول	141	پہلی آفت: **لمبی امید**	156
وقت کی قدر کیجئے	142	عبادت میں سستی	156
نیک اعمال کو بچایئے	143	توبہ میں ٹال مٹول	156
غیبت کرنے والے کو تحفہ	143	مال جمع کرنے کا لالچ	157
عبادت کسی کی، ثواب کسی اور کا	144	دل کی سختی	157
آفتوں سے سلامتی پایئے	144	غفلت بڑھ جائے گی	158
دل کی دلیل	144	کتنے ہی آنے والے کل نہ پاسکے	158

www.dawateislami.net

تین دن کی دنیا	159	**حسد کی حقیقت**	174
تم ایک سانس کے مالک ہو	159	حسد، رشک اور غیرت کی تعریفات	174
ہر قدم پر موت کا گمان	160	ایک سوال اور اس کا جواب	174
امیدوں میں کمی کے ثمرات	160	حسد سے روکنے کی باتیں	175
دوسری آفت: حسد	162	**جلد بازی کی حقیقت**	175
اہلِ علم اور حسد	162	جلد بازی کی تعریف	175
حسد کی پانچ خرابیاں	162	جلد بازی کیسے ختم کی جائے؟	176
حاسد سے پناہ مانگو / مظلوم ظالم	163	**تکبُّر کی حقیقت**	176
حاسد محروم وناکام رہتا ہے	164	تکبر اور تواضع کی تعریف	176
تیسری آفت: **جلد بازی**	165	تکبر اور تواضع کی اقسام	177
جلد بازی کی چار مصیبتیں	165	تواضع پیدا کرنے کا طریقہ	177
جلد بازی کی ہلاکت خیزی	166	**پانچویں فصل: پیٹ کی حفاظت کا بیان**	177
چوتھی آفت: **تکبُّر**	167	پیٹ کو حرام سے بچانا کیوں ضروری ہے؟	178
تکبر دین وعقیدہ کو بگاڑتا ہے	167		
سب سے ناپسندیدہ بندہ	168	حرام خور توفیقِ عبادت سے محروم	178
قلبی آفات کی حقیقتوں اور تعریفوں کا بیان	170	خزانۂ عبادت کی چابی	179
		ناپاک غذا کی نحوست	180
امید کی حقیقت	170	زائد از ضرورت حلال کی 10 آفات	180
امید کی تعریف	170	دل کی سختی	180
امید کی دو اقسام	171	اعضاء میں شر انگیزی	181
اچھی نیت کی تعریف	172	فہم وفراست میں کمی	182
ایک سوال اور اس کا جواب	173	عبادت میں کمی	182
امیدوں کی کمی کا قلعہ	173	عبادت کی حلاوت کا خاتمہ	183

www.dawateislami.net

حرام میں پڑنے کا خطرہ	183	کہاں سے کمایا؟ کہاں خرچ کیا؟	198
طرح طرح کی مصروفیت	184	قیامت میں حلال پر ملامت کیوں	199
موت کی سختیاں	184	**فصل: دنیا، مخلوق، شیطان اور نفس کے علاج کا بیان**	200
ثواب میں کمی	185		
سیِّدُنا عُمَر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی فکر آخرت	185	دنیا سے بچنے کا طریقہ	200
آخرت کی ملامت	186	شیطان سے بچنے کا طریقہ	202
حلال، حرام اور مشتبہ کا بیان	187	مخلوق سے بچنے کا طریقہ	203
حرام اور مشتبہ کی تعریف	187	نفس سے بچنے کا طریقہ	204
حکمرانوں کے تحائف کا حکم	188	نفس کی کمینگی	204
علما کی خدمت حُکّام کی ذمہ داری ہے	189	حکایت: نفس کی مکاریاں	205
خلاصی کی صورت	190	70 شیطانوں سے زیادہ خبیث	206
تاجروں کے تحائف کا مسئلہ	191	عبادت میں اجتناب اور اکتساب	207
حکمِ شریعت اور حکمِ ورع	191	دوطرفہ خسارہ	208
ایک اعتراض اور اس کا جواب	192	بیماری میں پرہیز کی اہمیت	209
حقیقت میں دونوں ایک حکم ہیں	192	اہلِ ہند کا طریقۂ علاج	209
ورع کا راستہ بڑا کٹھن ہے	193	**فصل: آنکھ، زبان، پیٹ اور دل کی حفاظت کا بیان**	209
حلال کی تین حالتیں	194		
حلال پر گرفت و عذاب	195	آنکھ کی حفاظت	209
حلال پر حساب کتاب	196	زبان کی حفاظت	210
حلال پر اجر و ثواب	196	ہر سانس کی قدر کرو	210
مباح نیکی کیسے بنتا ہے؟	197	پیٹ کی حفاظت	211
بصیرت و ارادے کی حاجت	198	عبادت کا نور	212
ایک سوال اور اس کا جواب	198	دنیا والوں کو چار نصیحتیں	212

www.dawateislami.net

بھوک ہمارا سرمایہ ہے	213	یقین کی کمزوری	230
دل کی حفاظت	213	بنو آدم کی ہلاکت	235
وسوسوں کا میدان	214	عبادت کیسے قبول ہو؟	235
اہلِ علم کی چار آفتیں	214	چہرے قبلے سے پھر گئے	235
علم والوں سے محتاط رہو	215	توکل کی حقیقت	236
اہلِ علم کا باہمی حسد	216	لفظِ توکل کی وضاحت	236
کپڑوں میں زہد اور دل میں تکبُّر	216	لفظِ توکل کا استعمال	237
فصل: دنیا سے بے رغبت کرنے والے راستے	218	رزق کی اقسام	238
		توکل کی تعریفات	241
جوارِ رحمت میں نعمتوں کا گھر	218	مصنف کے نزدیک توکل کی اصل	241
اُس کی دوستی میں خسارہ نہیں	218	توکل پر ابھارنے والی باتیں	242
ابلیس سے مقابلہ	219	کیا رزق تلاش کرنا ضروری ہے؟	242
نفس پر قابو پانے کا طریقہ	220	کیا اسباب کی تلاش لازم ہے؟	243
ہزار صفات کا مالک	221	نیک لوگ رزق تلاش نہیں کرتے	244
چوتھی گھاٹی: **عوارض کی گھاٹی**	223	ایک سوال اور اس کا جواب	244
پہلا عارضہ: رزق	223	لوحِ محفوظ کا لکھا دو قسم ہے	245
رزق میں توکل کی پہلی وجہ	224	چار چیزیں لکھی جاچکیں	246
کام پورا کرنے والے لوگ	224	رزق تقدیرِ الٰہی سے ہے	246
آخرت والوں کا سرمایہ	226	جنگل اور زادِ راہ	247
عزت، دولت اور بہادری کا نسخہ	226	زادِ راہ کے حکمِ قرآنی کا مطلب	248
پختہ یقین والا نوجوان	227	مسافر کا زادِ راہ لینا	249
سیِّدُنا حاتِمِ اصم کے چار یقین	228	ایک سوال اور اس کا جواب	249
رزق میں توکل کی دوسری وجہ	228	زادِ راہ لینا افضل یا نہ لینا؟	250

www.dawateislami.net

دوسرا عارضہ: خیالات اوران کا قصد وارادہ	251	راہِ عبادت کی چار مشقتیں	267
		مصائب کے متعلق قرآنی فیصلہ	269
شیطان دیکھنے کی تمنا کا انجام	252	موت کی چار اقسام	270
تفویض کا معنٰی اور حکم	253	**صبر کے فوائد و ثمرات کا بیان**	271
تفویض کا مقام	254	نجات و کامیابی	271
تفویض کی تعریفات	254	دشمنوں پر کامیابی	271
تفویض کی ضد	255	مراد پوری ہونا	272
فوری محتاجی	256	پیشوائی وامامت	272
تفویض پر ابھارنے والی باتیں	256	تعریف وتوصیف	273
دو قسم کے خطرات	257	جنت کی بشارت	273
خطرے کے متعلق اقوالِ علما	257	محبّتِ الٰہی	273
ایک سوال اور اس کا جواب	258	بلند درجات	274
مقامِ تفویض سے گرنا	259	عظیم بزرگی	274
اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کچھ واجب نہیں	260	بے انتہا ثواب	274
تفویض میں اختیار	261	صبر کی حقیقت	276
تفویض میں کہاں اختیار نہیں؟	261	حصولِ صبر کا طریقہ	277
تیسرا عارضہ: قضائے الٰہی پر رضا کا بیان	262	**فصل: رزق اور اس کے حصول کا بیان**	277
موجودہ برکت کا ختم ہونا	263		
قضا پر راضی رہنے کا معنٰی	264	سب سے بڑی رکاوٹ	277
ایک سوال اور اس کا جواب	264	غفلت کی اصل وجہ	278
قضا پر راضی کی زیادہ طلبی	266	اللہ والوں کی ثابت قدمی	278
ایک سوال اور اس کا جواب	266	سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی ثابت قدمی	279
چوتھا عارضہ: مصائب وتکالیف	267		

www.dawateislami.net

جنگل میں انوکھی آرزو	280	ربوبیت وعبودیت	296
عجیب وغریب تمنا	281	**صبر کا بیان**	297
مجاہدات پر مبنی واقعات کے فوائد	281	صبر کی اقسام	297
فصل: حصولِ رزق میں اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل کی نصیحتیں	283	بے صبری کے بڑے نقصانات	298
		دوہری مصیبت	298
چند عمدہ نکات	283	صحیح تدبیر اور سیدھا راستہ	299
رزق کا ضامن اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے	283	مہربان باپ اور بیمار بیٹے کی مثال	299
ایمان ومعرفت سے محرومی کا خوف	284	طبیب اور مریض کی مثال	300
تمہارا لقمہ کوئی اور نہیں چبا سکتا	285	تمہاری بہتری اور بھلائی	301
مُردہ رزق کا کیا کرے گا؟	286	پیاروں پر مشقتوں کی زیادتی	301
اسباب کا کوئی اعتبار نہیں	286	تم نظر رحمت میں ہو	302
کئی کئی دن کچھ نہ کھایا	287	**فصل: تدبیر کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حوالے کرنے کا بیان**	303
سبب چاہیے یا قوت؟	288		
فرشتوں جیسا حال	288	اگر مگر کے چکر سے بچو	304
توکل بصیرت پیدا کرتا ہے	289	ناراضی کا کوئی فائدہ نہیں	305
تفویض کا بیان	291	مصیبت آنے پر کیا کریں؟	306
تمام جہتوں سے واقف	291	**پانچویں گھاٹی: عبادت پر ابھارنے والی چیزوں کا بیان**	308
سب سے بہتر تدبیر والا	292		
قضائے الٰہی پر راضی رہنے کا بیان	294	خوف کیوں ضروری ہے؟	309
دنیا وآخرت کا فائدہ	294	بزرگوں کا خوفِ خدا	310
خطرات کا اندیشہ	295	امید کیوں ضروری ہے؟	310
حدیث قدسی کی سخت وعید	296	حکایت: جنتوں کا جگمگانا	312

www.dawateislami.net

سرکش چوپائے کا علاج	313
خوف وامید کی حقیقت، تعریف اور حکم	314
خوف کی تعریف	314
خوف کے چار مقدمات	315
امید کی تعریف	315
امید کا شرعی حکم	316
امید کے چار مقدمات	316
فصل: خوف وامید کی گھاٹی میں احتیاط کی ضرورت	317
بے احتیاطی کا انجام	317
احتیاط کا انعام	318
خوف وامید کے تین راستے	318
درمیانی راستہ اپناؤ	319
راہِ خوف وامید پر چلنے کے تین اصول	320
خوف ورجا کے راستے کا پہلا اصول	321
امید کے بارے میں فرامینِ الٰہی	321
خوف کے بارے میں فرامینِ الٰہی	322
خوف وامید کی جامع آیات	324
خوف ورجا کے راستے کا دوسرا اصول	325
ابلیس کی تباہی وبربادی	325
سیّدُنا جبریل کی گریہ وزاری	326
سیّدُنا ابو البشر کا واقعہ	326
شیخ المرسلین کا واقعہ	327
ابو الانبیا کا واقعہ	327
کلیمِ خدا کا واقعہ	328
بلعم بن باعورا کا عبرتناک قصہ	328
خَلِیْفَۃُ اللہ کا واقعہ	330
سیّدُنا یونس عَلَیْہِ السَّلَام کا واقعہ	330
سیّدُ الانبیا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ذکرِ خیر	331
خوف کی تعلیم	332
صحابۂ کرام وامتِ مرحومہ کا معاملہ	333
جانبِ امید میں معاملۂ الٰہی	334
جادوگروں کا واقعہ	335
اصحاب کہف کا تذکرہ	335
محبوب بندوں پر عتاب	337
بندوں پر مہربانیاں	338
خوف ورجا کے راستے کا تیسرا اصول	339
موت کا بیان	339
کلمہ ضرور پڑھوں گا	339
تین گناہوں کے سبب بُرا خاتمہ	340
قابلِ رشک موتیں	341
ماپ تول میں کمی کا وبال	342
قبر کا بیان	342
نگاہِ شوق اور عشق بھرا دل	342
وقت کا کھیل	343

www.dawateislami.net

شہید کی جنازہ میں شرکت	343	دوزخ چیخ اٹھا	360
دوزخ کی سانس نے بوڑھا کردیا	344	اخلاص اوراس کی قسمیں	360
قیامت کا بیان	344	عمل میں اخلاص	361
مہمان اور مجرم	344	طلبِ ثواب میں اخلاص	361
نیکی والوں پر مواخذہ نہیں	345	اخلاص کی تعریفات	362
جنت و دوزخ کا بیان	346	اخلاص کی نبوی تعریف	362
سب سے بڑی مصیبت	347	ریااوراس کی اقسام	363
سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی تمنا	348	عمل میں اخلاص، ریااور نفاق کی تاثیر	363
کہیں ایمان و معرفت چھن نہ جائیں	348		
درمیانی راستہ زیادہ بہتر ہے	349	کیاعارف سے ریاممکن ہے؟	363
خوف وامید میں ترجیح کی صورت	350	اخلاص کے اَحکام	364
تمنااورامید میں فرق ہے	351	عمل میں اخلاص کاوقت	365
بے جاآرزوئیں لگانے والا	352	ہر عمل کے لئے علیحدہ اخلاص	366
رحمت نیکوں سے قریب ہے	353	ریاکی ایک خفیہ قسم	366
فصل: **پانچویں گھاٹی کا خلاصہ**	354	ریاسے بچانے والی نیتیں	367
چھٹی گھاٹی: **عبادت کو خراب کرنے والی چیزوں کا بیان**	356	قابلِ تعریف نیتیں	368
		تنگدستی سے نجات کاوظیفہ	368
اخلاص کی ضرورت واہمیت	356	صوفیائے کرام کااصل سرمایہ	369
ریاکاری کی دور سوائیاں اور دو مصیبتیں	357	**خودپسندی کا بیان**	370
		توفیق سے محرومی	370
دورسوائیاں	357	نیک عمل کی بربادی	371
دو مصیبتیں	358	خودپسندی کی حقیقت اور حکم	371
روزِ محشر کاپہلافیصلہ	359	عمل میں خودپسندی کااثر	372

www.dawateislami.net

خود پسندی اور لوگوں کی تین اقسام	372
افعالِ قدریہ و معتزلہ کی کیفیت	373
ایک سوال اور اس کا جواب	373
10 چیزوں سے اعمال کو بچاؤ	374
فصل: ریاکاری و خود پسندی اور ان کے خطرات کا بیان	375
ریاکاری سے حفاظت کے چار اصول	376
پہلا اصول	376
دوسرا اصول	377
دنیا و آخرت دونوں مل جائیں گے	377
تیسرا اصول / چوتھا اصول	378
بے انتہا خسارہ و محرومی	379
نیتوں سے انجام میں فرق	380
خود پسندی سے بچانے والے اصول	381
پہلا اصول	381
وقت کی قدر و قیمت کیسے بڑھائیں؟	382
قدر و قیمت مختلف ہونے کی مثال	383
دوسرا اصول	384
تیسرا اصول	385
سب سے بڑی بادشاہی	385
نوازشوں کے باوجود خود پسندی	386
فصل: فضلِ الٰہی بھلا کر اپنے عمل کو اچھا جاننے والا	387
بے وقوفی و نادانی	387
خود پسندی سے بچانے والا تصور	388
کیا کبھی ایسی کوشش کی؟	389
فصل: خواب غفلت سے بیداری کی دعوت	390
اس گھاٹی کے تین اہم امور	390
عیب دار کپڑا اور فکرِ آخرت	390
ایک لفظ کی ریاکاری	391
دو حج کا ضیاع	392
شمار نہ ہو سکنے والا ثواب	392
ایک گھڑی 70 سال سے بڑھ گئی	393
ہیرا ہزار کوڑیوں سے بہتر ہے	393
جلال و عظمت، انعامات اور عیوب و آفات	394
بے شمار انعامات و احسانات	396
عیوب و آفات میں خطرناکی	397
عتاب و رحمت بھری حکایت	397
بزرگوں کی باتیں	397
دل کو ہلا دینے والی روایت	399
فصل: عبادت میں اخلاص کا بیان	406
اپنے نفس کو نصیحت	406
بندے پر فضل و رحمت	407
کھوٹی پونجی کی قبولیت	408

www.dawateislami.net

سب سے بڑا تحفہ	409	غافل وعاجز لوگ	425
ساتویں گھاٹی: **حمد وشکر کی گھاٹی**	410	لالچ دنیا نے تباہ کر دیا	426
شکر کی ضرورت واہمیت	410	بادشاہ اور غلام کی مثال	428
نعمتوں کو باندھ لو	411	نعمت کی تحقیر مت کرو	430
نعمتوں کی اقسام	412	اپنوں سے عیش وآرام کی دوری	432
قیمتی ہیرا اور نادر نکتہ	413	سب سے بڑی نعمت اسلام ہے	433
حمد وشکر کی حقیقت، تعریف اور حکم کا بیان	414	عِلمِ مصنف اور اعترافِ حقیقت	433
		بڑی نعمت پر شکر گزاری	434
حمد وشکر میں فرق	414	خفیہ تدبیر اور اقوالِ اسلاف	435
حمد وشکر کی تعریفات	415	عصمت میں آفت	435
حُجَّةُ الْاِسْلَام کی رائے	416	نوازشات سے دھوکا نہ کھانا	436
مصیبت پر شکر یا صبر؟	416	حفاظتِ ایمان کی دعا	437
مصیبت کے پہلو میں نعمتیں	417	کہیں اسلام نہ چھن جائے!	438
مصیبت در حقیقت نعمت ہے	417	ناشکری لے ڈوبی	438
کون سی نعمت خیر ہے؟	418	**فصل: بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کے وجوب کا بیان**	439
شکر والا افضل یا صبر والا؟	419		
صبر کی افضلیت پر دلائل	420	اعلیٰ خوبی اور ستھرا مرتبہ	439
حضرت مصنف کی رائے	421	ولیوں کا انداز شکر	440
فصل: حمد وشکر کے واجب ہونے کا بیان	422	دنیا کے بنیادی مصائب	441
		قیمتی ونایاب خزانے	442
دو بنیادی باتیں	422	شکر گزار تھوڑے ہیں	443
قدر والے کو نعمت ملتی ہے	423	سختیاں آسان ہو جاتی ہیں	444
دینی نعمت کی قدر دانی	424	لمحے بھر میں مقام ومرتبہ	445

www.dawateislami.net

پل بھر میں مقام معرفت	445	فرمانبردار بندے کی 40 بزرگیوں کا بیان	455
دنیا سے دین کی طرف	446		
رابعہ بصریہ کی زندگی میں انقلاب	446	دنیا کی 20 بزرگیاں	455
ایک سوال اور اس کا جواب	447	آخرت کی 20 بزرگیاں	458
فصل: دلوں سے طے ہونے والی روحانی راہِ آخرت کا بیان	448	بزرگیاں شمار سے باہر ہیں	461
		نہ ختم ہونے والی باتیں	462
نور کی طلب	448	چار ضروری باتیں	463
ایک سوال اور اس کا جواب	449	چار لوگوں پر انتہائی تعجب ہے	463
کاش! میں پیدا نہ ہوا ہوتا	450	راہِ عبادت کا خلاصہ و تفصیل	465
دونوں جہان میں سلامتی و بادشاہت	451	امام غزالی کی دعائیں	466
		تفصیلی فہرست	468
ولیوں کی شانیں	453	ماخذ و مراجع	482
اُخروی بادشاہت بڑی سلطنت	454	اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ کی کُتُب کا تعارف	485

کون کس کی خاطر پیدا ہوا؟

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: میں نے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو اپنی خاطر، آدم (عَلَیْہِ السَّلَام) کو محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خاطر اور باقی سب کچھ آدم (عَلَیْہِ السَّلَام) کی خاطر پیدا کیا اب جو شخص اس شے میں مصروف ہوگا جو میں نے اس کی خاطر پیدا کی ہے تو وہ شے اسے مجھ سے دور کر دے گی مگر جو شخص (سب سے منہ موڑ کر) میری یاد میں مشغول ہوگا تو میں ہر اس شے کا رخ اس کی طرف کر دوں گا جو میں نے اس کی خاطر پیدا کی۔

(قوت القلوب مُترجَم، ۲/ ۶۰۸)

www.dawateislami.net

ماخذ و مراجع

نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
قرآن پاک	کلام باری تعالیٰ	
ترجمۂ کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ متوفّٰی ۱۳۴۰ ھ	مکتبۃ المدینۃ ۱۴۳۲ھ
خزائن العرفان	مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۱۳۶۷ ھ	مکتبۃ المدینۃ ۱۴۳۵ھ
نورالعرفان	مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۱۳۹۱ھ	پیر بھائی کمپنی
التفسیر الکبیر	امام محمد بن عمر بن حسین رازی شافعی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۰ ھ
تفسیر القرطبی	امام محمد بن احمد انصاری قرطبی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۶۷۱ھ	دار الفکر ۱۴۲۰ ھ
صراط الجنان	مفتی ابو الصالح محمد قاسم قادری مدظلہ	مکتبۃ المدینۃ ۱۴۳۶ھ
صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ متوفّٰی ۲۵۶ ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری علیہ الرحمہ متوفّٰی ۲۶۱ ھ	دار ابن حزم ۱۴۱۹ھ
سنن الترمذی	امام محمد بن عیسٰی ترمذی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۲۷۹ ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
سنن ابی داود	امام ابوداود سلیمان بن اشعث علیہ الرحمہ متوفّٰی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۱ھ
سنن نسائی	امام احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۶ ھ
سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید قزوینی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۲۷۳ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ ھ
سنن دارمی	امام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۲۵۵ ھ	دار الکتاب العربی ۱۴۰۷ ھ
السنن الکبرٰی	امام احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۱ھ
ابن حبان	امام حافظ ابوحاتم محمد بن حبان علیہ الرحمہ متوفّٰی ۳۵۴ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۷ھ
المصنف	امام عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ علیہ الرحمہ متوفّٰی ۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
المصنف	امام حافظ ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام علیہ الرحمہ متوفّٰی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ
المسند	امام احمد بن محمد بن حنبل علیہ الرحمہ متوفّٰی ۲۴۱ ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ ھ
المسند	امام ابوبکر احمد بن عمرو بزار علیہ الرحمہ متوفّٰی ۲۹۲ ھ	مکتبۃ العلوم والحکم ۱۴۲۴ ھ
فردوس الاخبار	حافظ شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۵۰۹ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۰۶ھ
مسند الشامیین	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۳۶۰ ھ	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۹ھ

www.dawateislami.net

الادب المفرد	امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ متوفّٰی ۲۵۶ھ	ملتان پاکستان
مستدرک	امام محمد بن عبد اللہ حاکم علیہ الرحمہ متوفّٰی ۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۱۸ھ
شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ
الموسوعۃ	امام عبد اللہ بن محمد ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ متوفّٰی ۲۸۱ھ	المکتبۃ العصریۃ ۱۴۲۶ھ
المعجم الکبیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث ۱۴۲۲ھ
المعجم الاوسط	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۰ھ
نوادر الاصول	محمد بن علی حسین حکیم ترمذی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	مکتبۃ الامام بخاری
جامع بیان العلم	امام یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر قرطبی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۸ھ
حلیۃ الاولیاء	امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۸ھ
الزھد	امام احمد بن محمد بن حنبل علیہ الرحمہ متوفّٰی ۲۴۱ھ	دار الغد الجدید ۱۴۲۶ھ
الزھد	امام ابوعبد الرحمٰن عبد اللہ بن مبارک علیہ الرحمہ متوفّٰی ۱۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
الترغیب والترھیب	حافظ عبد العظیم بن عبد القوی منذری علیہ الرحمہ متوفّٰی ۶۵۶ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
الجامع الصغیر	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۵ھ
جمع الجوامع	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ
اخلاق النبی وآدابہ	امام عبد اللہ بن محمد المعروف بابی الشیخ علیہ الرحمہ متوفّٰی ۳۶۹ھ	دار الکتاب العربی ۱۴۲۸ھ
الشفا	عیاض بن موسٰی بن عیاض مالکی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ھند
العلل المتناھیۃ	ابوالفرج عبد الرحمٰن بن علی ابن جوزی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۴ھ
الملل والنحل	ابوالفتح محمد بن عبد الکریم شہرستانی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۵۴۸ھ	دار السرور ۱۳۶۸ھ
اللآلئ المصنوعۃ	امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۷ھ
الموضوعات	عبد الرحمن بن علی بن جوزی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۵۹۸ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۱ھ
تاریخ اصبہان	امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۸ھ
تاریخ جرجان	ابوالقاسم حمزہ بن یوسف سہمی جرجانی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۴۲۷ھ	عالم الکتب ۱۴۰۷ھ
تاریخ ابن عساکر	ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر علیہ الرحمہ متوفّٰی ۵۷۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۶ھ
البدایۃ والنہایۃ	اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۷۷۴ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ

www.dawateislami.net

معرفة الصحابة	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیة ۱۴۲۲ھ
المقاصد الحسنة	امام محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۹۰۲ھ	دار الکتاب العربی ۱۴۲۵ھ
عمدة القاری	امام بدر الدین محمود بن احمد عینی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۸۵۵ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
فتح الباری	امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیة ۱۴۲۵ھ
اتحاف السادة...	علامہ سید محمد مرتضٰی زبیدی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۱۲۰۵ھ	دار الکتب العلمیة ۲۰۰۹ء
بریقة محمودیة	مولانا ابو سعید خادمی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۱۱۶۸ھ	مصر ۱۳۱۸ھ
التعریفات للجرجانی	السید الشریف الجرجانی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۸۱۶ھ	دار النعمان
النہایة لابن اثیر	مبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری علیہ الرحمہ متوفّٰی ۶۰۶ھ	دار الکتب العلمیة ۱۴۱۱ھ
الدر المختار	محمد بن علی المعروف بعلاء الدین حصکفی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفة بیروت ۱۴۲۰ھ
رد المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفة بیروت ۱۴۲۰ھ
الفتاوی الہندیة	علامہ ہمام مولانا شیخ نظام علیہ الرحمہ متوفّٰی ۱۱۶۱ھ	دار الفکر ۱۴۱۱ھ
فتاوی رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۱۳۶۷ھ	مکتبة المدینہ
مراٰة المناجیح	مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
بہجة الاسرار	امام ابو الحسن علی بن یوسف شطنوفی علیہ الرحمہ متوفّٰی ۷۱۳ھ	دار الکتب العلمیة ۱۴۲۳ھ
فیضان سنت	علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ	مکتبة المدینہ

سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے شہزادے اور شہزادیاں

...تین شہزادے تھے جن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں: (1) حضرت سیِّدُنا قاسم (2) حضرت سیِّدُنا عبداللہ (3) حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان۔ **چار شہزادیاں تھیں** جن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں: (1) حضرت سیِّدَتُنا زینب (2) حضرت سیِّدَتُنا رُقَیَّہ (3) حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ کلثوم (4) حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہرا رَضِیَ اللہُ عَنْہُنَّ۔

(المواھب اللدنیة، الفصل الثانی فی ذکر اولاد الکرام، ۴/ ۳۱۳)

www.dawateislami.net

مجلس المدینۃ العلمیہ اور دیگر مجالس کی طرف سے پیش کردہ 447 کُتُب و رسائل

﴿شعبہ فیضانِ قراٰن﴾

01... تفسیر صراط الجنان جلد:1(کل صفحات:524)
02... تفسیر صراط الجنان جلد:2(کل صفحات:495)
03... تفسیر صراط الجنان جلد:3(کل صفحات:573)
04... تفسیر صراط الجنان جلد:4(کل صفحات:592)
05... تفسیر صراط الجنان جلد:5(کل صفحات:617)
06... تفسیر صراط الجنان جلد:6(کل صفحات:717)
07... تفسیر صراط الجنان جلد:7(کل صفحات:619)
08... تفسیر صراط الجنان جلد:8(کل صفحات:674)
09... تفسیر صراط الجنان جلد:9(کل صفحات:619)
10... معرفۃ القراٰن جلد:1(پارہ1تا5،کل صفحات:404)
11... معرفۃ القراٰن جلد:2(پارہ6تا10،کل صفحات:376)
12... معرفۃ القراٰن جلد:3(پارہ11تا15،کل صفحات:407)
13... معرفۃ القراٰن جلد:3(پارہ11تا15،کل صفحات:407)

﴿شعبہ فیضانِ حدیث﴾

01...فیضان ریاض الصالحین جلد:1(کل صفحات:656)
02...فیضان ریاض الصالحین جلد:2(کل صفحات:688)

﴿شعبہ کُتُب اعلیٰ حضرت﴾

اُردو کُتُب

01...راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل(رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاء بِدَعْوَۃِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاء)(کل صفحات:40)
02...کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات(کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِم)(کل صفحات:199)
03...فضائل دعا(اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِاٰدَابِ الدُّعَاء مَعَہٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَاءِ لِاَحْسَنِ الْوِعَاء)(کل صفحات:326)
04...عیدین میں گلے ملنا کیسا؟(وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْد)(کل صفحات:55)
05...والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق(اَلْحُقُوْق لِطَرْحِ الْعُقُوْق)(کل صفحات:125)
06...معاشی ترقی کا راز(حاشیہ و تشریح تدبیر فلاح و نجات و اصلاح)(کل صفحات:41)
07...الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت(مکمل چار حصے)(کل صفحات:561)
08...شریعت و طریقت(مَقَالُ الْعُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاء)(کل صفحات:57)
09...اعلیٰ حضرت سے سوال جواب(اِظْھَارُ الْحَقِّ الْجَلِی)(کل صفحات:100)

www.dawateislami.net

10...ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ)(اَلْیَاقُوْتَۃُ الْوَاسِطَۃ)(کل صفحات:60)

11... حقوق العباد کیسے معاف ہوں (اَعْجَبُ الْاِمْدَاد)(کل صفحات:47)

12...ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقِ اِثْبَاتِ ھِلَال)(کل صفحات:63)

13...اولاد کے حقوق (مَشْعَلَۃُ الْاِرْشَاد)(کل صفحات:31) 14...حدائق بخشش (کل صفحات:446)

15...ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہیدِ ایمان)(کل صفحات:74) 16...اَلْوَظِیْفَۃُ الْکَرِیْمَۃ(کل صفحات:46)

17...کنز الایمان مع خزائن العرفان (کل صفحات:1185) 18...فیضانِ خطبات رضویہ (کل صفحات:24)

19...اعتقاد الاحباب (دس عقیدے)(کل صفحات:200) 20 ...بیاض پاک حُجَّۃُ الْاِسْلَام (کل صفحات:37)

عربی کُتب

21...جَدُّ الْمُمْتَار عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَار (سات جلدیں)(کل صفحات:4000)

22...اَلتَّعْلِیْقُ الرَّضَوِی عَلٰی صَحِیْحِ الْبُخَارِی (کل صفحات:458) 23...اَلْفَضْلُ الْمَوْھَبِی (کل صفحات:46)

24...اَلزَّمْزَمَۃُ الْقُمَرِیَّۃ (کل صفحات:93) 25...اَجْلَی الْاِعْلَام (کل صفحات:70)

26...کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِم (کل صفحات:74) 27...اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃ (کل صفحات:60)

28...اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَۃ (کل صفحات:62) 29...تَمْھِیْدُ الْاِیْمَان (کل صفحات:77)

﴿شعبہ تراجم کُتب﴾

01...سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟ (تَمْھِیْدُ الْفَرْش فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَۃِ لِظِلِّ الْعَرْش)(کل صفحات:88)

02... مدنی آقا کے روشن فیصلے (اَلْبَاھِر فِیْ حُکْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بِالْبَاطِنِ وَالظَّاھِر)(کل صفحات:112)

03... نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّۃُ الْعُیُوْن وَ مُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن)(کل صفحات:142)

04... نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیثِ رسول (اَلْمَوَاعِظ فِی الْاَحَادِیْثِ الْقُدْسِیَّۃ)(کل صفحات:54)

05...جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِح فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِح)(کل صفحات:743)

06... جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد:1)(اَلزَّوَاجِر عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر)(کل صفحات:853)

07... جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد:2)(اَلزَّوَاجِر عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر)(کل صفحات:1012)

08...امامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کی وصیتیں (وَصَایَا اِمَامِ اَعْظَم عَلَیْہِ الرَّحْمَہ)(کل صفحات:46)

09...دین و دنیا کی انوکھی باتیں (اَلْمُسْتَطْرَف فِیْ کُلِّ فَنٍّ مُّسْتَظْرَف، جلد:1)(کل صفحات:552)

10...اصلاحِ اعمال (جلد:1)(اَلْحَدِیْقَۃُ النَّدِیَّۃ شَرْحُ طَرِیْقَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃ)(کل صفحات:866)

www.dawateislami.net

11... مختصر منہاج العابدین (تَنْبِيْهُ الْغَافِلِيْن مُخْتَصَرُ مِنْهَاجِ الْعَابِدِيْن) (کل صفحات:281)

12... نیکی کی دعوت کے فضائل (اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْف وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَر) (کل صفحات:98)

13... اللہ والوں کی باتیں (جلد:1) (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) (کل صفحات:896)

14... اللہ والوں کی باتیں (جلد:2) (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) (کل صفحات:625)

15... اللہ والوں کی باتیں (جلد:3) (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) (کل صفحات:580)

16... اللہ والوں کی باتیں (جلد:4) (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) (کل صفحات:510)

17... اللہ والوں کی باتیں (جلد:5) (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) (کل صفحات:571)

18... فیضانِ مزاراتِ اولیاء (كَشْفُ النُّوْر عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر) (کل صفحات:144)

19... دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّهْد وَقَصْرُ الْاَمَل) (کل صفحات:85)

20... عاشقانِ حدیث کی حکایات (اَلرِّحْلَة فِيْ طَلَبِ الْحَدِيْث) (کل صفحات:105)

21... احیاء العلوم (جلد:1) (اِحْيَاءُ عُلُوْمِ الدِّيْن) (کل صفحات:1124)

22... احیاء العلوم (جلد:2) (اِحْيَاءُ عُلُوْمِ الدِّيْن) (کل صفحات:1393)

23... احیاء العلوم (جلد:3) (اِحْيَاءُ عُلُوْمِ الدِّيْن) (کل صفحات:1290)

24... احیاء العلوم (جلد:4) (اِحْيَاءُ عُلُوْمِ الدِّيْن) (کل صفحات:911)

25... احیاء العلوم (جلد:5) (اِحْيَاءُ عُلُوْمِ الدِّيْن) (کل صفحات:814)

26... ایک چُپ سو سُکھ (حُسْنُ السَّمْت فِي الصَّمْت) (کل صفحات:37)

27... راہِ علم (تَعْلِيْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِيْقَ التَّعَلُّم) (کل صفحات:102)

28... حکایتیں اور نصیحتیں (اَلرَّوْضُ الْفَائِق) (کل صفحات:649)

29... فیضانِ علم و علما (فَضْلُ الْعِلْمِ وَالْعُلَمَاء) (کل صفحات:38)

30... اچھے برے عمل (رِسَالَةُ الْمُذَاكَرَة) (کل صفحات:122)

31... احیاء العلوم کا خلاصہ (لُبَابُ الْاِحْيَاء) (کل صفحات:641)

32... شکر کے فضائل (اَلشُّكْرُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ) (کل صفحات:122)

33... عُيُوْنُ الْحِكَايَات (مترجم حصہ اول) (کل صفحات:412)

34... عُيُوْنُ الْحِكَايَات (مترجم حصہ دوم) (کل صفحات:413)

35... شاہراہِ اولیاء (مِنْهَاجُ الْعَارِفِيْن) (کل صفحات:36)

www.dawateislami.net

36...حُسنِ اَخلاق(مَکَارِمُ الْاَخْلَاق)(کل صفحات:102) 37...منہاج العابدین(کل صفحات:496)
38...آنسوؤں کا دریا(بَحْرُالدُّمُوْع)(کل صفحات:300) 39...شرحُ الصُّدُور(مترجم)(کل صفحات:572)
40...قوت القلوب(مترجم جلد:1)(کل صفحات:826) 41...قوت القلوب(مترجم جلد:2)(کل صفحات:784)
42...آدابِ دین(اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن)(کل صفحات:63) 43...152رحمت بھری حکایات(کل صفحات:326)
44...بیٹے کو نصیحت(اَیُّھَاالْوَلَد)(کل صفحات:64) 45...76کبیرہ گناہ(الکبائر)(کل صفحات:264)

﴿شعبہ درسی کُتُب﴾

01...دیوان المتنبی مع الحاشیۃ المفیدہ اتقان الملتقی(کل صفحات:104)
02...الجلالین مع حاشیۃ انوار الحرمین المجلد الاول(کل صفحات:400)
03...الجلالین مع حاشیۃ انوار الحرمین المجلد الثانی(کل صفحات:374)
04...ریاض الصالحین مع حاشیۃ منہاج العارفین(کل صفحات:124)
05...شرح مئۃ عامل مع حاشیۃ الفرح الکامل(کل صفحات:147)
06...تلخیص المفتاح مع شرحہ الجدید تنویر المصباح(کل صفحات:229)
07...منتخب الابواب من احیاء علوم الدین(عربی)(کل صفحات:178)
08...دیوان الحماسۃ مع شرح اتقان الفراسۃ(کل صفحات:325)
09...قصیدۃ البردۃ مع شرح عصیدۃ الشہدۃ(کل صفحات:317)
10...التعلیق الرضوی علی صحیح البخاری(کل صفحات:458)
11...مراح الارواح مع حاشیۃ ضیاء الاصباح(کل صفحات:182)
12...شرح العقائد مع حاشیۃ جمع الفرائد(کل صفحات:385)
13...نور الایضاح مع حاشیۃ النور والضیاء(کل صفحات:392)
14...الاربعین النوویۃ فی الأحادیث النبویۃ(کل صفحات:155)
15...شرح الجامی مع حاشیۃ الفرح النامی(کل صفحات:429)
16...ھدایۃ النحو مع حاشیۃ عنایۃ النحو(کل صفحات:288)
17...اصول الشاشی مع احسن الحواشی(کل صفحات:306)
18...مئۃ عامل منظوم(فارسی مع ترجمہ و تشریح)(کل صفحات:28) 19...کتاب العقائد(کل صفحات:64)
20...مقدمۃ الشیخ مع التحفۃ المرضیۃ(کل صفحات:117) 21...الحق المبین(کل صفحات:131)

www.dawateislami.net

22... فیض الادب (مکمل حصہ اوّل، دوم)(کل صفحات:228)
23... فیضانِ سورۂ نور (کل صفحات:128)
24... دروس البلاغة مع شموس البراعة (کل صفحات:242)
25... نصاب النحو (کل صفحات:285)
26... نخبة الفكر مع شرح نزهة النظر (کل صفحات:175)
27... فیضان تجوید (کل صفحات:161)
28... صرف بہائی مع حاشیہ صرف بنائی (کل صفحات:64)
29... نصاب المنطق (کل صفحات:161)
30... نحو میر مع حاشية نحو منير (کل صفحات:205)
31... نصاب الادب (کل صفحات:200)
32... المرقاة مع حاشية المشكاة (کل صفحات:106)
33... انوار الحدیث (کل صفحات:466)
34... شرح الفقه الاكبر (للقاری) (کل صفحات:231)
35... نصاب التجوید (کل صفحات:85)
36... قصیدہ بردہ سے روحانی علاج (کل صفحات:22)
37... تعریفاتِ نحویة (کل صفحات:53)
38... خلاصۃ النحو (حصہ اول و دوم) (کل صفحات:214)
39... شرح مائة عامل (کل صفحات:38)
40... تيسير مصطلح الحديث (کل صفحات:194)
41... نصاب الصرف (کل صفحات:352)
42... خاصیات ابواب الصرف (کل صفحات:141)
43... خلفائے راشدین (کل صفحات:352)
44... الكافيه مع شرح ناجيه (کل صفحات:259)
45... المحادثة العربية (کل صفحات:104)
46... تلخيص اصول الشاشی (کل صفحات:144)
47... نصاب اصولِ حدیث (کل صفحات:95)

﴿شعبہ فیضان مدنی مذاکرہ﴾

01... قسط2: مقدس تحریرات کے آداب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات:48)
02... قسط8: سرکار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اندازِ تبلیغ دین (کل صفحات:32)
03... قسط5: گونگے بہروں کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات:25)
04... قسط18: تجدید ایمان و تجدیدِ نکاح کا آسان طریقہ (کل صفحات:27)
05... قسط1: وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج (کل صفحات:48)
06... قسط7: اصلاحِ امت میں دعوتِ اسلامی کا کردار (کل صفحات:28)
07... قسط4: بلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات:48)
08... قسط3: پانی کے بارے میں اہم معلومات (کل صفحات:48)
09... قسط15: اپنے لئے کفن تیار رکھنا کیسا؟ (کل صفحات:32) 10... قسط16: نیکیاں چھپاؤ (کل صفحات:108)
11... قسط13: ساداتِ کرام کی تعظیم (کل صفحات:30) 12... قسط6: جنتیوں کی زبان (کل صفحات:31)
13... قسط11: نام کیسے رکھے جائیں؟ (کل صفحات:44) 14... قسط10: وَلِیُّ اللّٰہ کی پہچان (کل صفحات:36)

www.dawateislami.net

15...قسط14: تمام دنوں کا سردار (کل صفحات:32)
16...قسط12: مساجد کے آداب (کل صفحات:36)
17...قسط9: یقین کامل کی برکتیں (کل صفحات:32)
18...قسط17: یتیم کسے کہتے ہیں؟ (کل صفحات:28)

﴿شعبہ تخریج﴾

01...صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا عشق رسول (کل صفحات:274)
02...فیضان یٰس شریف مع دعائے نصف شعبان المعظم (کل صفحات:20)
03...بہار شریعت جلد سوم (حصہ 14 تا 20) (کل صفحات:1332)
04...جنت کے طلبگاروں کے لئے مدنی گلدستہ (کل صفحات:470)
05...تحقیقات (کل صفحات:142)
06...بہار شریعت جلد دوم (حصہ 7 تا 13) (کل صفحات:1304)
07...فیضانِ نماز (کل صفحات:49)
08...بہار شریعت جلد اول (حصہ 1 تا 6) (کل صفحات:1360)
09...جنتی زیور (کل صفحات:679)
10...اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ (کل صفحات:59)
11...آئینۂ قیامت (کل صفحات:108)
12...عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات:422)
13...علم القرآن (کل صفحات:244)
14...بہار شریعت (سولہواں حصہ) (کل صفحات:312)
15...کراماتِ صحابہ (کل صفحات:346)
16...گلدستہ عقائد واعمال (کل صفحات:244)
17...اخلاق الصالحین (کل صفحات:78)
18...سیرتِ رسولِ عربی (کل صفحات:758)
19...منتخب حدیثیں (کل صفحات:246)
20...اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات:56)
21...اربعین حنفیہ (کل صفحات:112)
22...جہنم کے خطرات (کل صفحات:207)
23...سوانح کربلا (کل صفحات:192)
24...حق وباطل کا فرق (کل صفحات:50)
25...19 دُرُود وسلام (کل صفحات:16)
26...بہشت کی کنجیاں (کل صفحات:249)
27...اسلامی زندگی (کل صفحات:170)
28...مکاشفۃ القلوب (کل صفحات:692)
29...سرمایۂ آخرت (کل صفحات:200)
30...سیرتِ مصطفٰی (کل صفحات:875)
31...آئینۂ عبرت (کل صفحات:133)

﴿شعبہ فیضانِ صحابہ﴾

01...فیضانِ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ (جلد اول) (کل صفحات:864)
02...فیضانِ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ (جلد دوم) (کل صفحات:856)
03...حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ (کل صفحات:132)
04...حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ (کل صفحات:89)

www.dawateislami.net

05... حضرت طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ(کل صفحات:56)

06... حضرت زبیر بن عوام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ(کل صفحات:72)

07... فیضانِ صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ(کل صفحات:720)

08... حضرت ابو عبیدہ بن جراح رَضِیَ اللہُ عَنْہ(کل صفحات:60)

09... فیضانِ سعید بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ(کل صفحات:32)

10... فیضان امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ(کل صفحات:56)

﴿شعبہ فیضانِ صحابیات﴾

01... بارگاہِ رسالت میں صحابیات کے نذرانے(کل صفحات:48)

02... فیضانِ حضرت آسیہ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا) (کل صفحات:36)

03... صحابیات اور نصیحتوں کے مدنی پھول(کل صفحات:144)

04... صحابیات اور پردہ(کل صفحات:56)

05... فیضانِ بی بی مریم(رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا)(کل صفحات:91)

06... شانِ خاتونِ جنت(کل صفحات:501)

07... صحابیات اور عشقِ رسول(کل صفحات:64)

08... فیضانِ خدیجۃ الکبریٰ(کل صفحات:84)

09... فیضانِ امہات المؤمنین(کل صفحات:367)

10... فیضانِ عائشہ صدیقہ(کل صفحات:608)

﴿شعبہ اصلاحی کُتب﴾

01... اعرابی کے سوالات عربی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جوابات(کل صفحات:118)

02... حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات(کل صفحات:590)

03... غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حالات(کل صفحات:106)

04... 40 فرامین مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم(کل صفحات:87)

05... اسلام کی بنیادی باتیں(حصہ سوم)(کل صفحات:352)

06... اسلام کی بنیادی باتیں(حصہ اول)(کل صفحات:60)

07... تکبر(کل صفحات:97)

08... اسلام کی بنیادی باتیں(حصہ دوم)(کل صفحات:104)

09... حرص(کل صفحات:232)

10... اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں(کل صفحات:49)

11... بدشگونی(کل صفحات:128)

12... نیک بننے اور بنانے کے طریقے(کل صفحات:696)

13... ریاکاری(کل صفحات:170)

14... فیضانِ اسلام کورس(حصہ دوم)(کل صفحات:102)

15... فکرِ مدینہ(کل صفحات:164)

16... فیضانِ اسلام کورس(حصہ اول)(کل صفحات:79)

17... نور کا کھلونا(کل صفحات:32)

www.dawateislami.net

18... محبوبِ عطار کی 122حکایات (کل صفحات:208)
19... بغض و کینہ (کل صفحات:83)
20... نیکیاں برباد ہونے سے بچایئے (کل صفحات:103)
21... بد گُمانی (کل صفحات:57)
22... نماز میں لقمہ دینے کے مسائل (کل صفحات:39)
23... بہتر کون؟ (کل صفحات:139)
24... چندہ کرنے کی شرعی احتیاطیں (کل صفحات:47)
25... فیضانِ زکوٰۃ (کل صفحات:150)
26... اسلام کے بنیادی عقیدے (کل صفحات:122)
27... حسد (کل صفحات:97)
28... امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32)
29... تربیتِ اولاد (کل صفحات:187)
30... قوم جنّات اور امیر اہلسنّت (کل صفحات:262)
31... عشر کے احکام (کل صفحات:48)
32... توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات:124)
33... آقا کا پیارا کون؟ (کل صفحات:63)
34... مزاراتِ اولیاء کی حکایات (کل صفحات:48)
35... ٹی وی اور مُووی (کل صفحات:32)
36... قبر میں آنے والا دوست (کل صفحات:115)
37... تکلیف نہ دیجئے (کل صفحات:219)
38... کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات:63)
39... فیضان معراج (کل صفحات:134)
40... طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30)
41... سنّتیں اور آداب (کل صفحات:125)
42... جلد بازی کے نقصانات (کل صفحات:168)
43... انفرادی کوشش (کل صفحات:200)
44... حافظہ کیسے مضبوط ہو؟ (کل صفحات:200)
45... ضیائے صدقات (کل صفحات:408)
46... تجہیز و تکفین کا طریقہ (کل صفحات:358)
47... خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ (کل صفحات:160)
48... احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66)
49... کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43)
50... آیاتِ قرانی کے انوار (کل صفحات:62)
51... جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152)
52... جیسی کرنی ویسی بھرنی (کل صفحات:110)
53... نام رکھنے کے احکام (کل صفحات:180)
54... فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات:120)
55... مفتی دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96)
56... تعارف امیر اہلسنّت (کل صفحات:100)
57... شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات:215)
58... تذکرہ صدرالافاضل (کل صفحات:25)
59... وہ ہم میں سے نہیں (کل صفحات:112)
60... تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)
61... حج وعمرہ کا مختصر طریقہ (کل صفحات:48)
62... وہ ہم میں سے نہیں (کل صفحات:112)
63... فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325)

﴿شعبہ امیر اہلسنت﴾

01... علم وحکمت کے 125 مدنی پھول (تذکرہ امیر اہلسنت قسط5) (کل صفحات:102)

www.dawateislami.net

02... سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیغام عطار کے نام (کل صفحات:49)
03... حقوق العباد کی احتیاطیں (تذکرہ امیر اہلسنت قسط6) (کل صفحات:47)
04... اصلاح کا راز (مدنی چینل کی بہاریں حصہ دوم) (کل صفحات:32)
05... تذکرۂ امیر اہلسنّت (قسط7) (پیکر شرم وحیا) (کل صفحات:86)
06... 25کرسچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام (کل صفحات:33)
07... دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات:24)
08... تذکرۂ امیر اہلسنّت (قسط3) (سنّتِ نکاح) (کل صفحات:86)
09... شادی خانہ بربادی کے اسباب اور ان کا حل (کل صفحات:16)
10... پانچ روپے کی برکت سے سات شادیاں (کل صفحات:32)
11... آداب مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات:275)
12... گونگا مبلغ (کل صفحات:55)
13... اوباش دعوتِ اسلامی میں کیسے آیا؟ (کل صفحات:32)
14... گمشدہ دولہا (کل صفحات:33)
15... غریب فائدے میں ہے (بیان1) (کل صفحات:30)
16... خوفناک بلا (کل صفحات:33)
17... میں نے ویڈیو سینٹر کیوں بند کیا؟ (کل صفحات:32)
18... ناکام عاشق (کل صفحات:32)
19... دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں (کل صفحات:220)
20... انوکھی کمائی (کل صفحات:32)
21... اداکاری کا شوق کیسے ختم ہوا؟ (کل صفحات:32)
22... نور ہدایت (کل صفحات:32)
23... جوانی کیسے گزاریں؟ (بیان2) (کل صفحات:32)
24... قبر کھل گئی (کل صفحات:48)
25... میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات:33)
26... سنگر کی توبہ (کل صفحات:32)
27... مخالفت محبت میں کیسے بدلی؟ (کل صفحات:33)
28... پراسرار کتا (کل صفحات:27)
29... چمکتی آنکھوں والے بزرگ (کل صفحات:32)
30... اجنبی کا تحفہ (کل صفحات:32)
31... تذکرۂ امیر اہلسنّت (قسط1) (کل صفحات:49)
32... بیٹے کی رہائی (کل صفحات:32)
33... چل مدینہ کی سعادت مل گئی (کل صفحات:32)
34... چمکدار کفن (کل صفحات:32)
35... تذکرۂ امیر اہلسنّت (قسط2) (کل صفحات:48)
36... غافل درزی (کل صفحات:36)
37... تذکرۂ امیر اہلسنّت (قسط4) (کل صفحات:49)
38... جنوں کی دنیا (کل صفحات:32)
39... نومسلم کی درد بھری داستان (کل صفحات:32)
40... خوشبودار قبر (کل صفحات:32)
41... والدہ کا نافرمان امام کیسے بنا؟ (کل صفحات:32)
42... نادان عاشق (کل صفحات:32)

www.dawateislami.net

43...نورانی چہرے والے بزرگ (کل صفحات:32)
44...روحانی منظر (کل صفحات:32)
45...بداطوار شخص عالم کیسے بنا؟ (کل صفحات:32)
46...کینسر کا علاج (کل صفحات:32)
47...والدین کے نافرمان کی توبہ (کل صفحات:32)
48...دلوں کا چین (کل صفحات:32)
49...بریک ڈانسر کیسے سدھرا؟ (کل صفحات:32)
50...بابرکت روٹی (کل صفحات:32)
51...قاتل امامت کے مصلے پر (کل صفحات:32)
52...مردہ بول اٹھا (کل صفحات:32)
53...معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟ (کل صفحات:32)
54...شرابی کی توبہ (کل صفحات:33)
55...عطاری جن کا غُسلِ میّت (کل صفحات:24)
56...بھیانک حادثہ (کل صفحات:30)
57...ولی سے نسبت کی برکت (کل صفحات:32)
58...باکردار عطاری (کل صفحات:32)
59...ڈانسر بن گیا سنتوں کا پیکر (کل صفحات:32)
60...آنکھوں کا تارا (کل صفحات:32)
61...ڈانسر نعت خوان بن گیا (کل صفحات:32)
62...کفن کی سلامتی (کل صفحات:32)
63...اغوا شدہ بچوں کی واپسی (کل صفحات:32)
64...مدینے کا مسافر (کل صفحات:32)
65...ساس بہو میں صلح کا راز (کل صفحات:32)
66...بدنصیب دولہا (کل صفحات:32)
67...خوفناک دانتوں والا بچہ (کل صفحات:32)
68...اسلحے کا سوداگر (کل صفحات:32)
69...نشے باز کی اصلاح کا راز (کل صفحات:32)
70...بدکردار کی توبہ (کل صفحات:32)
71...شرابی، مؤذن کیسے بنا؟ (کل صفحات:32)
72...بے قصور کی مدد (کل صفحات:32)
73...کرسچین مسلمان ہوگیا (کل صفحات:32)
74...راہِ سنّت کا مسافر (کل صفحات:32)
75...مفلوج کی شفایابی کا راز (کل صفحات:32)
76...ہیروئنچی کی توبہ (کل صفحات:32)
77...بدچلن کیسے تائب ہوا؟ (کل صفحات:32)
78...میں نیک کیسے بنا؟ (کل صفحات:32)
79...جھگڑالو کیسے سدھرا؟ (کل صفحات:32)
80...عجیب الخلقت بچی (کل صفحات:32)
81...کرسچین کا قبولِ اسلام (کل صفحات:32)
82...قبرستان کی چڑیل (کل صفحات:24)
83...جرائم کی دنیا سے واپسی (کل صفحات:32)
84...فلمی اداکار کی توبہ (کل صفحات:32)
85...بھنگڑے باز سدھر گیا (کل صفحات:32)
86...سینما گھر کا شیدائی (کل صفحات:32)
87...ماڈرن نوجوان کی توبہ (کل صفحات:32)
88...ڈاکوؤں کی واپسی (کل صفحات:32)
89...خوش نصیبی کی کرنیں (کل صفحات:32)
90...سینگوں والی دلہن (کل صفحات:32)
91...ڈرامہ ڈائریکٹر کی توبہ (کل صفحات:32)
92...کالے بچھو کا خوف (کل صفحات:32)

www.dawateislami.net

93...جواری وشرابی کی توبہ (کل صفحات:32)
94...حیرت انگیز حادثہ (کل صفحات:32)
95...صلوٰۃ وسلام کی عاشقہ (کل صفحات:33)
96...حیرت انگیز گلوکار (کل صفحات:32)
97...سنّت رسول کی محبت (کل صفحات:32)
98...عمامہ کے فضائل (کل صفحات:517)
99...فیضانِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:101)
100...بری سنگت کا وبال (کل صفحات:32)
101...میٹھے بول کی برکتیں (کل صفحات:32)
102...چند گھڑیوں کا سودا (کل صفحات:32)
103...گلوکار کیسے سدھرا؟ (کل صفحات:32)
104...میوزکل شو کا متوالا (کل صفحات:32)
105...میں حیادار کیسے بنی؟ (کل صفحات:32)
106...رسائل مدنی بہار (کل صفحات:368)
107...مجوسی کا قبول اسلام (کل صفحات:62)
108...مدنی ماحول کیسے ملا؟ (کل صفحات:56)

﴿شعبہ اولیا وعلما﴾

01...فیضانِ مولانا محمد عبد السلام قادری (کل صفحات:70)
02...فیضانِ بہاؤالدین ذکریا ملتانی (کل صفحات:74)
03...عطار کا پیارا (کل صفحات:166)
04...فیضانِ مفتی احمد یار خان نعیمی (کل صفحات:71)
05...فیضانِ بابا بھلے شاہ (کل صفحات:75)
06...فیضانِ محدثِ اعظم پاکستان (کل صفحات:62)
07...فیضانِ حافظِ ملت (کل صفحات:32)
08...فیضانِ حضرت صابر پاک (کل صفحات:53)
09...فیضانِ علامہ کاظمی (کل صفحات:70)
10...فیضانِ سید احمد کبیر رفاعی (کل صفحات:33)
11...فیضانِ پیر مہر علی شاہ (کل صفحات:33)
12...فیضانِ شمس العارفین (کل صفحات:79)
13...فیضانِ سلطان باہو (کل صفحات:32)
14...فیضانِ عثمان مروندی (کل صفحات:43)
15...فیضانِ داتا علی ہجویری (کل صفحات:84)
16...فیضانِ بابا فرید گنج شکر (کل صفحات:115)
17...فیضانِ خواجہ غریب نواز (کل صفحات:32)

﴿شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی﴾

01...باطنی بیماریوں کی معلومات (کل صفحات:352)
02...گلدستۂ درودوسلام (کل صفحات:660)

مجلس المدینۃ العلمیہ کی معاونت سے دیگر مجالس کی کُتُب

﴿مجلسِ افتاء﴾

01...ویلنٹائن ڈے (قرآن وحدیث کی روشنی میں) (کل صفحات:34)

www.dawateislami.net

02... فتاوٰی اہلسنّت احکام روزہ واعتکاف (کل صفحات:34)

03...بنیادی عقائد و معمولات اہلسنت (کل صفحات:135) 04...فتاوٰی اہلسنّت احکامِ زکوٰۃ (کل صفحات:612)

05...مالِ وراثت میں خیانت مت کیجئے (کل صفحات:42) 06...عقیدۂ آخرت (کل صفحات:41)

07...کرسی پر نماز پڑھنے کے احکام (کل صفحات:34) 08تا15...فتاوٰی اہلسنّت (آٹھ حصے)

﴿مرکزی مجلسِ شوریٰ﴾

01...مدنی کاموں کی تقسیم کے تقاضے (کل صفحات:73)

02...کامل مرید (کل صفحات:48)

03...گستاخِ رسول کا عملی بائیکاٹ (کل صفحات:52)

04...وقفِ مدینہ (کل صفحات:86)

05...اللہ والوں کا اندازِ تجارت (کل صفحات:68)

06...12مدنی کام (کل صفحات:72)

07...فیصلہ کرنے کے مدنی پھول (کل صفحات:56)

08...عشق رسول (کل صفحات:54)

09...صحابی کی انفرادی کوشش (کل صفحات:124)

10...مقصدِ حیات (کل صفحات:60)

11...یہ وقت بھی گزر جائے گا (کل صفحات:39)

12...جنت کا راستہ (کل صفحات:56)

13...رسائل دعوت اسلامی (کل صفحات:422)

14...فیضانِ مرشد (کل صفحات:46)

15...شوہر کو کیسا ہونا چاہئے؟ (کل صفحات:47)

16...چوک درس (کل صفحات:36)

17...پیر پر اعتراض منع ہے (کل صفحات:59)

18...بیٹی کی پرورش (کل صفحات:72)

19...علما پر اعتراض منع ہے (کل صفحات:34)

20...موت کا تصور (کل صفحات:44)

21...تنظیمی کاموں کی تقسیم (کل صفحات:50)

22...پیارے مرشد (کل صفحات:48)

23...ایک زمانہ ایسا آئے گا (کل صفحات:51)

24...علم و علما کی شان (کل صفحات:51)

25...ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ (کل صفحات:116)

26...جامع شرائط پیر (کل صفحات:87)

27...گناہوں کی نحوست (کل صفحات:112)

28...صدائے مدینہ (کل صفحات:32)

29...ایک آنکھ والا آدمی (کل صفحات:48)

30...سیرتِ ابو درداء (کل صفحات:75)

31...سود اور اس کا علاج (کل صفحات:92)

32...صدقے کا انعام (کل صفحات:60)

33...احساسِ ذمہ داری (کل صفحات:50)

34...غیرت مند شوہر (کل صفحات:47)

35... اجتماعی سنتِ اعتکاف کا جدول (کل صفحات:195)

36...برائیوں کی ماں (کل صفحات:112)

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جُمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ✺ سنّتوں کی تربیت کے لئے **مَدَنی قافلے** میں عاشِقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ✺ روزانہ ”**فکرِ مدینہ**“ کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنْعامات** کا رِسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جَمْع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ۔ اپنی اِصلاح کے لیے ”**مَدَنی اِنْعامات**“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے ”**مَدَنی قافِلوں**“ میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ

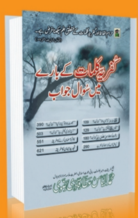

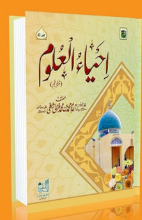

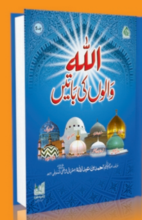

ISBN 978-969-631-871-2
0125610

مکتبۃ المدینہ
MAKTABA TUL MADINAH

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، بابُ المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net